شکنجہ
مظہر الحق علوی

اپنی نوعیت کا اچھوتا جاسوسی ناول

مصنف

یسمنڈ باگلی

مترجم

منظر الحق علوی

پہلا باب

(۱)

اچانک کسی کی لاش کا سامنا ہو جائے تو آدمی مشکل میں پھنس جاتا ہے اور خصوصاً اس وقت جب یہ لاش بے وارث ہو اور اس کے مرنے کی تصدیق ڈاکٹر نے نہ کی ہو اور اس کے مرنے کے باعث کی سند ڈاکٹر نے نہ دی ہو۔ یہ سچ ہے کہ اس لاش کے لاش بننے کا سبب کوئی بھی ڈاکٹر — حتیٰ کہ ہسپتال کی تعلیم گاہ سے نکلا ہوا نوآموز اور ناتجربہ کار ڈاکٹر بھی آسانی سے بتا سکتا تھا۔ وہ کہتا کہ یہ شخص دل کی حرکت بند ہو جانے سے مرا ہے۔ اور بدن کے اعضائے رئیسہ میں سے اس ایک رئیس عضو نے، جسے دل کہتے ہیں، اپنا فرض انجام دینا، یعنی شریانوں میں خون پہونچانا، اس لیے ترک کر دیا تھا کہ کسی نے ایک بڑے سے چاقو کا چمکدار اور تیز پھل دو پسلیوں کے درمیان سے گزار کر اتنی گہرائی تک ڈھکیل دیا تھا کہ اس تیز پھل نے دل کو چیر دیا تھا اور اس کا سارا خون باہر کی طرف بہا دیا تھا اور یوں دل نے اپنی حرکت بند کر دی تھی — میں نے کہا نا کہ موت کا سبب تھا حرکتِ قلب کا بند ہونا۔

اور آپ جانیئے اس وقت میں کسی بھی ڈاکٹر کو تلاش کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ اس سے سندِ مرگ لکھوالوں۔ اور یہ اس لئے کہ یہ چاقو میرا تھا اور اس کا دستہ اس وقت

میری گرفت میں تھا۔ جب اس کی، یعنی چاقو کی نوک نے اس شخص کے دل میں سوراخ کر کے اس کی زندگی کو باہر نکل جانے کی راہ دی تھی یا یوں کہو کہ راہ بنا دی تھی چنانچہ اب صورتِ حال یہ تھی کہ میں کھلی سڑک پر کھڑا ہوا تھا، لاش میرے قدموں میں پڑی ہوئی تھی اور میں خوفزدہ تھا — اس قدر خوفزدہ کہ میرے اعصاب انٹ پلٹ ہو رہے تھے اور اُن سے متلی اٹھ کر میرے حلق میں پھندے ڈال رہی تھی۔ اب یہ نہ میں جانتا ہوں اور نہ کہہ سکتا ہوں کہ بدترین بات کیا ہے — اب کسی واقف کار کو قتل کرنا یا کسی انجانے آدمی کا خون کرنا۔ یہ شخص جس کی لاش میرے قدموں میں پڑی ہوئی تھی، میرے لئے اجنبی تھا اور لاش بھی اجنبی تھی۔ نہ میں اسے پہلے جانتا تھا اور نہ اب پہچان سکا، اس شخص کو جس کی جان میں نے لی تھی، میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

الجھنوں میں ڈالے بغیر میں آپ کو شروع سے ہی کیوں نہ بتا دوں کہ یہ واقعہ کس طرح ہوا۔

کوئی دو گھنٹے پہلے ہوائی جہاز بادلوں کے غبار میں سے نکل کر نیچے آیا اور میں نے اس کی کھڑکی میں سے مانوس لیکن وحشتناک منظر کی طرف دیکھا۔ یہ جنوبی آئس لینڈ تھا۔ میرا جانا پہچانا علاقہ۔ جزیرہ نمائے ریکجانس پر سے گزرتے وقت ہوائی جہاز اور بھی نیچے اُتر آیا اور پھر ٹھیک مقررہ وقت پر کفلاوک انٹرنیشنل ایر پورٹ پر اُتر آیا جہاں اس وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جیسے بھورا آسمان رو رہا ہو۔

میں ہوائی جہاز سے اُترا ہوں تو نہتا تھا بشرطیکہ آپ "ساجان ودت" (چاقو) کو ہتھیاروں میں شمار نہ کریں۔ کسٹم کے افسروں کو بندوق کے ہتھیار پسند نہیں چنانچہ میں پستول لے کر نہ چلا تھا اور پھر ساؔئیڈ نے کہا تھا کہ اس کی

کوئی ضرورت بھی نہیں۔ رہا "سا جان دون" — یعنی اسکا چستانیوں کا کالا چاقو — تو اس بچارے کو بطور ہتھیار کے کوئی اہمیت ہی نہیں دی گئی۔ خصوصاً اِس دور میں اب تو ساجان دون کو اسکاچستان کے باشندے اس وقت اپنے گھٹنوں تک کے موزوں میں اوپر کی طرف اڑس لیتے ہیں جب وہ اپنا مکمل قومی لباس پہنتے ہیں۔ یعنی کسی قومی جشن کے موقع پر یا پھر یہ چاقو۔ ساجان دون۔ جنس مخالف کے زیورات میں شمار ہونے لگا ہے۔

میرا چاقو ایسا نہ تھا یعنی محض زیبائشی نہ تھا۔ یہ ساجان دون میرے دادا نے مجھے دیا تھا اور انھیں ان کے دادا نے دیا تھا چنانچہ یہ چاقو ڈیڑھ سو سال قدیم تھا اور اس طرح تاریخی بھی تھا۔ ہر جاندار ہیوا ہتھیار کی طرح اس چاقو میں بھی کوئی غیر ضروری چیز نہ تھی۔ حتیٰ کہ دستے پر بنے ہوئے نقش و نگار بھی بے مقصد نہ تھے۔ اس کے دستے کے ایک پہلو پر قدیم کلٹی قوم کی کلاسک زنجیر ہی کندہ تھی۔ چنانچہ اس کی وجہ سے جب چاقو کسی کے جسم میں اتارنے کے بعد واپس کھینچا جاتا تھا تو دستے پر گرفت مضبوط رہتی تھی۔ دستے کے دوسرے پہلو پر کچھ نہ تھا۔ یعنی وہ ہموار تھا۔ چنانچہ کسی جگہ الجھے بغیر آسانی سے شکار کے جسم میں سے نکل آتا تھا۔ پھل چار انچ سے کچھ کم لمبا تھا لیکن جسم کے مرکز حیات تک پہونچنے کے لئے کافی تھا۔ حتیٰ کہ موٹھ میں جڑا ہوا ارغوانی پتھر بھی غیر ضروری نہ تھا۔ یہ پتھر چاقو کے توازن کو برقرار رکھتا تھا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے یہ چاقو پھینک کر مارا جانے والا ایک عمدہ اور تیز ہتھیار بھی بن گیا تھا۔

یہ چاقو میرے بائیں موزے میں اوپر کی طرف ایک چپٹے خول میں رہتا تھا اور کہاں رہ بھی سکتا تھا؟ نمایاں جگہ پر کسی چیز کو رکھنا اسے محفوظ رکھنے کا بہترین طریقہ ہے کیونکہ لوگ اکثر دفعہ نمایاں جگہ کی طرف دیکھتے ہی نہیں۔

کسٹم آفیسر نے نہ تو میرا سامان کھلوا کر دیکھا اور نہ ہی میرے بدن کے بھی حصوں کی تلاشی لینا ضروری سمجھا۔ اس ملک میں میری آمد و رفت اتنی زیادہ رہی تھی کہ مجھے قریب قریب ہر شخص جاننے لگا تھا اور پھر یہ بات بھی بڑی معاون ثابت ہوئی تھی کہ آئس لینڈ کی زبان میں نہ صرف آسانی سے سمجھ لیتا بلکہ مقامی باشندوں کی سی ہی روانی سے بول لیتا تھا۔ آپ جانیئے صرف دو لاکھ آدمی ـــــ پوری دنیا میں صرف دو لاکھ آدمی آئس لینڈی زبان بولتے ہیں اور جب آئس لینڈ والوں کی مڈبھیڑ کسی ایسے بدیسی سے ہو جاتی ہے جو ان کی زبان بول لیتا ہے تو وہ بڑی بشاشت سے حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور اس پر واری جاتے ہیں کہ اس شخص نے مغز ماری کر کے ان کی زبان سیکھی ہے۔

"آپ پھر مچھلیوں کے شکار کو تشریف لائے ہیں مسٹر اسٹیورٹ؟" کسٹم آفیسر نے پوچھا۔

"جی ہاں" میں نے اثبات میں سر ہلایا "سالمون مچھلیوں کے شکار کو آیا ہوں۔ لیکن میں نے شکار کے آلات کو پاک و صاف کروا لیا ہے۔ یہ ہے اس کا سارٹیفکیٹ۔"

آئس لینڈ والے اپنے یہاں کی سالمون مچھلیوں کو اس وبا سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے جو برطانیہ کے دریاؤں میں مچھلیوں پر پورے زور و شور سے حملہ آور ہوئی تھی۔

اس نے سارٹیفکیٹ لے کر مجھے کسٹم کے دروازے سے باہر نکال دیا۔

"گڈ لک" اس نے کہا۔

میں نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا، دروازے میں سے نکل کر بھیڑ میں مل گیا اور پھر سلیڈ نے مجھے جو ضروری ہدایتیں دی تھیں ان میں کی نمبر

ایک کے مطابق میں کافی کی دکان میں پہونچا۔

ایک میز پر بیٹھ کر میں نے کافی کا آرڈر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک شخص آکر میری میز پر بیٹھ گیا اور "نیویارک ٹائمز" کی کاپی میز پر رکھتے ہوئے بولا

"شی ادہو — یہاں امریکہ سے زیادہ سردی ہے"

"برمنگھم اس سے بھی زیادہ سرد ہے" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور یوں "خفیہ شناختی الفاظ" کا احمقانہ بکھیڑا ختم ہوا تو اب معاملے کی بات شروع ہوئی۔

"وہ چیز اخبار میں لپٹی ہوئی ہے" وہ شخص بولا۔

یہ شخص جو میری میز پر آکر بیٹھا تھا اور جس کے اور میرے درمیان خفیہ شناختی الفاظ کا تبادلہ ہوا تھا، سر سے گنجا تھا اور چہرے پر اضطراب کے وہ آثار تھے جو السر کے مریضوں کے چہرے پر دیکھے جاتے ہیں۔ میں نے "نیویارک ٹائمز" پر شہادت کی انگلی مار کر پوچھا:۔

"اس میں ہے وہ چیز؟"

"ہاں"

"اور کیا ہے — وہ چیز؟"

"میں نہیں جانتا — تم جانتے ہو نا اسے کہاں پہونچانا ہے؟"

"اکوریاری"

"ٹھیک ہے"

"لیکن یہ کام میرے ہی کیوں سپرد کیا گیا؟ تم اسے نہیں پہونچا سکتے؟"

"نہیں" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا "میں دوسرے ہی ہوائی جہاز سے واپس امریکہ جا رہا ہوں"

صاف ظاہر تھا کہ وہ آئرلینڈ سے رخصت ہو جانے کے خیال سے بے حد خوش تھا۔

"چنانچہ اس خوشی میں میری طرف سے ایک کافی ہو جائے" میں نے کہا اور ویٹرس کو کافی لانے کا اشارہ کیا۔

"شکریہ" اس نے کہا اور کنجی کا حلقہ میز پر رکھ دیا "یہ اس کار کی کنجی ہے جو باہر پارکنگ لاٹ میں پارک ہوئی۔ اس کا نمبر پارکنگ لاٹ میں اس ستون پر لکھا ہوا ہے جس کے ماتھے پر ٹائمز کا اشتہاری بورڈ چڑھا ہوا ہے"

"بڑی مہربانی آپ کی" میں نے کہا "لیکن میں ٹیکسی حاصل کر لوں گا"

"میں کسی پر کوئی مہربانی نہیں کرتا" وہ گنجا بولا "میں کام اس لئے کرتا ہوں کہ مجھ سے ان کے کرنے کو کہا جاتا ہے ــ جیسا کہ تم خود کر رہے ہو ــ اور اس وقت میں کہنے کا کام کر رہا ہوں اور تم میرے کہنے پر عمل کرنے کا کام۔ اور دوسری بات بھی سن لو۔ تم رکجاوک جانے والی شاہراہ سے نہیں جا رہے بلکہ اس راستے سے جاؤ گے جو کرسوویک اور کلیفاوان ہو کر جاتا ہے"

اس وقت میں کافی کی پہلی چسکی لے چکا تھا چنانچہ جب اس نے یہ اعلان کیا تو مجھے اچھو لگ گیا۔ جب میرا سانس ٹھکانے آیا تو میں نے کہا :۔

"یہ تو مجھ سی کے بائیں کان کا سا معاملہ ہے۔ یعنی جب بایاں کان سیدھے ہاتھ اور آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے تو پھر بائیں بازو دوسرے گرد گھما کر اسے الٹی طرف سے کیوں پکڑا جائے ؟"

"اس لمبی چوڑی تمثیل کا مطلب میں نہیں سمجھا"

"مطلب صاف ہے۔ یہ لمبا راستہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس طرح فاصلہ دگنا ہو جاتا ہے اور پھر راستہ بھی خراب اور واہیات ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا" وہ بولا "میں تو پیغام پہونچانے والا ہوں۔ البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ لمبا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت ابھی ابھی ملی ہے چنانچہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے کان میں بھنک پڑ گئی ہو اور ہو سکتا ہے کہ شاہراہ پر کسی جگہ کوئی تمہارے لئے گھات لگائے بیٹھا ہو۔ بہرحال میں نہیں جانتا"

"آپ تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہیں جانتے" میں نے ایک بار پھر اخبار پر اپنی شہادت کی انگلی بجائی "آپ نہیں جانتے کہ اس میں کیا ہے، آپ نہیں جانتے کہ مجھے جزیرہ نمائے ریکجا آنس کا چکر کاٹ کر اپنی پوری رات پھر کیوں غارت کرنی ہے اور اگر میں نے آپ سے وقت پوچھا کہ اس وقت کیا بجا ہے تو یہ بھی شاید آپ نہ جانتے ہوں گے؟"

وہ اپنے ہونٹوں کا ایک کونا اوپر اٹھا کر مسکرایا۔

"ایک بات پر میں شرط بدنے کے لئے تیار ہوں" اس نے کہا "میں اتنا ضرور جانتا ہوں جتنا تم نہیں جانتے۔"

"یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے" میں نے تلخی سے کہا۔

یہ بھی سلیڈ کے مخصوص کاروباری قسم کے اصولوں میں سے ایک تھا۔ "جس سے جتنا کام لینا ہو اسے اتنی ہی بات سے واقف کرو" اب اگر آپ کچھ نہیں جانتے تو اس کا سلیڈ کو نہ تو کوئی افسوس ہوگا اور نہ ہی کوئی نقصان۔

گھنٹے نے اپنی کافی ختم کر دی۔

"اچھا تو اب میرا کام ختم ہوا — ہاں ایک بات اور — جب تم

رکجاوک پہونچو گے تو کار ہوٹل ساگا کے باہر پارک کر دینا اور اس کے قریب سے ہٹ کر چلے جانا۔ کار کا انتظار ہو جائے گا۔"

وہ مزید کچھ کہے بغیر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چل دیا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ جلد از جلد مجھ سے دور پہونچ جانا چاہتا تھا۔ ہماری مختصر گفتگو کے دوران وہ بے چین اور گھبرایا ہوا رہا۔ جس نے خود مجھے متفکر کر دیا کیونکہ سلیڈ نے جو کچھ کہا تھا اس سے اس شخص کی گھبراہٹ میل نہ کھاتی تھی بلکہ سلیڈ کے الفاظ کو جھوٹا یا بے بنیاد ثابت کر رہی تھی۔

"بے حد آسان کام ہے" اس نے کہا تھا "تم ایک پیغامبر لڑکے کی خدمت انجام دو گے اور بس۔"

اور جس طرح طنز سے مسکرایا تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس کے نزدیک میں ایسے ہی بھونڈی کام کے لائق ہوں۔

میں اٹھا اور اخبار اٹھا کر بغل میں دبا لیا۔ اس میں لپٹا ہوا پیکٹ خاصا وزنی تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ تکلیف دہ ہو۔ میں نے اپنا سامان اٹھایا اور کار کی تلاش میں باہر آگیا۔ کار مل گئی۔ فورڈ — کارٹینا تھی۔ چند منٹ کے بعد ہی میں کفلاوک کی طرف اور سمت جنوب میں اور رکجاوک سے، جہاں مجھے پہونچنا تھا، دور جا رہا تھا۔ کاش کہ اس وقت وہ گدھا دانا حکیم میرے سامنے ہوتا جس نے کہا ہے کہ — "طویل اور دشوار گزار راہ سلامتی کی راہ ہوتی ہے۔"

کار جب دیٹرن اور نسبتاً ہموار سڑک پر آگئی تو میں نے ایک ہاتھ پیچھے کی طرف لمبا کر کے سیٹ پر سے، جہاں میں اسے پھینکا تھا، پیکٹ اٹھا لیا وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ سلیڈ نے کہا تھا — چھوٹا لیکن خلاف توقع وزنی۔ اسا

پر ٹاٹ لپٹا ہوا تھا جس کے کونے اور جوڑ مہارت سے سی دیے گئے تھے اور اس کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اس پر احتیاط سے انگلی بجائی تو معلوم ہوا کہ ٹاٹ کی آغوش میں دھات کا بکس ہے اور اسے ہلا کر دیکھا تو اور کوئی چیز نہ ڈھنکی، نہ کھٹی کھڑائی اور نہ بجی۔

میں نے بکس کو الٹ پلٹ کر دیکھا، غور سے دیکھا، ٹھوک بجا کر دیکھا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا چنانچہ میں نے اسے پھر اخبار میں لپیٹ کر پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ اور کار ڈرائیو کرتا رہا۔ بارش تھم گئی تھی اور کار چلانے کی کیفیت اتنی بری نہ تھی —— میرا مطلب ہے آئس لینڈ کی مناسبت سے آئس لینڈ کی تقریباً ہر سڑک کا یہ حال ہے کہ اس کے مقابلے میں ہمارے انگلستان کے کھیتوں میں سے گزرتی ہوئی پگڈنڈیاں شاہراہ معلوم ہوتی ہیں —— یعنی آئس لینڈ میں جہاں جہاں سڑکیں ہیں میں ان کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ لیکن اندرونِ ملک میں، جسے آئس لینڈ کے باشندے "اوب جیوڑ" کہتے ہیں، کوئی سڑک، کوئی راستہ نہیں ہے اور موسم سرما میں اس علاقے میں —— یعنی "اوب جیوڑ" میں پہونچنا اتنا ہی دشوار ہوتا ہے جتنا کہ شاید چاند پر پہنچنا۔ البتہ اگر آپ انتہا درجے کے خطرناک مہم جو ہیں تو بات دوسری ہے اور پھر یہ علاقہ چاند کی سطح سے بے حد مشابہ بھی ہے —— نیلی آرم اسٹرانگ چاند پر پہونچنے سے پہلے "وہاں کس طرح چلا جائے" کی مشق اسی علاقے میں کی تھی۔

میں کار بھگاتا رہا اور کرسویوک پہونچ کر میں نے کار کو اندرونِ ملک کی طرف موڑ دیا اور ان ڈھلانوں کو ایک طرف چھوڑ دیا جو بخارات سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ یہاں بطنِ زمین کی گرمی اندر ہی اندر بخارات بناتی ہے چنانچہ یہ بخارات براہِ راست بطنِ زمین سے اٹھتے ہیں۔ جھیل کلیفاوان سے ذرا ادھر مجھے ذرا دور پر ایک کار نظر آئی جو راستے کے کنارے پر کھڑی ہوئی تھی اور اس کے قریب

کھڑا ہوا ایک آدمی اپنا ایک ہاتھ ہلا کر وہ اشارہ کر رہا تھا جو گویا عالمی ہے اور جو مصیبت میں پھنسا ہوا "کاروالا" کرتا ہے اور دوسرا کار والا اس اشارے کو بخوبی پہچانتا ہے۔

ہم دونوں اوّل درجے کے گدھے تھے۔ میں اس لئے کہ میں نے کار روک لی اور وہ اس لئے کہ وہ اکیلا تھا۔ پہلے اس نے بگڑی ہوئی ڈینمارکی میں اور پھر عمدہ سویڈنی میں بات کی۔ یہ دونوں ہی زبانیں میں جانتا تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ اس کی کار میں کچھ خرابی ہو گئی تھی اور سرتوڑ کوشش کے باوجود وہ یہ خرابی دور نہ کر سکا تھا۔

میں اپنی فورڈ سے باہر آیا۔

"مجھے لنڈھوم کہتے ہیں" وہ بولا اور اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ آداب رسوم کے مطابق میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اخلاقاً گرمجوشی سے ایک دفعہ اوپر نیچے ہلا دیا۔

"میرا نام اسٹیورٹ ہے" میں نے کہا۔

اس کی کار جرمنی واکس واگن تھی جس کا انجن پیچھے ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس وقت انجن کے اوپر کا ڈھکن اٹھا ہوا تھا۔ میں جھک کر دیکھنے لگا کہ شاید اس کی خرابی معلوم کر سکوں۔

میرا خیال ہے کہ ابتدا میں میری جان لینے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اگر ہوتا تو اس کے لئے اس نے بلا تاخیر اپنا پستول استعمال کر لیا ہوتا۔ لیکن اس کے بجائے اس نے یہ کیا کہ ایک ایسے موٹے ڈنڈے سے، جو سیسے سے منڈھا ہوا تھا، مجھ پر وار کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ عین اس وقت جب وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر عین میرے پیچھے آ گیا تب مجھے احساس ہوا کہ میں اعلیٰ درجے کا احمق ہوں — اور

یہ حماقت نتیجہ تھا اس کا کہ میں عرصے سے اس قسم کے معاملات سے دور رہا تھا خیر۔
اس احساس کے ساتھ میں نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو اس کا ڈنڈے والا ہاتھ
بلند تھا۔ میں غوطہ مار گیا۔ اگر ڈنڈے کا وصال میری کھوپڑی سے ہو گیا ہوتا تو
میرا بھیجا سڑک پر بکھر جاتا۔ لیکن میرے غوطہ مار جانے سے یہ ہوا کہ ڈنڈا میرے
سر کے بجائے شانے پر پڑا اور اس کی ضرب سے میرا پورا بازو سن ہو گیا۔

میں نے اپنے وزنی جوتے کی ٹھوکر اس کی پنڈلی کے اگلے حصے پر جمائی اور میرے
جوتے کی نوک نے گھٹنوں کے نیچے سے لے کر ٹخنوں تک اس کی کھال پھاڑ دی۔ تکلیف
کی ایک چیخ کے ساتھ وہ پیچھے ہٹ گیا اور مجھے بھی پیچھے ہٹ کر کار کو ہم دونوں
کے درمیان حائل کر دینے کا موقع مل گیا۔ اور تب میں نے اپنا "ساجان دوف"
گھسیٹ لیا۔ خوش قسمتی سے یہ چاقو بائیں ہاتھ سے استعمال کیا جاتا تھا اور
یہ اچھا ہی تھا کیونکہ میرا دایاں بازو تو اس وقت کچھ کام کا نہ رہا تھا۔

وہ پھر لپک کر میری طرف آیا لیکن میرے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر ٹھٹھک
گیا اور اس کے ہونٹ اس کے دانتوں پر کھنچ گئے۔ اس نے ڈنڈا چھوڑ دیا اور اپنا
ہاتھ جاکٹ کے گریبان میں ڈال دیا۔ اور اب ٹھٹھکنے کی میری باری تھی۔ لیکن
اس کا ڈنڈا ضرورت سے زیادہ احتیاط سے بنایا گیا تھا کہ اس کے ایک سرے
پر تسمہ یا چرمی حلقہ تھا جو اس کی کلائی پر لپٹا ہوا تھا چنانچہ جاکٹ کی اندرونی
جیب یا شاید بغل کے نیچے لٹکتے ہوئے خول میں سے پستول کھینچنے میں حارج ہو رہا
تھا۔ اس نے پستول گھسیٹا ہی تھا کہ میں اس پر ٹوٹ پڑا۔

یقین کیجئے میں نے اس پر چاقو نہیں چلایا بلکہ ہوا یہ کہ وہ گھوم کر جھپٹا
اور جیسے اپنے آپ کو چاقو کے پھل میں پرو دیا۔ خون کا فوارہ اڑ کر میرے
ہاتھ کو سرخ اور چپچپا کر گیا۔ وہ نیم جان ہو کر مجھ پر گرا تو اس کے لبادے سے

انتہائی حیرت عیاں تھی۔ اور پھر وہ مجھ سے گھسٹا کھاتا نیچے کی طرف چلا، چاقو اس کی پسلیوں میں سے نکل آیا اور وہ میرے قدموں میں ڈھیر ہوگیا خون اس کے سینے کے زخم سے بہہ رہا اور لاوے کی خاک میں جذب ہو رہا تھا۔

چنانچہ یوں میں جنوبی آئس لینڈ کی ایک ویران سڑک پر اس طرح کھڑا ہوا تھا کہ ایک تازہ لاش میرے قدموں میں پڑی ہوئی تھی، میرے ہاتھ میں خون آلود چاقو تھا، حلق میں صفرا کی کڑواہٹ تھی اور دماغ ماؤف تھا۔ کار سے نکلنے سے لیکر زندہ لنڈھام کے — یہی اس نے اپنا نام بتایا تھا — مردہ لنڈھام بننے تک میں صرف دو منٹ گزرے تھے۔

اس کے بعد — میں سمجھتا ہوں — میں نے یہ نہ سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ بلکہ میں نے جو کچھ کیا سراسر میکانکی طور پر کیا اور میرے خیال میں یہ نتیجہ تھا میری پچھلی تربیت اور مشق کا۔ میں اپنی کار کی طرف لپکا اور اسے اسٹارٹ کر کے ذرا آگے لے آیا اور اب میری کار لاش اور سڑک کے درمیان کھڑی تھی۔ بے شک یہ سڑک ویران تھی لیکن یہ اس بات کی ضمانت تو نہ تھی کہ کوئی بھی کار اس طرف سے نہ گزرے گی اور اگر ایسا ہوا تو گویا میدان میں پڑی ہوئی لاش میرے خلاف قانون کے محافظوں کو ابھار سکتی تھی۔

اب میں نے نیویارک ٹائمز اٹھایا۔ اس اخبار میں جہاں بہت سی خصوصیات ہیں وہاں اس کی ایک یہ خصوصیت زبردست تھی کہ اس میں دنیا کے کسی اخبار سے زیادہ صفحات ہوتے ہیں۔ ان صفحات سے میں نے کار کی ڈکی کی درازیں بند کیں۔ اس طرف سے فرصت پا کر میں نے کار کو دیوری میں لیا اور لاش اٹھا کر ڈکی میں رکھ دی اور اس کا ڈھکن بند کر دیا۔ اب لنڈھام — لیشر ٹمکیہ یا جو اس کا نام ہو — نظروں سے اوجھل تھا حالانکہ دماغ اور تصور میں جوں کا توں

موجود تھا۔

اس کے جسم سے خون یوں بہا تھا جیسے مسلمانوں کے مذبح میں بہتا ہے۔ سڑک کے کنارے پر خون کا تالاب سا پیدا ہو گیا تھا۔ میری جاکٹ اور پتلون پر بھی خون کے دھبے تھے۔ لیکن اس وقت میں اپنے لباس کے سلسلے میں کچھ نہ کر سکتا تھا البتہ سڑک کے کنارے پر کے خون سے میں نے مٹھیاں بھر بھر کے لا دے کی خاک پر ڈال دی۔ اس طرف سے فرصت پا کر میں نے لنڈھام کی کار کے انجن کا ڈھکنا بند کیا، اگلی سیٹ پر اسٹیرنگ وھیل کے پیچھے بیٹھ کر کار کا انجن چلایا۔ لنڈھام نہ صرف خون کرنے والوں میں سے تھا بلکہ پرلے درجے کا جھوٹا بھی تھا۔ کیونکہ کار کا انجن غرّا کر فوراً ہی بیدار ہو گیا۔ میں کار کو عقب کی طرف چلا کر اس جگہ لے آیا جہاں خون پڑا ہوا تھا اور اسے وہیں چھوڑ دیا۔ یہ امید رکھنا تو حماقت تھی کہ جب یہ کار یہاں سے ہٹائی جائے گی تو خون نظر نہ آئے گا۔ لیکن بہرحال جو کچھ میں احتیاطی تدبیر کر سکتا تھا کر چکا تھا۔

اپنی کار میں سوار ہو کر میں نے "مقامِ واردات" پر ایک آخری ماتمانہ نگاہ ڈالی اور کار اسٹارٹ کر کے اپنی راہ ہو لیا۔ اور تب پہلی دفعہ میں نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا۔ سب سے پہلے میں نے سلیڈ کے متعلق سوچا اور دعا کی کہ جب بھی وہ اس عالم آب و گل سے رخصت ہو تو اس کی روح کو سیدھے جہنّم میں پہونچا دیا جائے۔ اور اب میں نے موجودہ صورت حال کی طرف توجّہ کی۔ اور قابل عمل باتوں پر غور کرنے لگا۔ مثلاً یہ کہ لنڈھام کی لاش سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ آپ کہیں گے کہ یہ کام اس ملک میں کوئی مشکل نہیں جو رقبے میں تو انگلستان سے چار پانچ گنا بڑا ہے۔ لیکن جس کی آبادی بلحاظ رقبے کی آبادی سے بھی نصف بلکہ نصف سے بھی کم ہے۔ چنانچہ ایسے

ملک میں بہت سے ایسے گوشے، کنج عزلت، اندھیرے غار وغیرہ ہوں گے جہاں غیر ضروری لاش کو چھپایا جا سکتا ہے ——— آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے ——— لیکن آئس لینڈ کا یہ حصہ ——— یعنی جنوب مغربی علاقہ ——— سب سے زیادہ آباد ہے اور یہاں کسی لاش کو ——— خواہ وہ باعث بے چینی ہی کیوں نہ ہو ——— چھپانا آسان کام نہیں۔

تاہم میں اس ملک سے اور اس علاقے سے واقف تھا چنانچہ کچھ ہی دیر بعد مجھے ترکیبیں سوجھنے لگیں۔ میں نے پیٹرول پیمائی طرف دیکھا اور طویل فاصلہ طے کرنے کا فیصلہ کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ دل میں یہ دعا بھی کی کہ خدا کرے کہ کار کو ٹھیک سے "سروس" کیا گیا ہو اور یہ کہ وہ دغا نہ دے جائے۔ کسی جگہ رکنا اور "رنگی ہوئی پتلون اور جاکٹ" میت پکڑے جانے کا مطلب تھا ایسے بے شمار سوالات کی باڑھ میں گھر جانا جس سے بچنا کسی طور ممکن نہ تھا۔ بے شک میرے سوٹ کیس میں دوسرا لباس موجود تھا لیکن یکایک اردگرد بہت سی کاریں آ جا رہی تھیں اور میں اکیلے میں لباس تبدیل کرنا پسند کرتا ہوں۔

آئس لینڈ کا ملک زیادہ تر آتش فشانی ہے اور جنوب مغربی علاقہ سب سے زیادہ آتش فشانی ہے۔ لاوے کے ویران میدان دور دور تک پھیلتے چلے گئے ہیں اور ان میدانوں میں آتش فشانی راکھ کے تودے ہیں اور زیر زمین آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے ہیں جن میں کے کئی ایک بیدار ہیں اور کئی ایک خوابیدہ۔ اپنے پچھلے سفروں میں ایک دفعہ میں ایک ایسے بڑے سوراخ تک پہونچ گیا تھا جو گیس کا مخرج تھا۔ یعنی اس سوراخ سے بطن زمین سے گیس نکلا کرتی تھی اور لنڈھام کی آخری آرام گاہ

کے لئے گیس کا ہی مخرج میرے خیال میں بہترین تھا اور اس وقت میں اسی کی طرف جا رہا تھا۔

وہاں تک کار میں دو گھنٹے کا سفر تھا۔ میں راستے سے واقف تھا چنانچہ ایک خاص مقام پر پہونچ کر مجھے سڑک چھوڑ دینی پڑی۔ اور اب ایک آتش فشانی بھٹر میں راکھ اور لاوے کی خاک کی ڈھیریوں پر اچھلتی کودتی بھاگ رہی تھی۔ یہ اچھل کود فورڈ کی طبع نازک پر گراں گزر رہی تھی۔ پچھلی دفعہ میں اس طرف آیا تھا تو بینڈروور میں آیا تھا اور آپ جانئے یہ گاڑی ایسے ہی اودبڑ کھابڑ علاقے میں سفر کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

یہ جگہ بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ میں نے پچھلی دفعہ دیکھی تھی۔ یہاں ایک مردہ آتش فشاں کا دہانہ تھا۔ جس کا ایک پہلو تاریخ یا قبل از تاریخ کے کسی دور میں پھٹ گیا تھا۔ یہ شگاف اتنا بڑا تھا کہ آپ اس میں سے کار لے جا سکتے تھے اور کار سیدھی اس جگہ تک پہونچ جاتی تھی جہاں پیالہ نما دباؤ تھا اور اس دباؤ کے عین بیچ میں چٹانی ابھار تھا جیسے جناتی گومڑ ہو اور اس گومڑ میں وہ مخرج تھا جو کسی دور میں آتش فشاں کے پھٹنے سے پیدا ہو گیا تھا۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک یہاں کوئی آیا تھا اس کا ثبوت کار کے ٹائروں کی وہ لیک تھی جو آتش فشاں کے دہانے تک چلی گئی تھی۔ آئس لینڈ کے باشندوں کے دلچسپی کے کھیل۔ دنیا سے نرالے ہیں۔ یہ لوگ کار لے کر آتش فشاں کے دہانے میں گھس پڑتے ہیں اور پھر بے حد دشوار راستے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس خطرناک کھیل میں میں نے آج تک کسی کو مرتے یا اپنی گردن توڑتے نہیں دیکھا لیکن اس کا یہ مطلب تو نہ تھا کہ میں بھی ایسا ہی کر دوں۔

کار کو میں گیس کے مخرج کے جتنے بھی قریب لے جا سکتا تھا اتنے قریب

لے گیا اور پھر کار سے نکل کر بقیہ فاصلہ پیدل طے کیا اور اب میں اُس اندھیرے اور اتھاہ سوراخ میں جھانک رہا تھا۔ میں نے ایک پتھر اُٹھا کر سوراخ میں چھوڑ دیا۔ وہ اندھیرے میں گرا اور اس کے گرنے کی آواز بہت دیر تک سُنائی دیتی رہی اور پھر ڈوب گئی۔ جو سے ورن کا ہیرو، جو بطنِ زمین تک گیا تھا، اگر اس سوراخ سے اُترا ہوتا اور اس راستے سے گیا ہوتا تو اُسے دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔[1]

اس آخری اور اندھیری آرام گاہ میں سلانے بلکہ یوں کہو کہ پھینکنے سے پہلے میں نے لنڈھام کی تلاشی لی۔ یہ بڑا ہی گھناؤنا کام تھا کیونکہ خون اب بھی تازہ تھا اور میرے کپڑوں کو لگ رہا تھا چنانچہ یہ اچھا ہی ہوا کہ میں نے لباس تبدیل نہ کیا تھا۔ اس کا پاسپورٹ سویڈش تھا اور نام ایکسل لنڈھام تحریر تھا۔ لیکن یہ کوئی اہم بات نہ تھی۔ جعلی پاسپورٹ ان دنوں آسانی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ دوسری بھی چیزیں تھیں لیکن کسی کام کی نہ تھیں۔ چنانچہ میں نے ڈنڈا اور پستول اپنے قبضے میں کر لیا۔ پستول، سمتھ اینڈ ویسن پوائنٹ تھرٹی ایٹ کا تھا۔

پھر میں نے لنڈھام کو اٹھایا، اسے مخرج تک لے لیا اور آخری دعا پڑھے بغیر اسے اس میں ڈال دیا۔ مخرج کی دیواروں سے اس کے ٹکرانے کی چند آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی —— خاموشی جو امید تھی کہ ابدی تھی۔

---

[1] اس عجیب وغریب، سنسنی خیز اور حیرت انگیز سفر کے واقعات کے لئے ملاحظہ ہو ناول "عالم اسفل"۔ مترجم

میں کار کے قریب آیا۔ اپنا داغ دار لباس اتار کر دُھلا ہوا سوٹ پہنا اور خون آلود کپڑوں کو الٹا دیا کہ ان پر کا خون سوٹ کیس کے اندرونی حصے کو داغ دار نہ کر دے۔ وہنڈا، پستول اور سلیڈ کا لعنتی پیکٹ بھی میں نے سوٹ کیس میں رکھ دیا اور ڈھکن بند کر دیا اور پھر میں ریکجاوک کے طویل اور اکتا دینے والے سفر پر روانہ ہو گیا۔

شدید تھکن مجھ پر ٹوٹ پڑی۔

(۲)

ہوٹل سانگا کے سامنے میں نے کار روکی تو شام بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ لیکن اندھیرا نہ ہوا تھا۔ آئس لینڈ کے موسم گرما کی شامیں روشن ہوتی ہیں اور شمالی اجالے جلد بجھتے نہیں۔ میری آنکھیں جل رہی تھیں کیونکہ اس پورے سفر میں میرا رُخ مغرب کی طرف تھا۔ سورج عین میرے سامنے رہا تھا چنانچہ میں کچھ دیر تک کار میں ہی بیٹھا رہا اپنی آنکھوں کو آرام دینے کے لئے۔ اگر میں مزید دو منٹ کار میں ہی بیٹھا رہتا تو یہ دوسری "ہونی نہ ہوتی" لیکن مقدر کے لکھے کو مٹانا ممکن نہیں۔ چنانچہ میں دو منٹ اور کار میں نہ بیٹھا اور باہر آ گیا۔ میں اپنا سوٹ کیس اٹھا ہی رہا تھا کہ ایک بلند قامت شخص ہوٹل سے باہر آیا، ٹھٹھکا اور پھر نعرہ لگایا:۔

"ارے! ایلن اسٹیورٹ!!"

میں نے اس کی طرف دیکھا اور میرا دل بجھ گیا۔ کیونکہ آئس لینڈ کی پُلٹ کے یونیفارم میں جو شخص میرے نیچے بلکہ سامنے کھڑا تھا اس سے مڈبھیڑ نہ ہونے کی دعائیں میں سارے راستے مانگتا آیا تھا۔ یہ بجاری رگنارس تھا

"ہیلو بجارنی" میں نے مردہ آواز میں کہا۔

ہم نے مصافحہ کیا۔

"اِلیان نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ تم آرہے ہو" وہ بولا۔

"خود اُسے معلوم نہیں" میں نے جواب دیا "یہاں آنے کا فیصلہ میں نے ایک دم سے کر لیا۔ مجھے فون تک کرنے کا وقت نہ ملا"

اس نے میرے سوٹ کیس کی طرف دیکھا جو فٹ پاتھ پر دھرا ہوا تھا۔

"تم ساگا میں قیام نہیں کر رہے ہو؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

مجھے فوری فیصلہ کرنا تھا اور میں نے برجستہ جواب دیا۔

"نہیں" میں نے کہا "میں اپارٹمنٹ میں جا رہا ہوں"

میں اِلیان کو اس معاملے میں گھسیٹنا نہ چاہتا تھا اور اُسے بے خبر ہی رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اب اس کے بھائی کو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ میں ریکجاوک میں ہوں چنانچہ وہ ضرور اپنی بہن کو بتا دے گا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اِلیان خفا ہو جائے۔ وہ بڑی خاص الخاص قسم کی لڑکی تھی۔

میں نے دیکھا کہ بجارنی میری کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں اسے یہیں چھوڑے جا رہا ہوں" میں نے بشاشت سے کہا "یہ میرے ایک دوست کی کار ہے جو مجھے بہر حال یہیں پہونچانی تھی۔ میں ٹیکسی لے لوں گا"

میری یہ بات اس کے حلق سے اُتر گئی۔

"طویل قیام ہے؟" اس نے پوچھا۔

"پورا موسم گرما"

"تو پھر ہم مچھلیوں کے شکار کو جائیں گے گویا"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"باپ بنے یا نہیں ؟" میں نے پوچھا۔

"ابھی ایک مہینہ باقی ہے" بجارنی نے افسردہ ہو کر کہا "میں تو بیحد دہشت زدہ ہوں یار"

میں ہنسا۔

"تم کیوں دہشت زدہ ہو ؟ فکر تو تمھاری بیوی کرسٹین کو ہو گی۔ بجارنی! تم تو زیادہ تر ملک سے باہر ہی رہتے ہو چنانچہ بچّے کے گیلے پوتڑے تمھیں کہاں بدلنے پڑیں گے ؟"

اس کے بعد چند منٹوں تک ہم ایک دوسرے سے دوستوں کی خیر خبر پوچھتے رہے۔ پھر بجارنی نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"اچھا بھائی میں تو چلتا ہوں" اس نے کہا "مجھے طیّارے کے کر گرین لینڈ جانا ہے۔ چند دنوں میں تمھیں فون کروں گا"

"ضرور"

میں اسے جاتے دیکھتا رہا اور پھر وہ ٹیکسی پکڑ لی جس نے ابھی ابھی ایک مسافر کو ہوٹل کے سامنے اتارا تھا۔ میں نے ڈرائیور کو بتایا کہ مجھے اب کہاں جانا تھا۔ بلڈنگ کے سامنے میں نے ٹیکسی کو رکوا کر کرایہ ادا کیا اور پھر فٹ پاتھ پر ششں و پنج کے عالم میں کھڑا سوچنے لگا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں یا نہیں ؟

الیانَ رگنارسودتیر خاص الخاص لڑکی تھی۔

وہ اسکول میں معلّمہ تھی لیکن آئس لینڈ کی اور اپنی قسم کی ہر لڑکی کی طرح وہ دو ملازمتیں کرتی تھی۔ آئس لینڈ کی اپنی چند خصوصیات ایسی ہیں جو کسی دوسرے ملک کے نصیب میں نہیں —— اوّل یہ کہ اس کی آبادی بہت کم ہے، دوم یہ

کہ ملک بے حد وسیع و عریض ہے اور سوم یہ کہ نہایت ہی بلند شمالی عرض البلد پر واقع ہے۔ چنانچہ ان خصوصیات کی وجہ سے یہاں ایسا معاشرتی نظام بن گیا ہے جو بدیسیوں کو یقیناً انوکھا معلوم ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ نظام آئس لینڈ کے باشندوں کی سہولت کی خاطر بنایا گیا ہے اس لئے انھیں اس کی بالکل پروا نہیں کہ باہر کے لوگ ان کے متعلق کیا سوچتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ یعنی دنیا جائے جہنم میں بندے کو تو اپنے علوے مانڈے سے کام۔

اس معاشرتی نظام کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا کہ سارے ہی اسکول موسم گرما میں چار مہینوں کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف بند ہو جاتے ہیں بلکہ زیادہ تر ہوٹل بن جاتے ہیں۔ چنانچہ یوں استادوں اور استانیوں کو بہت زیادہ فرصت مل جاتی ہے اور ان میں کے اکثر فرصت کے ان چار مہینوں میں دوسرا کام تلاش کر لیتے ہیں۔ تین سال پہلے جب میری پہلی ملاقات الیاآن سے ہوئی تو اس وقت وہ "فر دراسکوٹ نار دی" ٹراولیں ایجنسی میں موسم گرما کے چار مہینوں کے لئے ملازم تھی اور سیاحوں کو ریکجا وک اور دوسرے اردگرد کے علاقے کی سیر کراتی تھی۔

چند موسموں پہلے میں نے اسے صرف اپنا "گائڈ" بن جانے پر راضی کر لیا تھا۔ یعنی پورے چار مہینے تک وہ صرف مجھے "سیر" کراتی رہے اور میرے ساتھ رہے۔ مجھے خوف تھا کہ اس کا بھائی بیجارنی اسے معاشرتی نظام کے خلاف ورزی سمجھ کر اس پر اعتراض کرے گا لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ غالباً اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس کی بہن اب بالغ ہو چکی ہے اور اپنا بھلا برا بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے۔ الیاآن بڑی ہی مخلص لڑکی تھی۔ چنانچہ اس کے ساتھ

میرا "رشتہ" آسانی سے جڑ گیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ معاملہ یا رشتہ ہمیشہ اسی طرح سے، نہ چل سکتا تھا چنانچہ میں نے اسے پائدار بنانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ لیکن اس کے لئے یہ مناسب وقت اور موقع شاید نہ تھا۔ آپ جانیے اسی دن، جس دن آپ نے ایک لاش آتش فشاں سے دہانے میں پھینکی ہو، کسی لڑکی سے شادی کی درخواست کرنا بڑے ہی دل گردے کا کام ہے اور میرا دل گردہ ایسا نہ تھا۔

بہرحال میں اپارٹمنٹ میں پہونچا حالانکہ میرے پاس کنجی تھی لیکن اسے استعمال کرنے کے بجائے میں نے دروازے پر دستک دی۔ خود الیاآن نے دروازہ کھولا اور مجھے دیکھ کر حیرت سے اس کا منہ کھلا رہ گیا اور پھر اس کی حیرت پر انبساط غالب آگیا اور اس کے خوبصورت سڈول بدن اور سنہرے بالوں کو دیکھ کر میرے بدن میں کوئی چیز بے قابو ہوکر اچھل پڑی۔

"ایڈی!" وہ بولی "تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی کہ تم آرہے ہو؟"

"فوری ارادہ" میں نے کہا اور مچھلیاں پکڑنے کی سلاخ، جس پہ غلاف چڑھا ہوا تھا، اوپر اٹھائی "یہ دیکھو نئی لایا ہوں"

"یہ چھ ہوگئیں" اس نے کہا اور پھر دروازہ کھول دیا "اندر آجاؤ"

چنانچہ میں کمرے میں داخل ہوا، سوٹ کیس اور سلاخ فرش پر پھینکی، اور الیاآن کو اپنی باہوں میں سمیٹ لیا۔ وہ بھی مجھ سے لپٹ گئی اور اپنا سر میرے سینے پر رکھ کر بولی:-

"تم نے خط وغیرہ نہیں لکھا اور میں نے سوچا....."

"کہ میں نہیں آ رہا ہوں" میں نے جملہ پورا کر دیا۔ اسے خط میں نے اس خاص بات کی وجہ سے نہ لکھا تھا جو سلیڈ نے مجھ سے کہی تھی لیکن یہ میں اس سے نہ کہہ سکتا تھا "بات یہ ہے ڈارلنگ کہ میں بے حد مصروف رہا"

اس نے میرے سینے پر سے سر اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔

"سچ مچ تم بے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو" اس نے کہا۔

"اس وقت تو بھوکا ہوں" میں مسکرایا۔

اس نے میرے ہونٹ چومے۔

"کھانا تیار کرتی ہوں تمہارے لئے" وہ میری آغوش سے نکل آئی "اپنا سامان وغیرہ کھولنے کی فکر نہ کرنا۔ یہ کام میں کھانے کے بعد کروں گی"

اور مجھے اپنا خون آلود سوٹ یاد آ گیا۔

"ارے تم کیوں تکلیف کرو جان" میں نے کہا "میں خود ہی کئے لیتا ہوں"

میں نے اپنا سامان اور مچھلیاں پکڑنے کی سلاخ اٹھائی اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ میں نے اسے اپنا کمرہ اس لئے کہا ہے کہ میرا کل سامان یہیں رہتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ پورا اپارٹمنٹ ہی میرا تھا کیونکہ اس کا کرایہ میں ادا کرتا تھا۔ حالانکہ یہ الیان کے نام پر تھا۔ جو آدمی سال کے چار مہینے آئرلینڈ میں گزارا کرتا ہو اس کے لئے اپنا کمرہ ہونا مناسب ہی رہتا ہے۔

میں نے سلاخ دوسری سلاخوں کے ساتھ رکھ دی اور سوٹ کیس رکھ کر سوچنے لگا کہ سوٹ کا کیا کیا جائے؟ اب تک میں نے الیان سے اپنا کوئی راز سوائے ایک کے — چھپایا نہ تھا اور یہاں کوئی الماری اور خانہ نہ تھا جس میں قفل ہو۔ میں نے وارڈروب کھول کر اس میں لٹکتے ہوئے سوٹوں اور جاکٹوں کی قطار پر طائرانہ نظر ڈالی۔ ہر سوٹ اپنے ہینگر پر تھا اور ہر سوٹ پر

اس کا پلاسٹک کا خول چڑھا ہوا تھا اور ہر ہینڈل کی "زِپ" لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس تطار میں خون کے داغوں والے کوٹ کو جگہ دینا بے حد خطرناک تھا۔ میرے سوٹوں کے معاملے میں الیان حد سے زیادہ محتاط واقع ہوئی تھی چنانچہ یہ سوٹ اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکتا تھا۔

آخر میں میں نے یہ کیا کہ سوٹ اور ہتھیاروں کے علاوہ ہر چیز سوٹ کیس میں سے نکالی اور پھر سوٹ کیس بند کر کے اور تالا لگا کر وارڈروب کی چھت پر ڈال دیا۔ یہ سوٹ کیس جب استعمال میں نہ ہوتا تھا تو یہیں پڑا رہتا تھا۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ الیان اسے اوپر سے اتارتی اور اگر بہ فرضِ محال اس نے ایسا کیا بھی تو وہ مقفل تھا حالانکہ یہ غیر معمولی بات تھی۔ آج تک کبھی میں نے سوٹ کیس کو تالا نہ لگایا تھا۔

میں نے اپنی قمیص اتار کر بغور اس کا معائنہ کیا تو اس کے اگلے حصے پر خون کا ذرا سا داغ دکھائی دیا۔ میں سیدھا غسل خانے میں پہونچا اور ٹھنڈے پانی سے قمیص دھوئی اور اب میں نے اطمینان کا سانس لیا اور جب الیان نے مجھے کھانا تیار ہو جانے کی اطلاع دی ہے تو اس وقت میں صاف ستھرا بن کر نشست گاہ کی کھڑکی کے سامنے کھڑا سیٹی بجا رہا تھا۔

میں جانے کے لیے پلٹنے ہی والا تھا کہ ٹھٹھک گیا۔ میرا خیال تھا کہ میں نے کچھ دیکھا تھا۔ سڑک کے دوسری طرف دو عمارتوں کے درمیان ایک گلی تھی اور جب میں کھڑکی کے پردے گرا رہا تھا تو کوئی شخص ایک دم سے، بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ میں غور سے سڑک کے دوسری طرف اور گلی میں دیکھنے لگا لیکن کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔

اسکے باوجود جب الیان کے دوبارہ پکارنے پر میں پلٹا ہوں تو میرے دل میں

ایک اندیشہ دھڑک رہا تھا۔

کھانا کھاتے کھاتے میں نے پوچھا :۔

"ہماری لینڈروور کا کیا حال ہے؟"

"میں نہ جانتی تھی کہ تم کب آ رہے ہو اس کے باوجود گزشتہ ہفتے میں نے اسے اوورہول کروالی ہے چنانچہ اب وہ کہیں بھی جانے کے لئے تیار ہے"

آئس لینڈ کی سڑکیں، جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، دیہات ہیں۔ چنانچہ لینڈروور کاریں ہی پسند کی جاتی ہیں اور اتنی ہی عقلمندی کرتے کے جسم پر شاید جونکیں ہوتی ہیں آئس لینڈ کے باشندے بیچی اور چھوٹے پہیوں کی لینڈروور پسند کرتے ہیں۔ لیکن میری گاڑی اونچی اور لاری قسم کی تھی۔ چنانچہ جب ہم اس میں سفر کرتے تھے تو مطمئن ہوتے تھے کہ مہذب دنیا سے دور کئی ہفتے گزار سکتے ہیں اور ایسے ہفتے ہم نے گزارے تھے اور کسی شہر یا بستی کا رخ اسی وقت کرتے تھے جب اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ ختم ہو جاتا تھا۔ الیان کے ساتھ اکیلے میں اور کسی ویرانے میں کئی ہفتے گزارنے کے علاوہ موسم گرما کو غارت کرنے کے یہاں اور بھی بہت سے طریقے تھے۔

دوسرے موسموں میں تو یہ ہوا تھا کہ ریکجاوک میں جیسے ہی میرا نزول ہوتا کہ میں اور الیان "ہفتے گزارنے" روانہ ہو جاتے لیکن اس دفعہ معاملہ مختلف تھا کیونکہ سلیڈ کا پیکٹ میرے پاس تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ الیان کے شکوک بیدار کئے اور اس کے دل کو صدمہ پہونچائے بغیر میں اکیلا کس طرح اکویاری پہونچ سکتا ہوں۔ سلیڈ نے تو کہا تھا کہ یہ کام بید آسان تھا اور اس کا مجھے یقین بھی دلا دیا تھا لیکن مرحوم مسٹر لنڈھام نے میرا یقین ڈانواں ڈول کر دیا تھا اور میں الیان کو کسی مصیبت میں پھنسانا نہ

چاہتا تھا تاہم مجھے صرف یہ کرنا تھا کہ پیکٹ اکو یاری پہونچا دیتا تھا، اس کے بعد میرا کام ختم ہو جاتا تھا اور پھر یہ موسم گرما بھی پچھلے موسموں کی طرح ہی میرے لئے دلچسپ ہوگا ــــ چنانچہ یہ کام کوئی مشکل معلوم نہ ہوتا تھا۔

میں اس معاملے پر غور کر رہا تھا کہ الیان نے کہا :۔

" ڈارلنگ! تم واقعی بے حد مضمحل معلوم ہوتے ہو۔ بہت زیادہ کام کیا ہوگا تم نے ؟"

میں مسکرانے میں کامیاب ہوگیا۔

" یہ موسم سرما تو واقعی تھکا دینے والا ثابت ہوا ہے۔ پہاڑیوں پر اس دفعہ برف کچھ زیادہ ہی تھی اور میرے بہت سے مویشی مر گئے"

دفعتہً مجھے یاد آگیا " تم معلوم کرنا چاہتی تھیں نا کہ وہ گھاٹی کیسی ہے؛ اس کی چند تصویریں میں خاص تمہارے لئے لایا ہوں "

میں تصویریں لے آیا۔ میں نے اسے یہاں فاہدہ اور ساگورز برگ دکھائے لیکن وہ دریاؤں اور درختوں سے دلچسپی لے رہی تھی۔

" اتنے بہت سے درخت!" وہ جھوم کر بولی " بہت خوبصورت ہوگا اسکاٹ لینڈ" درختوں کے معاملے میں کسی بھی آئی لینڈر سے ایسی ہی جبر اور وجد کی توقع کی جا سکتی ہے کیونکہ آئس لینڈ بے برگ و گیاہ ہے " اور دریاؤں میں سالمون مچھلیاں ہوتی ہیں ؟"

" صرف تراوٹ " میں نے کہا " میں آئس لینڈ صرف انہی کے لئے ہی تو آتا ہوں "

اس نے دوسری تصویر اٹھائی ــــ ایک وسیع و عریض خطے کا منظر۔

"اس میں کون سی جگہیں تمہاری ہیں؟" اس نے پوچھا۔

میں مسکرایا — "جتنا کچھ تم دیکھ رہی ہو — سب میرا اپنا ہے۔"

"اوہ!" لمحہ بھر کے لئے وہ خاموش رہی اور پھر قدرے شرما کر بولی۔
"سچ کہتی ہوں ایلین میں نے اس کے متعلق کبھی نہیں سوچا لیکن —— اس صورت میں — تم بے حد امیر ہو گے۔"

"نہیں — ایسا تو نہیں ہے۔ بس دال روٹی کا انتظام ہو جاتا ہے" میں نے کہا "تین ہزار ایکڑ زمین اور اس میں ہیتھر کی جھاڑیاں —— تم جانو یہ سونے کی کان نہیں ہے — البتہ بھیڑوں کا ریوڑ اور گھاٹی میں عمارتی لکڑی کے جنگلات روٹی مہیا کر دیتے ہیں اور وہ امریکی جو ہرن کے شکار کو آتے ہیں روٹی پر مکھن رکھ دیتے ہیں" میں نے اس کے ریشمی بازو پر ہاتھ پھیرا "ڈارلنگ! اسکاٹ لینڈ آنا پڑے گا تمہیں۔"

"خوشی سے آؤں گی" اس نے سادگی اور خلوص سے کہا۔

اور یہی موقع تھا۔ چنانچہ میں نے کہا:۔

"جان! کل مجھے اکویاری میں ایک شخص سے ملنا ہے — یہ میں اپنے ایک دوست کا کام کر رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ مجھے ہوائی جہاز میں وہاں جانا پڑے گا۔ چنانچہ تم یوں کرو کہ لینڈ رودر لے کر مجھے وہیں ملو۔ اتنا لمبا سفر لینڈ رودر میں تمہیں گراں تو معلوم نہ ہو گا؟"

اس پر وہ ہنسی۔

"میں یہ گاڑی تم سے زیادہ بہتر طور پر چلا سکتی ہوں" اس نے حساب لگایا "اکوریاری یہاں سے چار سو بچاس کیلو میٹر ہے اور یہ فاصلہ میں ایک دن میں طے کرنا نہیں چاہتی چنانچہ میں ہوماستانگی کے قریب کہیں قیام

کردوں گی چنانچہ میں اس کے دوسرے دن صبح اکوریاری پہونچ جاؤں گی"
"ٹھیک ہے۔ اپنی گردن توڑنے کی ضرورت نہیں" میں نے بے تعلقی سے کہا۔
یہ بڑا مسئلہ حل ہوگیا تھا۔ میں ہوائی جہاز میں اکوریاری جاکر اس لعنتی پیکیٹ سے چھٹکارا حاصل کرسکتا تھا اور پھر سب ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا اور یہ سب الیان کے اکوریاری پہونچنے سے پہلے ہی ہوجائے گا۔ چنانچہ اسے اس معاملے میں پھنسانے کی قطعی کوئی ضرورت نہ تھی۔ میں نے کہا:۔
"میں شاید ہوٹل وارڈبورگ میں ٹھہروں گا۔ وہاں تم مجھے فون کرسکتی ہو"

لیکن جب ہم سونے گئے تو مجھے احساس ہوا کہ میں ایک نہ دور ہونے والی سنسنی میں پھنسا ہوا تھا۔ الیان کو خوش نہ کرسکتا تھا۔ میں اندھیرے میں الیان کو لپٹائے ہوئے تھا اور لنڈھام کا چہرہ بھوت کی طرح میرے سامنے تیر رہا تھا اور ایک بار پھر میرے اعصاب الٹنے لگے۔
"الیان! معاف کرنا ڈارلنگ کہ میں۔۔۔۔" میں نے کہا۔
"کوئی بات نہیں جان۔ تم بہت تھکے ہوئے ہو اور تھکن میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ سوجاؤ اس وقت"
لیکن مجھے نیند نہ آئی۔ میں چت پڑا ہوا تھا اور دن بھر کے واقعات پر غور کررہا تھا۔ اس اجنبی شخص کا، جس نے مجھ سے ملاقات کی تھی اور جس نے مجھے پیکیٹ دیا تھا، ایک ایک لفظ میرے کانوں میں گونج رہا تھا۔
"تم رکجاوک شاہراہ سے نہیں جاؤ گے" اس نے کہا تھا "بلکہ اس راستے سے جاؤ گے جو کرسویوک ہوکر جاتا ہے"
چنانچہ میں نے اس ہدایت پر عمل کیا، کرسویوک کے راستے سے چلا اور مارے

جانے سے بال بال بچا۔ یہ ایک اتفاق تھا یا اراداتاً ایسا کیا گیا تھا؟ اگر میں شاہراہ کے راستے رکجاوک آتا تو کیا تب بھی ایسا ہی ہوتا؟ کیا مجھے قصداً شکار بنایا گیا تھا۔

ایرپورٹ پر جو آدمی مجھے ملا تھا وہ سلیڈ کا آدمی تھا۔ کم سے کم اُس نے وہی خفیہ شناختی الفاظ کہے تھے جو سلیڈ نے مجھے بتائے تھے۔ لیکن فرض کرو وہ سلیڈ کا آدمی نہیں تھا لیکن شناختی الفاظ جانتا تھا۔۔۔ اور یہ معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔۔۔ تو پھر اس نے مجھے لنڈھام کی راہ پر کیوں ڈال دیا کہ وہ میرا خاتمہ کر دے؟ پیکٹ حاصل کرنے کے لئے تو بے شک نہیں کیوں کہ پیکٹ تو اسی کے پاس تھا جو اس نے مجھے دیا تھا۔۔۔ چنانچہ یہ امکان تو احمقانہ تھا۔

تو فرض کرو کہ وہ سلیڈ کا ہی آدمی تھا پھر بھی اس نے مجھے لنڈھام کا شکار بنا کر بھیج دیا۔۔۔ نہیں یہ تو اور بھی احمقانہ خیال تھا۔ پھر وہی بات کہ یہ سب کچھ پیکیٹ کے لئے نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھے پیکٹ دیتا ہی کیوں؟ چنانچہ ظاہر ہوا کہ جو شخص مجھے ایرپورٹ پر ملا تھا اس کے اور لنڈھام کے درمیان کوئی تعلق یا واسطہ نہ تھا۔

لیکن ایک بات تو بہرحال صاف تھی۔ یعنی یہ کہ لنڈھام بے شک و شبہہ میرا ہی منتظر تھا۔ یہاں تک کہ مجھ پر حملہ کرنے سے پہلے اس نے میرا نام معلوم کرکے اس نے اپنا اطمینان بھی کر لیا تھا۔ تو پھر اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں کرسولوک کے راستے سے جاؤں گا؟ اس سوال کا کوئی جواب میرے پاس نہ تھا۔

جب مجھے یقین ہو گیا کہ ایلان گہری نیند سو رہی ہے تو میں آہستہ

رہ اٹھ کر بستر سے نکل آیا اور باورچی خانے میں پہونچا۔ بتی جلانے کی زحمت میں نے نہ کی۔

میں نے ریفریجریٹر کھول کر اپنے لئے دودھ کا ایک گلاس بھرا اور پھر نشست گاہ میں آ کر کھڑکی کے سامنے بیٹھ گیا۔ شمالی آئس لینڈ کی مختصر رات تقریباً ختم ہو چکی تھی لیکن ابھی اجالا نہ ہوا تھا اور اس اندھیرے میں سڑک کے دوسری طرف اور گلی کے نکڑ پر بار بار سگرٹ کا دم روشن ہوتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کوئی شخص وہاں کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا اور شاید اپارٹمنٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا میں متفکر ہو گیا۔ اس شخص کی موجودگی نے مجھے پریشان کر دیا۔
مجھے یقین ہو گیا کہ الیان محفوظ نہ تھی۔

(۳)

ہم دونوں علی الصبح بیدار ہو گئے۔ الیان اس لئے کہ وہ سویرے ہی اکوریاری کے لئے روانہ ہو جانا چاہتی تھی اور میں اس لئے کہ الیان سے پہلے میں لینڈ روور تک پہونچنا چاہتا تھا۔ گاڑی میں مجھے چند چیزیں رکھنی تھیں یعنی الیان سے چھپا کر اور میں ان سے ان کی موجودگی سے بے خبر رکھنا چاہتا تھا مثلاً لنڈھام کا پستول۔ چنانچہ وہ میں نے گاڑی کے ڈھانچے کی دھجی سے ٹیپ کر کے محفوظ کر دیا۔ وہاں کوئی اسے دیکھ نہ سکتا تھا۔ رہا لنڈھام کا ڈنڈا تو وہ میں نے اپنی جیب میں رکھ لیا کیونکہ —— میں نے سوچا — اگر حالات ناساعد ہوئے تو اکوریاری میں ہتھیاروں کی ضرورت پڑے گی۔

لینڈ روور تک پہونچنے کے لئے مجھے سامنے کے دروازوں سے باہر جانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ گیرج پیچھواڑے تھا۔ چنانچہ سامنے کے رخ گلیارے میں

کھڑے ہوئے اور مجھ پر نظر رکھے ہوئے آدمی نے مجھے نہ دیکھا۔ البتہ میں نے اسے دیکھا اور بڑے اطمینان سے دیکھا۔ میں نے یہ کیا کہ دوربین لے کر اوپر کی منزل میں پہونچ گیا اور اس کھڑکی میں کھڑا ہوگیا جو سڑک کے رُخ تھی۔

وہ بلند قامت اور دُبلا پتلا آدمی تھا اور اس کے مونچھیں تھیں اور وہ سردی میں ٹھٹھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اگر وہ ساری رات یہیں پہرہ دیتا رہا تھا تو پھر نہ صرف اس کی ہڈیوں کا گودا تک ٹھٹھر گیا ہوگا بلکہ مارے بھوک کے اس کے پیٹ میں غار بھی پیدا ہوگیا ہوگا۔ اس خیال سے میں اسے بہت دیر تک دیکھتا رہا کہ اگر دوبارہ اس کا سامنا ہو تو اُسے فوراً پہچان سکوں۔ اس کی صورت شکل ذہن نشین کرکے میں نے دوربین اپنی آنکھوں پر سے ہٹا لی۔ عین اسی وقت کوئی زینہ اُتر کر اوپر کے فلیٹ میں سے نیچے آیا۔ یہ ادھیڑ عمر کی اور کھچڑی بالوں والی عورت تھی۔ اس نے میری طرف اور پھر دوربین کی طرف دیکھا اور پھر معنی خیز "ہونھ" کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ اس کے خیال میں میں سامنے کی عمارت کے کسی کمرے میں کسی عورت یا کسی لڑکی کو کپڑے بدلتے یا نہاتے دیکھ رہا تھا۔

میں مسکرا دیا۔ آج پہلی دفعہ کسی نے مجھ پر "تاک جھانک" کا شک کیا تھا۔

ناشتہ کرنے بیٹھا تو چٹخارے لے لے کر کھانے لگا کیونکہ گلیارے میں کھڑے ہوئے بھوکے جاسوس کا خیال بڑا ہی دلچسپ تھا۔

"اس وقت تو تم بہت بشاش نظر آتے ہو" الیان نے کہا۔

"یہ تمہارے پکوان کا کرشمہ ہے" میں نے جواب دیا۔

اس نے تلی ہوئی ہیرنگ مچھلی، پنیر، ڈبل روٹی، اور انڈوں کی طرف دیکھا۔

"پکوان؟ کیسا پکوان؟" وہ بولی "انڈے تو ہر ایک ابال لیتا ہے۔"

"ہاں۔ لیکن تمہاری طرح نہیں" میں نے اسے یقین دلایا۔

لیکن حقیقت میں میں بہت زیادہ خوش تھا۔ گزشتہ رات کے پریشان کن خیالات غائب ہو چکے تھے اور لنڈھام کی موت کا سوال بھی مجھے مضطرب نہ کر رہا تھا۔ اس نے میرا خون کرنے کی کوشش کی تھی اور ناکام رہا تھا چنانچہ ناکامی کی سزا بھگت چکا تھا یہ خیال کہ میں نے اس کی جان لی تھی بوجھ بن کر میرے ضمیر پر سوار نہ تھا۔ البتہ مجھے اگر کچھ فکر تھی تو الیان کی تھی۔

میں نے کہا " رکجاوک سٹی ایرپورٹ سے اکوریاری کی ایک فلائٹ گیارہ بجے کی ہے "

" چنانچہ تمہیں دوپہر کا کھانا وہیں کھانا ہے" الیان نے کہا " مجھے کالامی رو لور تک اپنے ساتھ لے جانے کا خیال ترک کر دو" اس نے گرم گرم کافی اپنے حلق میں انڈیل لی " میں جلد از جلد روانہ ہونا چاہتی ہوں "

میں نے بھری پڑی میز کی طرف ہاتھ ہلایا۔

" تم تیاری کرو۔ یہاں کی صفائی میں کر دوں گا "

وہ روانگی کے لئے تیار ہو گئی۔ پھر اس نے دوربین اٹھالی۔

" یہ تو میرا خیال ہے، لینڈ روور میں تھی " وہ بولی۔

" میں اسے چیک کر رہا تھا " میں نے جواب دیا " پچھلی دفعہ میں نے اسے استعمال کیا تھا تو اس کا فوکس ٹھیک نہ تھا۔ لیکن اب ٹھیک ہے "

" تو پھر یہ دوربین میں لئے جا رہی ہوں "

میں اسے کار تک پہونچانے گیا اور اسے رخصتی بوسہ دیا۔ اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھ کر پوچھا :۔

" ایلن ۔۔۔ کچھ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا ؟ "

" ہاں ہاں ۔۔۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو ؟ "

"پتہ نہیں کیوں میرا دل بڑی طرح سے دھڑک رہا ہے — جیسے کچھ ہونے والا ہو — وہم ہوگا میرا — اکوریاری میں ملاقات ہوگی ڈارلنگ"

میں نے اسے خدا حافظ کہا اور اس کی کار کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ کسی نے اس کے جانے کی پرواہ نہ کی۔ کسی عمارت کے کونے کے پیچھے سے کسی نے جھانک کر نہ دیکھا کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ میں فلیٹ میں پہونچا اور گیارے کے پہرے دار کو دیکھنا چاہا۔ وہ کہیں دکھائی نہ دیا۔ چنانچہ میں دیوانہ وار اوپر پہونچا اور اوپر کی کھڑکی میں سے دیکھا تو اطمینان سے سانس لیا۔ وہ موجود تھا۔ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور اپنے ہاتھ اپنے بازوؤں کی مچھلیوں پر مار رہا تھا۔

یا تو وہ جانتا نہ تھا کہ ایان رخصت ہوگئی ہے یا اگر جانتا تھا تو اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی تھی اور میرے دل و دماغ پر سے بہت سا بوجھ ہٹ گیا۔

ناشتے کے برتن میں نے دھوئے اور اپنے کمرے میں پہونچ کر کیمرے کی تھیلی اٹھائی اور اس کا اثاثہ خالی کر دیا۔ اب میں نے ٹاٹ میں سلا ہوا دھات کا بکس، یعنی سلائیڈ کا پیکٹ اٹھایا اور اسے چرمی تھیلی میں رکھا تو وہ اس میں ٹھیک سے سما گیا۔ اب یہ چرمی تھیلی یا میرے ساتھ ہی رہنے والی تھی — اس وقت تک جب کہ میں اسے اکوریاری میں اس کے حوالے نہیں کر دیتا جس کے حوالے مجھے کرنا تھا۔

ٹھیک دس بجے میں نے ٹیکسی طلب کی اور ایرپورٹ کے لئے روانہ ہوگیا۔ میری اس معصومانہ حرکت نے ایک کارروائی کا آغاز کر دیا۔ میں نے ٹیکسی کے پیچھے لگے ہوئے شیشے میں سے پیچھے دیکھا۔ ایک کار کہیں سے آکر گلی کے سامنے ٹھہر گئی۔ رات بھر کا جاگا ہوا میرا نگراں اس کار میں سوار ہوگیا اور پھر یہ کار مناسب فاصلے سے ایرپورٹ تک میری ٹیکسی کے پیچھے پیچھے بھاگتی رہی۔

ایرپورٹ کی عمارت میں داخل ہوتے ہی میں سیدھا ریزرویشن کاونٹر پر پہونچا۔

"محترمہ! اکوریاری کی فلائٹ میں میرا ریزرویشن ہے۔ میرا نام اسٹیورٹ ہے"
اس نے ریزرویشن لسٹ پر انگلی دوڑائی۔

"ہاں ہے۔ مسٹر اسٹیورٹ" اس نے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا "لیکن آپ بہت جلدی آگئے"

"میں کافی کی ایک آدھ پیالی پی لوں گا" میں نے جواب دیا "اس سے وقت اچھا گزر جاتا ہے"

اس نے مجھے ٹکٹ دیا اور میں نے اس کے دام ادا کئے۔

"آپ اپنا سامان وہاں سامنے وزن کروالیں" اس نے کہا۔

میں نے کیمرے اور چرمی تھیلی کو تھپتھپایا۔

"بس یہی ہے میرا کل سامان" میں نے کہا "میں ہلکا پھلکا رہ کر سفر کرنا پسند کرتا ہوں"

"بہت خوب" وہ ہنسی "اور آپ ہماری زبان بہت عمدہ بولتے ہیں۔ اس کے لئے میری طرف سے مبارکباد قبول فرمایئے"

"شکریہ"

میں گھوما تو جانی پہچانی صورت قریب ہی منڈلاتی نظر آئی۔ میرا رات والا نگراں اب بھی میری نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ اور بالکل انجان بن کر اس کاؤنٹر کی طرف چلا اور اخبار لے کر اطمینان سے ہوائی جہاز کا انتظار کرنے بیٹھ گیا۔

میرے نگراں نے ریزرویشن کاؤنٹر پر محترمہ سے جلد جلد کچھ "گفت وشنید"

کی، ٹکٹ لیا اور میری طرف آیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے پوری طرح انجان بنے رہے۔ اس نے ناشتے کا آرڈر دیا حالانکہ اس کا وقت گزر چکا تھا اور جب ناشتہ آگیا تو وہ اعصابی ہیجان کے عالم میں ڈھکو سنے لگا۔ اس کی نگاہیں بار بار میری طرف اٹھ رہی تھیں۔ اور پھر میری قسمت جاگی — ایرپورٹ کی عمارت میں لگے ہوئے تمام لاؤڈ اسپیکروں نے بہ دقت کھنکھار کر اپنا گلا صاف کیا اور پھر آلس لینڈی زبان میں کہا:۔

"مسٹر بوشنسر ٹیلیفون پر تشریف لے آئیں۔"

جب یہی اعلان صاف ستھری جرمن زبان میں دُہرایا گیا تو میرے نگراں نے ناشتے پر سے سر اٹھا کر اسپیکر کی طرف دیکھا، اٹھا اور فون لینے چلا گیا آخر کار میں اب اسے ایک نام سے یاد کر سکتا تھا مسٹر بوشنسر۔ یہ نام اس کا اصلی تھا یا نہیں یہ میں نہ جانتا تھا اور اس کی کوئی اہمیت بھی نہ تھی۔

ٹیلیفون بوتھ میں سے وہ مجھے دیکھ سکتا تھا اور میری طرف ہی دیکھ رہا تھا جیسے اسے خوف ہو کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ٹیلیفون بوتھ میں ہی اُسے دبوچ لوں گا۔ لیکن میں نے دوسری کافی کا آرڈر دے کر اور پھر اخبار میں غرق ہو کر اس بیچارے کو مایوس کر دیا۔

ایرپورٹ کے ویٹنگ روم میں وقت یا تو تھم جاتا ہے یا لنگڑی چیونٹی کی رفتار سے رینگنے لگتا ہے۔ چنانچہ کئی صدیاں بلکہ کئی دور گزر گئے گویا اور تب کہیں جا کر اکوریاری کے طیارے کے تیار ہونے کا اعلان کیا گیا۔

طیارے میں سوار ہونے کے لئے مسافروں کی جو قطار تھی اس میں میرے عین پیچھے مسٹر بوشنسر تھے اور طیارے میں بھی انھوں نے بیٹھنے کے لئے میرے عین پیچھے کی ہی نشست پسند فرمائی۔

طیّارہ ہمیں لے کر اڑا اور ہم آئس لینڈ عبور کرنے لگے۔ اب ہم کوہ لانگ جوکول اور کوہ ہافت جوکول پر سے گزر رہے تھے جہاں برف ہی برف تھی اور اس کے کچھ ہی دیر بعد طیّارہ اکوریاری کے ایرپورٹ پہ اترنے کی تیّاری کر رہا تھا —— اکوریاری —— وہ شہر جس کی کل آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے —— شمالی آئس لینڈ کا سب سے بڑا شہر —— امّ البلاد۔

طیّارہ ایک جھٹکے کے ساتھ رک گیا۔ میں نے اپنی کمر پر سے سیٹ بیلٹ کھول دیا اور جواب میں بکسوے کی ہلکی سی "ٹش" سنی۔ ہر لوشنر نے میری تقلید کی تھی۔

اور جب مجھ پر حملہ ہوا تو وہ بڑی صفائی، مہارت اور فوری طور سے کیا گیا۔ میں ایرپورٹ کی عمارت سے باہر آکر ٹیکسیوں کے اسٹینڈ کی طرف جا رہا تھا کہ یکایک ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا۔ وہ کل چار تھے۔ ان میں سے ایک میرے سامنے تھا۔ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے اوپر نیچے ہلا رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بلند آواز میں کہہ رہا تھا کہ مجھے دیکھ کر اسے کس قدر مسرت حاصل ہوئی ہے اور یہ کہ اکوریاری کے قابل دید مقامات کی سیر کرانے میں اسے بے حد خوشی حاصل ہوگی وغیرہ۔

وہ جو میری بائیں طرف تھا، مجھ سے سٹ گیا اور میرے بائیں ہاتھ کو کہنی میں سے موڑ کر میری پشت پر سے ٹانک دیا میرے کان میں اور سویڈنی زبان میں بولا:۔

"ہر اسٹیورٹ سن! کوئی گڑبڑ نہیں۔ ورنہ تمھاری لاش گرا دی جائے گی۔"

اس کی اس بات پر مجھے یقین کرنا پڑا۔ کیونکہ اس شخص کے ہاتھ میں، جو میرے پیچھے تھا، پستول تھا۔

میں نے "کچ کچ" کی ہلکی سی آواز سن کر اس طرف دیکھا۔ وہ جو میرے دائیں طرف تھا جیبی قینچی سے کیمرے کی چرمی تھیلی کا فیتہ کاٹ رہا تھا۔ میں نے فیتے کو اپنے شانے پر کٹ کر پھسلتے محسوس کیا اور پھر وہ شخص چلا گیا اور کیمرے کی تھیلی بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کی جگہ وہ آگیا جو میرے پیچھے تھا۔ اس نے ایک ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے پستول کی نالی میری پسلیوں میں گھبو دی۔

دس گز دور ٹیکسی کے قریب میں بوشنیر کو کھڑے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سپاٹ چہرے سے میری طرف دیکھا اور پھر گھوم کر ٹیکسی میں داخل ہونے کے لئے جھک گیا۔ ٹیکسی اسے لے کر بھاگ پڑی۔ جاتی ہوئی ٹیکسی کے پیچھے کے شیشے میں سے مجھے اس کے سفید چہرے کی جھلک دکھائی دی۔ کیوں کہ اس نے گھوم کر میری طرف دیکھا تھا۔

ان لوگوں نے یہ تماشہ مزید دو منٹ تک جاری رکھا تاکہ وہ، جو کیمرے کی تھیلی اڑا لے گیا تھا، دور نکل جائے۔ پھر میرے بائیں طرف والے نے ایک بار پھر سویڈنی زبان میں مجھ سے کہا:۔

"ہر اسٹیورٹ! اب ہم تمھیں جانے دیں گے لیکن اگر تمھاری جگہ میں ہوتا تو اب کوئی حماقت نہ کرتا کیونکہ اس میں جان کو خطرہ ہے۔"

انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور ہر ایک ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ان کے چہرے کرخت تھے اور نگاہیں چوکنی۔ کسی کے ہاتھ میں بھی پستول نظر نہ آرہا تھا لیکن اس کا یہ مطلب ظاہر ہے کہ نہ تھا کہ ان کے پاس پستول نہ تھے ادھر میں کوئی حماقت کرنا بھی نہ چاہتا تھا۔ کیمرے کی تھیلی جا چکی تھی اور صورتِ حال میرے حق میں بہر حال بری نہ تھی۔

جیسے کسی نے اشارہ کیا ہو یوں وہ سب کے سب پلٹ کر مختلف سمتوں میں چلے گئے اور میں اکیلا کھڑا رہ گیا۔ اس وقت وہاں کافی لوگ تھے لیکن اکور یاری کے کسی بھی باشندے کو پتہ بھی نہ چلا کہ عین ان کی نگاہوں کے سامنے ایک غیر قانونی فعل کا ارتکاب کیا جا چکا ہے۔

میرا لباس عجیب استقبالیہ سے بلکہ استقبالیہ کمیٹی کے ممبران کی مہربانیوں سے مسلا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ہاتھ پھیر کر اسے ٹھیک کیا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ٹھنڈے ٹھنڈے ہوٹل وارڈ بورگ کا رخ کیا۔

میرے لئے اس کے علاوہ کرنے کو اور رہ بھی کیا گیا تھا۔

(۴)

الیاس نے غلط نہ کہا تھا۔ عین دوپہر کے وقت میں ہوٹل وارڈ بورگ میں پہنچ گیا۔ میں نے کانٹا بکرے کے گوشت میں چبھویا ہی تھا کہ ہر بوشنر ہوٹل میں داخل ہوا، دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور مجھے تلاش کر کے سیدھا میری طرف آیا۔ وہ میز کے دوسری طرف اور میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا، اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا اور کہا:۔

"مسٹر اسٹورٹ!"

میں پیچھے کھسک کر اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اس کی طرف متوجہ ہوا

"اوہو ہو۔ یہ تو ہر بوشنر ہیں" میں نے کہا "فرمائیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟"

"میرا نام گراہم ہے" اس نے ٹھنڈے پن سے کہا "اور میں آپ سے ذرا دیر بات کرنا چاہتا ہوں"

"آج صبح تو آپ بوشنر تھے" میں نے کہا "لیکن اگر میرا نام بھی ایسا ہوتا تو میں بھی اسے بدل لیتا۔ بڑا ہی غیر شاعرانہ نام ہے" میں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا "تشریف رکھئے اور مجھے میزبانی کا شرف عطا کیجئے میں سوپ کی فرمائش کروں گا۔ بے حد لذیذ ہے یہاں کا سوپ بمبرون"
وہ اکڑے ہی اکڑے بیٹھ گیا۔

"معاف کیجئے آپ کے مسخرے پن میں شریک نہیں ہو سکتا" اس نے کہا اور اپنی جیب سے بٹوہ نکال کر کہا "میرا مراسلۂ تعارف"
اس نے میز کی سطح پر کاغذ کا ایک ٹکڑا میری طرف کھسکا دیا۔
کاغذ تہہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اسے کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ سو کرونر کے نوٹ کا نصف حصہ تھا۔ اب میں نے اپنے بٹوے سے بھی نوٹ کا ٹکڑا نکالا۔ دونوں ٹکڑوں کو جما کر رکھا تو دونوں آپس میں ٹھیک ٹھیک مل گئے۔

"ٹھیک ہے مسٹر گراہم! آپ وہی ہیں۔ فرمائیے میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

"وہ پیکٹ مجھے دے دیجئے" اس نے کہا۔
میں نے تاسف سے سر ہلایا۔
"آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں"
اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ پیکٹ میں آپ کو نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ میرے پاس ہے ہی نہیں"

اس کی مونچھیں کپکپا ئیں اور اس کی آنکھوں میں برفستانی ویرانے اتر آئے۔

" مذاق ہو چکا۔ پیکٹ لاؤ " اس نے اپنا ایک ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔

" یہ کیا مصیبت ہے ؟ " میں نے کہا " آپ وہیں تو تھے ــــ آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا "

" میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کیا بکواس کر رہے ہیں ؟ کہاں تھا میں ؟ "

" اکوریاری ایرپورٹ کے باہر ــــ آپ ٹیکسی میں سوار ہو رہے تھے۔

اس کی آنکھیں جھپکیں۔

" اچھا ؟ " وہ بولا " کہے جایئے "

" اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھ سکتا، ان لوگوں نے مجھے دبوچ لیا اور پیکٹ لے کر ہمات نکل گئے ــــ وہ میرے کیمرے کے کیس میں تھا۔"

" مطلب یہ کہ وہ آپ کے پاس نہیں ہے " اس کی آواز میں کوڑے کا سڑاکا تھا۔

" میں نے تلخی سے کہا " محترم ! اگر آپ میرے باڈی گارڈ کی خدمات انجام دے رہے تھے تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنے فرض سے قابلِ گرفت کوتاہی کی ہے اور آپ جانئے سلیڈ بری طرح سے خفا ہوگا۔"

" خدا کی قسم بے حد خفا ہوگا " گراہم نے سہم کر کہا اور اس کی بائیں آنکھ کے نیچے کی ننھی سی رگ پھڑکنے لگی " تو وہ کیمرے کے کیس میں تھا "

" اور کہاں ہو سکتا تھا۔ بس وہی تو میرا کل سامان تھا۔ اور یہ آپ کو سمجھ لینا چاہیئے تھا ـــ آپ اس وقت میرے عین پیچھے کھڑے اپنے بڑے بڑے کان ہلا رہے تھے جب رکچاوک میں میں نے ٹکٹ خریدا اور طیارے میں سوار ہوا تھا "

اُس نے کھا جانے والی نظروں سے مجھے دیکھا۔

" آپ نے اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند سمجھ رکھا ہے " وہ میز کی میری طرف جھک گیا " بڑا جھگڑا اٹھے گا اس سلسلے میں چنانچہ بہتر ہوگا کہ تم ہمیشہ دستیاب رہو اسٹیورٹ۔ مناسب ہوگا جب میں آؤں تو تم مجھے آسانی سے مل جاؤ "

" اس بے تکلفی کا شکریہ۔ یہ آپ صاحب سے تو مجھے بھی الجھن ہو رہی تھی " میں نے شانے اچکائے " ہاں تو میں کہاں جا سکتا ہوں بھائی۔ اس کے علاوہ یہاں میرے کمرے کا کرایہ پہلے سے ہی ادا کر دیا گیا ہے "

" اس معاملے کو تم سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہو اسٹیورٹ! "

" تو کیا کرنا چاہیئے مجھے ؛ رو پڑوں بچوں کی طرح؟ " میں نے قہقہہ لگایا " گراہم بچے نہ بنو بھائی ـــ بڑے بنو ـــ بڑے "

اس کے بشرے پر کرختگی آ گئی لیکن منہ سے کچھ نہ کہا اس کے بجائے وہ اٹھ کر چل دیا۔ میں پندرہ منٹ تک صورت حال پر غور کرتا رہا اور بھنا ہوا بکری کا گوشت کھاتا رہا اور پندرہ منٹ کے آخری منٹ میں، میں ایک فیصلہ کر چکا تھا اور فیصلہ یہ تھا کہ تیز شراب کا ایک جام پی لینا ضروری ہے چنانچہ میں بار کی تلاش میں چلا۔

جب میں ہوٹل کے بڑے کمرے میں سے گزر رہا تھا تو دیکھا کہ بوشنر عرف

گراہم ٹیلیفون بوتھ میں گھسا ٹیلیفون پر بڑے خشوع و خضوع سے کسی سے مصروف گفتگو تھا اور ہر چند کہ اس وقت گرمی نہ تھی اسے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

(۵)

میری بے خواب کی پرسکون نیند اس لئے ٹوٹی کہ کوئی مجھے جھنجھوڑ رہا تھا اور جھنکار رہا تھا۔

"اسٹورٹ! اٹھو"

میں نے آنکھیں کھول دیں۔ گراہم مجھ پر جھکا ہوا تھا! میں نے آنکھیں پٹپٹا کر اس کی طرف دیکھا

"کمال ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ میں نے دروازے کو تالا دیا ہے"

"اور تمہارا یہ خیال صحیح ہے" وہ مسکرایا "اٹھو۔ تم سے سوال جواب کئے جائیں گے چنانچہ بہتر ہوگا کہ تم اپنا دماغ صیقل کر لو"

"کیا بجا ہے اس وقت؟"

"پانچ ـــ صبح کے"

"آں" میں مسکرایا "گستاپو تیکنک۔ میرا خیال ہے کہ میں حجامت بنا لوں تو تازہ دم ہو جاؤں گا"

گراہم گھبرایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

"بہتر ہوگا کہ تم جلدی کرو۔ وہ پانچ منٹ میں یہاں ہوگا"

"کون؟"

"یہ تم خود دیکھ لو گے"

میں نے پیالے میں گرم پانی انڈیلا اور رخساروں اور ٹھوڑی پر برش سے صابن کا جھاگ پیدا کرنے لگا۔

"گراہم! اس معاملے میں تم کیا خدمات انجام دے رہے ہو؟ کیا کام سپرد کیا گیا ہے تمہارے؟ باڈی گارڈ کے طور پر تو تم قطعی ناکام رہے ہو۔ چنانچہ تمہارا یہ کردار تو ہو نہیں سکتا۔"

"بہتر ہوگا کہ تم میری فکر چھوڑ کر اپنی فکر کرو" وہ بولا "تمہیں اپنی صفائی پیش کرنی ہے اور زبردست دلائل درکار ہوں گے اس کے لئے"

"سچ کہتے ہو" میں نے اس سے اتفاق کیا۔

میں نے برش رکھ کر استرا اٹھا لیا چاندی کی سی چمکدار اور بے حد تیز دھات سے خود اپنا ہی چہرہ کھرچنے جیسا بیکار اور وقت برباد کرنے والا کام میرے خیال میں کوئی دوسرا نہیں۔ مجھے تو اس زمانے میں ہونا چاہیئے تھا جب لوگ ڈاڑھیاں رکھا کرتے تھے۔ مثلاً اگر میں ملکہ وکٹوریہ کے زمانے میں حکومت کا ڈبل جاسوس ہوتا تو خوش رہتا۔

غالباً میں اپنی توقع سے زیادہ ہی گھبرایا ہوا تھا کیونکہ میں نے "خونی حجامت" بنائی۔ یعنی استرے سے اپنا چہرہ خون خون کر لیا۔ ڈاڑھی مونڈنے کی پہلی قسط ختم کر چکا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی اور سلیڈ اندر آگیا اس نے پیچھے کی طرف لات چلا کر دھڑام سے دروازہ بند کیا۔ اس نے خشمناک نظروں سے مجھے گھورا اور اس کے لٹکتے ہوئے گالوں والے موٹے چہرے پر بھی بدمزاجی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوور کوٹ کی جیبوں میں ٹھونس رکھے تھے۔ اس نے میری خیریت معلوم کئے بغیر پوچھا:

"کیا ہوا اسٹورٹ؟ کہو"

بھر۔ یہ بھی جان چھڑا ہوا ہو، پھر وہ خشک بھی ہو چکا ہو تو ایسے وقت نہایت ہی الجھا ہوا بیان دینے والا اگر بیان دینے لگ جائے تو پھنس جاتا ہے۔ چنانچہ اس خیال سے کہ سلیڈ کے رعب میں آکر اپنے آپ کو پھنسا دینا مناسب نہیں۔ میں آئینے کی طرف گھوم گیا اور خاموشی سے حجامت بنانے لگا۔

سلیڈ نے وہ آواز دی کہ جس کا دنیا کی کسی بھی زبان اور بولی میں کوئی نام نہیں ۔۔۔ اس کے نتھنوں اور منہ سے بہ یک وقت نکلتی ہوئی طوفانی ہوا کی دھماکہ خیز آواز۔ یہ آواز پیدا کرنے کے بعد وہ پلنگ پر بیٹھ گیا اور اس کا پہاڑی بوجھ برداشت نہ کرکے پلنگ کی اسپرنگیں احتجاجاً چرچرائیں۔

"خیریت اسی میں ہے تمھاری کہ تمھارا بیان قابل قبول ہو" وہ بولا "مجھے اندھیرے میں بستر سے نکال کر اور پہلے طیارے میں سوار ہو کر اس کھنڈر میں آنا پسند نہیں"۔

میں بدستور حجامت بناتا رہا اور میں نے سوچا کہ یہ بات یقیناً بے حد اہم ہوگی جو سلیڈ کو لندن سے اکوریاری لے آئی۔ اپنے علقوم پر ۔۔۔ یہ ڈاڑھی بنانے کا سب سے زیادہ اہم مرحلہ ہوتا ہے ۔۔۔ استرا پھیرتے ہوئے کہا:۔

"وہ پیکٹ اس سے زیادہ اہم ہوگا جتنا تم نے مجھ سے کہا تھا"

میں نے نل کھولا اور جھک کر منہ دھونے لگا۔

"۔۔۔۔ وہ سالا پیکٹ" سلیڈ نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ معاف کرنا" میں نے کہا "میں نے سنا نہیں تم نے کیا کہا۔ میرے کانوں میں پانی گھس گیا تھا"

اس نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ روکا۔

"وہ پیکٹ کہاں ہے؟" اس نے قابلِ تعریف سکون سے کہا۔

"اس وقت کہاں ہے یہ تو میں نہیں جانتا" میں تو لڑے ہے چہرہ خشک کرنے لگا "کل دوپہر کے وقت چار انجانے مردوں نے پیکٹ مجھ سے چھین لیا ــــ لیکن یہ تفصیلات مشغلی گراہم سے معلوم ہو چکی ہوں گی"

سلیڈ کی آواز بلند ہوئی "اور تم نے انہیں لے جانے دیا ــــ آسانی سے"

"اس وقت میں کچھ کر نہ سکتا تھا" میری آواز بھی بلند تھی "کیونکہ ایک پستول کی نالی میرے گردوں کو دبا رہی تھی" میں نے گراہم کی طرف سر سے اشارہ کیا "اور یہ حضرت وہاں کیا جھک مار رہے تھے؟"

سلیڈ نے اپنے ہاتھ توند پر باندھ لیے:

"ہمارا خیال تھا کہ وہ لوگ گراہم کا قافیہ تنگ کریں گے۔ اسی لیے ہم انہیں اس معاملے میں لائے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ لوگ گراہم کو روکنے کی کوشش کریں گے اور یوں ہمیں منزل مقصود تک کا راستہ نشان مل جائے گا"

سلیڈ کی یہ بات میرے گلے سے نہ اتری۔ اگر وہ لوگ ــــ اور یہ بھی یہ "وہ لوگ" کون تھے؟ ــــ گراہم کا "قافیہ تنگ" کرنے والے تھے تو پھر خود گراہم کی یہ حماقت تھی کہ میرے فلیٹ کے باہر رات بھر سردی میں پہرہ دے کر اس نے "ان لوگوں" کی توجہ اپنی طرف سے ہٹا کر میری طرف مبذول کرا دی تھی چنانچہ بات ایسی نہ تھی جیسی کہ سلیڈ نے کہی تھی۔ لیکن یہ بات میں نے اپنے ہی تک رکھی۔ سلیڈ بڑا ہی تیز آدمی تھا اور میں آخری داؤں کے طور پر کچھ بچا رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کے بجائے میں نے کہا:۔

"لیکن انھوں نے گراہم کو نہیں مجھے روکا لیکن وہ شاید رگبی فٹ بال[1] کے

---

[1] وہ کھیل جس میں ایک کھلاڑی فٹ بال لے کر بھاگتا ہے اور دوسرے اس کے پیچھے بھاگتے اور اسے گرا کر فٹ بال اس سے چھین لیتے ہیں۔ مترجم

ضوابط سے واقف نہیں لیکن یہ بات بھی ہے کہ سویڈن میں یہ کھیل نہیں کھیلا جاتا" میں نے تولیہ رکھ دیا " اور روس میں بھی " میرے کچھ سوچ کر اضافہ کیا سلیڈ نے ایک دم سے میری طرف دیکھا۔

" یہ روسیوں کا خیال تمھیں کیوں آیا؟"

" میں مسکرایا " میں ہمیشہ روسیوں کے متعلق سوچتا ہوں" میں نے کہا" فرانسیسیوں کی طرح جو ہمیشہ جنس مخالف اور اس کے ساتھ سونے کے متعلق سوچتے ہیں" میں نے سلیڈ پر جھک کر دوسری طرف سے سگریٹ اٹھائی " اس کے علاوہ انھوں نے مجھے اسٹیورٹ سن کہا تھا"

" تو اس سے کیا ہوا؟ "

" تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ میں کون تھا ـــــ یہ نہیں کہ اس وقت میں کون ہوں ـــــ بلکہ یہ کہ کبھی میں کیا تھا۔ اور یہ بڑی بات ہے"

سلیڈ نے اب گراہم کی طرف دیکھا اور کہا:۔

"تم ذرا باہر چلے جاؤ"

گراہم کو برا معلوم ہوا لیکن وہ فرمانبرداری سے باہر چلا گیا۔ جب اس نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا تو میں نے کہا:۔

" واہ ـــــ اب چونکہ یہاں بچے نہیں ہیں اس لئے ہم بڑے بے تکلفی سے بات کر سکتے ہیں۔ اور ہاں ـــــ اس اناڑی کو تم کہاں سے پکڑ لائے؟ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس معاملے میں میں نوآموزوں کو برداشت نہ کر سکوں گا"

" گراہم نوآموز نہیں ہے"

" اب یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ اس کے کانوں کے پیچھے اب بھی پسینہ ہے"

"وہ آدمی اچھا ہے" سلیڈ نے کہا اور پلنگ پر بے چینی سے پہلو بدلا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد کہا "بہر حال یہ معاملہ تو تم نے گڑبڑ کر دیا اور اس کا اعتراف تمھیں کرنا ہی ہوگا۔ ایک آسان — بے حد سہل کام — ایک چیز الف سے بے تک پہونچانی تھی تمھیں اور یہ آسان ترین کام بھی تم سے نہ ہوا۔ خدا کی قسم میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ تم ایسے درماندہ ہوگئے" اس نے اپنی شہادت کی انگلی میری طرف ہلائی اور انھوں نے تمھیں اسٹیورٹ سن کہا۔ جانتے ہو اس کا مطلب؟"

"کِناکِن" میں نے سمجھ کر کہا "کِناکِن — تو کیا وہ یہاں ہے — آئس لینڈ میں؟"

سلیڈ نے اپنے شانے اُچکائے۔

"یہ تو میں نہیں جانتا" اس نے کہا "رکجاوک میں ہمارے آدمی نے تم سے کیا کہا تھا؟"

"کچھ زیادہ نہیں۔ کہا کہ ایک کار کا انتظام کیا گیا ہے جو مجھے ڈرائیو کرنا تھی اور مجھے براہ کرسویک رکجاوک جانا تھا اور کار کو ہوٹل ساگا کے باہر چھوڑ دینا تھا۔ ان سب ہدایتوں پر میں نے عمل کیا"

"کسی مصیبت میں نہیں پھنسے؟" سلیڈ نے اپنے حلق میں سے بھنچی ہوئی آواز نہیں نکالی۔

"تمھارے خیال سے مجھے مصیبت میں پھنسنا چاہیئے تھا" میں نے پوچھا

اس نے سر ہلایا۔

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ شاید کچھ ہو۔ چنانچہ اسی لئے ہمیں مناسب

معلوم ہوا کہ تمہیں طویل راستے سے بھیجا جائے" وہ اپنے چہرے
پر بے اطمینانی کے آثار لے کر اٹھا، دروازے تک گیا اور دروازہ
کھول کر کہا "گراہم!"

میں نے کہا "سلیڈ! جو کچھ ہوا اس کا مجھے افسوس ہے۔ واقعی
افسوس ہے"

"افسوس ہے۔ کہہ دینے سے یا افسوس کرنے سے جو ہو گیا وہ نہ ہوا ہو
تو ہو نہیں سکتا۔ تم نے جو گڑبڑ کر دی ہے اسے سدھارنے کی اب ہمیں
کوشش کرنی پڑے گی۔ اسٹیورٹ! تمہیں میں نے اس لئے پسند کیا تھا اور
اس لئے تمہاری سفارش کی تھی کہ ڈپارٹمنٹ کے پاس آدمی نہ تھے۔ لیکن
اب تمہاری حماقت کی وجہ سے ہمیں پورے ملک کی ناکہ بندی کرنی ہوگی"
سلیڈ گراہم کی طرف گھوم گیا "لندن میں ڈپارٹمنٹ کو فون کرو۔ میں
فون نیچے لوں گا۔ اور ایر پورٹ پر کیپٹن لی سے بات کرو کہ میں دو تین
پانچ منٹ کے نوٹس پر تیار رہنا چاہتا ہوں۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے فوراً کرنا ہے"
"میں آہستہ سے کھانسا۔

"میں بھی؟" میں نے لجاجت سے پوچھا۔
اس نے کھا جانے والی نظروں سے میری طرف دیکھا۔
"تم! — اس معاملے کو تم نے بہت گڑبڑ کر دیا ہے اور یہ ہمارے لئے
کافی ہے"

"تو پھر میں کیا کروں؟"
"میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ" وہ بولا "رکجاوک جاؤ اور بقیہ
موسم گرما اپنی لڑکی دوست کے ساتھ لوٹیں لگاؤ" وہ پلٹا تو گراہم سے ٹکرا گیا

"اب تم یہاں کھڑے کیا جھک مار رہے ہو" وہ غرایا اور گراہم بھاگ گیا وہاں سے۔

سلیڈ دروازے میں ٹھہر گیا اور میری طرف گھورے بغیر بولا:۔

"لیکن بہتر ہوگا کہ کیناگن سے ہوشیار رہو کیونکہ اسے روکنے اور تمہیں بچانے کے لیئے میں انگلی تک نہیں ہلاؤں گا ــ لیکن خدا کی قسم جی تو یہی چاہتا ہے کہ کیناگن تمہیں ٹھونک دے"

دروازہ دھڑام سے بند ہوگیا اور میں پلنگ پر بیٹھ کر سوچنے لگا۔ میں جانتا تھا کہ اگر پھر میرا سامنا کناگن سے ہوگیا تو یہ اپنی موت سے میرا سامنا ہوگا۔

دوسرا باب

(۱)

میں ناشتہ ختم کر رہا تھا جب الیان کا فون آگیا۔ آواز کے ابھرنے اور ڈوبنے سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ اس ریڈیو ٹیلیفون سے فون کر رہی تھی جو لمیسنڈ روور میں لگا ہوا تھا۔ مشکل اور دشوار خطے میں لمبے سفر کرنے والی گاڑیوں میں ریڈیو ٹیلیفون لگا دیئے گئے تھے کہ اگر راستے میں مسافر کسی مصیبت میں پھنس جائے تو مدد طلب کر سکے۔ یہ تو نام کی اور ظاہری توجیہ ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آئس لینڈ کے باشندوں کو ٹیلیفون کا خبط ہے اور امریکہ اور کینیڈا کے بعد یہی قوم سب سے زیادہ فون استعمال کرتی ہے۔

الیان نے پوچھا کہ نیند کیسی آئی؟ اور میں نے جواب دیا کہ بہت عمدہ

اور پھر پوچھا :۔

"تم یہاں کب پہونچ رہی ہو؟"

"ساڑھے گیارہ بجے کے قریب"

"ٹھیک ہے۔ میں کیمپ کے علاقے میں تم سے ملتا ہوں"

ساڑھے گیارہ بجنے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے اور یہ دو گھنٹے میں نے اکوریاری میں ایک سیاح کی طرح ادھر ادھر گھومتے، بے مقصد دکانوں میں گھستے اور نکلتے، سڑکیں ناپتے ۔۔۔ مختصر یہ کہ نہایت ہی احمقانہ حرکتیں کر کے گذارے جب میں کیمپ کے علاقے میں الیان سے ملا ہوں تو میں نے اپنا اطمینان اور اس کے بعد پورا یقین کرلیا تھا کہ کوئی میرا پیچھا اور نگرانی نہیں کر رہا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سلیڈ نے یہ جو کہا تھا کہ اب وہ مجھ سے کوئی کام لینا نہیں چاہتا تو یہ اُس نے غلط نہ کہا تھا۔

میں نے لینڈ رووَر کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"آگے بیٹھ جاؤ میں ڈرائیو کروں گا"

اس نے حیرت سے میری طرف دیکھا۔

"ہم یہاں ٹھہر نہیں رہے ہیں؟"

"شہر سے باہر چل کر ہم کہیں دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

چنانچہ میں شمالی سڑک پر اور ساحل کے ساتھ ساتھ کار بے حد تیز بھگاتا، اور بار بار چیک کرتا رہا کہ ہمارا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا ہے جب اطمینان ہوگیا کہ کوئی ہمارا پیچھا نہیں کر رہا ہے تو میں اطمینان سے بیٹھ گیا لیکن میرا یہ اطمینان اور یوں پھیل کر بیٹھنا الیان کے بشرے سے فکر و پریشانی دور نہ کرسکا وہ دیکھ رہی تھی کہ میں

کسی سوچ میں تھا چنانچہ وہ خاموش رہی لیکن دیر تک برداشت نہ کرسکی اور پوچھا :-

"عمان! حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں تمہارے ساتھ۔ ہے نا؟"

"بالکل صحیح سمجھا ہے تم نے" میں نے کہا "اور اسی سلسلے میں میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں"

اسکاٹ لینڈ میں سلیڈ نے مجھے خبردار کردیا تھا کہ اس معاملے میں میں الیان کو شریک نہ کروں اور اسے بے خبر ہی رکھوں۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر یہ راز راز نہ رکھ سکا تو پھر محکمۂ جاسوسی کے خفیہ قانون کی رو سے مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔ لیکن اگر الیان کے ساتھ مجھے اپنا مستقبل وابستہ کرنا تھا، اگر اسے میں اپنی جیون ساتھی بنانا چاہتا تھا تو پھر اس سے کچھ چھپانا بے وفائی اور حماقت تھی، رہے سلیڈ اور محکمۂ جاسوس اور اسکے خفیہ قوانین تو ان سب پر تین حروف۔

میں نے سڑک چھوڑ دی اور اب کار گھاس کے میدان میں اچھلتی کودتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اور پھر میں نے کار روک لی۔ سامنے نمودی ڈھلان تھی اور ڈھلان پر چٹانیں اور پتھر پڑے ہوئے تھے، جہاں یہ ڈھلان ختم ہوتی تھی وہاں سے سمندر شروع ہو جاتا تھا اور دور جزیرۂ گرمزی تھا جو کہ بہت دھندلا دھندلا دکھائی دیتا تھا۔ خشکی کے اس اُبھرے ہوئے ٹکڑے کے علاوہ ہمارے اور قطب شمالی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی کیونکہ یہ سمندر، جو ہمارے قدموں میں تھا، آرکٹک ـــــ یعنی بحیرۂ شمالی تھا ـــــ برفستان کا سمندر ـــــ دنیا کی چھت پر کا سمندر۔

"الیان! تم میرے متعلق کیا جانتی ہو؟" میں نے ایک دم سے پوچھا۔

"یہ بے حد عجیب سوال ہے ۔ تم ایلین اسٹیورٹ ہو اور مجھے خوفناک حد تک بے انتہا پسند ہو۔"

"بس؟"

"مجھے اور کیا جاننا چاہیئے؟" اس نے شانے اُچکائے "میرے لئے بس یہی کافی ہے"

"کوئی تجسس نہیں ہے تمہیں؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں ہے تو لیکن میں نے اسے اُبھرنے نہیں دیا۔ کیونکہ جانتی ہوں کہ تم اگر بتانا چاہو گے تو بتا دوگے" اس نے کہا اور پھر قدرے ہچکچاہٹ کے بعد بولی "البتہ ایک بات ضرور جانتی ہوں۔"

"کیا؟"

"یہ کہ تمہارے دل پر کوئی زخم ہے، کوئی صدمہ ہے تمہیں" وہ میری طرف گھوم گئی "اور ہماری ملاقات سے ۔ یعنی مجھ سے پہلی دفعہ ملنے سے کچھ ہی عرصہ پہلے تمہیں یہ صدمہ پہونچا ہے۔ اور اسی لئے میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا۔ میں تمہارے دُکھی دل کو اور دکھانا نہیں چاہتی۔"

"یہ تمہاری شرافت ہے" میں نے کہا "ایلین اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں کبھی برطانوی ایجنٹ ۔۔ یعنی حکومت کا جاسوس رہا ہوں۔ تو تمہیں حیرت ہوگی؟"

اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"جاسوس!" اس نے آہستہ سے کہا جیسے اس لفظ کو اپنے منہ میں لڑھکا کر اس کا ذائقہ معلوم کر رہی ہو۔ "ہاں۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس سے واقعی مجھے بہت زیادہ حیرت ہوئی۔ یہ کوئی شریفانہ پیشہ نہیں ہے۔ جاسوس۔

اور تم اس قسم کے آدمی نہیں ہو ۔۔۔ یعنی یہ تمہارا کام نہیں ہے"

"ابھی ابھی کسی اور نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا حالانکہ الفاظ دوسرے تھے" میں نے تلخی سے کہا "اس کے باوجود یہ سچ ہے"

چند لمحوں تک وہ خاموش رہی۔ پھر بولی :-

"تم کبھی جاسوس تھے ۔۔۔ ہوگا ۔۔۔ اس سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو تمہیں اب جیسا جانتی ہوں بس ایسا ہی پسند کرتی ہوں"

"الیان! میری جان!! تاریخ کبھی کبھی اپنے آپ کو دہراتی ہے اور ماضی آگے بڑھ کر حال بن جاتا ہے" میں نے کہا "اور میرے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے۔ ایک آدمی ہے سلیڈ...."

میں خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا کیا یہ میں صحیح کر رہا ہوں یا غلط۔

"اچھا۔ پھر؟" اس نے مجھے اکسایا۔

"وہ اسکاٹ لینڈ میں میرے پاس آیا تھا ۔۔۔ اس کے متعلق میں تمہیں بتاؤں گا ۔۔۔ یعنی سلیڈ اور اسکاٹ لینڈ کے متعلق"

(۲)

اس دن شکار بڑا ہی مایوس کن رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رات میں ہرن کسی چیز سے ڈر گئے تھے کیونکہ وہ اسی گھاٹی سے جہاں میرے یقین کے مطابق انھیں ہونا چاہئے تھا ہجرت کر گئے تھے اور یہاں نا بادہ کی عمودی ڈھلانیں چڑھ گئے تھے۔ اپنی بندوق میں لگی ہوئی دوربین سے میں ہرنوں کو بہت اوپر پتھر کی پھولوں سے لدی ہوئی جھاڑیوں میں اطمینان سے چرتے دیکھ رہا تھا۔ ہوا جس طرف سے اور جس طرح سے بہہ رہی تھی اس کے پیش نظر ہرنوں تک پہونچنے کا ایک راستہ تھا۔ یعنی یہ کہ میرے پر نکل آتے اور میں اڑ کر ان تک پہونچ جاتا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ

ممکن نہ تھا اور سیر چونکہ وہ موسم کا آخری دن تھا اس لئے ہرن اس موسم کے آخری دن تک اسٹیورٹ کی بندوق کی گولی سے محفوظ تھے۔

سہ پہر کے تین بجے میں نے اپنا سامان باندھا اور گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب میں سگون مور کی ڈھلان اتر رہا تھا تو مجھے بنگلے کے سامنے ایک کار کھڑی دکھائی دی اور ایک مٹا سا آدمی اس کے سامنے ٹہل رہا تھا اس بنگلے تک پہونچنا بہت مشکل تھا۔ راستہ اتنا خراب اور دشوار گزار تھا کہ اس کے خیال سے ہی سیاحوں کے حوصلے پست ہو جاتے تھے۔ چنانچہ یہاں جو آتا تھا وہ عموماً وہی ہوتا تھا جو شدت سے مجھ سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کے برخلاف میں خود کسی سے ملنا نہ چاہتا تھا۔ میں نے گویا دنیا کے جھمیلوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی چنانچہ میں اپنے کسی بھی مہمان کی حوصلہ افزائی نہ کرتا تھا۔

چنانچہ آگے بڑھتے وقت میں بے حد محتاط تھا۔ ایک جگہ میں چٹانوں کی اوٹ میں رک گیا' شانے پر سے رائفل اتار کر دیکھا کہ وہ بھری ہوئی نہ تھی اور پھر اس کا کندہ شانے سے لگا دیا۔ اس میں لگی ہوئی دوربین کی زد میں آکر وہ آدمی ایک دم سے میرے قریب آگیا۔ اس وقت میری طرف اس کی پشت تھی لیکن جب وہ گھوما تو میں نے دیکھا کہ وہ سلیڈ تھا اس کے موٹے چہرے کو دوربین پر بنے ہوئے بالوں کے اتصال میں لے کر میں نے لبلبی دبائی تو ہتھوڑی "کھٹ" سے گری اور کوئی دھماکا نہ ہوا۔ میں نے سوچا کہ اگر بندوق بھری ہوئی ہوتی تو کیا تب بھی میں ایسا ہی کرتا۔ سلیڈ جیسے آدمی کے بغیر دنیا حسین اور پاک بن جاتی۔ لیکن اب بندوق میں گولی بھرنا سخت "آزادی" قسم کا عمل ہوتا چنانچہ میں نے بندوق

شانے پر رکھی اور بنگلے کی طرف بڑھا۔ مجھے چاہئے تھا کہ بندوق بھر لیتا۔
میں قریب پہونچا تو اس نے گھوم کر میری طرف ہاتھ ہلایا۔
"شام بخیر" اس نے یوں ٹھنڈے پتّے سے کہا گویا وہ روز کا آنے والا مہمان ہے جسے میں خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتا ہوں۔
میں اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔
"کیسے معلوم ہوا مجتبیٰ کہ میں یہاں ہوں؟" میں نے پوچھا۔
"یہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔ تم میرے طریق عمل سے واقف نہیں ہو۔"
بے شک میں اس کا طریق عمل جانتا تھا اور وہ مجھے قطعی پسند نہ تھا۔
"بیکار کی باتیں چھوڑو اور بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو مجھ سے؟"
اس نے بنگلے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔
"مجھے اندر آنے کو نہ کہو گے؟"
"چونکہ میں مجتبیٰ جانتا ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم میرے آنے سے پہلے ہی میرے گھر کی تلاشی لے چکے ہوگے"
"خدا کی قسم — میں نے یہ حرکت نہیں کی" اس نے جھینپ کر کہا۔
میں اس کے منہ پر ہی ہنس پڑا کیونکہ اس شخص کی قسم اور وعدے کا کوئی اعتبار نہ تھا۔ بہر حال میں اس کی طرف سے گھوم گیا اور دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ سلیڈ میرے پیچھے ہی تھا۔
"تالا نہیں لگاتے؟" اس نے اپنی زبان اور تالو سے آواز پیدا کر کے کہا "دنیا والوں کی ایمانداری پر تمھیں ضرورت سے زیادہ اعتبار ہے"
"یہاں چرانے کے قابل کوئی چیز ہے ہی نہیں" میں نے بے تعلقی سے کہا۔
"سوائے تمھاری زندگی کے" اس نے کہا اور تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور بندوق اس کی گھوڑی پر رکھ دی۔ سٹیڈ نے دلچسپی سے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔

"قدیم ــ لیکن آرام دہ" وہ بولا "لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ تم عالیشان مکان میں کیوں نہیں رہتے؟"

"اتفاقاً یہ میرا ذاتی معاملہ ہے جس سے تمھیں کوئی تعلق نہ ہونا چاہئیے"

"شاید" وہ بیٹھ گیا "تو تم یہاں ــ اسکاٹ لینڈ میں روپوش ہو اور اس یقین کے ساتھ کہ کوئی تمھیں تلاش نہ کر سکے گا۔ خود حفاظتی کی بے حد کامیاب ترکیب۔ یعنی ہم رنگی ــ ایک اسٹیورٹ دوسرے بہت سے اسٹیورٹوں کے درمیان۔ تمھاری اس ترکیب کی وجہ سے ہمیں دقتوں کا سامنا کرنا پڑا"

"کس نے کہا کہ میں روپوش ہوں" میں خود اسکاٹ لینڈ کا باشندہ ہوں۔

"ایک حد تک" وہ مسکرایا "تمھاری ننھیال کی طرف سے۔ کچھ دنوں پہلے تم سویڈنی تھے اور اس سے پہلے فن لینڈی ــ لیکن اس وقت تم اسٹیورٹ بن گئے"

"تم پانچ ہزار میل کا سفر طے کر کے یہاں محض گزرے ہوئے زمانے کی باتیں کرنے آئے ہو؟" میں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بے حد چالاق وہ جو بند دکھائی دیتے ہو" وہ بولا۔

"تمھارے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ تمھاری حالت بگڑی ہوئی ہے اور تم بہت زیادہ موٹے ہو گئے ہو" میں نے بے دردی سے کہا۔

"میرے یار! سرکاری دفتر میں مفت کے کھانے کھا کھا کر آدمی موٹا نہ ہوگا تو کیا ہوگا" اس نے اپنا ربڑ کا سا ہاتھ ہلایا "لیکن بہتر ہوگا کہ ہم معاملے کی بات کریں ایلین"

"تمھارے لئے میں ایلین نہیں مسٹر اسٹیورٹ ہوں" میں نے قصداً کہا۔

"ایں ــــ تم مجھے پسند نہیں کرتے" اس کی آواز میں افسردگی تھی "لیکن ــــ کوئی بات نہیں ــــ آخر میں میں ــــ میرا مطلب ہے ــــ ہم تم سے ایک کام لینا چاہتے ہیں۔ مشکل کام نہیں ہے۔ سمجھ گئے؟"

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟"

"میں جانتا ہوں کہ تمھارے دل پر کیا گزری ہو گی لیکن..."

"تم کچھ نہیں جانتے" میں نے تلخی سے کہا "جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد بھی اگر تمھیں امید ہے کہ میں تمھارے لئے کام کروں گا تو پھر تم اس سے بھی زیادہ دیوانے ہو جتنا کہ میں نے سمجھ رکھا تھا"

لیکن میرا خیال غلط تھا۔ سلیڈ میرے جذبات اور دلی کیفیات سے واقف تھا۔ لوگوں کو اور ان کے جذبات کو سمجھنا اور انھیں اپنے ہتھیار بنا کر استعمال کرنا اس کا کام ہی تھا۔ میں منتظر تھا کہ وہ دباؤ ڈالے گا اور اس نے دباؤ ڈالا لیکن جیسی کہ اس کی عادت تھی گھماؤ پھراؤ کے طریقے سے۔

"اچھا تو آؤ گزرے ہوئے زمانے کی باتیں کریں" وہ بولا "کناگن تو تمھیں یاد ہو گا؟"

وہ مجھے اچھی طرح سے یاد تھا ــــ کناگن کو بھولنے کے لئے مجھے مکمل نسیان ہونا چاہیئے۔ آخری دفعہ میں نے اسے دیکھا تھا تو اس وقت کا اس کا چہرہ اس وقت میری نظروں میں گھوم رہا تھا ــــ رخساروں کی ابھری ہوئی ہڈیوں کے اوپر بھورے پتھر جیسی آنکھیں، دائیں کنپٹی سے شروع ہو کر ہونٹوں کے کونوں تک جاتا ہوا زخم کا ایک گہرا نشان جو اس کے ایک دم زرد ہوتے ہوئے رخساروں پر بے حد خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ کناگن اس وقت اتنے غصے میں تھا کہ اس کا بس چلتا تو مجھے قتل کر دیتا۔

"کناکن کا یہاں کیا ذکر؟" میں نے پوچھا۔

"یہی کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بھی تمہیں تلاش کر رہا ہے۔ تم نے اُسے اُلّو بنایا تھا اور یہ بات اسے پسند نہیں آئی۔ وہ تمہیں..." سلیڈ مناسب لفظ کی تلاش میں رُک گیا "وہ کیا اصطلاح ہے جسے سی۔ آئی۔ اے۔ کے ہمارے امریکی ہم پیشہ استعمال کرتے ہیں؟ — آ۔ ہاں — وہ انتہائی حد میں تمہیں ختم کرنا چاہتا ہے — کے۔ جی۔ بی۔ والے البتّہ اس اصطلاح سے شاید واقف نہیں"

رات کے اندھیرے میں اور پیچھے سے کھوپڑی میں گولی پیوست کر دینے کے لئے یہ بے حد عمدہ اصطلاح تھی۔

"اچھا — تو؟" میں نے کہا۔

"وہ اب بھی تمہیں تلاش کر رہا ہے"

"کیوں؟" میں نے پوچھا "اب تو میں ڈپارٹمنٹ سے الگ ہو چکا ہوں؟"

"ہاں۔ لیکن کناکن یہ نہیں جانتا" سلیڈ نے اپنی انگلیوں کا معائنہ کیا۔ "یہ بات اس سے چھپائی گئی ہے ہم نے — یعنی یہ اطلاع ہم نے اس تک نہیں پہنچنے دی۔ اور ہماری یہ احتیاط بڑی مفید ثابت ہوگی ایسا معلوم ہوتا ہے"

میں جانتا تھا کہ وہ کس نکتے کی طرف آ رہا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ سلیڈ سیدھے سبھاؤ اور دو ٹوک بات کہہ دے اور ایسا کرنے سے اسے سخت نفرت تھی۔ اسے چوہے بلّی کا کھیل پسند تھا۔

"لیکن کناکن نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں؟" میں نے کہا۔

"بالکل سچ کہا — لیکن میرے عزیز! اگر کوئی اسے تمہارا اتا پتا بتا دے تو؟ شش"

میں آگے کی طرف جھک گیا اور گھور کر سلیڈ کی طرف دیکھا

"اور کون بتائے گا اسے؟" میں نے کہا۔

"میں بتاؤں گا" اس نے جواب دیا "اگر اس کی ضرورت ہوئی۔ بے شک یہ کام مجھے ایک تیسرے آدمی کے ذریعہ اور بڑی ہوشیاری سے کرنا پڑے گا ــــ لیکن یہ میں کر سکتا ہوں"

تو یہ بات تھی ــــ دغا کرنے کی دھمکی۔ سلیڈ کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی اس نے اپنی زندگی ہی غداری اور بدذاتی سے بنائی تھی۔ یہ بات نہ تھی کہ میں یہ اس پر پہلا پتھر پھینک رہا تھا۔ کیونکہ ایک دفعہ خود میرا بھی یہی کام رہا تھا۔ لیکن فرق یہ تھا کہ سلیڈ کو ایسا کرنا پسند تھا۔

میں نے اسے بولنے دیا۔ اپنے خیال میں وہ مجھے خوفزدہ کر رہا تھا۔

"ہم کافی جانی نقصان اٹھانے کے بعد یہ معلوم کر سکے ہیں کہ کیا گن نے بڑا ہی وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ اس کے آدمیوں نے ہمارے ڈپارٹمنٹ کے بہت سے آدمیوں کو ختم کر دیا ہے"

"تم نے خون کر دیا ہے کیوں نہیں کہتے؟"

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور اس کی آنکھیں نرم گالوں کے پیچھے غروب ہو گئیں۔

"اسٹیورٹ! تم شروع سے ہی بدتمیز رہے ہو۔ غالباً ضرورت سے زیادہ بدتمیز اور بدزبان۔ میں وہ وقت نہیں بھولا جب تم نے لگاوش کے ساتھ مجھے مصیبت میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت بھی تم نے یہی لفظ استعمال کیا تھا"

"اور میں یہی لفظ پھر استعمال کروں گا" میں نے کہا "تم نے جمی بربکی کا خون کر دیا ہے"

"اچھا - چچا! میں نے کیا تھا اس کا خون؟" اس نے بڑی نرمی سے کہا" یہ تو بتاؤ کہ اس کے کان میں گیلگنائٹ واٹر[1] کس نے لگایا تھا؟ اور اس کے ذریعہ اس کی کھوپڑی کس نے اڑائی تھی؟" میں نے منہ کھولا ہی تھا کہ اس نے ہاتھ ہلا کر مجھے خاموش کر دیا" تم نے ـــ اسٹیورٹ! تم نے۔ اور اپنے اسی کارنامے کی وجہ سے کنا کن کو تم پر اعتبار آیا' اس نے تمھیں اپنا خاص آدمی بنا لیا اور یوں ہم اسے توڑ سکے۔ تمھارا وہ کارنامہ یادگار ہے اسٹیورٹ"

"ہاں ـــ لیکن تم نے مجھے استعمال کیا تھا۔ تم نے مجھے اپنا آلۂ کار بنایا تھا"

"بے شک۔ - اور ایک بار میں پھر تمھیں اپنا آلۂ کار بناؤں گا" اس نے بڑی سنگدلی سے کہا " یا تم یہ پسند کرو گے کہ ہم تمھیں کنا کن کے سامنے پھینک دیں؟" دفعتاً وہ ہنسا " ایک بات تو ظاہر ہے۔ کنا کن کو اس کی پروا نہیں کہ تم ڈپارٹمنٹ سے وابستہ ہو یا نہیں۔ اسے تو صرف تمھاری ذات سے واسطہ ہے"

میں اس کی صورت تکنے لگا۔

"اور اس سے کیا مطلب ہے تمھارا؟" میں نے پوچھا۔

"تو کیا واقعی تم نہیں جانتے کہ کنا کن اب نامرد بن چکا ہے؟" سلیڈ نے حیرت سے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم اسے جان سے ہی مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اور تمھارے پستول کی آخری گولی اسی لئے تھی۔ لیکن روشنی ناکافی تھی چنانچہ تمھاری گولی غلط جگہ لگی اور تم نے سمجھ لیا کہ تم نے کنا کن کو یونہی سا زخمی کر دیا ہے" اور بیشک تم نے اسے زخمی کر دیا تھا لیکن "یونہی سا" نہیں۔ غریب کو تم نے خصی کر دیا۔ اس نے

---

[1] ایک آتش گیر مادہ۔ مترجم

اپنے گوشت بھرے ہاتھ توند پر رکھ لئے جو اس کی ہنسی سے تھرتھرا رہی تھی "اور اگر زیادہ صاف لفظوں اور اکھڑ زبان میں کہا جائے تو تم نے اس بچارے کے خصیے اڑا دیے اب تم تصور کر سکتے ہو میرے عزیز کہ اگر تم اس کے ہتھے چڑھ گئے اور جب تم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو وہ تمھارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟"

میرا بدن سرد ہوگیا اور میرے معدے میں تکلیف دہ کھڑ سا پیدا ہوگیا۔

"دنیا سے روپوش ہو جانے کا ایک ہی راستہ ہے" سلیڈ نے فلسفی بننے کی کوشش کی "اور وہ ہے موت ——— اس راستے کو چھوڑ کر تم نے روپوش ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے"

سلیڈ نے غلط نہ کہا تھا۔ دنیا سے روپوش ہونے اور کریاکن سے بچنے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔

"چنانچہ اس لمبی چوڑی تمہید اور دھمکی کا مطلب یہ" میں نے کہا "کہ تم چاہتے ہو کہ میں تمھارے لئے کام کروں یا ایک کام کر دوں ——— اگر میں نے ایسا نہ کیا تو تم سامنے والوں کو اشارہ کر دو گے اور سامنے والے مجھے ٹھکانے لگا دیں گے اور تم میرے خون سے بری رہو گے"

"مختصر اور جامع" اس نے تعریف میں سر ہلایا "تمھاری رپورٹیں بھی ایسی ہی ہوتی تھیں۔ یعنی مختصر اور جامع"

"کیا کرنا ہے مجھے؟"

"آں۔ اب عقلمندی کی بات کہی تم نے" اس نے جیب میں سے ایک کاغذ نکال کر اس پر نظریں دوڑائیں "ہم جانتے ہیں کہ تم ہر سال موسم گرما گزارنے کے لئے "اسکاٹ لینڈ" جاتے ہو" اس نے میری طرف دیکھا "اوہو۔ یعنی اب بھی تم اپنے شمالی ورثے سے گویا چپکے ہوئے ہو۔ تم واپس سویڈن

نہیں جا سکتے — اور فن لینڈ جانا تو اور بھی خطرناک ہے۔ روسی سرحد کے بہت قریب ہے اس لیے تم وہاں آرام اور سکون سے نہیں رہ سکتے" اس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے "لیکن آئس لینڈ کون جاتا ہے؟"

"تو کام آئس لینڈ میں ہے؟"

"بالکل — آئس لینڈ میں ہے" اس نے کاغذ پر شہادت کی انگلی کا ناخن مارا "اور بڑی لمبی چھٹیاں گزارتے ہو تم وہاں — ایک وقت میں تین چار مہینے۔ سبھی خود اپنی آمدنی کی بات ہی اور ہوتی ہے — ڈپارٹمنٹ نے بہت کچھ دیا ہے تمھیں؟"

"ڈپارٹمنٹ نے مجھے اتنا کچھ دیا ہے جو میرا ہی تھا" میں نے کہا۔

اس نے میری یہ بات سنی ان سنی کر دی۔

"میں نے خصوصیت سے یہ نوٹ کیا ہے کہ آئس لینڈ میں تمھارے دن بہت اچھے گزرتے ہیں گھر کا سا آرام اور رنگِ محبت۔ وہ حسینہ میرے خیال میں....

"بہتر ہوگا کہ اس کو بیچ میں نہ ڈالو"

"میں تو ایک بات صاف کرنا چاہتا ہوں عزیزِ من! اگر اس حسینہ کو اس میں شامل کیا تو یہ بڑی بے وقوفی ہوگی۔ تم جانو اس کی جان شاید خطرے میں پڑ جائے گی۔ میں خود اس کام کے متعلق اسے کچھ نہ بتاؤں گا" اس کا لہجہ بڑا ہی ہمدردانہ تھا۔

سلیڈ نے بے شک سارے پہلوؤں پر پہلے سے غور کر لیا تھا۔ اگر وہ ایلان کے متعلق جانتا ہوتا تو بہت پہلے ہی مجھے اپنے جال میں لے چکا ہوتا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ ڈپارٹمنٹ مجھ پر اور میری ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے

تھا! اور میں نے اپنی حماقت سے یہ سمجھ رکھا تھا کہ میری نقل و حرکت سے کوئی واقف نہیں۔

"معاملے کی بات کرو۔ مجھے کیا کرنا ہے؟"

"کفلاوک کے عالمی ہوائی اڈے سے تم ایک پیکٹ حاصل کرو گے۔"
اس نے اپنے ہاتھوں سے پیکٹ کا سائز بتایا "کوئی آٹھ انچ لمبا، چار انچ چوڑا اور دو انچ موٹا۔ یہ پیکٹ تم اکوریاری میں ایک آدمی تک پہنچا دو گے" تم جانتے ہو کہ اکوریاری کہاں ہے؟"
"جانتا ہوں" میں نے سر ہلایا اور پھر منتظر رہا کہ وہ آگے کچھ کہے گا لیکن جب وہ خاموش رہا تو میں نے پوچھا:۔

"بس؟"

"بس۔ مجھے یقین ہے کہ تم یہ کام بڑی آسانی سے کر لو گے
میں نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
"یہ ساری بکواس تم نے اس لئے کی تھی کہ میرے سپرد ایک ہرکارے کا کام کر دیا جائے؟"
"بہتر ہوگا کہ تم ایسے سخت الفاظ استعمال نہ کرو" اس نے بُرا مانتے ہوئے کہا "یہ کام اس شخص کے لئے ہی ہے جو ایک مدت سے بے مشق رہا ہو ——
چاہیئے کہ تم ۔ ۔ ۔ ۔ "

"کیا مطلب؟"
"یعنی آؤٹ آف پریکٹس —— بہرحال یہ بے حد اہم ہے اور تم دستیاب ہو چنانچہ یہ کام ہم تمہارے سپرد کر رہے ہیں"
"صاف صاف کیوں نہیں کہتے سلیڈ کہ مجھے استعمال کرنے کے لئے تمہیں مجبور

کیا گیا ہے" میں نے اندھیرے میں تیر چلایا "ورنہ میرے پاس آنے کی کوئی وجہ نہیں تھی"

"میں کہہ چکا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس آدمیوں کی کمی ہے۔ چنانچہ اپنے متعلق کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمھیں استعمال کر کے ہم گویا دیگ کے پیندے کی کھرچن کھرچ رہے ہیں۔ سمجھے؟"

سلیڈ جب چاہتا تھا تب بے حد اکھڑ زبان بن سکتا تھا۔ میں نے شانے جھٹک کر پوچھا:۔

"اکور یاری میں کون آدمی ہے؟"

"وہ خود تمھارے پاس آئے گا اور اپنے آپ کو تم پر ظاہر کرے گا"

سلیڈ نے جیب میں سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر احتیاط سے ترچھا اور ٹیڑھا پھاڑ دیا۔ ایک ٹکڑا اس نے مجھے دے دیا۔ یہ سو کرونر نوٹ کا آدھا ٹکڑا تھا۔

"یہ دوسرا ٹکڑا اس آدمی کے پاس ہوگا جو اکور یاری میں تم سے ملے گا اور یہی پہچان ہوگی۔ شناخت کا یہ بے حد پرانا طریقہ ہے لیکن پرانے طریقے ہی بہترین ہوتے ہیں۔ صاف، سیدھے اور اثر انگیز۔ ہے نا؟"

میں نے اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے آئس لینڈ کی پھٹی ہوئی کرنسی کی طرف دیکھا اور تلخی سے پوچھا

"اس خدمت کی اجرت ملے گی مجھے؟"

"بے شک ہر مجسٹی کا محکمۂ جاسوسی قلاش نہیں ہے اور وہ خدمت کا صلہ دینا اور قابل آدمی کی قدر کرنا بھی جانتا ہے۔۔ دو سو پونڈ ٹھیک رہیں گے

یہ رقم از کسنگھام کو بھیج دو حرامی کتے"

اس نے ناپسندیدگی کے اظہار کے طور پر سر ہلایا۔

"توبہ توبہ۔ ایسی لوفروں کی سی زبان ۔۔ لیکن خیر۔ میں ایسا ہی کروں گا

جیسا کہ تم نے کہا ہے ۔ اور تم جانتے ہو کہ میں وعدے کا پکا ہوں"

یہاں میں نے سلیڈ کے باطن کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن وہ میری طرف بچوں کی سی معصوم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس شخص کا رویہ عجیب طرح کی بو محسوس کر رہا تھا۔ یہ سارا معاملہ ہی مجھے بے حد سنگین بلکہ بناوٹی معلوم ہوتا تھا۔ تب پھر یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ میرے لئے نئے سرے سے تربیت کے کیمپ کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ نئے جاسوسوں کے لئے ڈپارٹمنٹ ایسے تربیتی کیمپوں کا انتظام کرتا تھا لیکن چونکہ وہ لوگ نئے ہوتے تھے اس لئے جانتے تھے کہ یہ ان کی تربیت کی جا رہی ہے اور انہیں مشق دی جا رہی ہے ۔ اب اگر میری بے خبری میں سلیڈ میرے لئے یہی کر رہا تھا تو پھر میں اس سور کا گلا گھونٹ دوں گا ۔ چنانچہ میں نے اسے آزمانے کی غرض سے کہا :۔

"سلیڈ ! اگر تم نئے کھلاڑیوں کو ہوشیار کرنے کی غرض سے مجھے ریفرنٹ بال کے استعمال کر رہے ہو تو یہ بات بڑی خطرناک ثابت ہوگی کیونکہ اس طرح تم خود اپنے چند ابھرتے ہوئے جاسوسوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ۔"

میری اس بات سے اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچا کیونکہ اس نے زخمی آواز میں کہا :۔

"اسٹیورٹ ! تمہارے ساتھ تو ایسا میں کبھی نہ کروں گا اور نہیں کر رہا ہوں"

"اچھی بات ۔ اب یہ بتاؤ کہ کوئی مجھ سے وہ پیکٹ چھین لینا چاہے تو میں کیا کروں ؟"

"اسے ایسا نہ کرنے دو۔"

"کسی بھی قیمت پر؟"

وہ مسکرایا "تمہارا مطلب ہے ــــ کیا تم اس کا خون کردو؟ ــ بیشک اگر یہ ضروری ہو۔ بس کسی بھی طرح پیکٹ اکوریاری پہونچا دو" اس کی تو ند میں سنسنی سے مدو جزر پیدا ہوا "خونی اسٹیورٹ۔ خوب۔ خوب"

میں نے سر ہلایا "میں بہر حال معلوم کرنا چاہتا تھا، میں تمھارے ڈپارٹمنٹ کی مشکلوں میں اضافہ کرنا اور تمھارے آدمیوں کی کمی میں اور کمی کرنا نہیں چاہتا۔ اچھا۔ اکوریاری کے بعد کیا؟"

"اس کے بعد تم ہوا کی طرح آزاد ہوگے۔ مزے کرنا اپنی معشوقہ کے ساتھ موج اڑانا"

"اس وقت تک جب تک کہ دوبارہ تمہارا ظہور نہیں ہوتا؟"

"اور میرا ظہور نہ ہوگا" سلیڈ نے فیصلہ کن انداز میں کہا "دنیا تمھارے قریب سے نکل گئی ہے اسٹیورٹ۔ ڈپارٹمنٹ کے حالات ایسے نہیں رہے جیسے پہلے تھے یعنی بدل چکے ہیں ــــ تیکنیکیں اب تمھاری نہیں ــــ بہت سی تبدیلیاں ہوئی ہیں جو تمھاری سمجھ میں نہ آئیں گی۔ چنانچہ ہمارے کسی بھی کام کے لئے اب تم محض بیکار ہو۔ لیکن یہ کام بے حد آسان ہے اور ہمیں صرف ہرکارے کی خدمات انجام دینی ہیں جیسا کہ خود تم نے کہا تھا" اس نے کمرے میں نظر دوڑائی "آں۔ تم واپس یہاں آکر اپنی زندگی کے بقیہ سال سکون اور اطمینان سے بسر کرسکتے ہو"

"اور کنارکن؟"

"اس سلسلے میں میں کوئی وعدہ نہیں کرسکتا۔ ہوسکتا ہے وہ حقیقی تلاش

کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تمھیں تلاش نہ کر سکے۔ لیکن اگر اس نے تمھیں پا لیا تو اس میں میرا ہاتھ نہ ہوگا اس کا میں وعدہ کرتا ہوں"

"نہیں۔ اس سے میں مطمئن نہیں ہوں" میں نے کہا "کیا تم اس سے یہ کہہ دو گے کہ میں پچھلے چار برسوں سے ڈپارٹمنٹ سے وابستہ نہیں رہا؟"

"بے شک۔ بے شک" وہ اٹھا اور اپنے کوٹ کے بوتام لگانے لگا

"اب یہ دوسری بات ہے کہ اس پر وہ یقین کرتا ہے یا نہیں اور اس سے اس کے لئے کچھ فرق پڑتا ہے یا نہیں یہ بھی ایک بات ہے۔ وہ ہر حال تمھیں پکڑنا چاہتا ہے اور اس کی وجہ سرکاری نہیں بلکہ سراسر ذاتی ہے اور میرے خیال میں وہ تمھیں اپنے ساتھ جام پینے کی دعوت دینا نہیں چاہتا بلکہ تم پر نہایت ہی تیز چاقو سے عمل جراحی کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ تم بھی جانتے ہو کہ کیوں؟ — انتقام کا جذبہ — میرے بھائی — انتقام"

اس نے اپنی ہیٹ اٹھائی اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"پیکٹ کے متعلق مزید ہدایتیں تمھیں یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے مل جائیں گی۔ تم سے اتنے عرصے کے بعد مل کر مجھے خوشی حاصل ہوئی مسٹر اسٹیورٹ!"

"کاش کہ میں بھی ایسا کہہ سکتا" میں نے کہا تو سلیڈ ہنسا۔

میں اس کے ساتھ اس کی کار تک ہو آنے گیا اور ان چٹانوں کی طرف اشارہ کیا جہاں سے میں نے اسے بنگلے کے سامنے میرا انتظار کرتے دیکھا تھا۔

"وہاں سے میں نے تمھیں اپنی رائفل کی زد میں لے لیا تھا اور لبلبی بھی دبادی تھی لیکن بدقسمتی سے بندوق خالی تھی" میں نے کہا۔

اس نے میری طرف دیکھا تو اس کے بشرے پر بڑا اطمینان تھا۔

"اگر بندوق بھری ہوئی ہوتی تو تم لبلبی نہ دباتے اسٹیورٹ۔ تم ایک مہذب

آدمی ہو۔ ضرورت سے زیادہ مہذب۔ میں اکثر دفعہ سوچتا ہوں کہ تم اتنی مدت تک ڈپارٹمنٹ میں کیسے رہے — تم ہمیشہ سے نرم دل رہے ہو — اگر میرے اختیار میں ہوتا تو تم بہت پہلے ہی ڈپارٹمنٹ سے الگ کر دیئے گئے ہوتے۔ اور میرا مطلب ہے اپنے آپ ریٹائر ہونے سے پہلے ہی"

میں نے اس کی سرد اور بے مہر آنکھوں میں دیکھا اور سمجھ لیا کہ اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ مجھے کبھی ریٹائر ہونے ہی نہ دیتا۔ اس نے کہا:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ تم سرکاری خفیہ ایکٹ کے شرائط بھولے نہ ہو گے" پھر وہ مسکرایا "لیکن — بے شک — تمھیں یاد ہوں گے"

"ملائکہ کے اس طبقے میں، تم ترقی کر کے کون سے درجے تک پہونچ گئے ہو سیٹھ!؟" میں نے پوچھا۔ میرا مطلب تھا ڈپارٹمنٹ میں ترقی کر کے وہ کس عہدے تک پہونچا ہے۔ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ وہ تیز فہم تھا چنانچہ سمجھ گیا اور اسی زبان میں جواب دیا:۔

"عرش معلّےٰ کے بہت قریب" اس نے بڑی بشاشت سے جواب دیا — "ڈنگارٹ کے بعد میرا درجہ ہے۔ اب فیصلے میں ہی کرتا ہوں۔ اور یہ بھی اطلاع دے دوں کہ اکثر و بیشتر پرائم منسٹر کے ساتھ کھانا بھی کھاتا ہوں" وہ خود اطمینانی سے ہنسا اور کار میں بیٹھ گیا اور پھر کھڑکی کا شیشہ نیچے اتار کر بولا "ہاں ایک بات اور — وہ پیکیٹ — اسے کھولنا مت — وہ کہانی تو تمھیں یاد ہی ہو گی جس میں شوقِ تجسس کی وجہ سے ایک بی بی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے"

اور وہ اپنی کار لے کر چلا گیا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وادی پاک اور صاف معلوم ہونے لگی۔ میں نے سگو ہور اور سگو رنگ پہاڑوں

کی طرف دیکھا اور میرا دل بجھ گیا۔ بیس منٹ سے بھی کم وقت میں میری دنیا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اب ان ٹکڑوں کو کس طرح یکجا کر سکوں گا۔

اور رات بھر کی بے چین نیند کے بعد جب میں دوسری صبح بیدار ہوا تو جانتا تھا کہ اب میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا کہ سلیڈ کے حکم کی تعمیل کروں اور اس لعنتی پیکیٹ کو اکوریاری پہونچا دوں۔ اور ساتھ ہی دل میں خدا سے دعا کی کہ میں کسی لفڑے میں نہ پھنس جاؤں۔ اور یہ بظاہر آسان نظر آتا ہوا کام بخیر و خوبی انجام تک پہونچ جائے۔

(۳)

بولتے بولتے اور ساتھ ہی سگریٹ پیتے پیتے میرا منہ خشک ہو گیا۔ آخری سگریٹ میں نے کار کی کھڑکی میں سے باہر پھینک دی اور اب وہ ایک پتھر پر پڑی قطب شمالی کو دھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر سے گویا سگنل دے رہی تھی۔

"تو یہ ہے ساری داستان" میں نے کہا "اس معاملے میں مجھے بلیک میل کر کے پھنسایا گیا ہے۔"

الیاتن نے اپنی جگہ پر پہلو بدلا۔

"جان! مجھے واقعی بے حد خوشی حاصل ہوئی اس سے کہ یہ ساری باتیں تم نے مجھے بتا دیں۔ میں بھی حیران تھی کہ تمھیں یوں یکایک ہوائی جہاز سے اکوریاری جانے کی کیا ضرورت تھی" اس نے آگے کی طرف جھک کر ایک انگڑائی لی "لیکن اب چونکہ تم نے یہ پر اسرار پیکیٹ اس کے مالک

کو دے دیا ہے چنانچہ اب فکر کی کوئی بات نہیں۔"

"گڑبڑ تو یہی ہے" میں نے کہا "یہ پیکٹ میں، مالک تک نہیں پہنچا سکا۔"

اور میں نے ایرپورٹ پر جو کچھ ہوا تھا وہ اسے بتا دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔

"ستیش خاص طیارے میں لندن سے اڑ کر یہاں آیا ہے اور بہت زیادہ خفا ہے" میں نے کہا۔

"وہ یہاں آیا تھا انگلینڈ میں؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس نے کہا تھا کہ اب میں اس معاملے سے الگ ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے اور یہ تم سمجھ سکتی ہو چنانچہ الیان! میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے دور ہی دور رہو۔ خدا نہ کرے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے"

"جان! میں سمجھتی ہوں کہ تم نے مجھے ساری باتیں نہیں بتائیں" اس نے غور سے میری طرف دیکھا "تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں نے جو چھپایا ہے وہ بتاؤں گا بھی نہیں۔ مناسب ہوگا کہ تم اس گندے معاملے سے الگ رہو۔"

"اور میں کہتی ہوں کہ مناسب ہوگا کہ تم کچھ نہ چھپاتے ہوئے اپنی داستان پوری مجھے سنا دو" وہ بولی۔

میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

"الیان! کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تم رہ سکو؟ — میرا مطلب ہے روپوش ہو سکو؟"

"رکجاوک میں ہمارا اپارٹمنٹ ہے تو سہی" اس نے شانے اچکائے

"وہاں رہنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سکینڈ ہمارے اپارٹمنٹ سے واقف ہے اس کے علاوہ اس کا ایک آدمی اس کا پتہ معلوم کرچکا ہے۔"

"میں اپنے باپ کے پاس جا سکتی ہوں" اس نے کہا۔

"بے شک" میں نے سر ہلایا۔

رگنار تھروسن سے میں مل چکا تھا۔ وہ استر اندا س کے دہشتناک ویرانوں میں رہتا تھا۔ ایلیان بے شک وشبہ وہاں محفوظ رہے گی۔ میں نے کہا:

"اگر میں تمھیں سب کچھ بتا دوں تو تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤگی اور جب تک میں نہ بلاؤں وہیں رہوگی؟"

"اس کا میں کوئی وعدہ نہیں کرتی!" اس نے سرا سر باغیانہ انداز سے کہا۔

"میرے خدا" میں نے کہا "اگر میں اس لغزشے میں صحیح سلامت نکل آیا تو تم میری بڑی ضدی بیوی بنوگی۔ خدا جانے ہماری آپس میں بنے گی بھی یا نہیں!"

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنا سر اٹھایا۔

"کیا کہا تم نے؟"

"دوسرے لفظوں میں میں تمھیں شادی کا پیغام دے رہا ہوں"

اس کے بعد تو معاملہ بے حد گڑبڑ ہوگیا۔ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ میری آغوش میں تھی یا میں اس کی آغوش میں اور میرے ہونٹ اس کے ہونٹوں پر تھے یا اس کے ہونٹ میرے ہونٹوں پر۔ چند منٹوں بعد ہم الگ ہوئے تو ایلیان کا چہرہ سرخ تھا اور بال بکھرے ہوئے۔ اس نے شرمیلی نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہا:

"اب کہو"

میں نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کا غذ دوبارہ کھولا:۔

"میں نہ صرف تم سے کہوں گا بلکہ دکھاؤں گا بھی"

میں لینڈ روور کے پیچھے پہونچا اور جھک کر دھات کا وہ بکس نکال لیا جو میں نے کار کی دھری سے باندھ دیا تھا۔ بکس میں نے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر الیان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ بکس ہے فساد کی جڑ" میں نے کہا "خود تم اسے ریکجاوک سے یہاں تک لائی ہو"

اس نے بکس کو دبا کر دیکھا۔

"تو وہ لوگ اسے نہیں لے گئے" وہ بولی۔

"وہ جو بکس لے گئے ہیں وہ جھوٹا ہے اسمیں میں نے کپڑے کے چیتھڑے اور ریت بھر دی تھی اور اس پر وہی ٹاٹ سی دیا تھا جو اس بکس پر تھا"

(۴)

"اب تھوڑی سی بیئر پی لی جائے۔ کیوں؟" الیان نے کہا۔

میں نے برا سا منہ بنایا۔ آئس لینڈ کی بیئر رمضانی شراب تھی۔ بے مزہ اور بے نشہ اور اسے الکوحل سے اتنا ہی واسطہ تھا جتنا کہ آٹے کو نمک سے ۔ الیان ہنسی۔

پچھلی فلائٹ میں ہیجا رنی گرین لینڈ سے عمدہ بیئر کی بوتلیں کی بوتلیں لے آیا تھا۔ خالص شراب" وہ بولی۔

"ہاں۔ یہ کوئی بات ہوئی۔ ڈنمارک والے عمدہ بیئر بنانا واقعی جانتے ہیں"

میں الیان کو جام بھرتے دیکھتا رہا۔

" الیان میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں وہیں مقیم رہو" میں نے کہا۔

" سوچوں گی" اس نے جام میری طرف بڑھا دیا "اس وقت تو میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ پیکٹ اب بھی تمہارے پاس کیوں ہے؟"

" یہ پورا معاملہ ہی مجھے تو ڈھونگ معلوم ہوتا ہے" میں نے کہا " اس سے فریب کی بو نہیں بلکہ سڑاند اٹھ رہی ہے۔ سلیڈ نے کہا تھا کہ گراہم کے پیچھے مخالف پارٹی لگی ہوئی تھی چنانچہ اسے محفوظ رکھنے کے لئے وہ مجھے تک لایا۔ لیکن ہوا یہ کہ حملہ گراہم پر نہیں مجھ پر کیا گیا" میں نے الیان کو لنڈھام کے متعلق نہ بتایا تھا کیونکہ میں اس پر بہت زیادہ بوجھ ڈالنا اور اسے بہت زیادہ فکرمند کرنا نہ چاہتا تھا" اب تم ہی کہو جان کہ یہ عجیب بات ہے کہ نہیں؟"

وہ چند ثانیوں تک سوچتی رہی پھر بولی:۔

" بات تو واقعی عجیب ہے"

" اور گراہم ہمارے اپارٹمنٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا اور یہ اور بھی عجیب بات معلوم ہوتی ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ مخالف پارٹی خود اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ دشمن گراہم کی نگرانی نہ کر رہا تھا اور یہ کہ جو کچھ سلیڈ نے کہا وہ از اول تا آخر جھوٹ ہے"

" اور یہ دشمن کون ہے؟" چند ثانیوں کے توقف کے بعد الیان نے پوچھا

" کے۔ جی۔ بی"

الیان نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔

" کے۔ جی۔ بی ـــ یعنی روسی جاسوس نہ ہو سکتا ہے کہ میرا یہ خیال غلط ہو۔

لیکن شاید ایسا نہیں ہے"

الیان کے خوبصورت چہرے پر بادل سا آگیا۔ معلوم ہوا کہ روسی جاسوس والی بات نے اسے پریشان کر دیا تھا۔ چنانچہ میں نے موضوع بدل کر کہا:۔

"ایک بات اور۔ اکوریاری ایرپورٹ پر گراہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مجھے گھیر لیا گیا ہے اور میرے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ لیکن اس نے میری کوئی مدد نہ کی ـــ انگلی تک نہ ہلائی۔ وہ کم سے کم یہ تو کر سکتا تھا کہ ان لوگوں کا تعاقب کرتا جو میرے کیمرے کا کیس لے کر بھاگ گئے تھے۔ لیکن اس نے یہ بھی نہ کیا۔ اس کے متعلق کیا کہتی ہو تم؟"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا"

"میرا بھی یہی حال ہے، یعنی بے حد الجھا ہوا ہے یہ معاملہ۔ اسی لئے مجھے اس سے فریب کی بو آتی ہے۔ اچھا اب سلیڈ کو لو ـــ گراہم نے اسے بتایا کہ میں کام پورا نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ لندن سے اڑ کر یہاں پہونچا۔ اور یہاں آکر اس نے کیا کہا؟ میرے گال پر گویا پیار سے چپت مار کر کہا کہ میں، بے حد شریر لڑکا ہوں۔ اور یہ سلیڈ کی فطرت کے خلاف ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ فوراً میری گردن مار دیتا"

"تمھیں سلیڈ پر اعتبار نہیں" الیان نے کہا۔ یہ سوال نہ تھا بلکہ اعلان تھا۔

میں نے سمندر میں جزیرۂ گرمزی کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر میں اس جزیرے کو یہاں سے ڈھکیل سکتا ہوں تو پھر سلیڈ پر بھی اعتبار کر سکتا ہوں۔ اس نے ایک ہنڈیا پکائی ہے لیکن کیا پکایا ہے یہ معلوم نہیں۔ اور کلہاڑے کے گرنے سے پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے

کیوں پھنسایا گیا ہے کیونکہ یہ کلہاڑا یقیناً میری ہی گردن پر گرانے کے لئے بلند کیا گیا ہے۔"

"اور یہ پیکیٹ ؟"

"یہ عکم کا پیکٹ ہے جو میرے پاس ہے" میں نے بکس اٹھایا "سلیڈ کا خیال ہے کہ یہ دشمن کے پاس ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ میرے پاس ہے چنانچہ فی الحال کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مخالف پارٹی بھی سمجھ رہی ہے کہ اصل مال اس کے ہاتھ میں آگیا ہے ــــ یعنی ہم یہ فرض کریں کہ انھوں نے یہ پیکیٹ اب تک نہیں کھولا"

"یہ فرض کر لینا صحیح ہے کیا ؟"

"میرا تو خیال ہے کہ صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ ایجنٹوں کو رازدار نہیں بنایا جاتا اور نہ ہی انھیں زیادہ اختیارات دئے جاتے ہیں۔ جس چنڈال چوکڑی نے مجھ سے پیکیٹ چھینا ہے اسے سخت تاکید کر دی گئی ہوگی کہ وہ اسے کھولے بغیر بوس کے پاس لے جائیں"

ایلیان نے بکس کی طرف دیکھا۔

"حیران ہوں کہ ایسی تو اس میں کیا چیز ہوگی ؟"

خود میں نے بکس کی طرف دیکھا اور بکس نے بھی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لیکن کچھ بتایا نہیں۔

"بہتر ہوگا کہ اسے کھول کر دیکھا جائے" میں نے کہا "لیکن نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال اسے نہ کھولنا ہی بہتر ہوگا"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مرد لوگ ہر بات کو معمہ کیوں بنا دیتے ہو!" اس نے الجھ کر کہا "اب کیا کرنے والے ہو تم ؟"

"خاموش بیٹھا رہوں گا" میں نے صاف جھوٹ بولا "اور سوچوں گا۔ شاید میں یہ پیکیٹ اکوریاری پوسٹ رٹانے کو بذریعہ ڈاک بھیج دوں گا اور پھر سلیڈ کو

تاکہ کو کہ خبر کر دوں گا کہ وہ پیکیٹ کہاں سے حاصل کر سکتا ہے"

میں نے دل ہی دل میں دعا کی کہ خدا کرے کہ الیان میری یہ بات سچ سمجھ لے کیونکہ میں نے جو کہا وہ کرنے والا نہ تھا بلکہ اس سے بالکل ہی مختلف اور بے حد خطرناک کام کرنے والا تھا۔ کسی کو بہت جلد معلوم ہو جانے والا تھا کہ اس کے ہاتھ دھوکے سے پلاٹ فروخت کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس پر وہ شخص شور مچائے گا اور اس وقت یہ دیکھنے کے لئے میں قریب ہی رہنا چاہتا تھا کہ یہ شور کون مچاتا ہے لیکن جب ایسا ہو تو میں نہیں چاہتا تھا کہ الیان بھی وہیں ہو۔

"خاموش بیٹھے رہو گے" الیان نے سوچتے ہوئے دہرایا اور پھر میری طرف گھوم کر پوچھا "اور آج رات ایبرجی کے متعلق کیا کہتے ہو؟"

"ایبرجی!" میں نے جام خالی کر دیا "ضرور — ضرور"

(۵)

بہت پہلے — کروڑوں، کھربوں سال پہلے جب دیوتا جوان تھے اور دیوتا اوڈین اپنے گھوڑے پر سوار آرکٹک کے ویرانوں میں گھوما کرتا تھا تو ایک دن اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سنبھلنے کے لئے اپنا ایک پیر شمالی آئس لینڈ پر ٹیک دیا۔ وہ جگہ جہاں اوڈین کے گھوڑے سلائپنر کا سُم ٹکا تھا اب ایبرجی کہلاتی ہے یہ تو روایت ہے لیکن میرا ماہر حجریات دوست یہ روایت اور ڈھنگ سے کہتا ہے۔

ایبرجی چنانچہ گھوڑے کے سُم کی شکل کی ایک چٹان ہے جو دو میل لمبی اور تقریباً اتنی ہی چوڑی ہے۔ اس چٹان میں — یعنی اس میں سُم کا جو دباؤ یا گہرا کھڈ ہے — اس میں تیز و تند ہواؤں سے محفوظ رہ کر درخت بڑی فراغت سے

اگ رہے ہیں اور آئس لینڈ کے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ ان درختوں میں سے کئی ایک بیس بیس فٹ بلند ہیں۔ اس چٹان پر اور کوئی قابل دید چیز نہیں ہے لیکن ان درختوں کے جھنڈ اور دیو مالا کی وہ کہانی، جو اوپر بیان کی گئی ہے، سیاحوں کو کھینچ کھینچ کر ابیرجی پر لے آتی ہے۔ بلند و بالا چٹانی دیواروں کی آغوش میں یہ ایک سرسبز و شاداب خطہ ہے۔ ہر چند کہ سیاح ابیرجی پر آتے ہیں لیکن یہاں رات بسر نہیں کرتے خصوصاً اس لئے کہ ابیرجی شاہراہ سے بہت زیادہ ہٹ کر ہے۔

ہم اس کے تنگ راستے سے آگے بڑھے۔ ابیرجی تک جانے کے لئے یہی ایک سرنگ ہے، اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ یہاں سیاحوں کی آمد و رفت سے لیک بن گئی ہے۔ اسی لیک پر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ہماری کار اس جگہ پہنچ گئی جہاں چٹانی دیواریں تنگ ہو کر جیسے قریب آگئی ہیں اور یہاں درخت بھی نسبتاً گھنے اور گنجان ہیں۔ اور اس جگہ ہم نے پڑاؤ ڈال دیا۔ آب و ہوا اور موسم اجازت دیتا تو ہم لوگ باہر ہی سوتے تھے۔ چنانچہ میں شامیانہ نکال کر اور لینڈ روور کے پہلو سے لگا کر تان دیا اور پھر تکیے اور سلیپنگ بیگز نکالنے لگا۔ الیان کھانا تیار کرنے لگی۔ پڑاؤ ڈالنے کے سلسلے میں ہم عام سیاحوں کی طرح بے پروا نہ تھے اور اس میں بھی ہمیں اپنے آرام کا خیال شاید کچھ زیادہ ہی تھا۔ چنانچہ ہم بند ہونے والی کرسیاں اور میز ساتھ لے کر ہی چلتے تھے۔ میں نے کرسیاں اور میز لگا دی۔ الیان نے اسکاچ کی بوتل اور دو گلاس رکھے اور جب تک گوشت گلے تب تک وہ میرے ساتھ پینے میں شریک ہونے کے لئے بیٹھ گئی۔ آئس لینڈ میں گائے کا گوشت ایک نعمت ہے۔ کیونکہ بہت کم ملتا ہے اور آدمی بکری کا گوشت کھاتے کھاتے اوب جاتا ہے۔

شام خاموش، پرسکون اور خوشگوار تھی۔ ہم اسکاچ سے لطف اندوز ہو رہے

تھے اور دنیا جہاں کی ایسی باتیں کر رہے تھے خود ہمارے فہم سے بالاتر تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں ہی آیلڈ اور اس کے منحوس پیکٹ کی آسیبی پریشانی اور مسئلے سے عارضی طور پر چھٹکارا حاصل کرنا اور انھیں بھول جانا چاہتے تھے۔ اور ایبرجی میں یہ پڑاؤ اسی غرض سے تھا۔ ہم اپنی بے فکری اور دلچسپی کا پچھلا دور واپس لے آنا چاہتے تھے۔

الیان ہنڈیا چولہے کی فکر کرنے اٹھی اور میں نے ایک اور جام بھر کر سوچا کہ الیان سے پیچھا چھڑانے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ بہترین اور آسان طریقہ تو یہ تھا کہ میں نیلی اسٹیج پراؤ سمیٹ کر اور الیان کو سوتا چھوڑ کر چلا جاؤں۔ بشرطیکہ وہ راضی خوشی سے جانے کے لئے تیار نہ ہو۔ کھانے کے دو چار ڈبے اور پانی کی ایک بوتل اس کے پاس چھوڑ جاؤں گا۔ اشیائے خوردونوش کا اتنا ذخیرہ اسکے لئے ایک دو دن کے لئے کافی ہوگا یہاں تک کہ کوئی سیاح ایبرجی آ جائے گا اور الیان کو اپنی کار میں بٹھا کر شہر تک پہنچا دے گا۔ بے شک میری یہ حرکت مارے غصے کے اسے پاگل کر دے گی۔ لیکن یہ تو ہوگا کہ وہ خود محفوظ اور اس کی جان سلامت رہے گی۔

کہیں چھپ کر اور خاموش بیٹھا رہنا میرے لئے نہ تو مناسب تھا اور نہ ہی میں ایسا کرنا چاہتا تھا۔ مجھے تو اپنے آپ کو ظاہر اور نمایاں کرنا تھا تاکہ کوئی مجھ پر وار کرے اور جب ایسا ہو تو میں نہیں چاہتا تھا کہ الیان میرے ساتھ یا میرے قریب ہو۔

الیان کھانا لے آئی اور ہم کھانے بیٹھ گئے۔ الیان نے کہا۔

"ایلین! تم ڈیپارٹمنٹ سے الگ کیوں ہوگئے؟"

میرا کانٹا جس میں بوٹی پروئی ہوئی تھی، ہوا میں ہی اٹھا رہ گیا۔

"اختلافِ رائے" میں نے مختصر سا جواب دیا۔

"مسٹر سلیڈ کے ساتھ؟"

میں نے کاندھا رکھ دیا۔

"ہاں مسٹر سلیڈ کے متعلق —— ایلیان میں اس کے متعلق بات کرنا نہیں چاہتا"۔

چند ثانیوں تک وہ کچھ سوچتی رہی۔ پھر بولی:۔

"عنان! بہتر ہوگا کہ تم سب کچھ کہہ ڈالو۔ تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا"۔

میں ہنسا۔

"عجیب بات کہی ہے یہ ایلیان تم نے۔ یعنی یہ تم ڈپارٹمنٹ کے ایک ملازم کو مشورہ دے رہی ہو۔ غالباً تم سرکاری خفیہ قانون سے واقف نہیں ہو"۔

"وہ کیا ہوتا ہے؟"

"اگر ڈپارٹمنٹ کو معلوم ہوگیا کہ میں نے راز کی باتیں کسی سے کہہ دی ہیں تو مجھے عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے گا"۔

"اچھا وہ!" اس نے حقارت سے کہا "لیکن میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے"۔

"یہی بات تم ہمارے باس سر ڈیوڈ نگارٹ سے کہنے کی کوشش کرنا" میں نے کہا "ایلیان! پیاری!! میں تمہیں پہلے ہی بہت کچھ بتا چکا ہوں"۔

"تو پھر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کیوں نہیں بتا دیتے؟ تم جانتے ہی ہو کہ میں کسی سے نہ کہوں گی"۔

"نہیں الیان ۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی تمہیں نقصان پہونچائے"

"کون نقصان پہونچائے گا مجھے ؟" اس نے کہا۔

" ایک تو سلیڈ اور پھر ایک دوسرے حضرت ہیں جن کا نام کرنارکن ہے، جو ممکن ہے یہیں ہو۔ حالانکہ میری دعا تو یہی ہے کہ وہ یہاں نہ آیا ہو"

الیان نے نظریں جھکا کر نیچی آواز میں کہا:۔

"اگر میں نے کبھی کسی سے شادی کی تو وہ وہ شخص ہوگا جو مجھ سے کچھ نہ چھپائے گا۔ ایلن! یہ تم اچھا نہیں کر رہے ہو"

"تو تمہارا خیال ہے کہ کوئی دوسرا مشکل میں شریک ہو جائے تو پھر مشکل آدھی رہ جاتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ڈپارٹمنٹ اس معاملے میں تم سے متفق ہو۔ جو قوتیں میری پشت پناہی ہیں وہ اعترافات کو جرم سمجھتی ہیں۔ چنانچہ یہ قوتیں نفسیات داں ڈاکٹروں اور اعترافات سننے والے پادریوں کو بھی شک کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ لیکن چونکہ تم اصرار کر رہی ہو اس لئے میں تمہیں چند باتیں بتا رہا ہوں لیکن اتنی نہیں جتنی کہ تمہارے لئے خطرناک ثابت ہوں"

میں نے گوشت میں کانٹا کھبا دیا۔

" یہ سویڈن کا واقعہ ہے۔ میں دہری جاسوسی کر رہا تھا اور دشمن کا آدمی بن کر 'جی۔بی' کی جاسوس ٹولی میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس جاسوسی کی باگ ڈور سلیڈ کے ہاتھوں میں تھی۔ یعنی وہ ہمارا سرغنہ یا حاکم تھا۔ سلیڈ کے متعلق میں تمہیں ایک بات بتا دوں۔ وہ بے حد ہوشیار، عیار اور بڈھا آدمی ہے اور لوگوں کو داؤں پر لگانا اس کا مشغلہ ہے"

یکایک مجھے احساس ہوا کہ میری بھوک مر گئی ہے۔ میں نے کانٹا رکھ دیا۔

"مخالف پارٹی کا سرغنہ ڈی۔ وی کنیاگن نامی ایک شخص تھا۔ اندر میں اس کے بہت قریب پہونچ گیا۔ یعنی اس کا اعتبار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ مجھے ایک سویڈش رفیق سمجھنے لگا۔ جس کا نام اسٹیورٹ سن تھا ۔۔۔ میں نے اپنا یہی نام بتایا تھا ۔۔۔ اس کے نزدیک میں اس کا ایک ایسا ہم سفر تھا جو کسی کام کی تلاش میں ہے اور جو روپیہ ملنے پر کوئی کام کر سکتا ہے ۔۔۔ تم جانتی ہو نا کہ میں فن لینڈ میں پیدا ہوا تھا؟"

الیان نے نفی میں سر ہلایا "نہیں۔ یہ تم نے مجھے نہیں بتایا"

میں نے شانے اچکائے۔

"خیر میں نے اپنی زندگی کا وہ باب مٹا دینے کی کوشش کی تھی۔ بہرحال بہت زیادہ کام اور کافی خطرات مول لینے کے بعد مجھے اندر لے لیا گیا اور کنیاگن نے مجھے قبول کر لیا۔ یہ بات نہ تھی کہ کنیاگن مجھ پر پورا اعتبار کرتا تھا لیکن وہ بہرحال چھوٹے چھوٹے کام میرے سپرد کر رہا تھا اور میں بہت زیادہ خفیہ اطلاعات معلوم کر لیتا جو میں سلیڈ تک پہونچا دیتا تھا۔ یہ سب سطحی چیزیں تھیں۔ میں کنیاگن کے بہت قریب تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ پائے کے اہم راز معلوم کر لیتا"

الیان نے کہا "باپ رے! یہ تو بے حد خطرناک کام تھا۔ یعنی جان جوکھوں کا۔ چنانچہ اگر تم خوفزدہ تھے تو اس میں تعجب کی بات کوئی نہیں"

"اکثر اوقات تو مارے خوف کے میری جان عذاب میں پھنس جاتی تھی۔ تم جانو ہر ڈبل ایجنٹ عموماً خوف کے عالم میں ہی جیتا ہے،" میں خاموش ہو گیا اور اس بے حد الجھے ہوئے معاملے کو بے حد آسانی سے سمجھانے کی ترکیب سوچنے لگا۔ پھر میں نے کہا "اور پھر وہ وقت آیا جب مجھے ایک آدمی

کی جان لینی پڑی۔ سلیڈ نے مجھے مطلع کیا کہ میرا بھانڈا پھوٹنے کے قریب ہے یعنی کنا کن کو پتہ چل جانے والا ہے کہ میں ڈبل ایجنٹ ہوں اور یہ کہ اس کے راز سلیڈ تک پہنچا رہا ہوں۔ سلیڈ نے کہا کہ جو شخص میرا بھانڈا پھوڑنے والا ہے وہ اب تک کنا کن تک پہنچا نہیں چنانچہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس آدمی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اس آدمی کو بم سے اڑا دیا" میرا حلق خشک ہو گیا " الیان میں نے اس آدمی کو دیکھا تک نہیں جس کی میں نے جان لی ـــ میں نے بم اس کی کار میں رکھ دیا۔ اور بس"

الیان کی آنکھوں میں ہیبت تھی۔ میں نے کہا:۔

"جان! ہم لوگ بچہ بازی نہیں کھیل رہے تھے"

"لیکن جسے تم جانتے نہ تھے ـــ جسے تم نے دیکھا تک نہ تھا...."

"اور یہی اچھا بھی تھا۔ کسی بم مار یا قاتل سے پوچھو۔ لیکن اہم بات یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ میں نے سلیڈ پہ اعتبار کیا اور اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ بعد میں معلوم ہوا کہ جس شخص کی میں نے جان لی تھی وہ ایک برطانوی ایجنٹ تھا ـــ یعنی خود ہمارا آدمی"

الیان میری طرف یوں دیکھ رہی تھی جیسے میں قبرستان سے نکل کر آیا ہوں۔ میں نے کہا:۔

"چنانچہ میں نے سلیڈ سے رابطہ قائم کر کے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ذلیل حرکت تھی اس کی۔ اس نے جواب دیا کہ جس شخص کو میں نے اڑا دیا تھا وہ وہ ایجنٹ تھا جو اجرت پہ کام کرتا تھا ـــ یعنی بھاڑے کا ٹٹو۔ جس پہ دونوں پارٹیاں بھروسہ نہ کرتی تھیں۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں

اپنے اس کارنامے سے کرناکن کو آگاہ کردوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور میرا درجہ کرناکن کی نظروں میں ایک دم سے بلند ہو گیا۔ کرناکن کو بہت دنوں سے احساس تھا کہ اس کی جماعت کی اطلاعات کسی ذریعہ سے دشمنوں تک پہونچ رہی ہیں اور جتنے ثبوت یا شکوک تھے وہ سب کے سب یا زیادہ تر اس آدمی کی طرف اشارہ کر رہے تھے جس کی جان میں نے لی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد میں اس کا خاص آدمی بن گیا بلکہ ہم دونوں دوست بن گئے۔ اور یہ کرناکن کی غلطی تھی کیونکہ اس کا رازدار دوست بن کر میں اس کے جاسوسی جال کو پوری طرح توڑنے اور بکھیرنے میں کامیاب ہو گیا یا یوں کہو کہ میری وجہ سے ہماری جماعت ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی۔"

الیاس نے ایک لمبا سانس لیا۔

"بس ــ پوری ہوئی داستان۔"

"خدا کی قسم نہیں" میں نے جھنجھلا کر کہا اور بوتل کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تو دیکھا کہ میرا ہاتھ کانپ رہا تھا جب میرا کام ختم ہو چکا تو میں واپس انگلستان پہونچا مجھے اپنے اس زبردست کارنامے پر مبارکباد دی گئی ہمارے ڈپارٹمنٹ کی اسکینڈے نیویا کی شاخ، جس سے میرا تعلق تھا، مارے خوشی کے دیوانی ہو گئی اور مجھے اپنا ہیرو بنا لیا اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی میں نے جان لی تھی وہ قطعی ہمارے کاٹو نہ تھا اور اس کا نام برگبی تھا اور میری طرح وہ بھی ڈپارٹمنٹ کا باقاعدہ رکن تھا۔"

میں نے گلاس میں وہسکی انڈیلی۔

"سلیڈ ہمارے ساتھ گویا شطرنج کھیل رہا تھا۔ نہ تو میں اور نہ برگبی کرناکن کے گروہ میں اتنی گہرائی تک پہونچ پائے تھے جو سلیڈ کے لئے سودمند ہوتی۔ چنانچہ اس نے

دوسرے مہرے کو ٹھیک سے جمانے کے لئے ایک مہرے کو قربان کر دیا۔ لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے اس نے میرے نزدیک قانون توڑا تھا اور اصولوں کے خلاف قدم اٹھایا تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے شطرنج کے کھلاڑی نے بادشاہ کو شہ دینے کے لئے خود اپنے ایک مہرے کو آپ ہی مار دیا تھا اور تم جانو یہ شطرنج کے کھیل کے قانون کے خلاف ہے "

الیان نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا :-

" تمہاری گندی دنیا میں قوانین بھی ہوتے ہیں ؟"

" سچ کہتی ہو " میں نے کہا " ہماری دنیا میں کوئی قانون نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھے ہوئے تھا کہ قوانین ہیں۔ چنانچہ میں نے شور مچایا میں نے خالص ہسکی حلق میں انڈیل لی، جو میرے حلق سے معدے تک آگ لگاتی چلی گئی " غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میری کسی نے نہ سُنی۔ مہم بہرحال کامیاب رہی تھی اور اب اسے بھول بھی گئے تھے اور اب بڑے اور اہم کاموں کا وقت آگیا تھا۔ سلیڈ اب ڈپارٹمنٹ میں ایک درجہ بلند ہو گیا تھا اور اس کے خلاف آواز اُٹھانا گویا اس آدمی پر اعتراض کرنا تھا جس نے سلیڈ کو ترقی دی تھی۔ میں اپنی صاف گوئی یا یوں کہو اعتراضات کی وجہ سے ڈپارٹمنٹ کے لئے وبالِ جان بنا ہوا تھا اور ایسے لوگ ڈپارٹمنٹ کے لئے تکلیف دہ ہوتے ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کر لیا جاتا ہے "

" چنانچہ ان لوگوں نے تم سے چھٹکارا حاصل کر لیا " الیان نے غیر جذباتی آواز میں کہا۔

" اگر سلیڈ کا بس چلتا تو ڈپارٹمنٹ مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر لیتا۔ یہی بات اس نے مجھے ابھی پچھلے دنوں بتائی تھی۔ لیکن اُس

زمانے میں اُسے وہ درجہ حاصل نہ تھا جو اَب ہے اور اس کے فیصلے آخری اور قطعی نہ ہوتے تھے" میں نے گلاس کے پیندے میں دیکھا "جو ہوا وہ یہ تھا کہ میں اعصابی ہیجان میں مبتلا ہو گیا"

میں نے الیان کی طرف دیکھا۔

"میرا یہ مرض کچھ صحیح تھا اور کچھ بناوٹی ــــ یعنی آدھا آدھا ــــ ایک عرصے سے میرے اعصاب انتہائی حد تک تن گئے تھے اور یہ آخری بات ــــ یعنی چھٹکارے والی بات ــــ اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکا ثابت ہوئی۔ ڈپارٹمنٹ کا اپنا ایک ہسپتال ہے جس میں میرے جیسے لیسوں کے لئے سدھے ہوئے ڈاکٹر ہوتے ہیں ــــ یعنی دماغ کے اور نفسیات کے ڈاکٹر۔ اس وقت بھی ہسپتال میں میرے کیس کی فائل کہیں رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی اگر میں نے راستے سے ایک قدم بھی ادھر ہٹایا تو ہسپتال کا ڈاکٹر میرے خلاف ثبوت میں دنیا بھر کی دماغی بیماریاں پیش کر دے گا اور کون ہو گا جو سند یافتہ ڈاکٹر کی بات سے انکار کرے"

"لیکن یہ سراسر زیادتی ہے" الیان کو غصہ آگیا "تم اتنے ہی صحیح الحواس ہو جتنی کہ میں ہوں"

"بھول گئیں کہ وہاں کوئی قانون زندہ نہیں ہے؟" میں نے کہا اور دوسرا گلاس ختم کرکے ذرا قدرے سکون سے "مجھے الگ ہو جانے کی اجازت دے دی گئی۔ ڈپارٹمنٹ کو بہرحال اب میری ضرورت نہ تھی اور میں خلافِ توقع وہ بن گیا ــــ سرکاری محکمۂ راز کا مشہور خفیہ جاسوس ــــ میں اسکاچستان کی وادی میں اپنے زخم چاٹنے کے لئے روپوش ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ اب میں محفوظ ہوں یہاں تک کہ سائیڈ بھر وہاں آگیا"

"اور کناگن کے نام سے تمھیں بلیک میل کیا۔ کیا وہ کناگن کو مطلع کر دے گا کہ تم کہاں ہو؟"

"اگر میں نے سلیڈ کو صحیح سمجھا ہے، تو اور اس نے ماضی میں جو کچھ کیا ہے اس کے پیشِ نظر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سے کچھ بعید نہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ کناگن مجھ سے ایک پرانا حساب چکانا چاہتا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب وہ عورتوں کے قابل نہیں رہا اور اس کا الزام وہ مجھے دیتا ہے۔ چنانچہ وہ میری تلاش میں ہے اور میرا اتا پتہ معلوم کرنے کے لئے وہ کچھ بھی دے سکتا ہے۔"

اور سویڈن کے جنگل کی نیم تاریکی میں آخری تجربے کی یاد مجھے آ گئی۔ میں جانتا تھا کہ میں نے اس کا خاتمہ نہیں کر دیا ــــ پستول کی لبلبی دباتے ہی مجھے یہ احساس ہوا تھا۔ ہر پیشہ ور بندوقباز میں ایک چھٹی حس ہوتی ہے جو اسے پیشگی ہی بتا دیتی ہے کہ اس کی گولی ٹھیک نشانے پر لگی یا نہیں اور میں نے معلوم کر لیا تھا کہ میری گولی ذرا نیچے لگی تھی اور یہ کہ میں نے کناگن کو صرف زخمی کیا تھا۔ لیکن اس زخم کی نوعیت عام زخموں سے قطعی مختلف تھی اور میں جانتا تھا کہ اگر میں کبھی کناگن کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ مجھ پر رحم نہ کرے گا۔"

الیان نے مجھ پر سے نظریں ہٹا کر گھاٹی میں نگاہیں دوڑائیں جو اب خاموش تھی اور جہاں اب اندھیرا اتر رہا تھا اور ایک پرندہ چیخ چیخ کر دن کو رخصت کر رہا تھا۔ الیان نے ذرا کپکپا کر اپنے گرد باہیں لپیٹ لیں۔

"تم ایک دوسری دنیا سے آئے ہو ــــ اس دنیا سے جس سے میں واقف نہیں ہوں"

"اس دنیا سے ہی میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں یا بچانے کی کوشش کر رہا ہوں"

"وہ جس کی تم نے جان لی تھی ___ کیا نام بتایا تھا اس ایجنٹ کا ___ : ___ ہاں ___ برکبی ___ تو کیا وہ شادی شدہ تھا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا" میں نے کہا "البتہ ایک بات مجھ پر واضح ہو گئی تھی۔ اگر سلیڈ کو یہ خیال آیا ہوتا کہ کنا کن کا اعتبار حاصل کرنے کے امکانات برکبی کے لئے مجھ سے زیادہ ہیں تو اس نے برکبی کے ہاتھوں مجھے مروا دیا ہوتا ___ اور اکثر اوقات میں سوچتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ اس دکھ بھری زندگی سے میں چھٹکارا حاصل کر لیتا"

"نہیں ایلن ___ خدا نہ کرے"

الیان نے آگے جھک کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"ایسا سوچنا بھی نہیں"

"فکر مت کرو۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خودکشی کے امکانات پر غور کیا کرتے ہیں" میں نے کہا "بہر حال اب تم نے سمجھ ہی لیا ہو گا کہ میں سلیڈ کو کیوں نہیں پسند کرتا ہوں اور مجھے اس پر اعتبار کیوں نہیں ہے۔ اور اس کام کے معاملے میں ___ جو میرے سپرد کیا گیا ہے ___ میں کیوں مشکوک ہوں"

"ایلن!" الیان نے غور سے میری طرف دیکھا۔ میرا ہاتھ بدستور اس کے ہاتھ میں تھا "برکبی کے علاوہ تم نے کسی اور کی بھی جان لی ہے؟"

اس کا چہرہ متغیر ہو گیا، اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور سر ہلا کر کہا: ___

"مجھے بہت کچھ سوچنا ہے ایلن۔ میں ذرا گھومنا چاہتی ہوں" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی "اگر برا نہ مانو تو ۔۔۔ اکیلی"

میں اسے درختوں کے جھنڈ میں جاتے دیکھتا رہا اور پھر میں نے بوتل اٹھائی اور اسے ہاتھوں میں تول کر سوچنے لگا کہ مجھے ایک اور گلاس پینا چاہیئے۔ میں نے بوتل میں شراب کی سطح کی طرف دیکھا کہ میں نے بغیر ناپ کے جو جام پیئے تھے وہ نصف سے زیادہ بوتل خالی کر گئے تھے۔ میں نے بوتل رکھ دی۔ میں اُن لوگوں میں سے نہ تھا جو اپنے غم اور مشکلات بوتل میں غرق کر دیتے ہیں اور نہ ہی مجھے اس پر یقین ہے کہ بوتل سے غم غلط اور مشکلیں آسان کی جا سکتی ہیں۔

میں جانتا تھا کہ اس وقت الیان کے ساتھ کیا ہو گیا تھا۔ کسی بھی عورت کے لئے یہ انکشاف لرزہ خیز ہوتا ہے کہ وہ مرد جسے اس نے اپنے بستر میں قبول کیا ہے، ایک سند یافتہ خونی ہے۔ اس انکشاف سے عورت کے دل کو جو صدمہ پہونچتا ہے اس کا اندازہ لگانا مردوں کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اس کے نزدیک خونی بس خونی ہوتا ہے ۔۔۔ پھر اس کا یہ عمل کتنا ہی لائق ستائش کیوں نہ ہو۔ اور اس معاملے میں میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ تھا کہ جس مقصد کے لئے میں کام کر رہا تھا وہ قابلِ تعریف تھا ۔۔۔ لیکن الیان کے لئے نہیں۔ الیان آئس لینڈی تھی اور کوئی بھی آئس لینڈی اس ٹھنڈی جنگ کی اندھیری گہرائیوں کے متعلق کیا جانے جو بڑی طاقتوں اور قوموں کے درمیان جاری ہے؛

میں نے گندی قابیں اکٹھی کیں اور دھونے بیٹھ گیا میں حیران تھا کہ اب الیان کیا کرے گی؛ میری امیدوں کا سہارا وہ تمام پچھلے موسم سرما تھے

جن کے خوشگوار دِن اور محبت بھری راتیں ہم نے ساتھ گزاری تھیں۔ مجھے امید تھی کہ وہ دِن وہ راتیں میری سفارش کریں گی ۔ میں اس پر آس لگائے ہوئے تھا کہ وہ مجھ کو ایک سرکاری جاسوس کے طور پر نہیں بلکہ ایک مرد، ایک عاشق اور ایک انسان کے طور پر جانتی ہے اور یہی اس کے لئے کافی ہے اور یہ کہ میرے ماضی سے اُسے کوئی واسطہ نہیں ۔

قابیں دھوکر میں نے سگریٹ جلائی ۔ اُجالا آہستہ آہستہ ماند پڑ رہا تھا اور ان سرمائی علاقوں کے طویل گرمائی دھندلکے میں تبدیل ہو رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ مکمل اندھیرا کبھی نہ ہوگا کیونکہ موسم گرما کا وہ وقت قریب تھا جب یہاں آدھی رات کو بھی سورج چمکتا ہے ۔ چنانچہ اس وقت قطب شمالی کے اس حصے میں سورج زیادہ دیر تک غائب نہ رہے گا۔

الیان واپس آتی دکھائی دی ۔ درختوں کے گھرے سایوں میں اس کی سفید قمیص جیسے چمک رہی تھی ۔ لینڈ روور کے قریب پہونچ کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔

"وقت زیادہ ہوگیا ہے" وہ بولی ۔

"ہاں" میں نے سر ہلایا ۔

وہ جھکی اس نے دونوں سلیپنگ بیگوں[۵] کی زپ کھولی اور پھر دونوں کو ایک ساتھ زپ کرکے ایک بڑا تھیلا بنا دیا ۔ جب اس نے سر گھما کر میری طرف دیکھا ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"جان ! آؤ سو جائیں" وہ بولی۔

---

[۵] سلیپنگ بیگ وہ تھیلا جس میں گھس کر زیرِ آسمان سوتے ہیں ۔ مترجم

اور میرا دل ناچ اٹھا اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ اب بھی میری ہے ہر اور یہ کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اسی رات مجھے ایک خیال آیا۔

میں نے اپنی طرف کی بیگ کی زپ کھولی اور لڑھک کر باہر نکل آیا۔ میں نے کوشش یہ کی تھی کہ ایان کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن اس نے نیند بھری آواز میں کہا :۔

" کیا کر رہے ہو ؟ "

سسکیڈ کے اس پراسرار پیکٹ کو یوں کھلا چھوڑنا مجھے پسند نہیں چنانچہ میں اسے چھپانے جا رہا ہوں "

" کہاں ؟ "

" کار کے نیچے ۔۔ ڈھانچے میں کہیں "

" صبح تک اٹھا نہیں رکھ سکتے یہ کام ؟ "

میں نے سوئٹر پہن لیا۔

" نہیں ۔ میں یہ کام اسی وقت کر لوں تو اچھا ہے ۔ میں سو نہیں سکتا ۔۔ خیالات پریشان کرتے ہیں "

ایان نے جمائی لی ۔

" میں مدد کر سکتی ہوں کچھ ۔۔ مثلاً ٹارچ وغیرہ پکڑ کر کھڑی رہوں؟ "

" سو جاؤ "

میں نے فولاد کا وہ بکس ، چپکنے والی پٹی یعنی ٹیپ اور ٹارچ اٹھائی اور لینڈ رور کی طرف بڑھا ۔ اس خیال سے کہ میں جب چاہوں بکس کو فوراً

جا حاصل کر سکوں اسے چپکا کر بمپر کے اندرون ٹیپ کر دیا تھا۔

میں اسے ٹیپ کر ہی چکا تھا کہ میری انگلیاں بمپر کے اندر پھسل کر کسی چیز سے ٹکرائیں۔ یہ چیز پسلواں سی اور چکنی تھی۔

یہ دیکھنے کی کوشش میں کہ یہ کیا چیز تھی، میں نے اپنی گردن اس حد تک گھمائی کہ وہ درد کرنے لگی اور ٹارچ کی روشنی میں مجھے وہ چیز نظر آگئی۔ یہ دھات کا دوسرا بکس تھا لیکن بہت چھوٹا اور نیلا رنگا ہوا ــــ یہی ہماری لینڈ رووَر کا رنگ تھا ــــ یعنی نیلا۔ لیکن صاف ظاہر تھا کہ یہ لینڈ رووَر کمپنی کی طرف سے نہ تھا۔

میں نے یہ بکس پکڑ کر اسے آہستہ سے باہر گھسیٹ لیا۔ اس چھوٹے سے چوکور بکس کا ایک پہلو مقناطیسی بنا دیا گیا تھا تاکہ اسے جہاں رکھ دیا جائے وہاں چپکا رہے اور ــــ میں نے اسے دیکھا تو پتہ چلا کہ کسی نے بڑی چالاکی کی تھی۔

یہ اس قسم کا چھوٹا تھا جسے "بمپر بلیپر" کہتے ہیں اور اس وقت یہ ریڈیو مسلسل ایک پیغام بھیج رہا ہوگا۔ جی ہاں۔ وہ چیخ رہا ہوگا کہ ــــ "میں یہاں ہوں ــــ میں یہاں ہوں"۔ اگر کسی کے پاس وہ ریڈیو ہوا جسے سمت نما کہتے ہیں اور اگر اس نے ٹھیک اشاریہ پر اپنے ریڈیو کی سوئی لگائی تو اسے فوراً پتہ چل جائے گا کہ اس وقت لینڈ رووَر، چنانچہ ہم خود کہاں ہیں؟

میں لڑھک کر کار کے نیچے سے نکل آیا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ریڈیو اب بھی میرے ہاتھ میں تھا۔ جی چاہا کہ اسے زمین پر دے ماروں اور توڑ دوں۔ پتہ نہیں کب سے یہ لینڈ رووَر میں لگا ہوا تھا ــــ شاید ریکجاوک سے۔ اسے یہ لگانے والا سلیڈ یا اس کے آدمی گراہم کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔

الیاآن کو اس معاملے سے دور رکھنے کی مجھے تاکید کرنے بھی اسے اطمینان نہ ہوا تھا اور اس پر "چیک" رکھنے کے لئے یہ ترکیب آزمائی گئی تھی ___ یا کہیں یہ میری تلاش کے لئے تو نہ تھا؟

میں اسے زمین پر پھینک کر اپنے پیر سے کچلنے ہی والا تھا کہ پھر رک گیا۔ نہیں۔ یہ حماقت تھی۔ اس کے استعمال کے دوسرے اور بہتر طریقے بھی تھے۔ سلیڈ جانتا تھا کہ اس ریڈیو کے ذریعہ میں اس کی زد میں تھا ___ میں جانتا تھا کہ میں سلیڈ کی زد میں ہوں ___ لیکن سلیڈ یہ نہ جانتا تھا کہ میں نے اس کی عیاری معلوم کر لی ہے۔ اور یہ حقیقت آئندہ مفید ثابت ہو سکتی تھی ___ میں جھک کر سلینڈر دور کے پیچھے گھس گیا اور ریڈیو اپنے آپ ہی کوٹ سے پیر سے چپک گیا۔

اور ٹھیک اسی وقت کچھ ہوا۔

میں نہ جانتا تھا کہ وہ کیا تھا کیونکہ وہ بے حد مبہم تھا بے حد خفیف سا ___ رات کی گہری خاموشی کی صفت میں ذرا سی ___ لمحہ بھر کی ترمیم ___ اور اگر ریڈیو کے ہاتھ آ جانے سے میں اتنا چوکنا نہ ہو گیا ہوتا تو میں اسے سن نہ سکتا۔

میں نے اپنا سانس روک لیا اور کان کھڑے کر لئے ___ اور میں نے بے شک و شبہہ وہ آواز سنی ___ دور سے آئی تھی یہ آواز ___ گاڑی کا گیئر بدلنے کی فولادی غراہٹ ___ اور اس کے بعد پھر مکمل خاموشی۔

لیکن میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

تیسرا باب

(۱)

میں الیان پر جھک گیا اور اس کا شانہ پکڑ کر اُسے آہستہ سے جھنجھوڑا۔

"الیان! اٹھو!!" میں نے کہا۔

"اوں کیا ہے ؟" وہ نیند میں منمنائی۔

"شش — خاموش رہو — کپڑے پہن لو — جلدی کرو"

"لیکن کیا ؟ . . . ."

"بحث مت کرو اور کپڑے پہن لو"

اور میں گھوم کر درختوں کی طرف غور سے دیکھنے لگا جو اندھیرے میں دھندلے دھندلے نظر آ رہے تھے۔ وہاں سکوت تھا۔ کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ کوئی آواز بھی مجھے سُنائی نہ دی۔ رات کی خاموشی مکمل اور بے شگاف تھی۔ ایبرجی میں داخل ہونے کا تنگ راستہ ایک میل اُدھر تھا اور میرا خیال تھا — اور بہت حد تک صحیح تھا — کہ گاڑی وہیں رُک جاتی۔ یہ مناسب اور قدرتی احتیاط تھی — گویا بوتل کی گردن میں کارک لگا دیا۔

یہ بھی ممکن تھا کہ اس کے بعد ایبرجی میں پیدل چل کر ہی تحقیق و تلاش کی جائے گی اور یہ کچھ مشکل بھی نہ تھا کیونکہ آنے والوں کے پاس "سمت نما" ہوگا جس کو لینڈ روور میں لگا ہوا ریڈیو سگنل کر رہا ہوگا۔ اور آپ جانئے یہ ایسا ہی تھا جیسے لینڈ روور سرچ لائٹ میں ہو۔

"ایان نے آہستہ سے کہا "میں تیار ہوں"

میں اس کی طرف گھوم گیا۔

"ہمارے پاس مہمان آنے والے ہیں" میں نے تقریباً سرگوشی میں کہا "پندرہ منٹ میں۔ شاید اس سے بھی کم وقت میں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم چھپ جاؤ" میں نے اشارہ کیا "وہاں مناسب رہے گا۔ درختوں کے جھنڈ میں اور اس جگہ سے قریب، جاکر لیٹ جاؤ اور جب تک میں تمہیں آواز نہ دوں باہر نہ آنا"

"لیکن۔۔۔"

"بحث مت کرو۔ جاؤ" میں نے سختی سے کہا۔ پہلے کبھی میں نے ایسے سخت لہجے میں اس سے بات نہ کی تھی۔ چنانچہ اس نے حیرت سے میری طرف دیکھا لیکن کچھ کہے بغیر پلٹ کر چل پڑی۔

میں لینڈ روور کے نیچے غوطہ مار گیا کہ لنڈھام کا پستول گھسیٹ لوں جو میں نے رکھا وک میں وہاں ٹیپ سے چپکا دیا تھا۔ پستول غائب تھا۔ میری انگلیوں کو چپکتی ہوئی ٹیپ کی چپچپاہٹ پتہ دے رہی تھی کہ پستول کہاں تھا۔ آئس لینڈ کے راستے ایسے ناہموار ہیں کہ کوئی چیز بھی اپنی جگہ سے کسی بھی جگہ ٹپک کر جا سکتی ہے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ بے حد اہم چیز اپنی جگہ رہی تھی اور میرے پاس تھی۔۔۔ یعنی سلیڈ کا فولادی بکس۔

چنانچہ اب میرے پاس صرف ایک ہتھیار تھا۔ چاقو۔۔۔ دہن ساجان دون۔۔۔ یہ چاقو سلیپنگ بیگ کے قریب پڑا ہوا تھا۔ میں نے جھک کر اسے اٹھایا اور اپنے ٹیکے میں اڑس لیا۔ ادھر میں گھاٹی کے قریب والے

درختوں کے جھنڈ میں پہونچ کر انتظار کرنے بیٹھ گیا۔

کافی وقت گزرنے کے بعد ___ تقریباً آدھے گھنٹے بعد کچھ ہوا ___ وہ بھوت کی طرح آیا۔ ایک کالا جو ذرا بھی آواز پیدا کئے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اندھیرا اتنا تھا کہ میں اس کا چہرہ دیکھ نہ سکتا تھا۔ البتہ اتنا بُرا نہیں کہ میں یہ نہ دیکھ سکوں کہ اس کے پاس کیا تھا! اور جس طرح اس نے وہ چیز اٹھا رکھی تھی اس میں کسی شک وشبہہ کی گنجائش نہ تھی۔ ہتھیار اور اوزار اٹھانے کے بھی طریقے ہوتے ہیں اور آدمی رائفل اس طرح .... نہیں پکڑتا جس طرح ڈنڈا یا چھڑی پکڑتا ہے۔ چنانچہ اس کے ہاتھ میں نہ ڈنڈا تھا اور نہ چھڑی۔

کھائی کے کنارے پر آکر وہ رک گیا تو میں نے سانس روک لیا۔ وہ بے حرکت تھا۔ حیرت انگیز حد تک بے حرکت اور اگر میں اس کے وجود سے واقف نہ ہوتا تو میری نظر اسے دیکھ نہ سکتی۔ وہ درختوں کے سایوں میں مل کر ایک سایہ بن گیا تھا اور وہ نظر نہ آتا تھا جو وہ تھا ___ یعنی ایک آدمی جو بندوق لئے ہوئے تھا۔ مجھے بندوق کی فکر تھی۔ وہ یا تو رائفل تھی یا شاٹ گن اور یہ علامت تھی اس بات کی کہ وہ شخص پیشہ ور خونی تھا۔ جہاں تک پستول کا سوال ہے وہ "خون کرنے کے کاروبار" میں استعمال نہیں ہوتے۔ کیونکہ عین وقت پر "ٹھس" ہو جاتے ہیں چنانچہ پیشہ ور خونی پستول سے زیادہ جان لیوا ہتھیار پسند کرتے ہیں ___ رائفل یا شاٹ گن۔

اب اگر میں اچانک اس پر ٹوٹ پڑنا چاہتا تھا تو پھر مجھے اس پر پیچھے سے حملہ کرنا تھا جس کا مطلب تھا کہ میں اسے آگے نکل جانے دیتا لیکن اس کا پھر یہ مطلب تھا کہ میں اپنے آپ کو اس کے ساتھی کا ___

بشرطیکہ اس کا کوئی ساتھی ہوا ــــ ہدف بنا دوں۔ چنانچہ میں یہ دیکھنے کے لئے دبکا رہا کہ اس کا ساتھی سامنے آتا ہے یا پھر یہ اکیلا ہی آیا ہے اس وقت بھی مجھے یہ خیال آیا کہ کیا یہ شخص جانتا ہے کہ اگر اس نے ایمرجی میں بندوق کا دھماکہ کیا تو کیا ہوگا؟ اگر نہیں جانتا تو پھر لبلبی دبانے کے بعد یہ ایک دم بخود بندوق باز ہوگا۔

کہیں کچھ سرسراہٹ ہوئی اور بندوق والا بجلی کی سی تیزی سے غائب ہوگیا۔ میرے منہ سے دبی ہوئی گالی نکل گئی ــــ ایک خشک ٹہنی چٹخی اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ گھاٹی کے دوسری طرف درختوں میں تھا ــــ بے شک وہ پیشہ ور ہی تھا ــــ بے حد چالاک، ہوشیار اور محتاط۔ کبھی اس سمت سے آگے نہ بڑھو جس سمت سے تمہارے آنے کی توقع نہ ہو اور تمہارے آنے کا کوئی منتظر نہ ہو۔ یہ پیشہ ور خونیوں کا اصول ہے اور بندوق والا اسی اصول پر عمل کر رہا تھا۔ وہ درختوں میں تھا اور دوسری سمت سے آنے کے لئے گھاٹی کا چکر کاٹ رہا تھا۔

میں نے بھی چکر کاٹنا شروع کیا لیکن مخالف سمت میں۔ میرا یہ خیال خطرناک تھا کیونکہ اس طرح جلد یا بدیر ہم دونوں ایک دوسرے کے سامنے ــــ یعنی آمنے سامنے آ جانے والے تھے۔ میں نے اپنے پٹکے میں سے سا جیان دوف گھسیٹ لیا۔ رائفل کے مقابلے میں یہ چاقو بے حد حقیر بلکہ بے حقیقت تھا۔ لیکن اس کے علاوہ میرے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا ہر قدم اٹھانے سے پہلے میں یہ اطمینان کر لیتا تھا کہ وہ کسی ٹہنی پر نہیں پڑ رہا ہے کہ وہ یعنی ٹہنی، ٹوٹ کر اور آواز پیدا کر کے بندوق والے کو ہوشیار کر دے۔ آپ جانئے یوں آگے بڑھنا بے حد مشکل تھا اور میں پسینے پسینے ہو رہا تھا

میں ایک گھنے درخت کے سائے میں ٹھہر گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیم تاریکی میں دیکھنے لگا۔ کہیں کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ لیکن میں نے ہلکی سی "کھٹ" کی آواز سنی جیسے ایک پتھر دوسرے پتھر سے ٹکرا گیا ہو۔ میں سانس روکے بے حرکت کھڑا رہا اور پھر میں نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا۔ ایک حرکت کرتا ہوا سایہ جو مجھ سے دس گز سے بھی کم دور تھا۔ میں نے چاقو پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور اس کے قریب آنے کا منتظر رہا۔

یکایک جھاڑیوں کی سرسراہٹ نے خاموشی توڑ دی اور کوئی چیز والے کے قدموں میں سے ایک دم سے اٹھی ـــــ وہ ایک ہی چیز ہو سکتی تھی ـــــ وہ بے خبری میں الیان پر، جو وہاں دبکی ہوئی تھی، جا چڑھا تھا۔ وہ چونکا۔ ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس نے اپنی رائفل اٹھائی۔

"جھک جاؤ الیان" میں چیخا۔

اور اس نے لبلبی دبا دی۔ بندوق کی نالی سے ایک شعلے نے نکل کر اندھیرے کا دل چیر دیا۔

اور یوں معلوم ہوا کہ جیسے یکایک خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو، جیسے فوج کے ایک پورے دستے نے بے ترتیبی سے بندوقیں چلائی ہوں۔ اس کی بندوق کا دھماکا ابیرجی کی چوٹیوں سے ٹکرا کر پلٹا اور پھر چٹانوں سے دور چوٹیوں سے ٹکراتا ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر لڑھکتا چلا گیا اور پھر اس کی بازگشت دور دراز کے گوشوں میں ڈوبنے لگی۔ لبلبی دبانے کی اس خلاف توقع انجام نے اس شخص کو گھبرا دیا اور عارضی طور پر اس کے حواس جاتے رہے بس یہی وقت تھا ـــــ میں نے چاقو اس کی طرف پھینکا اور ـــــ "خچ" کی ہلکی سی آواز سنی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ اور اپنا سینہ دبانے کے لئے

اس نے رائفل پھینک دی۔ پھر اس کی ٹانگیں جواب دے گئیں اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور چلانے لگا۔

اسے تڑپتا چھوڑ کر جیب سے ٹارچ نکالتا ہوا میں اس طرف بھاگا جہاں میں نے الیان کو دیکھا تھا۔ وہ زمین پر بیٹھی ہوئی تھی، اس نے ایک ہاتھ سے اپنا کندھا دبا رکھا تھا اور اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"الیان!" میں نے کہا۔

اس نے اپنا ہاتھ شانے پر سے ہٹایا تو انگلیاں خون آلودہ تھیں۔

"اس نے مجھ پر گولی چلائی" اس کی آواز عجیب تھی۔

الیان کے قریب میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کے شانے کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ گولی اس کے شانے کو چھوتی ہوئی لگاتی اور شانے کے اوپر سے پٹھے کو ادھیڑتی نکل گئی تھی۔ زخم خطرناک نہ تھا البتہ بعد میں تکلیف دہ ضرور ہوگا۔

"مناسب ہوگا کہ ہم زخم پر پٹی کس دیں" میں نے کہا۔

"اس نے مجھ پر گولی چلائی" الیان نے پھر کہا۔ اس دفعہ اس کی آواز قدرے بلند تھی اور اس میں حیرت کی جھلک تھی۔

"میرے خیال میں اب وہ کسی پر گولی نہ چلا سکے گا" میں نے کہا اور ٹارچ کا رُخ اس کی طرف کر دیا۔ اس کا سر دوسری طرف گھوما ہوا تھا۔ اور وہ بے حرکت پڑا تھا۔

"مر گیا؟" الیان نے پوچھا اور چاقو کے دستے کو طرف دیکھا جو اس کے سینے کے باہر تھا۔

"پتہ نہیں۔ ٹارچ پکڑو" میں نے اپنے شکار کی کلائی ہاتھ میں لے لی اس کی نبض بہت تیز چل رہی تھی "زندہ ہے" میں نے کہا "ہو سکتا ہے کہ بچ جائے" میں نے اس کا سر اپنی طرف کیا کہ اس کا چہرہ دیکھ سکوں۔ ــــــ یہ کوئی اور نہیں بلکہ گراہم تھا ــــ اور یہ واقعی حیرت کی بات تھی۔ چنانچہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ اس شخص کے کانوں کے پیچھے پسینہ آ جاتا ہے تو یہ میں نے غلط کہا نہ تھا۔ جس طرح سے وہ ہمارے پڑاؤ کی طرف آیا تھا وہ سراسر پیشہ ورانہ تھا۔

الیان نے کہا "کار میں ابتدائی علاج کا بکس ہے"

"تو تم آگے چلو" میں نے کہا "میں اسے لے کر آتا ہوں"

میں نے الیان کو اٹھایا اور الیان کے پیچھے پیچھے لینڈ روور کی طرف چلا۔ الیان نے سلیپنگ بیگ بچھا دیا اور میں نے گراہم کو اس پر لٹا دیا۔ اب وہ فوری علاج کا بکس نکال لائی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی

"نہیں" میں نے کہا "پہلے تم اپنی قمیص اتار دو"

الیان نے اپنی قمیص اتار دی۔ میں نے اس کا زخم صاف کیا، اس پہ پینسلین کا سفوف چھڑکا اور روئی کی گدی رکھ کر پٹی باندھ دی۔

"یوں زخم خطرناک نہیں ہے" میں نے کہا "لیکن آئندہ ایک ہفتے تک تم اپنا ہاتھ شانے سے اوپر نہ اٹھا سکو گی"

گراہم کے سینے میں پیوست چاقو کی موٹھ ٹارچ کی روشنی میں انگارے کی طرح چمک رہی تھی۔ الیان پر اس نے جیسے جادو کر دیا اور وہ چند ثانیوں تک بت بنی رہی پھر پوچھا:۔

"یہ ــــ یہ ــــ چاقو تم ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ہو؟"

"ہمیشہ" میں نے جواب دیا "اب اسے ہمیں باہر کھینچنا ہے"
چاقو گراہم کے سینے اور دو پسلیوں کے درمیان پیوست تھا اور
ایک طرف ذرا سا دبا ہوا تھا۔ چنانچہ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ اس
نے کس عضو کو چیر دیا تھا۔ میں نے گراہم کی قمیض پھاڑ دی اور کہا:۔
"الیان! خون جذب کرنے والی گدی تیار رکھو"
اور پھر میں نے دستہ پکڑ کر کھینچا۔ چاقو آسانی سے نکل آیا۔ میرا خیال
تھا کہ خون کا فوارہ چھوٹے گا اور یوں گراہم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا
لیکن ایسا نہ ہوا۔ خون تھوڑا تھوڑا نکل کر اس کے پیٹ پر بہنے اور ناف
میں جمع ہونے لگا۔
الیان نے خون جذب کرنے والی گدی زخم پر کس کر پٹی کس دی۔ میں نے
ایک بار پھر گراہم کی نبض دیکھی اب وہ کمزور تھی۔
"ایلن! تم اسے جانتے ہو؟" الیان نے اکڑوں بیٹھ کر پوچھا۔
"ہاں" میں نے جواب دیا "اس نے اپنا نام گراہم بتایا ہے۔ اور
یہ ڈیپارٹمنٹ کا رکن ہے۔ اور سلیڈ کے ساتھ کام کرتا ہے" میں نے
سا جان وونٹ اٹھایا اور اسے پونچھنے لگا۔ "فی الحال تو میں یہ معلوم کرنا
چاہتا ہوں کہ یہ اکیلا یہاں آیا ہے یا اس کے ساتھ اس کے دوست بھی
ہیں۔ تم جانو الیان ہم وہ بطخیں ہیں جن پر نشانہ لگا کر بندوق بازی کی
مشق کی جاتی ہے"
میں اٹھ کر درختوں کے جھنڈ میں گیا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد مجھے گراہم
کی رائفل مل گئی جو میں لے آیا۔ یہ کسی بھی پیشہ ور خونی کے لئے بہترین بندوق
تھی جس کی نالی زیادہ لمبی نہ تھی اور فائر تیزی سے کئے جا سکتے تھے۔

پانچ سکنڈ میں پانچ نشانے ——— اور گولی کی تیزی ایسی کہ راہ چلتے آدمی کو یوں گرا دے کہ وہ پانی نہ مانگے اور گولی بھی ڈم ڈم استعمال ہوتی تھی کہ جسم میں گھستے ہی پھٹ جائے۔ یہ بندوق خاص بڑے شکار کے لئے بنائی گئی تھی۔ الیان خوش قسمت تھی کہ بچ گئی۔

الیان گراہم پر جھکی اس کے ماتھے کا پسینہ پونچھ رہی تھی۔

" اسے ہوش آرہا ہے " وہ بولی۔

گراہم کے پپوٹے کپکپائے اور اس نے آنکھیں کھول دیں تو دیکھا کہ میں رائفل لئے اس کے سر پر کھڑا ہوں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن درد کی ٹیس اس کے رگ و ریشے میں دوڑ گئی اور اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے۔

" گراہم! تم کچھ کرنے کے قابل نہیں ہو " میں نے اسے مطلع کیا " تمہارے سینے میں یہ بڑا سوراخ ہے "

وہ لیٹ گیا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انھیں تر کیا۔

" سلیڈ نے کہا تھا۔ . . . اس نے ایک سسکی لی " کہ تم خطرناک آدمی نہیں ہو "

" اور تم نے اس کی بات کا یقین کر لیا جس کا خمیازہ بھگت رہے ہو " میں نے بندوق اس کی طرف بڑھا دی " اگر تم خالی ہاتھ یہاں آئے ہوتے ——— یعنی اس بندوق کے بغیر تو تم اس حال میں یہاں پڑے ہوئے نہ ہوتے۔ کیوں آئے تھے؟ "

" سلیڈ ——— وہ ——— پیکٹ حاصل کرنا چاہتا ہے "

" اچھا۔ اچھا! " میں نے کہا " لیکن وہ تو اب مخالف پارٹی کے پاس

——— ہے روسیوں کے پاس۔ میرے خیال میں وہ ردی ہی ہیں — کیوں ؟"

گراہم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن پیکیٹ وہ حاصل نہیں کر سکے۔ اسی لئے سٹیڈ نے مجھے یہاں بھیجا تھا۔ سلیڈ نے کہا کہ تم دہرا کھیل کھیل رہے ہو —— اور یہ کہ تم ایماندار نہیں ہو۔"

میرے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"اب یہ بڑا دلچسپ انکشاف ہوا ہے" میں اس کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا اور بندوق اپنے پیٹ اور ٹانگوں کے درمیان رکھ لی "ایک بات بتاؤ گراہم! —— سلیڈ کو یہ کس نے بتایا کہ روسی پیکیٹ حاصل نہیں کر سکے ؛ میں نے تو نہیں بتایا یہ یقینا بات ہے۔ میرے خیال میں خود روسیوں نے سلیڈ پر احسان کر کے اسے خبر دی ہوگی کہ وہ الو بنائے گئے ہیں۔"

گراہم کے بشرے سے الجھن کے آثار ظاہر ہوئے۔

"میں نہیں جانتا کہ اسے کیسے پتہ چلا۔ اس نے تو مجھے بس اتنا کہا کہ یہاں آؤں اور بہر حال پیکیٹ حاصل کر لوں"

میں نے بندوق اپنے ہاتھوں پر اٹھائی۔

"اور یہ بندوق اس نے تمہیں دی کہ میرا خاتمہ کر دیا جائے"

میں نے ایلان کی طرف اور پھر گراہم کی طرف دیکھا "اور ایلان کا کیا ؛ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا تھا ؟"

گراہم نے آنکھیں بند کر لیں۔

"میں جانتا نہ تھا کہ یہ تمہارے ساتھ ہے"

"شاید" میں نے کہا "لیکن سلیڈ جانتا تھا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ نینڈرود یہاں ہے؟" گراہم کی پلکیں کپکپائیں "لیکن تم یہ تو جانتے ہی تھے کہ تمہارے جرم کا جو عینی شاہد یہاں ہوگا اسے تم زندہ نہ رکھو گے"

گراہم کے ہونٹوں کے کونوں سے خون ٹپکنے لگا۔

"حرامی کتے!" میں نے کہا "اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو جان بوجھ کر کر رہے ہو تو خدا کی قسم میں تمہارے ٹکڑے اڑا دیتا۔ تو سلیڈ نے تم سے کہا کہ مجھے اس دنیا سے رخصت کر دینا ضروری ہے اور تم نے اس کی بات کا یقین کر لیا اور اس کی دی ہوئی بندوق لے لی اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے چل پڑے کبھی برکبی کا نام سنا ہے؟"

گراہم نے آنکھیں کھول دیں۔

"نہیں" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے دور سے پہلے" میں نے کہا "ایسا ہوا کہ سلیڈ نے میرے ساتھ بھی ایسی ہی چال چلی تھی۔ خیر۔ اس ذکر کو ختم کرو اور یہ بتاؤ کہ تم اکیلے آئے ہو؟"

گراہم نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اور اس کے چہرے سے مٹیالا پن ٹپکنے لگا۔

"گراہم ہیرو نہ بنو" میں نے کہا "میں تم سے یہ بات آسانی سے اگلوا سکتا ہوں۔ اس وقت میں تمہارے پیٹ پر اپنے پورے بوجھ سمیت کھڑا ہو جاؤں گا کیسا رہے؟" میں نے الیان کے تیز سانس کی آواز سنی لیکن اس کی طرف متوجہ نہ ہوا "تمہارے سینے میں جو زخم آیا ہے وہ خطرناک

ہے اور اگر ہم نے تمھیں عجلت میں ہسپتال نہ پہونچایا تو تم مرجاؤ گے اور اگر کوئی گھات لگائے بیٹھا ہے اور جیسے ہی ہم ایبرجی سے نکلے کہ وہ ہم پر گولی چلانے والا ہے تو خطرہ ہے کہ ہم تمھیں ہسپتال نہ پہونچا سکیں گے اور تمھیں بچانے کے لئے میں الیان کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔

اس نے میری تجویز پر غور کیا اور پھر الیان کی طرف دیکھا اور پھر سر ہلایا۔

"سلیڈ، وہ یہاں ہے — ایک میل ادھر۔"

"ایبرجی کے دہانے پر؟"

"ہاں"

اور گراہم نے پھر آنکھیں بند کرلیں۔ میں نے اس کی کلائی پکڑ کر نبض ٹٹولی تو وہ بڑی مشکل سے ہاتھ میں آئی۔ میں الیان کی طرف گھوم گیا۔

"گاڑی میں سامان لادنا شروع کرو" میں نے کہا "پچھلے حصے میں سلیپنگ بیگز پر گراہم کے لیٹنے کے لئے جگہ رکھنا"

میں اٹھ کھڑا ہوا اور بندوق کا چیمبر کھول کر دیکھا کہ کتنے کارتوس بچے اس میں۔

"کیا کرنے جارہے ہو تم؟" الیان نے پوچھا۔

"شاید میں سلیڈ کے اتنے قریب پہونچ جاؤں کہ اس سے بات کرسکوں" میں نے جواب دیا "اسے بتا سکوں کہ اس کا آدمی بری طرح سے زخمی ہوگیا ہے اور اگر میں ایسا نہ کرسکا تو پھر میں — اس کی مزاج پرسی کروں گا — اس سے" میں نے بندوق ہلائی۔

الیان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"تم — تم — اسے مار ڈالو گے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا — البتّہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اگر میں مر گیا ہوتا تو اس کی اسے کچھ پروانہ ہوتی اور تم مر جاتیں تب بھی اس کے کان پر جوں نہ رینگتی۔ وہ ایبرجی کے دہانے پر گھات لگائے بیٹھا ہے — مردود — اور ہمارے صحیح سلامت نکلنے کے لئے بس یہی ہے — بندوق"

گراہم نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں۔ میں اس پر جھک گیا۔

"تکلیف ہو رہی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں — ناقابلِ برداشت" اس کے ہونٹوں کے کونوں سے بہتا ہوا خون اب زیادہ بہنے لگا تھا اور بہہ بہہ کر اس کی گردن پر آ رہا تھا

"حیرت ہے" وہ بولا "سلیڈ کو کیسے پتہ چلا؟"

"پیکٹ میں کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"م۔ م۔ میں — نہیں جانتا"

"ان دنوں ڈپارٹمنٹ کا سربراہ کون ہے؟

"ٹا — ٹیگارٹ" گراہم کا سانس حلق میں خرخرانے لگا۔

اگر کوئی سلیڈ کو میرے شانے پر سے اتار سکتا تھا تو وہ ٹیگارٹ تھا

"میں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں سلیڈ سے ملوں گا — ہم تمھیں یہاں سے لے جائیں گے — فوراً"

"سلیڈ نے کہا تھا۔۔۔۔" گراہم نے کہا اور پھر اس کا سانس اٹکنے لگا۔ وہ کھانسا اور اس کے منہ سے گلابی بلبلے نکلے اس نے پھر کہا

"سلیڈ نے کہا تھا۔۔۔۔

اسے زور کی کھانسی آئی۔ اس نے ڈھیروں خون اگل دیا اور پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ میں نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا تو معلوم

ہوا کہ گراہم اب کبھی مجھے یہ نہ بتا سکے گا کہ سلیڈ نے اور کیا کہا تھا کیونکہ وہ مرچکا تھا۔ میں نے اس کی بے نور آنکھیں بند کر دیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا سلیڈ سے گفتگو کرنا ضروری ہے"

"مر گیا!"۔۔۔ الیان نے خوفزدہ سرگوشی میں پوچھا۔

گراہم مر گیا تھا۔۔۔ شطرنج کی بازی پر سے ایک پیادہ دفعتہً ہٹا دیا گیا تھا۔ وہ مر گیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے آنکھیں بند کر کے سلیڈ کے حکم کی تعمیل کی تھی جیسا کہ میں نے سویڈن میں کیا تھا۔ وہ جان سے گیا تھا محض اس لئے کہ وہ نہ جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ سلیڈ نے اسے ایک کام کرنے کو کہا تھا، اس نے یہ کام کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا اور مارا گیا۔ میں خود بھی نہ جانتا تھا کہ میں کیا کر رہا تھا چنانچہ میری بہتری اسی میں تھی کہ میں جو بھی کوشش کروں اس میں ناکام نہ رہوں۔

الیان رو رہی تھی۔ بڑے بڑے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے لیکن وہ ہچکیاں نہ لے رہی تھی۔ وہ خاموشی سے رو رہی تھی اور گراہم کی لاش کی طرف دیکھ رہی تھی میں نے جھنجھلا کر کہا

"مت رؤو اس کے لئے۔ یہ تو تمہاری جان لینے والا تھا"

الیان بولی ہے تو اس کی آواز کانپ نہ رہی تھی البتہ آنسو بدستور بہہ رہے تھے۔

"میں اس کے لئے نہیں رو رہی ہوں" وہ بولی "میں تمہارے لئے رو رہی ہوں۔ کسی کو تو رونا چاہیئے"

(۲)

ہم نے جلدی سے سامان سمیٹا اور ہر چیز لینڈ روور میں رکھ دی۔ ہر چیز

میں گراہم کی لاش بھی شامل تھی۔

"ہم اسے یہاں نہیں چھوڑ سکتے" میں نے کہا "جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی یہاں آئے گا اور اسے یہ لاش مل جائے گی۔ چنانچہ اسے کہیں قریب ہی ٹھکانے لگا دینا مناسب ہوگا"

الیان مسکرائی اور پوچھا:۔

"کہاں؟"

"ڈیبٹی فوسس" میں نے جواب دیا "یا شاید سیلفوسس"

یہ دو آبشار جن میں سے ایک یورپ کا سب سے زیادہ پُرقوت آبشار تھا۔ لاش کو پوری طرح سے مسخ کر دیں گے اور کوئی گراہم کو شناخت نہ کر سکے گا اور اگر قسمت نے یاوری کی تو یہ حقیقت بھی چھپ جائے گی کہ اس کی جان چاقو مار کر لی گئی ہے۔ یہی خیال کیا جائے گا کہ کوئی اکیلا سیاح ہوگا جس کے ساتھ یہ حادثہ پیش آگیا۔

چنانچہ ہم نے لاش لینڈ روور کے پچھلے حصّے میں رکھ دی، میں نے بندوق اٹھائی اور الیان سے کہا:۔

"آدھے گھنٹے کے بعد تم جتنی تیز رفتاری سے آسکتی ہو آجانا"

"اگر خاموشی شرط ہے تو پھر ظاہر ہے کہ میں تیز رفتاری سے نہیں آسکتی"

"خاموشی کی کوئی شرط نہیں ـــ تم تیز رفتاری سے گاڑی بھگاتی ہوئی آنا اور ابیرجی کے دہانے پر رفتار ذرا کم کر دینا کہ میں کود کر سوار ہو سکوں۔ اور ہاں ہیڈلائٹس جلا دینا"

"پھر؟"

"پھر ہم ڈیٹی فوس کی طرف روانہ ہو جائیں گے لیکن عام شاہراہ سے نہیں

بلکہ دریا کے مغربی ساحل کے راستے سے۔"

"سلیڈ کے ساتھ تم کیا سلوک کرنے والے ہو؟ مار ڈالو گے اُسے جان سے؟"

"ہوسکتا ہے کہ پہلے وہ میری جان لے لے" میں نے جواب دیا۔ "سلیڈ کے متعلق کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"ایلن! اب اور خون خرابہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ بولی "خدا کے لئے ــــ ایلن"

"اس کا انحصار مجھ پر نہیں ہے الیان۔ اگر اس نے مجھ پر گولی چلائی تو پھر میں اس پر گولی چلاؤں گا۔ بہر حال پہل میری طرف سے نہ ہوگی۔"

"اچھا" اس نے مطمئن ہو کر کہا۔

چنانچہ میں اسے وہیں چھوڑ کر ایبرجی میں آنے کی سرنگ یا دہانے کی طرف چلا۔ میں دبے پاؤں آگے بڑھ رہا تھا اور دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ سلیڈ گراہم کی تلاش میں اس طرف نہ آئے۔ میرے خیال میں تو ایسا نہ ہوگا۔ ہر چند کہ اس نے بندوق کا دھماکا سنا ہوگا لیکن دھماکے نے اسے چونکایا نہ ہوگا کیونکہ اسے سننے کا ہی منتظر ہوگا۔ اس کے بعد پیکیٹ کو تلاش کرنے اور پھر واپس آنے میں گراہم کو اس نے آدھے گھنٹے کی مہلت تو دی ہوگی۔ چنانچہ میرا اندازہ تھا کہ سلیڈ ایک گھنٹے سے پہلے گراہم کی واپسی کا متوقع نہ ہوگا۔

سرنگ کے قریب پہونچ کر میں نے اپنی رفتار کم کردی۔ سلیڈ نے گراہم پر اس قدر بھروسا کیا تھا کہ اس نے اپنی کار کو کہیں چھپانا ضروری نہ سمجھا تھا چنانچہ وہ کھلے میں پارک تھی اور صاف نظر آتی تھی۔ کیونکہ بے حد مختصر سی قطب شمالی کی رات ختم ہوچکی تھی اور آسمان روشن ہو چلا تھا۔ سلیڈ بڑا ہی

کائیاں تھا اور جو کرتا تھا بڑی عیاری سے کرتا تھا چنانچہ اس وقت بھی وہ ہر جی سے آنے والے کو وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ یعنی اس کی نظروں سے اوجھل رہ کر کار کے قریب پہونچنا ممکن نہ تھا چنانچہ میں ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھ کر الیاس کا انتظار کرنے لگا۔ سلیڈ کی گولی کا نشانہ بننے کے لئے میں سینہ تان کر کھلے میدان میں نکل کر اس کی کار کی طرف بڑھنے کے لئے تیار نہ تھا۔

جی نہیں۔ میں اس قسم کا ہیرو نہیں ہوں۔

کچھ ہی دیر بعد میں نے الیاس کے اس طرف آنے کی آواز سنی۔ الیاس نے گیئر بدلا تھا اور اس کی آواز بڑی اونچی تھی۔ ساتھ ہی میں نے پارک کی ہوئی کار میں کسی کو شاید پہلو بدلتے یا شاید چوکنا ہوتے دیکھا۔

اور میں نے بندوق شانے پر رکھ کر اس کے ٹھنڈے کندے سے اپنا گال لگا دیا۔ گراہم بے شک و شبہہ حیثیہ در خوبی تھا کیونکہ اس نے مکھی پر چمکدار مادہ لگا دیا تھا کہ اندھیرے میں ٹھیک سے شست باندھ سکے۔ لیکن اس وقت صبح کاذب کے اجالے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔

میں نے کار کے اگلے حصے کو زد میں لے لیا تھا اور پیچھے سے آتی ہوئی لینڈ روور کی آواز شور میں تبدیل ہوئی تو میں نے یکے بعد دیگرے تین گولیاں تین سکنڈ میں کار کے ونڈ اسکرین پر چلائیں جو شاید تہہ در تہہ شیشے کا بنا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی کرچیاں تو نہ اڑیں البتہ وہ پوری طرح سے دھندلا گیا۔ سلیڈ نے ایک لمبا چکر لے کر کار بھگا دی۔ اور میں نے دیکھا کہ جس چیز نے سلیڈ کی جان بچائی تھی وہ کار کی انگریزی طرز تھی۔ یعنی اس کا اسٹیرنگ وہیل دائیں طرف تھا اور میں ونڈ اسکرین میں غلط طرف، یعنی بائیں طرف تین سوراخ کئے تھے۔

لیکن سلیڈ نے مجھے اپنی غلطی سدھارنے کا وقت دیا ہی نہیں وہ خطرناک تیزی سے کار بھگا لے گیا۔ لینڈ روور آگئی اور میں بھاگ کر اس میں چڑھ گیا۔

"رکو نہیں" میں نے کہا "رفتار تیز ــــ تیز

عین آگے سلیڈ کی کار دھول کا بادل ہوا میں اڑاتی موڑ مڑ گئی۔ وہ شاہراہ کی طرف بھاگا جا رہا تھا لیکن جب ہم اس موڑ پر پہونچے تو الیان نے ہماری کار دوسری سمت میں موڑ دی جیسی کہ میں نے اسے ہدایت کی تھی۔ سلیڈ کا تعاقب کرنا محض بیکار تھا۔ لینڈ روور اس کے لئے نہیں بنی تھی۔

ہم جنوب کی طرف مڑ کر اس راستے پر آگئے جو دریائے "نوکولسا آن جولم" کے متوازی چلا گیا تھا۔ یہ بہت بڑا دریا ہے جو کوہِ "واٹنا جوکول" کی پگھلی ہوئی برف کے پانی کو تیزی سے بہا کر جنوب کی طرف لے جاتا ہے۔ راستہ چونکہ سیدھا اور ہموار نہ تھا اس لئے کار کی رفتار ظاہر ہے کہ کم کرنی پڑی۔

" سلیڈ سے گفتگو کی ؟" الیان نے پوچھا۔

"میں اس کے قریب پہونچ ہی نہ سکا۔

"شکر ہے کہ تم نے اس کی جان نہ لی"

"میں نے اسے ڈرانے یا بھگانے کے لئے گولیاں نہ چلائی تھیں" میں نے کہا "اگر اسکی کار لیفٹ ہینڈ ڈرائیو ہوتی ــــ یعنی اسٹیرنگ وھیل بائیں طرف ہوتا تو اس وقت سلیڈ دوسری دنیا میں ہوتا"

اور اس کی جان لے کر تمہیں مسرت حاصل ہوتی ؟" الیان نے بے حد تلخی سے کہا۔

"الیان!" میں نے اس کی طرف دیکھا "میری جان اسلیڈ بے حد خطرناک آدمی ہے۔ وہ یا تو پاگل ہو گیا ہے — جو قرین قیاس نہیں ہے — یا پھر . . . . "

"یا پھر کیا؟"

"میں نہیں جانتا" میں نے از حد مایوسی سے کہا "یہ سارا معاملہ اتنا الجھا ہوا ہے کہ میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور سچ تو یہ ہے کہ اس معاملے سے میں زیادہ واقف بھی نہیں۔ البتہ یہ میں ضرور جانتا ہوں کہ سلیڈ میری جان کے درپے ہے — وہ بہرحال مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے — کوئی ایسی بات میں جانتا ہوں — یا اس کے خیال میں میں جانتا ہوں جو اس کے لئے خطرناک ہے — اس قدر خطرناک کہ وہ اس کے لئے مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ساتھ یا میرے قریب رہو — تم گولی کی زد میں آ سکتی ہو۔ اور آج صبح تم زد میں آ ہی گئی تھیں"

سامنے ایک کھڈ تھا۔ چنانچہ اس نے کار کی رفتار اور بھی کم کر دی۔

"تم اکیلے اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتے" وہ بولی "تمہیں مدد کی ضرورت ہے"

مجھے مدد سے زیادہ، اس الجھے ہوئے مسئلے کو سلجھانے کے لئے، ایک نئے دماغ کی ضرورت تھی لیکن اس کا یہ وقت نہ تھا کیونکہ الیان کا شانہ اسے تکلیف دے رہا تھا۔

"گاڑی روک دو" میں نے کہا۔

اس نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"میں ڈرائیو کروں گا"

ڈیڑھ گھنٹے تک ہم جنوب کی طرف سفر کرتے رہے۔

"وہ ہے ڈیٹی فوس" الیان نے کہا۔

میں نے سامنے دیکھا۔ سنگستانی میدان کے اُس پار اور بہت دور پھوار کا زبردست بادل سا اس عمیق کھاڑی پر پھیلا ہوا تھا جو دریائے نوکوس آتو جو ہم نے چٹان کاٹ کر بنائی تھی۔

"ہم سیلفوس تک جائیں گے" میں نے کہا "دو آبشار ایک سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں اس کے علاوہ ڈیٹی فوس کے قریب سیاحوں کے کیمپ بھی ہوتے ہیں"

ہم لوگ ڈیٹی فوس کے قریب رُکے بغیر آگے بڑھ گئے۔ اندازاً تین کیلومیٹر آگے بڑھنے کے بعد میں نے کار روک لی۔

"اب ہم سیلفوس کے قریب ہیں اور اس سے زیادہ قریب پہونچنا ممکن نہیں" میں نے کہا۔

دروازہ کھول کر میں کار سے باہر آگیا۔

"میں دریا کی طرف جا کر دیکھ آتا ہوں کہ آس پاس کوئی ہے تو نہیں" میں نے کہا "لاشوں کو شانے پر اٹھا کر گھومنا اور پھر انھیں آبشاروں کی نذر کرنا بڑی بات ہے۔ تم یہیں ٹھہرو الیان۔ کسی بھی اجنبی سے بات نہ کرنا"

یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ لاش ٹھیک سے کمبل میں لپٹی ہوئی ہے میں دریا کی طرف بڑھا۔ اب بھی علی الصبح ہی تھی اور آس پاس کوئی نظر نہ آرہا تھا چنانچہ میں واپس آیا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر گھسا۔

گراہم کی لاش پر سے کمبل ہٹا کر میں نے اس کی تلاشی لی۔ اس کے بٹوے میں آئس لینڈی سکے تھے۔ اور چند نوٹ، ایک جرمن موٹرنگ کلب کا کارڈ تھا جس میں اسکا نام ڈاکٹر لوشنز درج تھا۔ پاسپورٹ میں بھی یہی نام درج تھا۔ ایک فوٹو تھا جس میں گراہم ایک خوبصورت لڑکی کی کمر میں

ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔ پس منظر میں ایک دکان تھی جس کا نام ایک لمبے سے تختے پر جرمن زبان میں لکھا ہوا تھا۔

اس کے اثاثے میں کام کی صرف ایک چیز تھی۔ کارتوسوں کا ایک پیکٹ جس کی مہر ٹوٹی ہوئی تھی یعنی جو کھولا گیا تھا۔ یہ پیکٹ میں نے ایک طرف رکھ دیا، لاش کو گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا، اس کی جیب میں بٹوہ واپس رکھا اور پھر اس کو اپنے شانوں پر لاد کر دریا کی طرف چل دیا۔ الیان میرے پیچھے تھی۔

کھاڑی کے کنارے پر پہونچ کر لاش میں نے زمین پر رکھ دی اور جھانک کر نیچے دیکھا۔ یہاں کھاڑی میں ایک موڑ تھا اور دریا نے چٹان کو ایسی صفائی سے کاٹا تھا کہ اوپر سے نیچے تک کہیں کوئی کنگورہ یا کوئی پتھر ابھرا ہوا نہ تھا۔ پانی تک کا گراؤ سیدھا اور عمودی تھا۔

میں نے لاش کنارے پر سے ڈھکیل دی۔ وہ چک پھیریاں کھاتی نیچے چلی اور پھر چھپاک سے پانی کے اندر۔ اس کے کوٹ میں ہوا بھر گئی تھی چنانچہ اس کی وجہ سے وہ سطح پر تیرتی رہی۔ یہاں تک کہ منجدھار میں پہونچ گئی اور تیز دھارا اسے اپنے ساتھ بہا لے گیا کہ آگے وہ اسے سیلفوس کے کنارے پر سے نیچے پانی کے زبردست گڑھاؤ میں گرا دے

الیان نے اداس نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"اب کیا؟" اس نے پوچھا۔

"اب میں جنوب کی طرف جاؤں گا" میں نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سینڈرو در کی طرف چلا۔ جب الیان میرے قریب آئی ہے تو میں بغور سے اس سمت ہمارا ریڈیو کا کچھ مرکز رہا تھا جو سیڈ نے کار کی دھری

سے چپکا دیا تھا اور جس کی سمت نمائی سے گراہم ایبرجی تک پہونچا تھا۔
" جنوب کی طرف کیوں؟" الیان نے تقریباً ہانپتے ہوئے پوچھا۔
" میں کفلاوک اور وہاں سے لندن جانا چاہتا ہوں۔ ایک آدمی ہے وہاں جس سے میں بات کرنا چاہتا ہوں ــــ سر ڈیوڈ ٹیگارٹ "
" تو ہم مائی واٹن کے راستے جائیں گے؟"
میں نے نفی میں سر ہلایا اور ریڈیو پر آخری ضرب لگائی۔ اب یہ ریڈیو کوئی کہانی نہ کہے گا۔
" میں سیدھی اور عام شاہراہ سے نہیں جا رہا ہوں" میں نے کہا " یہ راستے بڑے خطرناک ہیں۔ چنانچہ میں اودا آرمردن اور اسکاجا کے راستے جا رہا ہوں۔ یعنی براہ ریگستان۔ لیکن تم میرے ساتھ نہیں چل رہی ہو "
" دیکھا جائے گا " وہ بولی اور کار کی کنجی اچھالنے لگی۔
خدا نے آئس لینڈ مکمل نہیں بنایا ہے۔ یہ ملک دنیا کے ابتدائی دور میں ہے۔
پچھلے پانچ سو برسوں میں بطنِ زمین سے جتنا بھی لاوا نکلا ہے وہ سارا اس سیّارے کے اس حصے میں جمع ہو گیا ہے جسے آئس لینڈ کہتے ہیں۔ اور دو سو آتش فشاں پہاڑوں میں سے ــــ اور یہ وہ آتش فشاں ہیں جن سے جغرافیہ داں واقف ہیں ــــ تیس تو بیدار ہیں۔ چنانچہ پورا آئس لینڈ گویا پتھریلے مہاسوں کا مریض ہے اور اس کا یہ مرض ظاہر ہے کہ لاعلاج ہے۔
پچھلے ہزار برسوں سے یہاں کے آتش فشاں برابر پھٹ رہے ہیں

اوسط نکالا جائے تو ہر پانچ برس میں یہاں آتش فشاں پھٹتے ہیں۔ کوہ اسکاٹجا نے ـــــ جو دراکھیلا آتش فشاں کہلاتا ہے ـــــ سنہ ۱۹۶۱ء میں پھٹ کر اس نے خود اپنی کھوپڑی اڑا دی تھی اور اس کی راکھ کی بہت سی مقدار یہاں سے پندرہ سو میل دور لینن گراڈ کے مکانوں کی چھتوں پر جا بیٹھی تھی اس سے روسیوں کو تو کچھ زیادہ پریشانی نہ ہوئی لیکن اسکاٹجا کے قرب وجوار میں قیامت آگئی۔ اسکاٹجا کے شمال اور مشرق کا پورا علاقہ نہ صرف جھلس گیا بلکہ آتش فشانی راکھ کی بارش سے زہریلا بھی بن گیا۔ اس کے علاوہ یہ ہوا کہ اسکاٹجا کے دہانے سے جو لاوا ابلا تو وہ سطح زمین پر لاوا تھا اور آس پاس کے ویرانوں کو اور بھی ویران کر گیا۔ کوہ اسکاٹجا کی حکمرانی شمالی مشرقی علاقے پر ہے اور اس پورے علاقے کو اس آتشی حکمرانی نے دنیا کا سب سے زیادہ ویران اور مہیب علاقہ بنا دیا ہے۔

اور اسی ویرانے میں، جو اودامردن کہلاتا ہے اور جو چاند کی دنیا کی طرح دور افتادہ اور پُرجلال حد تک مہیب ہے، ہم جا رہے تھے اس نام کا ـــ یعنی اودامردن کا آزاد ترجمہ ہے "بدقماشوں کا ملک" ـــ اور یہ دورِ قدیم کے رہزنوں، لیٹروں اور بدمعاشوں کی آخری اور محفوظ ترین پناہ گاہ رہا ہے۔ ان لوگوں کی پناہ گاہ جنھیں ہماری دنیا میں کہیں پناہ نہ مل سکتی تھی۔

اودامردن میں کبھی کبھار لیکیں اور راستے مل جاتے ہیں۔ یہ لیکیں اور راستے ان لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں جو اندرون ملک جا داخل ہونے کی جرأت کرتے ہیں ـــــ اور یہ جزنی لوگ اکثر سائنس دان،

تجربات داں اور طبقات الارض کے ماہر ہوتے ہیں۔ بہت کم سیاح محض دلچسپی کی خاطر اس سنگستانی ویرانے میں آتے ہیں۔ چنانچہ اس علاقے میں آتی ہوئی ہر کار ان لیکوں اور راستوں کو زیادہ گہرا اور زیادہ نمایاں کردیتی ہے لیکن پھر موسم سرما میں دھنستا ہوا پانی، پھیلتی ہوئی برف کی سلیں، الوا لانش اور گرتی ہوئی چٹانیں ان راستوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیتی ہیں۔ چنانچہ موسم گرما کی ابتدا میں اس طرف آنے والے لوگ ۔۔ جیسے کہ اس وقت ہم تھے ۔۔ حقیقت میں راستے بنانے والے ہوتے ہیں کہ کبھی کبھی تو انھیں کہیں کوئی راستہ ہی نہیں ملتا اور کبھی کبھار انھیں کہیں کسی راستے کے آثار مل جاتے ہیں اور وہ از سر نو اسے نیا اور نمایاں کردیتے ہیں ۔۔

صبح کے ابتدائی گھنٹوں میں سفر زیادہ برا نہ تھا۔ راستہ بہت زیادہ خراب اور بدن کی ہڈیاں کڑکڑا دینے والا نہ تھا اور دریائے فوکس آن جوم کے متوازی چلا جارہا تھا اور خود دریا پگھلی ہوئی برف کے بھورے اور نیلے پانی کو بحر آرکٹک کی طرف لئے جارہا تھا۔ دوپہر کے وقت ہم لوگ مودرروداکور کے عین سامنے تھے جو دریا کے دوسرے کنارے پر تھا اور یہاں پہونچ کر الیانّہ وہ غمناک لوک گیت گانے لگی جس میں اس علاقہ کے باشندوں کے سرمائی مصائب بیان کئے گئے ہیں۔

مودرروداردل کے پہاڑوں کی صبح بہت مختصر ہوتی ہے

بیدار ہونے کے وقت تو وہاں آدھی صبح گزر چکی ہوتی ہے

میرے خیال میں یہ گیت اس وقت الیانّہ کے مزاج سے میل کھارہا تھا اور خود میری بھی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔

"الیان کو سوتی چھوڑ کر یا بے خبر چھوڑ کر بھاگ جانے کا خیال میں نے ترک کر دیا تھا۔ سلیڈ جانتا تھا کہ وہ ایبر جی میں میرے ساتھ تھی ـــ یہ بات اسے اس ریڈیو نے بتا دی ہوگی جو اس نے لیفٹ روور میں لگا دیا تھا ـــ اور کسی بھی ساحلی بستی میں الیان کا تنہا جانا خود اس کے لئے بے حد خطرناک تھا۔ سلیڈ نے خون کروانے کی کوشش کی تھی اور الیان اس کی عینی شاہد تھی اور میں جانتا تھا کہ اس عینی شاہد کو خاموش کرنے کے لئے سلیڈ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ ہاں۔ کچھ بھی۔ میرے لئے صورت حال بہت زیادہ خطرناک تھی۔ تاہم میرے ساتھ رہ کر الیان محفوظ تھی اور محفوظ رہ سکتی تھی۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ ہی رہا۔

سہ پہر کے تین بجے ہم نے اپنی کار اس کیبین کے سامنے روک دی جو "بچاؤ جھونپڑی" کہلاتی تھی۔ یعنی یہاں وہ سرکاری آدمی رہتے تھے جو مشکل میں پھنسے ہوئے مسافروں کو بچاتے، ان کی مدد کرتے اور انھیں پناہ دیتے تھے۔ یہ بچاؤ جھونپڑی اس زبردست کوہ آتش فشاں کے دامن میں تھی جو "ہارڈو بریڈ" یعنی "چوڑا آستانہ" کہلاتا تھا۔ ہم دونوں تھکن سے چور اور بھوکے تھے۔

"آج کے دن ہم یہاں قیام نہیں کر سکتے؟" الیان نے پوچھا۔

میں نے سامنے جھونپڑی کی طرف دیکھا۔

"نہیں" میں نے جواب دیا "کیا پتہ کوئی ہمارے یہاں قیام کرنے کا ہی منتظر ہو۔ ہم اسکاجا کی طرف ذرا آگے بڑھ جائیں گے۔ لیکن میرے خیال میں یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔"

چنانچہ الیان نے کھانا تیار کیا جو ہم نے جھونپڑی کے باہر کھلے میدان

میں بیٹھ کر کھایا۔ میں نصف کے قریب کھا چکا تھا اور خرگوش کے گوشت کے سینڈوچ میں اپنے دانت کھبو رہا تھا کہ ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے میرے دماغ میں کوند گیا۔ میں نے جھونپڑی کے قریب گڑے ہوئے ریڈیو کے ستون اور چھپر لینڈ روور میں لگے ہوئے انتنیا کی طرف دیکھا۔

" الیان! یہاں سے ہم رکجاوک سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ ہے نا؟"
میں نے کہا " میرا مطلب ہے ہم رکجاوک میں ہر اُس آدمی سے بات چیت کر سکتے ہیں جس کے گھر میں ٹیلیفون ہے"

" ہاں۔ ہاں" الیان نے میری طرف دیکھا " ہم گوفوئس ریڈیو سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور وہ ہماری لائن ٹیلیفون ڈپارٹمنٹ سے جوڑ دیں گے"

" یہ بڑی خوش قسمتی ہے الیان کہ ٹرانس اٹلانٹک کی لائن آئس لینڈ میں سے گزر رہی ہے۔ اگر ہماری لائن ٹیلیفون ڈپارٹمنٹ سے جوڑ دی جائے تو وہ ہمارا رابطہ براہِ راست لندن سے قائم کر دے سکتے ہیں اور ہم یہاں سے" میں نے لینڈ روور کی طرف اشارہ کیا " لندن میں بیٹھے ہوئے آدمی سے بات چیت کر سکتے ہیں"

" ایسی بات تو میں نے پہلے کبھی ہوتے نہ دیکھی اور نہ سنی" الیان نے بے یقینی سے کہا۔

میں نے سینڈوچ پورا کر کے کہا:۔

"تاہم ایسا ہو سکتا ہے۔ نیل آرم اسٹرانگ جب چاند پر تھا تو پریزیڈنٹ نکسن نے دنیا میں بیٹھ کر اس سے بات چیت کی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آئس لینڈ میں بیٹھ کر لندن سے رابطہ قائم نہ کر سکیں۔ تم ٹیلیفون ڈپارٹمنٹ میں کسی کو جانتے ہو؟"

"ہاں۔ ساوتھ ہیرالڈسن کو جانتی ہوں"

مجھے یقین تھا کہ وہ ٹیلیفون ڈپارٹمنٹ میں کسی نہ کسی کو جانتی ہوگی۔ آئس لینڈ میں ہر کوئی کسی نہ کسی کو جانتا ہی ہے۔ میں نے کاغذ کے ایک پرزے پر نمبر لکھ کر الیان کو دے دیا۔

"یہ لندن کا نمبر ہے" میں نے کہا "میں خود سر ڈیوڈ ٹیگارٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں"

"لیکن اگر اس ــ ٹیگارٹ ــ نے کال نہ لیا تو؟"

میں مسکرایا۔

"مجھے یقین ہے کہ ٹیگارٹ ہر وہ کال لے گا جو آئس لینڈ سے آیا ہو۔ کم سے کم اس وقت"

الیان نے ریڈیو کے بلند ستون کی طرف دیکھا۔

"جھونپڑی میں کا ریڈیو پُرقوت ہوگا" وہ بولی۔

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن اسے استعمال کرنا مناسب نہیں۔ سلیڈ نے ٹیلیفون کے ہیچوں کو قبضے میں کر رکھا ہوگا۔ ٹیگارٹ سے میری جو گفتگو ہوگی اسے وہ سن سکتا ہے اور سنے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہونا چاہیئے کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں چنانچہ لینڈ روور کے کئے ہوئے کال کا سراغ وہ نہ لگا سکے گا"

الیان لینڈ روور کی طرف چلی۔ اس نے ریڈیو چلایا اور گو فولوس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن الٹی سیدھی آوازوں کے علاوہ ــ جیسے بھٹکتی ہوئی روحیں رو رہی ہوں ــ کچھ سنائی نہ دیا۔

"مغربی پہاڑوں میں طوفان آیا ہوا ہے شاید" وہ بولی "۔۔۔ یاری سے

لائن لگانے کی کوشش کروں ؟"

اکوریاری چار ریڈیو ٹیلیفون اسٹیشنوں میں قریب ترین اسٹیشن تھا۔

"نہیں" میں نے جواب دیا "اگر سلیڈ واقعی ٹیلیفون جنکشنوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہے تو پھر اکوریاری اس کا مرکز ہوگا۔ سادیس فورد ورسے لائن لگانے کی کوشش کرو"

مشرقی آئس لینڈ کے سادیس فوردور سے لائن ملانا نسبتاً آسان تھا چنانچہ وہاں سے ریکجاوک کو لائن دے دی گئی اور الیان اپنے دوست سادین سے بات کر رہی تھی۔ دونوں کے درمیان کافی سنجیدہ قسم کی بحث ہوئی اور آخرکار الیان نے اپنے دوست کو رضامند کر لیا۔

"ایک گھنٹے کی تاخیر ہوگی" الیان نے مجھے بتایا۔

"یہ بھی اچھا ہوا سادیس فوردور کو ہدایت کردو گا کہ کال آتے ہی ہمارا رابطہ قائم کردیں۔" میں نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ایک گھنٹے بعد برطانیہ میں تین بج کر پینتالیس منٹ ہو رہے ہوں گے اور وہ بھی صبح کے کسی کو بھی پکڑنے کے لئے ـــــ خصوصاً ٹیگارٹ کو پکڑنے کا یہ بے حد مناسب وقت تھا۔

ہم نے سامان سمیٹا اور دور پر نظر آتی ہوئی ڈنا جوکول کی جھلملاتی ہوئی برف کی طرف یعنی جنوب کی سمت روانہ ہوگئے۔ میں نے ریسیور کا سوئچ آن رکھا تھا البتہ آواز دھیمی کردی تھی اور اس میں سے بولنے والے کی دبی دبی بڑبڑاہٹ سنائی دے رہی تھی۔

الیان نے کہا "اس شخص ٹیگارٹ سے بات کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟"

"یہ شخص سلیڈ کا باس ہے" میں نے جواب دیا "اور یہی سلیڈ سے میرا پیچھا چھڑا سکتا ہے"

"لیکن کیا وہ ایسا کرے گا؟" ایلیان نے پوچھا "تمہیں وہ پیکٹ انھیں دینا تھا لیکن تم نے نہیں دیا۔ تم نے حکم عدولی کی۔ ٹیگارٹ تمہاری اس حرکت کو پسند کرے گا؟"

"میرے خیال میں یہاں جو کچھ ہو رہا ہے ٹیگارٹ اس سے بے خبر ہے۔ میرے خیال میں اسے یہ بھی خبر نہیں کہ سلیڈ نے مجھے ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی ـــــ مجھے اور تمھیں بھی۔ میں سمجھتا ہوں سلیڈ جو کچھ کر رہا ہے اپنے طور پر کر رہا ہے اور شرارت پر تلا ہوا ہے ـــــ لیکن میرا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے اور یہی میں ٹیگارٹ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں"

"اور اگر تمہارا خیال غلط ہوا تو؟ اگر ٹیگارٹ نے تم سے کہا کہ پیکٹ سلیڈ کو دے دو تو کیا تم اس ہدایت پر عمل کرو گے؟"

میں ذرا سوچ میں پڑ گیا۔

"پتہ نہیں" میں نے جواب دیا۔

ایلیان نے کہا "شاید گراہم نے سچ کہا تھا۔ شاید سلیڈ نے حقیقت میں یہی سمجھ لیا ہے کہ تم غداری کر رہے ہو ـــــ اور اسکا تو میں بھی اعتراف کرنا چاہوں گی کہ یہ یقین کرنے میں وہ حق بجانب ہے ـــــ تو اس صورت میں کیا وہ....."

"بندوق لے کر آدمی کو بھیجے گا؟" میں نے فقرہ پورا کر دیا اور پھر اقرار کیا "بے شک"

"تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے ایلن کہ تم اوّل درجے کے احمق ہو۔ سلیڈ سے تمہاری نفرت نے تمہاری سوچنے اور سمجھنے کی قوتوں کو سلب کر لیا ہے اور میرے خیال میں تم ایک زبردست مصیبت میں پھنس گئے ہو"

خود میرا بھی ایسا ہی خیال تھا" میں نے کہا۔

"ٹیگارٹ سے بات چیت کرنے کے بعد ہی یہ معلوم ہوگا۔ اگر اس نے سلیڈ کی حمایت کی...."

"اگر ٹیگارٹ نے سلیڈ کی حمایت کی تو پھر میری حالت بے حد خطرناک ہوگی۔ ایک طرف ڈپارٹمنٹ میرا دشمن ہوگا اور دوسری طرف مخالف پارٹی۔ یعنی میری حالت ویسی ہوگی جیسی کہ سروتے کے بیچ سپاری کی ہوتی ہے اور ٹیگارٹ کا غصہ ــــ عظیم الشان ہوگا۔

اس کے باوجود چند باتیں ایسی تھیں جو کسی طرح میل نہ کھاتی تھیں سب سے پہلے تو اس سارے معاملے کی نوعیت، میری بظاہر ناکامی پر قریب قریب غیر قدرتی دشمنی اور گراہم کا عجیب اور احمقانہ کردار۔ پھر کوئی اور بات بھی تھی جو میرے دماغ کے پچھلے حصے میں پھڑپھڑا رہی تھی لیکن باوجود کوشش کے میں اسے سطح پر نہ لا سکتا تھا۔ کوئی چیز جو سلیڈ نے کی تھی یا نہ کی تھی یا کوئی بات جو اس نے کہی تھی یا نہ کہی تھی ــــ کوئی چیز جس نے میرے شعور کی تہوں میں خطرے کی گھنٹی بجا دی تھی۔

میں نے یکایک بریک دبائی۔ لینڈ روور ایک دھکے کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور الیان نے حیرت سے اور سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور میں نے کہا :ــ

"ٹیگارٹ سے بات چیت کرنے سے پہلے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں کون سے پتے ہیں۔ وہ ڈبہ کاٹنے کا آلہ نکالو ــــ میں پیکیٹ کھول کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا ہے"

"اور یہ مناسب ہوگا؟ خود تم نے کہا تھا کہ مناسب یہی ہوگا کہ تم اس سے بے خبر ہی رہو"

"تم ہوشیار اور چالاک سہی لیکن اگر تم اپنے ہاتھ کے پتوں کی طرف دیکھے بغیر پوکر کی بازی کھیل رہے ہو تو پھر تمھاری ہار کا امکان بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ میں یہ جان لوں کہ یہ کیا چیز ہے جسے ہر ایک حاصل کرنا چاہتا ہے"

چنانچہ میں کار سے نکل کر پیچھے پہونچا جہاں میں نے دھات کا وہ بکس پچھلی دُھری سے ٹیپ کر دیا تھا۔ جب میں وہ بکس لے کر واپس اسٹیرنگ وہیل کے پیچھے بیٹھا ہوں تو الیاٹن ڈبہ کھولنے کا آلہ لئے تیار بیٹھی تھی۔ میری طرح وہ بھی یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار تھی کہ آخر اس بکس میں کیا ہے۔

بکس اس عام چمکدار دھات کا بنا ہوا تھا جس سے مختلف قسم کی چیزیں رکھنے کا ڈبہ بنائے جاتے ہیں اور پھر ان پر لیبل چسپاں کر کے دکان کی الماریوں میں سجایا جاتا ہے لیکن اب اس بکس پر زنگ کے چند داغ پیدا ہو گئے تھے۔ غالباً بلکہ یقیناً آئس لینڈ کی آب و ہوا کی وجہ سے۔ ڈبے کے ایک پہلو پر کی دھار کو شیشے سے جھال کر بند کیا گیا تھا چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ یہی اس کا منھ یا ڈھکن ہے۔ میں نے تجربتاً اس حصّے کو انگلی سے دبایا تو یہ حصّہ نیچے کی طرف دب گیا چنانچہ معلوم ہوا کہ بکس کے اس حصّے میں ڈبہ کھولنے کے آلے کی نوک داخل کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔

میں نے اس پہلو کے ایک کونے میں آلے کی نوک داخل کر دی اور فوراً ہی اس ہوا کی سسکی سنی جو جیسے گھبرا کر ڈبے میں گھس پڑی تھی۔ اور یکایک ایک خیال نے مجھے لرزا دیا۔ کہیں اس میں کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے جو ہوا کے گھستے ہی میرے ہاتھ میں دھماکے سے پھٹ جائے اور میرے

اور الیان کے چھکے چھڑے اڑا دے؛

چند ثانیوں تک میں سانس روکے منتظر رہا لیکن جب کچھ نہ ہوا تو میں نے آرے سے ڈھکن کو آہستہ آہستہ کاٹنا شروع کیا۔ دو منٹ میں ہی میں اسے کاٹ کر کھول چکا تھا۔

میں نے بکس کے اندر دیکھا تو بھورے رنگ چمکدار پلاسٹک کا ایک ٹکڑا دکھائی دیا۔ پلاسٹک کے ایسے ٹکڑے آپ کو کسی بھی ایسی دکان میں مل جائیں گے جہاں ریڈیو کی مرمت کی جاتی ہے۔ میں نے ڈبے میں کی وہ چیز اپنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نکال کر رکھی اور حیرت اور حماقت اور مایوسی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہ آیا سوائے اس کے کہ یہ کسی قسم کی برقی رو کی سرکٹ تھی لیکن بے حد الجھی ہوئی۔

"کیا ہے یہ؟" الیان نے بڑے یقین سے پوچھا۔ اس کو یقین تھا کہ اس کے اس سوال کا جواب میں دوں گا۔

"پتہ نہیں کیا بلا ہے یہ" میں نے جواب دیا اور سرکٹ کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پلاسٹک کا وہ بھورا چمکدار ٹکڑا اس الجھیڑے کی بیٹھک تھی اور تاروں کے پیچھے کے نیلن پیچ میں ایک عجیب شکل کا دھات کا ٹکڑا تھا جس کا کوئی مطلب نہ تھا۔ کم سے کم میری سمجھ میں نہ آیا۔ البتہ بیٹھک کے کنارے پر ایک تختی پیچ کس سے نٹ کی گئی تھی جس پر فریکینسی اور والٹیج کے ہندسے کندہ تھے جو یوں تھے — ' + اور والٹیج یوں تھے — "-۱۱۰۷-۶۵ سہ"

میں نے کہا "یہ امریکن والٹیج فریکینسی ہے۔ انگلستان میں ہم دوسو

چالیس والٹ اور بیس سائیکل استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ نرش کردہ یہ "این پوائنٹ" ہے"

"تو یہ جو کچھ بھی ہے امریکن ہے؟"

"غالباً امریکن ہے" میں نے جواب دیا۔

برقی رو دوڑانے کی کوئی بیٹری یا کوئی آلہ نہ تھا اور نہ ہی دو اہم مرکزی تار جڑے ہوئے تھے چنانچہ اس وقت یہ چیز مردہ تھی۔ میرے خیال میں یہ چیز اس وقت وہ کام کرے گی، جس کی اس سے توقع تھی جب اس میں ایک سو دس والٹ اور ساٹھ سائیکل کی برقی رو دوڑائی جائے گی۔ لیکن خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ چیز کیا کام کرنے والی تھی۔

میں نے کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد کہا :۔

"لی ٹارڈ لنگر کیا اب بھی کفلاوک کے مرکز میں ہے؟"

"ہاں" الیان نے جواب دیا "ابھی دو ہفتے پہلے ہی میں اس سے ملی تھی۔"

"آئس لینڈ میں تنہا وہی ایک آدمی ایسا ہے جو بتا سکتا ہے کہ یہ کیا مصیبت ہے" میں نے انجھڑے کی طرف اشارہ کیا۔

"تو کیا تم یہ چیز اسے دکھاؤ گے؟"

"فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا" میں نے نیچی آواز میں کہا "ہو سکتا ہے کہ وہ اسے پہچان لے کہ امریکی حکومت کی ملکیت ہے اور چونکہ وہ امریکی بحری بیڑے میں کمانڈر ہے اس لئے وہ میرے خلاف رپورٹ کرنا یا کوئی قدم اٹھانا اپنا فرض سمجھے۔ بہرحال اس چیز کو میرے پاس نہ ہونا چاہیے چنانچہ ظاہر ہے کہ مجھ سے ایسے بے شمار سوالات پوچھے جائیں گے جن کے جواب

میرے پاس شاید نہ ہوں"

میں نے وہ چیز ڈبے میں رکھ کر ڈھکن بند کر کے اوپر سے ٹیپ چپکا دی

"اب چونکہ میں نے اسے کھول لیا ہے اس لئے میرے خیال میں اب اسے کار کے نیچے چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"سنو!" الیان نے کہا "یہ ہمارا نمبر ہے"

میں نے ہاتھ بڑھا کر کار کے ریڈیو کا والیوم کنٹرول گھمایا اور اب آواز صاف سنائی دی۔

"سادیس فور ٹو کالنگ سیون زیرو فائیو۔ سادیس فور ٹو کالنگ سیون زیرو فائیو۔ آنسرنگ سادیس فور ٹو"

"سادیس فور ٹو کالنگ سیون زیرو فائیو۔ آپ نے لندن کو جو کال کیا تھا وہ آ گیا ہے۔ میں رابطہ قائم کر رہا ہوں"

"شکریہ"

اسپیکر میں کی آوازیں ایک دم سے ڈوب گئیں اور ایک بہت دور کی آواز نے کہا:۔

"ہیلو۔ ڈیگارٹ بول رہا ہوں — کون؟ سلیڈ؟"

میں نے کہا "میں ایک کھلی لائن سے بول رہا ہوں۔ بے حد کھلی لائن ہے چنانچہ احتیاط لازم ہے"

چند لمحوں کے توقف کے بعد ڈیگارٹ نے کہا:۔

"سمجھ گیا۔ تم کون ہو؟ — یہ لائن تو بہت ہی خراب ہے"

ڈیگارٹ نے غلط نہ کہا تھا۔ لائن واقعی بہت خراب تھی۔ ڈیگارٹ کی آواز کبھی ڈوب جاتی تھی اور کبھی ابھر کر بہت بلند ہو جاتی اور بیچ بیچ میں دھماکے

سے سنائی دیتے تھے۔

میں نے کہا "میں اسٹورٹ بول رہا ہوں"

اسپیکر میں سے ایک عجیب اور ناقابل بیان سی آواز سنائی دی۔ یہ موسم کی خرابی کی آواز ہو سکتی تھی یا ٹیگارٹ پر مرگی کا دورہ پڑ گیا تھا۔

"ایں — یعنی — کیا مطلب ہے اس کا؟" وہ گرجا۔

میں نے الیان کی طرف دیکھا اور مسکرانے کی کوشش کی۔ ٹیگارٹ جس طرح گرجا تھا اس سے تو صاف ظاہر تھا کہ وہ میرا طرفدار نہیں ہے۔ لیکن میں بہرحال یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ سلیڈ کی حمایت کرتا ہے یا نہیں۔ وہ بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح ہنکار رہا تھا۔

"آج صبح میں نے سلیڈ سے بات کی تھی۔ اس نے کہا کہ تم — اور — نے اس کے معاہدے کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی" ایک اور عجیب آواز "اور — وہ — فلپس — کیا ہوا اس کے ساتھ؟"

"فلپس!" یہ کون بزرگ ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"آ۔ ہاں — تم اسے بوشنر یا گراہم کے نام سے جانتے ہو"

"اس کا معاہدہ بے شک میں نے ختم کر دیا"

"خدا کے لئے" ٹیگارٹ چیخا "تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ حواس تو ٹھکانے ہیں تمہارے؟"

"پہل اس نے کی تھی۔ یعنی گراہم نے اور اس کے بعد ہی میں نے عملی قدم اٹھایا تھا تم جانو یہاں آئس لینڈ میں مقابلہ سخت ہوتا ہے سلیڈ نے اسے میرا خاتمہ کرنے بھیجا تھا"

"لیکن سلیڈ تو کچھ اور ہی کہتا ہے"

"یقیناً کہنا ہوگا" میں نے کہا "یا تو اس کا دماغ چل گیا ہے یا پھر وہ یہاں مدِمقابل کے ادارے میں شامل ہو گیا ہے۔ ان کے چند اراکین سے یہاں میری مڈبھیڑ ہو چکی ہے"

"ناممکن"

"کیا یہ ادارے اور ان کے اراکین؟"

"نہیں۔ سلیڈ۔ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا"

"یہ کیسے ناقابلِ تصور ہو سکتا ہے جبکہ میں خود اسی کے متعلق سوچ رہا ہوں" میں نے منطق بگھاری۔

"کتنے عرصے سے وہ ہمارے ساتھ ہے اور خود تم جانتے ہو کہ وہ کتنا عمدہ کام کر رہا ہے"

میں نے کہا "پوکلین، برگس، کم فلپی، بلیک، کرڈگر برادران، لانسڈ سیل ——— یہ سب کے سب اچھے اور وفادار آدمی تھے کہ نہیں؛ اب ان میں اگر سلیڈ کا اضافہ ہو جائے تو اس میں تعجب کی بات ہے کیا؟"

ٹمگارت کی آواز کرخت اور لہجہ تحکمانہ ہو گیا۔

"اسٹیورٹ!" وہ بولا "ہم کھلی لائن پر بات کر رہے ہیں چنانچہ زبان پر قابو رکھو ——— خیر ——— سلیڈ نے کہا ہے کہ وہ مال اب بھی تمہارے پاس ہے ——— کیا یہ سچ ہے؟"

"ہاں" میں نے اعتراف کیا۔

"تو پھر تم واپس اگور یاری جاؤ۔ میں اس کا انتظام کر دوں گا کہ سلیڈ تم سے وہاں ملاقات کرے۔ مال اسے دے دینا"

"میں سلیڈ کو جو کچھ دوں گا وہ رخصت کی آخری تو نش ہو گی میں

نے کہا "یہی نوٹس میں نے گراہم ـــــ یا جو بھی اس کا نام تھا ـــــ کو دی تھی ـ کیا سمجھے؟"

"مطلب یہ کہ تم میرا حکم نہیں مانو گے؟" ٹیگارٹ نے بے حد خطرناکی سے کہا ـ

"جہاں تک لیڈ کا تعلق ہے، میں حکم نہیں مانوں گا" میں نے کہا "سلیڈ نے جب گراہم کو میری خیریت معلوم کرنے بھیجا ہے تو میری منگیتر میرے ساتھ تھی!"

چند ثانیوں تک ٹیگارٹ خاموش رہا اور پھر جب وہ بولا ہے تو اسکی آواز میں تشکر تھا ـ

"کچھ ـــــ واقعہ ہو گیا ـــــ میرا مطلب ہے ـــــ تمہاری منگیتر ....."

"ایک سوراخ ہو گیا ہے اس کے جسم میں" میں نے تلخی سے کہا اور اس کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ ہم ایک دم نام اور کھلی لائن پر بات کر رہے تھے "ٹیگارٹ! سلیڈ کو مجھ سے دور رکھو"

اتنے عرصے سے لوگ اُسے "سر ڈیوڈ" کہتے آئے تھے کہ وہ اسے اپنا یہ نام "ٹیگارٹ" غیر مانوس سا معلوم ہوا چنانچہ چند ثانیوں تک وہ سکتے کے عالم میں اور خاموش رہا ـ آخر کار اس نے نیچی اور بجھی ہوئی سی آواز میں کہا :ـ

"تم سلیڈ کو قبول نہ کرو گے؟"

"ہاں ـ نہیں کروں گا ـ مجھے اس پر ذرا بھی اعتبار نہیں"

"تو پھر کسے قبول کرو گے؟"

اس سوال پر مجھے غور کرنا تھا۔ میں اتنے طویل عرصے سے ڈپارٹمنٹ سے دور تھا کہ نہ جانتا تھا کہ اس میں کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

ٹیگارٹ نے پوچھا "کیس کو قبول کرو گے؟"

کیس اچھا آدمی تھا۔ میں اسے جانتا تھا اور اگر میں ڈپارٹمنٹ میں کسی پر اعتبار کر سکتا تھا تو کیس پر ہی کر سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیک کیس مجھے منظور ہے"

"تو اس سے کہاں اور کب ملو گے؟"

میں نے وقت اور فاصلوں کا حساب جوڑنے کے بعد کہا:۔

"گاسیر میں۔۔ پرسوں شام کے پانچ بجے"

ٹیگارٹ پھر خاموش ہو گیا۔ چند ثانیوں کے توقف کے بعد اس نے کہا:۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔ ابھی تو مجھے کیس کو واپس بلانا ہے چنانچہ جو وقت تم نے دیا ہے اس میں چوبیس گھنٹوں کا اور اضافہ کر دو" اور پھر اس نے ایک نرم سے پوچھا "اس وقت تم کہاں ہو؟"

میں ایلیان کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"آئس لینڈ میں" میں نے جواب دیا۔

موسم کی خرابی کی آوازیں بھی ٹیگارٹ کی آواز کی کڑک کو نہ چھپا سکیں اب وہ بولا ہے تو اس کی آواز ایسی ہی تھی جیسی کہ کنکریٹ ملانے کی مشین کی ہوتی ہے۔

"اسٹیورٹ! تم اتنے بیوقوف شاید نہیں ہو کہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکو کہ تم ایک نہایت ہی اہم کام میں گڑبڑ ڈالنے جا رہے ہو چنانچہ

سمجھ لو کہ جب تم کیتھی سے ملو گے تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کرو گے اور ٹھیک ٹھیک ایسا ہی کرو گے جیسا وہ کہے گا۔ سمجھ گئے؟"

"بہتر ہو گا کہ سلیڈ اس کے ساتھ نہ ہو" میں نے جواب دیا "اگر ہوا تو سمجھ لو کہ تمام شرائط منسوخ ہو جائیں گے۔ تو تم اپنے کتے کے گلے میں رسی ڈال رہے ہو ٹیگارٹ؟"

"بہت اچھا" ٹیگارٹ نے کہا "میں اسے واپس لندن بلوا لوں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا اسٹیورٹ اس کے متعلق تم ایک زبردست غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ تمہیں یاد ہو گا کہ اس نے سویڈن میں کناکن کے ساتھ کیا کیا؟"

اور میرے دماغ کا ایک دریچہ یوں یکایک کھل گیا کہ میں چونک پڑا۔ وہ پھڑپھڑاہٹ جو میرے دماغ کی تہوں میں تھی ایک دم سے سطح پر آ گئی اور بم کی طرح پھٹ گئی۔

"مجھے چند معلومات درکار ہیں" میں نے جلدی سے کہا "اگر مجھے اپنا کام بحسن و خوبی انجام دینا ہے تو پھر یہ معلومات ضروری ہیں"

"اچھا۔ کہو" ٹیگارٹ نے بے چینی سے کہا۔

"کناکن کی شراب نوشی کے متعلق تمہاری فائل میں کیا درج ہے؟"

"یہ کیا بکواس ہے؟" ٹیگارٹ گرجا "یہ تم مسخرے بننے کی کوشش کر رہے ہو کہ کیا؟"

"مجھے یہ معلومات درکار ہیں" میں نے بڑے سکون سے دہرایا۔ ٹیگارٹ کی چوٹی میری مٹھی میں تھی۔ برقی تاروں کا وہ پراسرار بکس میرے قبضے میں تھا اور ٹیگارٹ جانتا نہ تھا کہ میں کہاں ہوں۔ چنانچہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس سے ایک سودا کر رہا تھا اور میرے خیال میں مجھے حق

کرنے کے خوف سے یا مخالف بنانے کے خوف سے بظاہر بے موقع اور بے جوڑ معلومات چھپانے کی کوشش کرے گا۔ تاہم اس کی اس نے کوشش ضرور کی۔

"یہ فائل دیکھنے میں ذرا وقت لگ جائے گا" اس نے کہا "مجھے بعد میں فون کرنا"

"اب یہ تم مسخرے بن رہے ہو" میں نے کہا "تمہارے چاروں طرف اتنے بہت سے کمپیوٹر ہیں کہ برقی رو تمہارے کانوں سے نکل رہی ہے تمہیں تو صرف ایک بٹن دبانا ہے اور تمہیں دو منٹ میں جواب مل جائے گا چنانچہ دباؤ بٹن"

"اچھی بات ہے" اس کی آواز جھنجھلائی ہوئی تھی "ایک ذرا صبر" غصہ کرنے میں وہ حق بجانب تھا۔ کوئی اپنے افسر سے اس طرح بات نہیں کرتا۔

چند منٹوں کے بعد ٹیگارٹ کی آواز آئی۔

"ٹھیک ہے۔ مل گئی" موسم کی خرابی کی گڑبڑ اتنی تھی کہ اس کی آواز صاف سنائی نہ دیتی تھی "کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"ذرا اونچی آواز میں بولو۔ ٹھیک سے سنائی نہیں دیتا۔ کیناکین کی شراب نوشی کی عادت؟"

"کیناکین زاہد معلوم ہوتا ہے۔ وہ نہیں پیتا اور تمہارے ساتھ آخری حجت کے بعد وہ عورتوں کے ساتھ باہر بھی نہیں جاتا" اس کی آواز تلخ ہو گئی۔ "تم نے اسے زندگی کی سب سے بڑی لذت سے محروم کر دیا ہے چنانچہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم ہوشیار رہو..." اور دوسرے الفاظ گھڑگھڑاہٹ میں ڈوب گئے۔

"کیا۔ آ۔ آ؟" میں چیخا۔

گھڑگھڑاہٹ میں ٹیکارٹ کی آواز ٹکڑے ٹکڑے سنائی دی:۔

"بہترین ــــ معلومات ــــ کینا ــــ آئس لینڈ ــــ وہ ــــ"

اور اس سے زیادہ میں کچھ اور نہ سن سکا۔ لیکن اتنا بھی کافی تھا۔ میں نے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ایان نے مغربی افق کی طرف اشارہ کیا جو بادلوں سے سیاہ ہو رہا تھا۔

"طوفان مشرق کی طرف بڑھ رہا ہے" وہ بولی "اور جب تک یہ گزر نہیں جاتا تم رابطہ قائم نہیں کر سکتے"

"وہ حرامی سلیڈ" میں نے ریسیور اس کی جگہ رکھ دیا "تو میرا خیال غلط نہ تھا"

"کیا مطلب؟"

میں نے بادلوں کی طرف دیکھا جو ڈنگیا فول پر جمع ہو رہے تھے

"میں اس راستے سے ہٹ جانا بہتر سمجھتا ہوں" میں نے کہا "ہمارے پاس چوبیس گھنٹے فضول ہیں اور میں انھیں اس جگہ گزارنا نہیں چاہتا اس سے پہلے کہ طوفان پھٹ پڑے بہتر ہوگا کہ ہم اسکاجا پہنچ جائیں"

چوتھا باب

(۱)

عظیم الشان اسکاجا بے حد خوبصورت ہے لیکن طوفان میں نہیں۔ طوفانی ہوا بہت نیچے دہانے کی جھیل کے پانی کو جھکولے دے رہی تھی اور بارش کے دیوتا نے آسمان کے مارنے کا رک کھول دیے تھے۔ چنانچہ

پڑ رہا تھا جوں پانی برس رہا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے زمین تک پانی کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جس میں ہوا کے جھونکے لہریں پیدا کر رہے تھے۔ آتش فشاں کی جمی ہوئی راکھ کو بارش نے ہیلوراں بنا دیا تھا چنانچہ جب تک یہ راکھ خشک نہ ہو جائے نیچے اترنا ناممکن تھا اس لئے میں نے کار راستے پر سے ہٹادی اور اسے آتش فشاں کے دہانے کے اندر اور اس کی چٹانی دیوار کے سائے میں روک لیا۔

میں جانتا ہوں کہ اکثر لوگوں کے اس خیال سے ہی پسینے چھوٹ جائینگے یا چھوٹ جاتے ہوں گے کہ انھیں ایک "زندہ" یا "بیدار" آتش فشاں کے دہانے میں ڈیرے ڈالنے ہوں گے۔ لیکن کوہ اسکا جا ۱۹۶۱ء میں بڑے زور و شور اور دھماکوں سے اپنے زندہ یا بیدار ہونے کا اعلان کر چکا تھا اور میں جانتا تھا کہ اب ایک عرصے تک وہ خاموش یا خوابیدہ رہے گا الا یہ کہ وہ وقتاً فوقتاً معمولی سی گڑگڑاہٹ سے اپنے بیدار ہونے کا یقین لوگوں کو دلاتا رہے۔ میں نے لینڈ روور کی چھت کھول کر سائبان سا بنا دیا اور چند ثانیوں بعد ہی ہیٹر کی بھاپ بھونی جا رہی تھی اور فرائی پان میں انڈے تڑتڑا رہے تھے اور ہم بارش اور سردی سے محفوظ تھے۔

جب الیان انڈے فرائی کر رہی تھی تو میں پٹرول کی مقدار معلوم کر رہا تھا۔ ٹنکی میں سولہ گیلن پٹرول سماتا تھا اور مزید اٹھارہ گیلن پٹرول ہمارے پاس ڈبوں میں تھا اور اتنا پٹرول، اگر راستہ اچھا ہو تو چھ سو میل کے سفر کے لئے کافی تھا۔ راستے کے اوبڑ کھابڑ اور دشواریاں کار کو آہستہ روی پر مجبور کر دیتی ہیں اور یہ آہستہ روی بار بار گیئر بدلنے پر مجبور کر دیتی اور یوں بہت زیادہ پٹرول دھواں بن جاتا ہے اور قریب ترین

پٹرول پمپ بھی یہاں سے بہت دور اور جنوب کی طرف تھا۔ تاہم میرا خیال تھا ہمارے لئے پٹرول کا جتنا ذخیرہ تھا وہ گاتیر پہونچنے کے لئے کافی تھا۔
الیاآن نے کرشمہ دکھایا اور گاڑی کے ریفریجریٹر میں سے کالبرگ شراب کی کی دو بوتلیں برآمد کیں۔ اور میں نے دل ہی دل میں اس کا یہ احسان تسلیم کرکے اپنے لئے گلاس بھر لیا۔ وہ انڈا تل رہی تھی اور مجھے اس کی رنگت اڑی ہوئی اور چہرہ سُتا ہوا معلوم ہوا۔

"تمھارا شانہ کیسا ہے اب؟" میں نے پوچھا

"تکلیف دے رہا ہے" اُس نے جواب دیا۔

"ضرور دے رہا ہوگا" میں نے کہا۔

"غسل سے فارغ ہوکر پٹیاں بدل دوں گا" میں نے پہلا گھونٹ حلق سے نیچے اتارا تو معدے تک برف کی لکیر سی کھنچ گئی۔ "الیاآن! کاش میں نے تمھیں اس خطرناک جھمیلے سے الگ رکھا ہوتا۔"

اس نے میری طرف دیکھا اور مسکرائی۔

"لیکن نہیں رکھا" اس نے انڈا بڑی نفاست اور مہارت سے اٹھاکر قاب میں رکھ دیا۔ "میں یہ تو نہیں کہہ سکتی ایلن کہ اس جھمیلے سے میں لطف اندوز ہو رہی ہوں"

"یہاں لطف اندوز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

اس نے میرے سامنے انڈے کی قاب رکھ دی۔

"ٹیگارٹ سے تم نے کِناکن کی شراب نوشی کی عادت کے متعلق کیوں پوچھا تھا؟ یہ سوال تو مجھے نہ صرف بے موقع بلکہ احمقانہ معلوم ہوا۔"

"یہ ایک لمبی داستان ہے اور اس کی جڑیں ماضی میں پیوست ہیں"

میں نے کہا " کناکن جب جوان تھا تو اس نے ہسپانیہ میں جمہوری جماعت کے ساتھ رہ کر حکومت کے خلاف جنگ کی تھی لیکن جب اس جنگ میں اس کی جماعت کو شکست ہوگئی تو کناکن فرانس چلا آیا۔ اور لیوں بلم کی حمایت میں پروپیگنڈا کرتا رہا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی خفیہ جاسوس تھا بہرحال انہی زمانے میں اسے نارمنڈی کی سیب کی شراب کا چسکا لگا جسے "کالوا دوس" کہتے ہیں — نمک تو ہوگا ؟"

الیان نے نمک کی شیشی میرے سامنے رکھ دی۔

" میں سمجھتا ہوں کہ کبھی شراب کی عادت نے اسے کسی مصیبت میں پھنسا دیا تھا یا شاید اسے کوئی جسمانی تکلیف ہوگئی تھی اور اس نے شراب ترک کر دی تھی بہرحال جہاں تک ڈپارٹمنٹ کا تعلق ہے کناکن "زاہد" کے طور پر مشہور تھا۔ تم نے سن ہی لیا کہ ڈیگارٹ نے اس کے متعلق یہی کہا تھا"

الیان ڈبل روٹی کاٹنے لگی۔

"لیکن —— اس سے ہمیں یا اس معاملے کو کیا واسطہ ؟ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا" اس نے شکایت کی۔

" اکثر لوگوں کی طرح، جن کے لئے شراب تکلیف دہ ہو، کناکن بھی اسے ترک کر سکتا ہے اور مہینوں تک اس سے دور رہ سکتا ہے۔ لیکن جب کوئی کام دقت طلب ہو جائے اور اعصاب تن جائیں تو پھر وہ بے تحاشہ پینے لگتا ہے اور تم جانو ہمارے پیشے میں اعصاب کے کھنچاؤ سے گریز ممکن ہی نہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ کناکن "خفیہ پینے والا" ہے۔ اور یہ بات مجھے سویڈن میں اس وقت معلوم ہوئی جب میں اس کا گویا معتمد بنا ہوا تھا۔ ایک دفعہ میں اچانک اس سے ملنے چلا گیا تو دیکھا کہ وہ کالوادوس کے

کے نشے میں دھت تھا۔ یہی ایک شراب ہے جسے وہ یا اس کی طبیعت برداشت کر سکتی ہے۔ اسے ہوش نہ تھا چنانچہ اس نے اپنی اس عادت کے متعلق انکشاف بھی کر دیا۔ بہر حال میں نے اسے اور بھی پلائی یہاں تک کہ وہ بے سدھ ہو کر اپنے بستر میں گر گیا اور پھر میں بڑی ہوشیاری سے وہاں سے نکل بھاگا اس کے بعد جب تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا"

میں نے الیان کے ہاتھ سے ڈبل روٹی کا ٹکڑا لے کر اس سے انڈے کی زردی توڑ دی۔

"جب کوئی جاسوس اپنا کام پورا کرنے کے بعد ڈپارٹمنٹ میں جاتا ہے، ہر میدان کے ماہر اس کی مکمل چھان پھٹک کرتے ہیں۔ جب میں سویڈن سے لوٹا تھا تو میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا تھا لیکن اس جمی برکی کے متعلق میں نے ایک طوفان اٹھا رکھا تھا ـــ میں بتا چکا ہوں کہ سلیڈ کی شیطنت کی وجہ سے برکی میرے ہاتھ سے بیگناہ قتل ہوا تھا ـــ چنانچہ شاید میری چھان بین ویسی نہ ہوئی جیسی کہ ہونی چاہیئے اس لئے کیناگن کی شراب نوشی کی عادت راز میں ہی رہی اور اب تک ہے۔ جیسا کہ بیگارٹ سے رابطہ قائم کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی اس عادت کا ذکر ڈپارٹمنٹ کے ریکارڈ میں بھی نہیں"

"لیکن اب تک میں سمجھ نہیں سکی کہ اس کا موجودہ صورت حال سے کیا تعلق؟"

"اب میں اسی نکتے کی طرف آ رہا ہوں۔ سلیڈ اسکاٹ لینڈ میں جب میرے پاس آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنے پستول کی گولی سے کیناگن کے خفیئے اڑا دئے اور یہ کہ اب اگر میرا اس کا سامنا ہوا تو بہانا ہے [illegible] کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کالوادوس کی بوتل کھولے وہ چاقو

سے میرے نتھیئے کاٹ لے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ سلیڈ کو کناگن کی اس عادت کا پتہ کہاں سے اور کیسے چلا جبکہ وہ کناگن سے سیکڑوں میل دور رہا ہے اور اس کی اس عادت کا ذکر ڈپارٹمنٹ کے ریکارڈ میں بھی نہیں ہے۔ ایک عرصے سے یہ سوال مجھے پریشان کر رہا تھا لیکن اس کا راز آج سہ پہر کو ہی فاش ہوا ہے۔"

"یہ تو بے حد غیر اہم نکتہ ہے" الیان نے کہا۔

"تم کبھی قتل عمد کے کسی مقدمے میں عدالت میں حاضر رہی ہو؟ وہ نکتہ جو آدمی کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دیتا ہے، بے حد معمولی اور غیر اہم ہی ہوتا ہے۔ خیر، اس میں ایک اور حقیقت کا اضافہ کر دو۔ روسی میرے پاس سے وہ پیکٹ جھپٹ لے گئے اور یقیناً بعد میں انھیں پتہ چل گیا کہ پیکٹ جعلی تھا اور انھیں دھوکا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے روسیوں کو میرا تعاقب کرنا چاہیئے تھا اصل پیکٹ حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ اور اپنی آنکھوں میں خون اتار کر کس نے ہمارا پیچھا کیا؟ ہمارے دوست سلیڈ نے۔"

"تو تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ سلیڈ روسی جاسوس ہے" الیان نے کہا "لیکن تم ایسا نہ کر سکو گے۔ تم ہی کہو کہ سویڈن میں کناگن کے جاسوسی جال کو بکھیرنے کا کون ذمہ دار ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ منصوبہ سلیڈ کا ہے" میں نے کہا "اس نے میرا رخ ٹھیک نشانے کی طرف کر کے لبلبی دبائی تھی۔ مطلب یہ کہ میری حیثیت تو ایک آلۂ کار کی تھی۔"

"اچھا تو پھر کیا؟" الیان نے شانے اچکائے "اگر سلیڈ واقعی روسی ایجنٹ ہے تو کیا وہ خود اپنی جماعت کے آدمیوں کی جان لینے کی کوشش کرے گا؟"

"سلیڈ اب تو ایک بے حد بلند مقام پر پہونچ چکا ہے" میں نے کہا "برطانوی محکمۂ جاسوسی میں ٹیگارٹ کے بعد اسی کا درجہ ہے بلکہ اب تو وہ پرائم منسٹر کے ساتھ کھانا بھی کھاتا ہے ـــــ یہ بات خود اس نے مجھے بتائی تھی۔ اب تم ہی کہو کہ اپنے آدمی کو اس درجے پر پہونچانا روسیوں کے لئے کس قدر اہم ہوگا؟"

ایلان نے میری طرف یوں دیکھا جیسے میں پاگل ہوگیا ہوں۔ میں نے بڑے سکون سے کہا:۔

"جس نے بھی سلیڈ کو برطانوی محکمۂ جاسوسی میں اس مقام پر پہنچایا ہے اس کی کھوپڑی قیامت کی ہوگی۔ لیکن یہ ایک ثانوی چیز ہے۔ سلیڈ برطانوی محکمۂ جاسوسی میں سب سے بلند مقام پر ہے لیکن وہ وہاں تک کیسے پہنچا؟ جواب ـــــ سویڈن میں روسی جاسوسی جال توڑ کر۔ اب روسیوں کے لیے زیادہ اہم کیا ہے؛ سویڈن کے جاسوسی جال کو قائم رکھنا جو بعد میں بھی، اگر ضرورت ہو تو، بچھایا جا سکتا ہے یا سلیڈ کو اس مقام پر بٹھانا جہاں وہ ہے؟"

میں نے چاقو کے دستے سے میز بجائی۔

"یہی پیچ وخم تمھیں اس پورے معاملے میں دکھائی دیں گے۔ برکپی کو قربان کر کے سلیڈ نے مجھے کیناکن کے پہلو میں پہونچا دیا اور روسیوں نے کیناکن اور اس کے جاسوسی جال کو قربان کر کے سلیڈ کو ٹیگارٹ کا دایاں ہاتھ بنا دیا"

"یہ تو بڑی حماقت ہے" ایلان نے کہا "جب روسی اس کی مدد کر رہے تھے اور اس کا ساتھ دے رہے تھے تو پھر سلیڈ کو تمھارے اور برکپی کے ساتھ یہ کھیل کھیلنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس لئے کہ یہ حقیقت معلوم ہو" میں نے کہا "جاسوسی کام کو تیز نظر لوگ دیکھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انھیں یقین دلانے کے لئے ٹماٹر کی چٹنی یا رس نہیں بلکہ

جیتا جیتا خون بہانا پڑتا ہے ۔ اس معاملے میں جھوٹ اور بناوٹ چل ہی نہیں سکتی ۔ چنانچہ اس جیتے جیتے خون کا انتظام برکیٹی کی جان لے کر کیا گیا اور اس میں کناکن نے بھی اپنا تھوڑا سا خون ملا دیا "

ایک خیال بجلی کی سی تیزی کے ساتھ میرے دماغ میں کوند گیا ۔

" سوچ رہا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے کناکن اس سے واقف ہے بھی یا نہیں ؟ میں شرط بدنے کے لئے تیار ہوں کہ اس کی ساری جماعت کو اور اس کے انتظام کو دھماکے سے اڑا دیا گیا ہے اور کناکن غریب کو پتہ تک نہیں کہ اس کے آقا سلیڈ کو چوٹی پر پہونچانے کی غرض سے خود اسے قربانی کا بکرا بنا رہے ہیں " میں نے ہتھیلی سے تھوڑی رگڑی " کیا پتہ کناکن اب بھی اس حقیقت سے بے خبر ہو ؟

" یہ صرف نظریہ ہی ہے ۔" الیان نے کہا " حقیقت میں ایسا ہوتا نہیں "

" نہیں ہوتا ؟ خدا کی قسم الیان اگر تم نے جاسوسوں کے مقدمات کی چھپی ہوئی تفصیلات کا مطالعہ کیا ہوتا تو تم ایسا نہ کہتیں ۔ تم نہیں جانتیں کہ کتنی مضحکہ خیز اور ناقابل یقین باتیں ہوتی ہیں اس محکمے میں ۔ یہ ایک الگ دنیا ہے جس کے قوانین بھی نرالے ہیں ۔ جانتی ہو بلیک کو بیالیس سال قید بامشقت کی سزا کیوں سنائی گئی تھی ؟"

الیان نے نفی میں سر ہلایا اور کہا " اس کے متعلق میں نے کہیں کچھ نہیں پڑھا "

" یہ تمہیں اخبارات یا کتاب میں پڑھنے کو نہ ملے گا لیکن افواہ ہے یعنی ڈپارٹمنٹ میں یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے ان جاسوسوں کی تعداد بیالیس تھی جن کا انجام بلیک کی غداری کی وجہ سے برا ہوا ۔ اس کے متعلق میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں ایک دوسری ٹکڑی میں تھا اور حقیقت معلوم نہ کر سکا

لیکن تصوّر تو کرو کہ سلیڈ کیا کر سکتا ہے "

" مطلب یہ کہ تم کسی پر اعتبار نہیں کر سکتے" الیان بولی "توبہ ہے۔ یہ بھی کوئی زندگی ہوئی "

" نہیں تو۔ اتنی بُری بھی نہیں۔ ایک حد تک مجھے ٹیگارٹ پر اعتبار ہے اور مجھے جیک کیس پر بھی بھروسا ہے ـــ یہ وہ آدمی ہے جس سے مجھے گابسر میں ملنا ہے۔ لیکن سلیڈ ـــ وہ مختلف ہے۔ وہ بے پروا بن گیا ہے اور اسی وجہ سے اس سے دو لغزشیں ہو گئی ہیں۔ ایک تو کیناکین کے کالوادوس کا عادی ہونے کے متعلق اور دوسری یہ کہ وہ خود پیکیٹ حاصل کرنے آیا "

الیان نے ایک قہقہہ لگایا۔

" اور تم ٹیگارٹ اور کیس پر اس لئے اعتبار کر رہے ہو کہ ان سے کوئی لغزش نہیں ہوئی ؟"

" اچھا۔ اسے یوں سمجھو۔ میں نے گراہم کو قتل کر دیا جو برطانوی جاسوس تھا چنانچہ اب میں کھولتے ہوئے تیل کے کڑھاؤ میں گر پڑا ہوں گویا۔ اور اس سے نکلنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ میں یہ ثابت کر دوں کہ سلیڈ روسی جاسوس ہے۔ اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو پھر میں ایک زبردست ہیرو بن جاؤں گا۔ اور میرا پچھلا سیاہ ریکارڈ ضائع کر دیا جائے گا اور تم یقین جانو اس سلسلے میں وہ نفرت میری بہت زیادہ مدد کرے گی جو مجھے سلیڈ سے ہے "

" لیکن اگر تمھارا یہ خیال غلط ہوا تو ؟"

میں نے اپنے لہجے میں یقین بھر کر کہا :۔

" میرا خیال غلط ہو ہی نہیں سکتا" اور دل ہی دل میں دعا کی کہ خدا کرے

کہ ایسا ہی ہو" ایان! ہمارا دن بڑا ہی طویل اور تھکا دینے والا ہے۔ لیکن کل ہم جی بھر کر آرام کر لیں گے۔ لاؤ بھئی۔ تمہارے شانے پر پٹی باندھ دوں۔"

"طوفان پھٹنے سے پہلے ڈیگارٹ نے جو کہا اور ہم سُن نہ سکے وہ کیا بات ہو سکتی ہے؟"

سچ تو یہ ہے کہ میں اسے بھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرے خیال میں ڈیگارٹ مجھے خبردار کر رہا تھا کہ کِنا کِن یہاں، اُس لینڈ میں ہی ہے۔"

(۲)

دن بھر کی ڈرائیونگ کے بعد میں بے حد تھک گیا تھا اس کے باوجود مجھے گہری نیند نہ آئی۔ مغرب سے آتی ہوئی طوفانی ہوا کوہ اسکاجا کے دہانے پر چنگھاڑ رہی تھی اور ہماری گاڑی سے پتہ نہیں کون سے جنم کا بدلہ لے رہی تھی کہ اس کے تھپیڑے برداشت نہ کر کے لینڈ روور اپنی کمانیوں پر جھوم اور ڈول رہی تھی اور بارش کار کے پہلوؤں سے ٹکرا ٹکرا کر تاشے بجا رہی تھی۔ ایک دفعہ میں نے ایسی آواز سُنی جیسے فولاد کی کوئی چیز اپنی جگہ سے کھسک گئی ہو۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا ہوا، میں کار سے باہر آیا۔ کچھ بھی نہ ہوا تھا البتہ یہ ضرور ہوا کہ موسلا دھار بارش نے مجھے ہڈیوں تک تر کر دیا۔ آخر کار مجھے نیند آ گئی اور میں اُلٹے سیدھے خواب دیکھتا رہا۔

اس کے باوجود صبح میری آنکھ کھلی تو میں بہت حد تک تازہ دم تھا میں نے کھڑکی میں سے سر نکال کر باہر دیکھا۔ سورج چمک رہا تھا اور جھیل کے گہرے

نیلے پانی میں بے بادلوں کے شفاف آسمان کا عکس نظر آ رہا تھا۔ بارش نے ہوا کو دھو کر صاف کر دیا تھا چنانچہ دہانے کا پہلو صرف ایک کیلومیٹر کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا حالانکہ وہ حقیقت میں دس کیلومیٹر دور تھا۔ کافی بنانے کے لئے میں نے پانی چولھے پر چڑھا دیا اور جب وہ کھولنے لگا تو میں نے بیچ سٹوریڈ (پچھلی) الیان کی پسلیوں میں انگلی کھبو دی۔

"اوں۔ ہوں" اس نے کہا اور سلیپنگ بیگ میں اور بھی گہری دھنس گئی۔ میں نے پھر اس کی پسلیوں میں انگلی کھبوئی اور اب ایک نیلی آنکھ کھلی اور بکھرے ہوئے بھورے بالوں کے پردے میں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

"ایسا نہ کرو جان" الیان نے کہا۔

"کافی" میں نے کہا اور کپ اس کی ناک کے نیچے نچایا۔

ایک دم سے وہ بیدار ہو گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے کپ پکڑ لیا میں اپنی کافی اور پانی کا مگ لے کر باہر آ گیا اور گاڑی کے بونٹ پر حجامت کا سامان سجا کر گالوں اور ٹھوڑی پر صابن رگڑ کر جھاگ پیدا کرنے لگا میں نے سوچا کہ حجامت بنانے کے بعد میں نیچے اتر کر جھیل میں نہاؤں گا کیونکہ میں اپنے پورے جسم پر ایک عجیب طرح کی بے چین کر دینے والی چکناہٹ سی محسوس کر رہا تھا۔ اور اکھڑوں بڑا گندہ مقام ہے اور صاف پانی کا تصور ہی بڑی فرحت بخشتا ہے یہاں۔

رخسار اور ٹھوڑی کھرچ چکا تو میں جھاگ صاف کرنے اور ساتھ ہی ساتھ ان باتوں پر غور کرنے لگا جو مجھے کرنی تھیں۔ ان میں سب سے اہم یہ تھی کہ کسی مناسب وقت پر ڈینگارٹ سے اس کے دفتر میں رابطہ قائم کرنا۔ میں اسے

سلینڈ کے خلاف نہایت تفصیل سے، ٹھوس دلائل کے ساتھ، سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا۔

الیانَ کافی کی کیتلی لے کر آ گئی "اور لو گے؟"

"ہاں" میں نے کپ اس کی طرف بڑھا دیا "ہمارا دن بڑا ہی شکست ہوگا" میں نے آتش فشاں کے دہانے کے پیندے میں نیلے پانی کی طرف سر سے اشارہ کیا "نہاؤ گی؟"

اس نے منہ بنا کر اپنا زخمی شانہ اُچکایا

"دونوں ہاتھوں سے تیر تو نہ سکوں گی۔ شاید ایک ہاتھ سے پیڈل کر لوں گی" اس نے آسمان کی طرف دیکھا "بے حد خوبصورت دن ہے"

اور یکایک میں نے اس کے چہرے پر کے جذبات میں تبدیلی دیکھ کر پوچھا:—

"کیا بات ہے؟"

"ریڈیو کا انٹینا" وہ بولی "غائب ہے"

میں کار کی طرف گھوم گیا۔

"میرے خدا!" میرے منہ سے نکلا۔

یہ بہت بُرا ہوا تھا۔ میں نے گاڑی پر چڑھ کر نقصان کا معائنہ کیا تو معاملہ صاف ہوا۔ وسطی آئس لینڈ کی زمین اتنی ناہموار ہے کہ ہر اس چیز کو ڈھیلا کر دیتی ہے جس کو ریپیئر کیا گیا ہو۔ وہ ڈھبریاں، جو اوزاروں کی مدد سے بھی نہیں کھلتیں، پتہ نہیں کیسے اس علاقے کے سفر میں ڈھیلی ہو کر نکل آتی ہیں حتیٰ کہ ری ویٹ بھی نکل آتے ہیں۔ چنانچہ جا بک جیسے جھبو لتے

ہوئے انٹینا کی تو حیثیت ہی کیا ہے۔ میں ایک ایسے ماہر طبقات الارض کو جانتا ہوں جس کے ایک مہینے میں تین انٹینا غائب ہو گئے تھے۔ لیکن یہاں سوال یہ تھا کہ ریڈیو کا انٹینا کب غائب ہوا؟

ایک بات تو بہر حال یقینی تھی۔ یعنی میری ٹیگارٹ سے بات چیت کے بعد غائب ہوا تھا۔ چنانچہ جب ہم طوفان سے بچنے کے لئے پاگلوں کی طرح اسکاٹجا کی طرف کار بھگا رہے تھے تو اس وقت راستے میں انٹینا کہیں گر گیا تھا لیکن مجھے یاد آیا کہ رات کے کسی حصّے میں میں نے فولاد کی کسی چیز کے کھسلنے کی آواز سُنی تھی۔ راستے بھر کی اچھل کود نے انٹینا کو بے شک و شبہ ڈھیلا کر دیا ہوگا اور پھر رات کی طوفانی ہوا اسے اپنے ساتھ گھسیٹ لے گئی ہوگی۔

"یہیں کہیں ہوگا ـــ قریب ہی" میں نے کہا "آؤ تلاش کریں"

لیکن ابھی ہم چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ ایک بے حد مانوس اور جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ ـــ چھوٹے سے طیارے کی گھڑگھڑاہٹ

"الیان! لیٹ جاؤ" میں چیخا "بے حرکت پڑی رہنا اور اوپر مت دیکھنا"

ہم دونوں لینڈ روور کے پہلو میں لیٹے ہی تھے کہ طیارہ آتش فشاں کے دہانے کی دیوار کی چوٹی تک آگیا میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ یہ چھوٹا طیارہ تھا اور بہت نیچے پرواز کر رہا تھا۔ دیوار پر سے گزرتے ہی طیارے نے غوطہ مارا اور دہانے میں در آیا۔ ہمارے بائیں طرف۔

"کچھ بھی کرو الیان۔ لیکن خدا کے لئے سر اٹھا کر اوپر نہ دیکھنا" میں نے کہا "سفید چہرہ کہیں سے بھی اور کتنے بھی فاصلے سے صاف نظر آجاتا ہے"

طیارہ جھیل پر چکر کاٹنے کے بعد دہانے کے اندرون کی تلاش کے لئے ایک طرف مڑ گیا اور بے حد نیچے اُتر آیا۔ اس کی جو ایک جھلک مجھ کو دکھائی دی اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ کاسینا اور چار نشستوں والا طیارہ تھا۔ ہماری کار اونچی اور بڑی چٹانوں کے گویا جنگل اور پتھروں کی بھول بھلیاں کے بیچ میں تھی۔ ان چٹانوں اور پتھروں کو پھسلتی ہوئی برف اور موسلا دھار بارشوں نے توڑ پھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ، میرے خیال میں، تب تک کوئی چیز حرکت نہ کرے ان چٹانوں اور پتھروں میں کسی بھی چیز کو فضا میں سے دیکھنا شاید ممکن نہ تھا۔

الیان نے پُرسکون آواز میں پوچھا: ''ایلن! تمہارے خیال میں یہ کوئی ہمیں تلاش کر رہا ہے؟"

''ہمیں تو یہی سمجھ لینا چاہیئے" میں نے جواب دیا "یہ سیاحوں کا خاص طیارہ بھی ہو سکتا ہے جو ایرجی کی فضائی سیر کو نکلے ہوں۔ لیکن میرے خیال میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ابھی سویرا ہی ہے اور سیاح نو بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوتے۔"

یہ بات ایسی ہوئی تھی کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ سلیڈ نے یہ غلط نہ کہا تھا کہ میری جاسوسی کی مشق چھوٹ گئی ہے۔ یہاں راستے گنے چنے ہیں اور فضا میں سے انہیں دیکھنا اور ان میں سے کسی راستے سے آئی یا گزری ہوئی کار کے تازہ نشانات معلوم کر لینا آسان تھا اور آئس لینڈ میں لینڈروور گاڑیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ چنانچہ میری کار کا سراغ لگانا تو بے حد آسان تھا۔

طیارہ دہانے کا چکر لگا کر اوپر اٹھ گیا اور شمال مغرب کی طرف پرواز کر گیا

میں اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا لیکن میں نے کوئی حرکت نہ کی۔

الیاٹن نے کہا "ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو نہیں؟"

"یقین سے نہیں کہہ سکتا ۔۔۔ یار! اُلٹے سیدھے سوالات پوچھ کر میرا دماغ مت چاٹو اور ۔۔۔ ذرا بھی جنبش مت کرو۔ کیا پتہ وہ طیارہ مزید اطمینان کے لئے واپس آجائے۔"

میں نے پانچ منٹ انتظار کیا اور ان پانچ منٹوں میں اس سوال پر غور کرتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جھیل میں نہانے کا تو اب سوال ہی نہ تھا آئس لینڈ کے اکثر مقامات کی طرح اسکاجا بھی الگ تھلگ اور تنہائی کا مقام تھا لیکن اس میں ایک قاتل قسم کا عیب تھا اس کے دہانے تک جو تنگ راستہ آتا تھا وہ عام راستے کی ایک شاخ تھی اور یہ راستہ آگے سے بند تھا اور اگر کوئی دہانے سے باہر نکلنے کا یہ راستہ روک دے تو پھر اس سے باہر جانے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ کم سے کم لینڈ روور میں سوار ہو کر اسکاجا کے دہانے سے باہر نکلنا سراسر ناممکن تھا اور پیدل چلنے کے معاملہ میں میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ تھا۔ اس طرح تو آئس لینڈ کے ویرانوں میں آدمی کہیں بھی گر کر جاں بحق ہو سکتا تھا۔

"ہم یہاں سے اسی وقت جا رہے ہیں" میں نے کہا "میں جلد از جلد عام شاہراہ پر پہنچ جانا چاہتا ہوں کہ وہاں اگر دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو میں مقابلہ یا کم سے کم بچاؤ تو کر سکوں۔ چلو"

"اور ناشتہ؟"

"اسے کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو"

"اور ریڈیو کا انٹینا؟"

میں جہنم میں پڑ گیا۔ انٹینا کی ہمیں ضرورت تھی۔ کیوں کہ میں
ٹیگارٹ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اگر ہوائی جہاز والوں نے ہمیں
دیکھ لیا تھا تو بندوقوں سے مسلح آدمیوں کی ایک کار اس وقت اسکاجا
کی طرف دیوانہ وار بھاگی آ رہی ہوگی۔ انٹینا کہیں قریب ہو سکتا تھا لیکن
دوسری طرف یہ بھی ممکن تھا کہ وہ کہیں پیچھے اور میلوں دور گر گیا ہو۔ اور
میں نے ایک فیصلہ کر لیا:۔

"جہنم میں جائے انٹینا۔ یہاں سے نکلو"

کافی کی پیالیوں اور میرے حجامت کے سامان کے علاوہ ہمیں کچھ سمیٹنا نہ تھا
چنانچہ دو منٹ بعد ہماری کار اس راستے کی ڈھلان چڑھ رہی تھی جو اسکاجا
سے باہر جاتا تھا۔ عام شاہراہ دس کیلو میٹر دور تھی اور جب ہم وہاں پہونچے
ہیں تو میں اس خوف سے پسینے پسینے ہو رہا تھا کہ خدا جانے شاہراہ پر کیا
ہو — لیکن شکر ہے کہ کچھ نہ ہوا۔ میں نے کار دائیں طرف موڑ دی.
اور اب ہم جنوب کی طرف جا رہے تھے۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد میں نے کار دوراہے پر روک لی۔ بائیں طرف
دریائے خوکوس آنوجولم بہہ رہا تھا اور چونکہ وہ یہاں اپنے منبع سے
زیادہ دور نہ تھا اس لئے یہاں وہ اتنے زور و شور میں نہ تھا جس کا
مظاہرہ وہ ڈیپ فورس میں کر رہا تھا۔

میں نے کہا: "اب یہاں ہم ناشتہ کریں گے"

"خصوصیت سے اسی جگہ کیوں؟"

میں نے دوراہے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہاں ہم تین میں سے کوئی بھی ایک راستہ اختیار کر سکتے ہیں

ہم جس راستے آئے ہیں اسی راستے لوٹ سکتے ہیں۔ یا ان دو راستوں میں سے کسی ایک راستے سے فرار ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ طیارہ ہماری تلاش میں واپس آنے والا ہے تو بہتر یہی ہے کہ وہ ہمیں اس جگہ پائے۔ ظاہر ہے کہ وہ جہاں گیا ہے وہیں نہ رہے گا۔ چنانچہ ہم اس جگہ اس کی واپسی کا انتظار کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم یہاں سے روانہ ہوں گے اور طیارے والوں کے لئے یہ حل طلب مسئلہ چھوڑ جائیں گے کہ ہم کس طرف گئے ہیں"

حبیب الیان ناشتہ تیار کر رہی تھی تو میں اس رائفل کا معائنہ کر رہا تھا جو میں نے مرحوم گراہم سے حاصل کی تھی۔ اسے کھول کر میں نے اس کی نلکی میں جھانکا اور چیمبر کا معائنہ کیا۔ جدید بندوق کا تو یہ ہے کہ اسے چلانے کے بعد فوراً صاف کر لینا چاہیئے۔ اگر فوراً نہیں تو کم سے کم بارہ یا زیادہ سے زیادہ چوبیس[24] گھنٹوں کے بعد۔ لیکن میرے پاس ظاہر ہے کہ صاف کرنے کا تیل نہ تھا چنانچہ کار کے انجن کے تیل سے کام چلانا پڑا

رائفل صاف کرنے کے بعد میں نے کارتوس دیکھے۔ گراہم نے پچیس[25] کارتوسوں کے پیکٹ میں سے رائفل بھری تھی۔ اس نے ایک فائر کیا تھا اور تین گولیاں میں نے سلیڈ کی طرف چلائی تھیں۔ چنانچہ اب اکیس[21] راؤنڈ بچ رہے تھے۔ میں نے بندوق کی "بینی" ایک سو گز کے فاصلے کو زد میں لینے کے لئے رکھی۔ میرے خیال میں اگر کسی سے مڈبھیڑ ہو گئی اور بندوق کا استعمال لازمی ہوا تو پھر اس سے زیادہ دور تک گولی چلانے کی ضرورت نہ پڑے گی یہ تو صرف فلمی ہیرو کے لئے ہی ممکن ہے کہ وہ انجانی بندوق اٹھا کر چلا دیتے اور دشمن کو پانچسو گز کے فاصلے پر بھی دروازے سے نکلی ہوئی کیل کی طرح گرا دیتے ہیں۔

میں نے رائفل ایسی جگہ رکھ دی کہ بوقت ضرورت آسانی سے اور فوراً اٹھا سکوں۔ الیان کچھ ناراضگی اور ناپسندیدگی سے میری طرف دیکھنے لگی۔

"تمھارے خیال میں کیا کرنا چاہیئے مجھے؟" میں نے اپنی صفائی کرتے ہوئے پوچھا "سنگ باری کروں دشمن پر؟"

"میں نے تو کچھ نہیں کہا" وہ بولی۔

"بے شک زبان سے کچھ نہیں کہا" میں نے کہا "میں دریا پر جا رہا ہوں نہانے۔ جب تم تیار ہو جاؤ تو مجھے آواز دینا"

لیکن دریا پر جانے سے پہلے میں نے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ حد نظر تک ویرانی اور مردنی تھی۔ کہیں کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ اور آئس لینڈ میں تو نگاہ حیرت انگیز دوری تک بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھ سکتی ہے۔

میں دریا پر پہونچا، جس کا پانی کچھ دودھیا، کچھ بھورا اور کچھ نیلا تھا اور بے حد سرد۔ اس میں اترا تو یخ جیسے پانی نے مجھے ڈس لیا لیکن جب بدن اس کی ٹھنڈک کا عادی ہو گیا تو پھر نہانے میں لطف آیا۔

غسل سے فارغ ہو کر اور تازہ دم ہو کر واپس پڑاؤ میں پہونچا تو الیان ایک نقشہ دیکھ رہی تھی۔

"کس طرف جانا ہے اب؟" اس نے پوچھا۔

"میں ہانجوکول اور واٹنا جوکول کے درمیان جانا چاہتا ہوں" میں نے کہا "چنانچہ ہم بائیں طرف کا راستہ لیں گے"

"یہ تو "یک طرفی" راستہ ہے" الیان نے کہا اور نقشہ میری طرف بڑھا دیا۔

الیان نے سچ کہا تھا۔ نقشے پر اس راستے کی جس لکیر سے نشان دہی کی گئی تھی اس کے متوازی سرخ جلی حروف میں چھپا ہوا تھا — "ادیالس نیارت تیل آستورس" — یعنی صرف مشرق کی طرف جانے کے لئے"۔ اور ہم سمت مغرب میں جانا چاہتے ہیں۔

میرے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اکثر لوگ سوچتے ہیں کہ گرین لینڈ ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہے چنانچہ "گرین لینڈ" یعنی "سرسبز زمین" اس کا نام غلط رکھا گیا ہے اور یہی حال آئس لینڈ کا ہے وہاں برف نہیں ہوتی حالانکہ اس کا نام "آئس لینڈ" یعنی "خطۂ برف" ہے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ یہاں چونتیس برفستانی میدان ہیں جنھوں نے آئس لینڈ کے آٹھویں حصے کو اپنے شکنجے میں کر رکھا ہے اور ان میں کا صرف ایک میدان واٹناجوکول اتنا وسیع و عریض ہے کہ اسکینڈی نیویا اور آلپس کے برفستانی علاقوں کو ملایا جائے تو اس میں سما جائیں۔

واٹناجوکول کے برفستانی ویرانے ہمارے جنوب میں تھے اور مغربی راستہ اس ویرانے سے لگا بلکہ یوں کہو کہ بھنچا ہوا تھا کہ زبردست ٹرالا ڈنگا — یعنی گنبد ٹیراں نے اس برفستانی ویرانے سے گویا بھینچ دیا تھا۔ اور یہ ٹرالا ڈنگا ایک عظیم الشان آتش فشاں تھا جو میلوں تک چٹانی دیوار کی طرح واٹناجوکول کے برفستانی ویرانے کے ساتھ ساتھ چلا گیا تھا۔ مختصر یہ کہ مغرب کی طرف جاتا ہوا راستہ برفستانی ویرانے اور آتش فشاں کی مشترکہ آغوش میں لیٹا ہوا تھا۔ اس راستے پر میں نے پہلے کبھی سفر نہ کیا تھا۔ تاہم جانتا تھا کہ اسے "یک طرفی" بنایا گیا ہوگا۔ یقیناً یہ راستہ آتش فشاں کی دیوار سے چپکا ہوا ہوگا اور اس میں بے شمار "اندھے موڑ" ہوں گے یعنی ایسے

موڑ کہ موڑ کے دوسری طرف سے آتی ہوئی چیز کو اس وقت تک دیکھا نہ جا سکے جب تک کہ اس سے جان لیوا ٹکر نہ ہو جائے۔

میں نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور دوسرے امکانات کا معائنہ کرنے لگا ـــــ یعنی نقشے پر۔ دائیں طرف کا راستہ ہمیں شمال کی سمت لے جائے گا یعنی اس کے مخالف جس طرف میں جانا چاہتا تھا چنانچہ واپس جانا فاصلے کو دگنا کرنا تھا اور بڑی بے چین کر دینے والی اور نقصان دِہ حقیقت تھی آئس لینڈ کے جغرافیہ کی منطق نہ صرف نرالی بلکہ بہت حد تک بے دَردانہ بھی ہے یعنی اس معاملے میں کہ "کس بات کی اجازت ہے اور کس بات کی اجازت نہیں ہے"! ان راستوں کا انتخاب اسی منطق کی وجہ سے محدود ہے۔ چنانچہ آپ جس راستے سے جانے کے لئے خواب دیکھ رہے ہوں وہ خواب اس راستے کے سرے پر پہنچتے ہی بکھر جاتے ہیں اور تلخ حقیقت سامنے آکر آپ کی ساری امیدوں کو منہ کے بل گرا دیتی ہے۔

میں نے کہا "الیان! میری جان!! ہم اس حاتم طائی والے راستے سے ہی جائیں گے۔ یعنی نزدیک کے راستے سے کہ حاتم طائی جب بھی چھ مہینے کا راستہ چھوڑ کر ایک مہینے کے راستے پر چل پڑتا تھا تو بڑی بڑی مشکلات اور زبردست خطرات پر قابو حاصل کر کے کامیاب لوٹتا تھا' خدا کی مدد سے چنانچہ میں بھی خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری مڈبھیڑ نہ ہو۔ اور امید تو ہے کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ ابھی موسم کی ابتدا ہی ہے اور سیاحوں کے غول نہیں آئے۔ چنانچہ قسمت آزمائی کرنے میں کوئی حرج نہیں" میں الیان کی طرف دیکھ کر مسکرایا "اور میرے خیال میں ابھی ٹریفک پولیس بھی نہ ہوگی کہ ہمارا چالان کر دے"

" اور پہاڑ کے دامن کی گہرائیوں میں ہماری لاشیں اٹھانے کیلئے ایمبولنس بھی نہ ہوگی " الیان بولی۔

" میں بے حد محتاط ڈرائیور ہوں " میں نے جواب دیا " ایسی کوئی بات نہ ہوگی "

الیان نہانے کے لئے دریا کی طرف چلی گئی۔ اور میں ایک بار پھر چٹان پر چڑھ گیا۔ ہر طرف ویرانی اور بے جانی تھی۔ اسکا جاکا راستہ دور تک اُجاڑ پڑا تھا اور اس پر دہ روایتی غبار نظر نہ آرہا تھا جو آتی ہوئی کسی سواری کا پتہ دیتا اور نہ ہی کوئی پُراسرار طیارہ فضاؤں میں دکھائی دے رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں میرا خوف تو مجھ پر غالب نہیں ہے اور یہ کہ میں کہیں اپنے وہم سے ہی گھبرا کر تو بھاگ نہیں رہا ہوں ؟ کوئی تعاقب نہیں کر رہا تھا اور میں شاید یوں ہی بھاگ رہا تھا۔ بے وجہ۔

مشہور ہے کہ گنہگار اس طرف بھاگتے ہیں جہاں کوئی ان کا تعاقب نہیں کرتا۔ اور میں گنہگار تھا اپنے محض ایک خیال کی بنا پر میں نے وہ پُراسرار پیکٹ اپنے ہی قبضے میں رکھا تھا اور میری اس دھن یا ضد کو ٹیگارٹ سمجھ نہ سکا تھا اور میں نے گراہم کی جان لی تھی چنانچہ جہاں تک ڈپارٹمنٹ کا تعلق ہے وہاں میرے متعلق فیصلہ کیا جاچکا تھا کہ میں مجرم تھا اور میرے لئے سزا بھی تجویز کی جاچکی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ گاسیر میں جب میں جیک گس سے ملوں گا تو مجھ سے اس کا سلوک اور ردِ عمل کیا ہوگا۔

میں نے الیان کو لینڈ روور کی طرف واپس آتے دیکھا تو چاروں طرف ایک آخری نظر ڈال کر میں بھی نیچے اُتر آیا۔ الیان کے بال

بھیگے ہوئے تھے اور تولیے سے چہرہ پونچھ رہی تھی تو اس کے رخسار اس کی رگڑ سے گلابی ہو رہے تھے۔ میں اس وقت تک خاموش رہا جب تک کہ وہ سر اور چہرہ پونچھنے کے عمل سے فارغ نہ ہو گئی۔ پھر میں نے کہا:۔

"الیان! اب اس دلدل میں تم بھی اتنی ہی دھنسی ہوئی ہو جتنا کہ میں۔ چنانچہ اب میں مشورہ چاہتا ہوں۔ اس لئے بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

اس نے اپنا تولیے والا ہاتھ جھکا دیا اور میری طرف دیکھ کر بولی:۔

"میں بالکل وہی کرتی جو تم کر رہے ہو۔ ایک ارادہ تم کر ہی چکے ہو گا یعنی اس آدمی سے ملو اور یہ لعنتی پیکٹ اس کے حوالے کر دو"

میں نے سر ہلا کر کہا:۔ "اور اگر کسی نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تو؟"

وہ چند ثانیوں تک خاموش رہی اور پھر بولی:۔

"اگر سلیڈ ہو تو اسے یہ پیکٹ دے دینا۔ اور اگر کناگن ہو تو ....." وہ خاموش ہو گئی اور آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

میں نے اس کا مطلب سمجھ لیا۔ سلیڈ کو پیکٹ دینے کے بعد میں اپنی جان سلامت لے جا سکتا تھا۔ لیکن کناگن تو صرف اس سے مطمئن نہ ہوگا ــــ اسے تو میرے خون کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا:۔

"فرض کرو کہ میرا سامنا کناگن سے ہو گیا تو تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

"میں سمجھتی ہوں تم اس سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ یہ رائفل اس پر استعمال کرنا چاہتے ہو۔ تم اسے قتل کر دینا چاہتے ہو" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

میں نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"الیان! میری جان!!" میں نے کہا " میں لوگوں کی جان اپنی دلچسپی کی خاطر نہیں لیتا۔ میں اس قسم کا نفسیاتی مریض نہیں ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کوئی خون خرابہ نہیں کروں گا الّا یہ کہ خود حفاظتی کے لئے مجھے ایسا کرنا پڑے ـــــ الّا یہ کہ میری یا تمھاری جان کو خطرہ لاحق ہو"

"ایلن! میری کوئی بات اگر تمھیں بری معلوم ہوئی ہے تو میں معافی چاہتی ہوں۔ لیکن ایسی صورت حال میرے لئے بالکل نئی ہے۔ پہلے کبھی مجھے ایسے حالات کا سامنا نہیں کرنا پڑا"

میں نے اس چٹان کی طرف اشارہ کیا جس پر چڑھ کر میں نے چاروں طرف دیکھا تھا:۔

"وہاں چڑھ کر میں نے صورتِ حال پر غور کیا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ہر بات میں میں نے شاید مبالغے سے کام لیا ہے اور ہر واقعہ کو غلط سمجھا ہے اور شاید ایسا نہیں ہے جیسا میں سمجھ رہا ہوں۔ غالباً میں نے لوگوں اور واقعات کو غلط سمجھا ہے اور غلط اندازے لگائے ہیں"

"نہیں" الیان نے یقین سے کہا " سلیڈ کے خلاف تو تم نے نہایت ہی ٹھوس کیس تیار کر دیا ہے"

"اس کے باوجود تم مجھ سے کہہ رہی ہو کہ میں پیکیٹ اس کے سپرد کر دوں؟"

"تو اس سے تمھیں کیا واسطہ؟" وہ جھنجھلا کر چیخی " یا مجھے کیا؟ دیدو اسے۔ لے جانے دو اسے وہ پیکیٹ۔ تمھیں اور مجھے اس سے کیا؟ کون سا آسمان ٹوٹ پڑے گا ہم پر؟ کون سی دنیا لٹ جائے گی

ہماری؟ ہم تو جس طرح اب جی رہے ہیں اس کے بعد بھی جی لیں گے اور ہماری یہی زندگی اچھی ہے"

"اگر لوگ مجھے اس طرح بیٹھنے دیں تو خدا کی قسم خود میں بھی اسے پسند کرتا ہوں" میں نے کہا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ سورج کافی بلند ہو چکا تھا۔ "آؤ بھئی۔ اب چلا جائے"

اور جب ہماری کار ڈورا سے کی طرف جا رہی تھی تو میں نے الیاآن کے اترے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا اور میرے منہ سے ایک آہ نکل گئی میں اس کی دلی کیفیت کو سمجھ سکتا تھا۔ صدیاں ہی گزر چکیں جب "وائیکنگ" قوم یورپ کے لئے ایک مسلسل خطرہ بنی ہوئی تھی اس کے بعد تو اور اتنی مدت سے آئس لینڈ کے باشندے بقیہ دنیا سے الگ تھلگ رہتے آئے ہیں کہ دنیا کے مسائل انھیں انوکھے، نئے اور بہت دور کے، بلکہ کسی دوسری دنیا کے معلوم ہوتے ہیں۔

انھوں نے صرف ایک جنگ ڈینمارک سے لڑی ہے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے لیکن وہ بھی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ زبان سے ــــ صلح کن گفت وشنید۔ یہ سچ ہے کہ وہ دنیا سے اتنے بھی کٹے ہوئے نہ تھے کہ اُن کی معاشیات پر اثر پڑتا۔ بیرونی دنیا سے اُن کے تجارتی تعلقات قائم تھے لیکن تجارت بس تجارت ہی ہوتی ہے۔ رہی جنگ ــــ چاہے وہ خونی ہو یا سرد جنگ ــــ تو وہ دوسروں کے لئے تھی جو دلوانے تھے نہ کہ صلح پسند، عقلمند اور اونچ نیچ سمجھنے والے آئس لینڈ کے باشندوں کے لئے۔

اس بات پر انھیں ایسا یقین تھا کہ کوئی بیرونی طاقت ان کے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی کہ انھوں نے فوج بھی نہ رکھی تھی۔ چنانچہ

یہ ایک ایسی صلح پسند قوم تھی جسے جنگ کا تجربہ ہی نہ تھا۔ اب یہ معاملہ، جس میں میں پھنس گیا تھا، اگر ایان کو بے حد واہیات اور غلیظ معلوم ہو رہا تھا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔
اور سچ تو یہ ہے کہ میں خود بھی اس معاملے کو واہیات اور غلیظ سمجھ رہا تھا۔

(۴)

راستہ بہت خراب تھا۔
راستہ تو اسی جگہ سے خراب تھا جس جگہ ہم نے ناشتے کے لیئے پڑاؤ ڈالا تھا اور جب دریا کے قریب سے ہٹ کر ہم وہ ڈھلان چڑھنے لگے جو واٹنا جوکول کے دامن میں تھی تو پھر راستہ زیادہ سے زیادہ خراب ہوتا چلا گیا۔ راستہ بل کھاتا اور خود اپنے آپ پر مڑتا ہوا گویا کنڈلی مارتا ہوا یوں اوپر چڑھ رہا تھا کہ کئی دفعہ تو مجھے یہ وہم ہو گیا کہ راستہ گھوم کر لوٹ گیا ہے اور ہم واپس اسی طرف جا رہے ہیں جس طرف سے آئے تھے۔ اس کے علاوہ یہ اس قدر تنگ تھا کہ صرف ایک ہی کار اس پر چل سکتی تھی اور ہر موڑ ایسا تنگ اور اندھا تھا کہ موڑ کے سامنے پہونچتے ہی میں سچے دل سے دعا مانگنے لگا کہ دوسری طرف سے کوئی کار نہ آ رہی ہو۔
ایک دفعہ اوپر سے پتھر، برف کی سلوں کی طرح یوں پھسلے کہ کار کے پچھلے پہیئے ان کے زور اور مار سے گھسٹ کر راستے کے دوسرے کنارے، یعنی گہرے گراؤ کی طرف پھسلتے چلے گئے ـــــ اور میں ٹھنڈے پسینے

میں شرابور ہو کر خدا کو یاد کرنے لگا۔ غالباً خدا نے میری سن لی۔ اگلے پہیے راستے پر جمے رہے اور ہم لینڈ سلائیڈز دو ر نصیب اندھی گہرائیوں میں گر کر جاں بحق ہونے سے بچ گئے اس کے بعد چند گز کا سیدھا راستہ آیا تو میں نے کار روک کر اسٹیرنگ پر سے اپنے ہاتھ ہٹائے تو ہتھیلیاں پسینے سے نم تھیں۔ میں نے رومال سے انہیں خشک کیا۔

"یہ تو سالا خطرناک سفر ہے" میں نے کہا۔

"میں ڈرائیو کردوں تھوڑی دیر؟" الیان نے پوچھا۔

"نہیں۔ تمہارا شانہ زخمی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سوال صرف ڈرائیونگ کا نہیں ہے بلکہ اس دھڑکے کا ہے کہ ہر موڑ کے دوسری طرف کوئی ہوگا" میں نے گردن گھما کر نیچے، گہرائیوں کی طرف دیکھا "اور ایسا ہوا تو دونوں میں سے کسی ایک کو کار عقب میں لینی پڑے گی اور یہ عاقت ناممکن ہے"

اور اس کے علاوہ جو دوسرا امکان تھا اس کے تو تصور سے ہی میرا دل لرز جاتا تھا چنانچہ اس کے متعلق تو میں سوچنا بھی نہ چاہتا تھا، ایسا تھا یہ راستہ اور یہ "یک طرفی" تھا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔

"میں کار کے آگے آگے پیدل چلتی ہوں" الیان نے تجویز پیش کی "اور ہر موڑ سے آگے جاکر اور اپنا اطمینان کر کے تمہیں گائڈ کروں گی"

"اس طرح تو سارا دن گزر جائے گا" میں نے اعتراض کیا "اور تم جانو ہمیں دور جانا ہے"

الیان نے گہرائی کی طرف اشارہ کیا۔

"لیکن وہاں گر کر چورا ہونے کے بہ نسبت تو یہ اچھا ہی ہے"

وہ بولی "اور یوں بھی ہم پیدل چلنے کی ہی رفتار سے آگے بڑھ رہے

ہیں۔ سیدھی سڑک ہو گی تو میں آگے کے بمپر پر کھڑی رہوں گی اور موڑ آتے ہی اس پر سے کود کر بھاگتی ہوئی موڑ تک پہونچ جاؤں گی۔"

یہ خیال بُرا نہ تھا اور اس میں بڑے فائدے تھے لیکن میں اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

"اس سے تمہارے شانے میں تکلیف ہو گی" میں نے کہا۔

"میں اپنا دوسرا ہاتھ استعمال کروں گی" اس نے کہا اور باہر نکلنے کے لئے دروازہ کھول دیا۔

چنانچہ اب الیان اگلے بمپر پر کھڑی ہوئی تھی۔ جب بھی موڑ آتا وہ نیچے کود پڑتی، بھاگ کر موڑ تک پہونچتی اور اپنے غیر زخمی ہاتھ کے اشاروں سے مجھے "گائڈ" کرتی۔ میرا خیال تھا کہ اس طرح ہماری رفتار بیزار کن حد تک سست ہو گی۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس کے برخلاف ہم نسبتاً تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس طرح ہم کافی فاصلہ طے کر چکے تھے کہ ایک مقام پر الیان نے نیچے نہیں بلکہ اوپر آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پھر بھاگ کر کار کی طرف آنے لگی تو اس وقت میں نے گردن گھما کر اور کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا بات تھی۔

جناتی ٹڈے کی طرح ایک ہیلی کوپٹر ڈالاڈنگا کے اوپر سے آرہا تھا۔ اور سورج کی شعاعیں اس کے کانچ کے گنبد کو اس قدر روشن کئے ہوئے تھیں کہ نظر خیرہ ہو رہی تھی۔ اکثر اوقات میں نے بھی ہیلی کوپٹر اڑائے ہیں اور ان میں اڑایا گیا ہوں چنانچہ جانتا تھا کہ ایسے گرم اور دھوپیلے دن میں یہ ہوتا ہے کہ اس کانچ کے گنبد میں بیٹھنے والے کی حالت ابلتے ہوئے ٹماٹر کی سی ہو جاتی ہے۔

لیکن اس وقت میں کانچ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے "شمارڈوں" کے متعلق نہ سوچ رہا تھا کیونکہ الیانَ گھبراہٹ میں بھاگتی ہوئی کار کی غلط طرف، یعنی اس طرف جس طرف گہرائیاں تھیں، آگئی تھی۔

"اس طرف ــــ دوسری طرف آجاؤ" میں چیخا "اور اوٹ لے لو" اور ساتھ ہی میں دوسری طرف کا، جس طرف پہاڑ کی چٹانی دیوار تھی، غوطہ مار گیا۔ دوسرے ہی لمحے الیانَ میرے پہلو میں تھی۔

"مصیبت؟" اس نے پوچھا۔

"شاید" میں نے ہاتھ بڑھایا اور کار میں سے رائفل گھسیٹ لی "اب تک ہمیں کوئی کار وغیرہ نظر نہیں آئی لیکن وہ ایر کرافٹ ہم سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ بات ذرا غیر فطری ہے"

بندوق کو ایسے زاویے پر رکھ کر کہ اوپر سے نظر نہ آئے، میں نے کار کے پیچھے سے جھانک کر دیکھا۔ ہیلی کوپٹر اب بھی ہماری طرف ہی آرہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی بلندی بھی کم ہوتی جارہی تھی۔ اور جب وہ قریب آگیا تو اس کی ناک ذرا اوپر اٹھ گئی پھر وہ منڈلایا اور ہم سے کوئی سو گز دور ہوا میں ٹھہر گیا اور پھر وہ لفٹ کی طرح نیچے اترا یہاں تک کہ وہ ہماری کار کی سطح کے برابر تھا۔

ایک بار پھر مجھے پسینہ آگیا اور رائفل پر میری گرفت مضبوط ہو گئی۔ صورتِ حال بے حد خطرناک تھی۔ ہماری حالت پٹھے کے ان لطیفوں کی سی تھی جو شوٹنگ گیلری میں بٹھائی جاتی ہیں اور ہمارے اور گولیوں کے درمیان صرف لینڈ رووَر حائل تھی۔ کار مضبوط تھی لیکن اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ کاش یہ جنگی گاڑی ہوتی۔ ہیلی کوپٹر نے غوطہ مارا، کانپا اور پھر اِدھر اُدھر جھوم کر رہ گئی

دلچسپی سے ہمارا معائنہ کرنے لگا لیکن سورج کی شعاعوں سے اس کا کانچ کا گنبد ایسا آئینہ بنا ہوا تھا کہ کاک میں بیٹھنے والوں کو میں دیکھ نہ سکتا تھا۔

اور پھر اس کا ڈھانچہ گھومنے لگا یہاں تک کہ ہیلی کوپٹر کا ایک پہلو پوری طرح سے ہمارے سامنے آگیا اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے پہلو پر جلی حروف میں صرف ایک لفظ لکھا ہوا تھا ـــــ نیوی (NAVY) ـــــ جس نے مجھ پر جادو کا اثر کیا۔ میرے تنے ہوئے اعصاب ایک دم سے ڈھیلے پڑ گئے، میں نے بندوق رکھ دی اور بے دھڑک باہر آگیا۔ دنیا میں ایک ہی جگہ اور چیز اور سواری ایسی تھی جس میں کرنا کرن کا ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ یعنی امریکی نضائیہ کا ہیلی کوپٹر۔

میں نے ہیلی کوپٹر کی طرف ہاتھ ہلایا اور الیان سے کہا:۔

"اب تم باہر آسکتی ہو۔ سب ٹھیک ہے"

وہ میرے قریب آکھڑی ہوئی۔ ہم ہیلی کوپٹر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کانچ کے گنبد کے پہلو میں ایک دروازہ کھسک کر کھل گیا اور ایک سفید وردی پوش نے جھانک کر نیچے دیکھا اور پھر ایک ہاتھ سے آہنی حلقہ پکڑ کر وہ نصف کے قریب باہر کی طرف لٹک گیا اور پھر دوسرے ہاتھ سے ایک دائرہ سا بنا کر اور اشارہ کرکے اس کا گھونسا اپنے گال پر رکھ دیا۔ اس نے دو تین دفعہ یہ عمل دہرایا تو اس کے بعد ہی میں اس کا مطلب سمجھ سکا۔

"وہ ہمیں ٹیلی فون استعمال کرنے کو کہہ رہا ہے" میں نے الیان سے کہا "لیکن افسوس کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے"

میں لینڈ روور پر چڑھ گیا جہاں تک ممکن تھا واضح اشارہ اس طرف کیا جہاں کبھی انٹینا لگا ہوا تھا لیکن اب غائب تھا۔ وردی پوش تیز فہم تھا کہ

فوراً سمجھ گیا۔ اس نے ہاتھ ہلایا، کاک پٹ کے اندر غروب ہوا اور دروازہ بند کر دیا۔ چند سکنڈ بعد ہی ہیلی کوپٹر پیچھے ہٹ کر اوپر اٹھا، گھوم کر اپنا رخ جنوب مغرب کی طرف کیا اور پھر آگے بڑھ گیا یہاں تک کہ فاصلوں نے اسے نگل لیا۔

میں نے الیان کی طرف دیکھا۔

"تمہارے خیال میں یہ ہیلی کوپٹر یہاں کیوں آیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ شاید ہیلی کوپٹر یہاں سے آگے کسی مناسب جگہ اتر کر ہمارا انتظار کرے گا"

"بے شک وہ یہاں نہیں اتر سکتا تھا" میں نے کہا "تمہارا خیال شاید غلط نہیں ہے۔ بہر حال ہیلی کوپٹر میں کفلاوک تک کا سفر آرام دہ رہے گا" میں نے اس طرف دیکھا جس طرف ہیلی کوپٹر غائب ہوا تھا "لیکن یہ تو مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ امریکی بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں"

"کاہے میں پھنسے ہوئے ہیں؟" الیان نے مجھے گھور کر دیکھا۔

"پتہ نہیں — لعنت ہے یار — میں بالکل اندھیرے میں ہی ہوں"

میں نے بندوق اٹھالی "آؤ بھئی چلیں"

چنانچہ ہم اس منحوس بلکہ سور راستے پر چل پڑے۔ موڑ بہ موڑ، کبھی نشیب اور کبھی فراز لیکن زیادہ فراز یہاں تک کہ ہم ٹھیٹھ واٹنا جوکول کے کنارے تک پہنچ گئے اور یہاں سے برف شروع ہوتی تھی۔ یہاں سے راستہ ایک ہی طرف جا سکتا تھا۔ برف سے دور۔ چنانچہ وہ برف کے کنارے زاویۂ قائمہ بناکر مڑ گیا اور اب بس اتار ہی اتار تھا۔ ٹرالاڈنگا کی ایک بیرونی چوٹی تک راستہ بے حد خراب اور آزمائشی تھا لیکن اس کے بعد اس کی حالت ذرا اچھی ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں نے الیان کو واپس بلایا اور وہ کار میں بیٹھ گئی۔

میں نے گردن گھما کر اس راستے کی طرف دیکھا جس سے ہم آئے تھے اور خصوصاً ایک چیز کے لئے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ یعنی یہ کہ دن چمکیلا اور شفاف تھا۔ اگر دھند یا بارش ہوتی تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ تھا۔ میں نے نقشہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب ہم راستے کے "یک طرفی" حصے سے نکل آئے تھے اور اس پر میں نے پھر خدا کا شکر ادا کیا۔

الیان بے حد تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی۔ وہ اونچے نیچے راستے پر دیر تک اور دور تک نہ صرف پیدل چلی تھی بلکہ کار کے بھیر پر مسلسل چڑھتی اترتی بھی رہی تھی۔ اس کے چہرے سے بھی تھکن ظاہر تھی۔ میں نے گھڑی میں وقت دیکھنے کے بعد کہا :-

"کھانا کھالیں گے تو طبیعت بحال ہو جائے گی اور گرم گرم کافی فرحت بخشے گی۔ چنانچہ یہاں ہم تھوڑی دیر کے لئے قیام کر دیتے ہیں"

اور یہ ہماری غلطی تھی۔

اس غلطی کا احساس بلکہ انکشاف ڈھائی گھنٹے کے بعد ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ تو کھانے اور پھر ستانے کی نذر ہو گیا اور پھر ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد دریا پر پہونچے تو وہ سیلابی، مجنوں اور کف در دہن تھا۔ لب آب پہونچ کر، جہاں سے راستہ پانی میں اتر کر ڈوب گیا تھا، میں نے کار روک لی اور اس جیتے مسئلے کا معائنہ کرنے کے لئے کار سے باہر آ گیا۔

میں نے گہرائی کا اندازہ لگایا اور کنارے پر کے ہنوز خشک پتھروں کی طرف دیکھا۔

"دریا بدستور چڑھ رہا ہے" میں نے کہا "لعنت ہے۔ اگر ہم نے قیام نہ کیا ہوتا تو ایک گھنٹہ پہلے اسے عبور کر چکے ہوتے۔ لیکن اب — پتہ نہیں"

داشنا جوکول کا نام بے حد مناسب بلکہ اسم بامسمّٰی ہے۔ یعنی "دھنستا پانی" یہ مشرقی اور جنوبی آئس لینڈ کے دریاؤں کو پانی پہونچاتا ہے بلکہ یہ دریا اسی کی مہربانی سے چلتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ داشنا جوکول منجمد پانی کا زبردست ذخیرہ یا یوں کہو کہ قدرتی ٹنکی ہے۔ یہ منجمد ذخیرہ آہستہ آہستہ پگھلتا ہے اور مشرقی اور جنوبی آئس لینڈ کے پورے علاقے میں دریاؤں کا جال بچھ جاتا ہے۔ چمکیلے اور صاف دن کے لئے میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا تھا لیکن اب وہ شکریہ واپس لینے کو دل چاہ رہا تھا۔ کیونکہ چمکیلے دن کا، جس میں سورج آب و تاب سے چمک رہا ہو، مطلب تھا چڑھے ہوئے دریا۔ اور ایسے دریاؤں کو جنھیں "گلیشیر دریا" کہتے تھے، عبور کرنے کا بہترین وقت ہوتا ہے پو پھٹنے سے ذرا پہلے جب کہ پانی اتر چکا ہوتا ہے۔ دن میں، خصوصاً چمکیلے دن میں جب سورج پوری طرح روشن ہو، گلیشیر دریاؤں میں پانی چڑھتا ہی رہتا ہے کیونکہ سورج برف کو پگھلاتا ہی رہتا ہے اور سہ پہر کے وقت تو ہر دریا اپنے شباب پر ہوتا ہے۔ یہ دریا، جس کے کنارے اس وقت ہم کھڑے تھے، ابھی اپنے شباب پر نہ آیا تھا۔ تاہم اتنا گہرا ضرور تھا کہ عبور نہ کیا جا سکتا تھا۔

ایلیان نے نقشے کا مطالعہ کیا اور پوچھا:۔

"کہاں جانا ہے؛ میرا مطلب ہے آج"

"میں شاہراہ ہرانگیسودر پہ پہونچ جانا چاہتا تھا" میں نے جواب دیا" وہ قریب قریب مستقل راستہ ہے اور ہم اس پر پہونچ جائیں تو پھر گاسیر پہونچنا مشکل نہ ہوگا"

اس نے وہاں تک کا فاصلہ ناپا۔

"ساٹھ کیلومیٹر" اس نے کہا۔ پھر خاموش ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔

"کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں۔ شمار کر رہی تھی۔ پرانگیسو در پہونچنے سے پہلے ہمیں ساٹھ کیلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا ہے اور سولہ دریا عبور کرنے ہیں"

"اس کی ایسی کی تیسی" بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

میرے آئس لینڈ کے پچھلے تمام سفروں میں تو یہ ہوتا تھا کہ مجھے کبھی کسی بھی جگہ پہونچنے کی جلدی نہ ہوتی تھی۔ میں نے آج تک دریا گنے نہ تھے اور کبھی کسی چڑھے ہوئے دریا کے سامنے پہنچ بھی گیا تو ذرا بھی جھنجلاہٹ یا غصّے کا اظہار کئے بغیر اس کے کنارے پر ہی چند گھنٹوں کے لئے پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ دریا اتر کر قابل عبور بن گیا لیکن ــــــ وقت بدلتا رہتا ہے۔

الیان نے کہا "ہمیں یہاں قیام کرنا پڑے گا"

میں نے دریا کی طرف دیکھا اور میں جانتا تھا کہ مجھے فوراً کوئی فیصلہ کرنا ہے۔

"میرے خیال میں عبور کرنے کی کوشش کی جائے"

الیان نے میری طرف یوں دیکھا جیسے میرے حواس کی بقا میں اُسے شک ہو۔

"لیکن کیوں؟" اس نے کہا "اگر اسے عبور کر بھی گئے تو دوسرے دریا تم کل تک عبور نہ کر سکو گے"

میں نے ایک پتھر اٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ اگر اس نے لہریں پیدا کیں تو میں نے نہ دیکھیں۔ کیوں کہ تیز بہتے ہوئے پانی نے انھیں اپنے میں سمو لیا

میں نے کہا "میری داہنی آنکھ کی پھڑکن بتا رہی ہے کہ کوئی مصیبت اس

طرف آرہی ہے" اور میں نے گھوم کر پیچھے راستے کی طرف اشارہ کیا
"اور میرے اندازے کے مطابق اس طرف سے آرہی ہے۔ چنانچہ اب اگر ہمیں قیام کرنا ہی ہے تو بہتر ہوگا کہ دوسرے کنارے پر کریں"
الیان نے مشکوک نظروں سے تیز بہتے ہوئے دریا کی طرف دیکھا۔
"یہ بے حد خطرناک ہوگا ــــ یعنی دریا عبور کرنا" وہ بولی۔
"لیکن ہو سکتا ہے کہ اس طرف ٹھہرنا اور بھی زیادہ خطرناک ہو"
میں ایک عجیب طرح کی بے چینی محسوس کر رہا تھا جو شاید یہ غیر شعوری احساس ہو کہ اگر یہاں پکڑے گئے یا پھنس گئے تو پھر فرار کی کوئی راہ نہ ہو گی اسی مبہم احساس کی وجہ سے میں اسکاجا سے بھاگا تھا اور اسی کے دباؤ سے مجبور ہو کر میں دریا عبور کرنا چاہتا تھا۔ نفسیات داں اسے چھٹی حس کہتے ہیں اور ایک عرصے تک "بے حرکت" یا "میدان عمل" سے دور رہنے کی وجہ سے میری یہ چھٹی حس غالباً ضرورت سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔
میں نے کہا: "اور پندرہ منٹ بعد اسے عبور کرنا سب سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ اس لئے کال کرے سو آج کر اور آج کرے سو ابھی"
میں نے چاہا کہ معلوم کر دوں کہ اسی جگہ سے جہاں راستہ دریا کو عبور کرتا تھا، عبور کرنا مناسب ہوگا یا کسی اور مقام سے۔ یہ وقت ضائع کرنا تھا ــــ اور ایسا ہی ہوا بھی ــــ تاہم اطمینان کر لینا ضروری تھا۔ اس طرف سے جس طرف سے پانی آرہا تھا، اور اس طرف سے جس طرف پانی جا رہا تھا چند در چند وجوہات کی بنا پر دریا عبور کرنا ناممکن تھا کیونکہ یا تو کنارے بلند تھے یا پانی گہرا تھا۔ چنانچہ میں نے اسی گھاٹ سے جس سے سڑک گئی تھی، عبور کرنے کا فیصلہ کیا اور خدا سے دعا کی کہ زیر آب راستہ ڈھل نہ گیا ہو

ایک بار پھر ہم کار میں سوار تھے اور میں نے اسے چیونٹی کی چال سے دریا میں اتار دیا۔ تیز بہتا ہوا پانی جیسے دیوانہ ہوگیا۔ وہ پہیوں سے لپٹ گیا اور موجوں میں تبدیل ہو کر اٹھا اور کار کے پہلو چومنے لگا۔ منجدھار میں پہونچے تو خلاف اندازہ پانی گہرا تھا اور میرا دل کئی دھڑکنیں بھول گیا کہ کوئی دم میں پانی کار کو اٹھا لے گا۔ طغیانی کا منظر لرزہ خیز تھا اور دریا کا غصہ پسینے چھڑا دینے والا اور پھر ایک منحوس لمحہ وہ بھی آیا کہ میرے سارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ کار کو میں نے ایک طرف سے اٹھتے محسوس کیا اور پھر وہ ہچکولا محسوس کیا جو پہیوں کے چھوڑ دینے اور پوری کار کے بہہ جانے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

میں نے بدقت کار کا رُخ اُتھلے پانی کی طرف کیا اور ایکسیلیٹر پر پیر کا پورا دباؤ ڈال کر کار کو سامنے والے کنارے کی طرف بڑھایا۔ اگلے پہیوں نے دریا کے پیندے کو پکڑ لیا لیکن کار کا پچھلا حصہ اوپر اٹھ کر تیرنے لگا چنانچہ دوسرے کنارے پر ہم ٹیڑھے ترچھے، یعنی کار کے ایک پہلو کے بل پہونچے اور بہت زور کرنے کے بعد کار لاوے کے ایک لمبے اور قدرے بلند کنارے پر چڑھی ہے تو اس سے پانی یوں ٹپک رہا تھا، جیسے اس کتے کے جسم سے جو تیر کر آیا ہو۔

میں نے کار راستے کی طرف بھگا دی تو لاوے کے ناہموار راستے پر وہ دیوانہ وار اچھل اور کود رہی تھی۔ جب ہم نسبتاً اچھے راستے پر پہونچے تو میں نے کار کا انجن بند کر کے الیان کی طرف دیکھا۔

"میرے خیال میں آج ہم دوسرے دریا عبور نہ کریں گے" میں نے کہا "میرے لئے تو یہ ایک ہی دریا کافی سے زیادہ ثابت ہوا۔

شکر ہے کہ ہماری کار "فور وہیل ڈرائیو" ہے۔ ورنہ ہمارا حشر آبی پرندوں کے پوٹوں اور مچھلیوں کے پیٹ سا ہوتا"

الیان کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"یہ بڑا احمقانہ فیصلہ تھا" وہ بولی "تیز دھارا ہمیں بہا کر لے جا سکتا تھا"

"لیکن لے نہیں گیا چنانچہ اس کے متعلق سوچ کر ہلکان ہونا اور بھی بڑی حماقت ہے" میں نے انجن چلا دیا۔ "دوسرا دریا کتنی دور ہے؟ ہم اس کے کنارے پر پڑاؤ ڈالیں گے اور کل پو پھٹے اسے عبور کریں گے"

الیان نے نقشہ دیکھنے کے بعد کہا:۔

"تقریباً دو کیلو میٹر"

چنانچہ ہم آگے بڑھے اور کچھ ہی دیر بعد دریا نمبر دو[2] کے سامنے تھے اور یہ دریا بھی واشنا جو کوہ پر کی پگھلتی ہوئی برف سے چڑھا ہوا تھا۔ میں نے کار کا رخ موڑا اور اسے بڑے بڑے پتھروں کے ایک ڈھیر کی طرف بڑھا دیا۔ اور ان پتھروں کی اوٹ میں میں نے کار پارک کر دی اور اب دریا پر سے اور راستے پر سے کوئی کار کو اور ہمیں بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔ یہ احتیاط میں نے ایک نا معلوم چھٹی حس کی وجہ سے کی تھی جو مجھے ہر دم ٹہوکے دے رہی تھی۔

میرا مزاج بگڑا ہوا تھا۔ ابھی کافی دن باقی تھا، روشنی کے کئی گھنٹے باقی تھے اور اگر یہ لعنتی دریا رکاوٹ نہ بنتے تو ہم خاصا فاصلہ طے کر لیتے۔ لیکن اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کہ دوسرے دن تک یہاں قیام کر کے دریا کے اترنے کا انتظار کریں۔

FOUR WHEEL RIVE ا

میں نے کہا " تم بے حد تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہو۔ اور اس میں کوئی تعجب بھی نہیں۔ بڑا ہی سخت دن گزرا ہے تمھارا"

اس نے بے دلی اور بے جانی سے اثبات میں سر ہلایا' کار سے باہر نکلی اور اپنا زخمی بازو سہلانے لگی۔

"زخم کیسا ہے ؟" میں نے پوچھا۔

"اکڑ گیا ہے" اس نے ایک سسکی لی۔

"بہتر ہو گا کہ میں اسے ایک نظر دیکھ لوں"

میں نے لینڈ روور کی چھت کھولی اور اس کے سائے میں پانی چولھے پر گرم کرنے کے لئے رکھ دیا۔ الیان تختے پر بیٹھ کر اپنا سوئٹر اتارنے لگی۔ لیکن اتار نہ سکی۔ کیونکہ وہ اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا نہ سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی مدد کی۔ حالانکہ میں بڑی آہستگی اور احتیاط سے سوئٹر اتار رہا تھا اس کے باوجود الیان کے منہ سے تکلیف کی سسکی نکل گئی۔ سوئٹر کے نیچے اس نے براسیر نہ پہنی تھی اور یہ اس نے عقلمندی کا ثبوت دیا تھا کیونکہ براسیر کا فیتہ اس کے زخم کو دُکھاتا رہتا۔

میں نے زخم پر کی پٹی کھولی' روئی کی گدّی اٹھائی اور زخم کا معائنہ کیا۔ زخم کے کنارے سرخ ہو گئے تھے اور شانہ سوج گیا تھا لیکن پیپ نہ پڑی تھی۔

میں نے کہا "میں نے کہا نہیں تھا کہ بعد میں تمھیں تکلیف محسوس ہو گی۔ اس قسم کی خراش بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے ۔۔۔ سسکیاں بھرنے اور اوپر کا ہونٹ دبانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کتنی تکلیف ہو رہی ہے"

اس نے اپنے ہاتھ چھاتیوں پر باندھ لئے۔

"کبھی تمھیں بھی ایسا زخم آیا ہے ؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک دفعہ پسلیوں کو گولی چاٹ گئی تھی" میں نے گرم پانی پیالے میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"تو یوں آیا ہے تمہارے سینے پر زخم کا یہ نشان"

"لیکن تمہارا زخم اس سے نسبتاً بُرا ہے کہ وہ پٹھے پر ہے جو بازو کی حرکت میں مدد کرتا ہے اور تم ہو کہ اسے ذرا آرام نہیں دیتیں۔ بلکہ برابر کھینچ رہی ہو۔ تمہیں اپنا بازو جھولی میں رکھنا چاہیئے۔ اس کے لئے شاید کچھ مل جائے۔ دیکھتا ہوں"

میں نے زخم دھو کر نئی گدّی رکھ دی اور نئی پٹّی باندھ دی اور پھر اسے سوئٹر پہنا دیا۔

"تمہارا اسکارف کہاں ہے — وہ نیا اونی؟"

"اُس دراز میں"

"بس تو پھر یہی تمہاری جھولی ہے"

میں نے اسکارف نکال کر اس کی گردن پر اس کے سروں کی گرہیں لگائیں اور اس کی جھولی میں اس کا ہاتھ رکھ دیا۔

"اچھا اب تم یہاں بیٹھو آرام سے۔ میں کھانا تیّار کرتا ہوں"

میرے خیال میں وہ "خاص" بکس کھولنے کا اب وقت آ گیا تھا جو ہم نے "خاص" موقع کے لئے رکھ چھوڑا تھا اور یہی وہ خاص موقع تھا کیونکہ ہم دونوں ہی قدرے اداس تھے۔ اور اداسی دور کرنے کے لئے پیٹ میں پڑے ہوئے بہترین کھانے سے زود اثر اور کوئی چیز نہیں۔ مسٹر فوٹنام اور مسٹر ماسن کے تو وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ وہ اپنی کمپنی کے تیّار کردہ ڈبوں سے دور دراز ممالک میں رہتے اور سفر کرنے والوں کے لئے کتنی خوشیاں لاتے ہیں

لیکن کستورا مچھلی کے سوپ، بھنے ہوئے مسلّم تیتر اور کوگینک میں پڑے ہوئے سیب کے اچار سے شکم سیر ہونے کے بعد میرا تو سچ مچ جی چاہا کہ ان دونوں برادران کو تعریفی اور مبارکباد کا خط لکھوں۔ چند لقمے حلق سے اترے تو الیان کے رخساروں کی رنگت عود کر آئی میں اصرار کر رہا تھا کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ استعمال نہ کرے۔ اور اُسے یہ ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ کانٹے کے مس سے ہی تیتر کا ملائم گوشت ہڈی چھوڑ دیتا تھا چنانچہ الیان الٹے ہاتھ سے آسانی سے کھا رہی تھی۔ پھر میں نے کافی تیار کی جو ہم نے برانڈی کے ساتھ پی۔ برانڈی طبی ضروریات کے لئے ساتھ لے لی گئی تھی۔

"ایلن! یہ تو جیسے ہمارے پرانے دن لوٹ آئے ہیں" الیان نے کافی سڑپتے ہوئے ایک آہ بھر کر کہا۔

"ہاں جان!" میں نے کاہلی سے جواب دیا۔ خود میں بھی توانائی اور جوش محسوس کر رہا تھا "لیکن بہتر ہوگا کہ تم سو جاؤ۔ کل صبح ہمیں جلد ہی روانہ ہونا ہے"

میں نے حساب جوڑ کر معلوم کیا کہ صبح تین بجے اتنی روشنی پھیل چکی ہوگی کہ ہم روانہ ہو سکیں اور اس وقت دریاؤں کا پانی بھی بہت زیادہ اتر چکا ہوگا۔ میں نے جھک کر اپنی دوربین اٹھالی۔

"کہاں جا رہے ہو؟" الیان نے پوچھا۔

"ذرا چاروں طرف ایک نظر ڈال لوں۔ تم سو جاؤ"

اس کے پپوٹے بوجھل ہو چلے تھے۔

"میں بہت تھک گئی ہوں" اس نے اعتراف کیا۔

اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی۔ کئی گھنٹوں سے ہم بھاگ رہے تھے اور راستے کی ناہمواری نے انجر پنجر ڈھیلے کر دیے تھے سو الگ، راستے کے ہر کھڈ نے پتہ نہیں کون سے جنم کی دشمنی کا بدلا ہم سے لیا تھا۔ میں نے کہا :۔

" اچھا۔ تم آرام کرو۔ میں ابھی آیا "

میں نے دوربین کا چرمی فیتہ گردن میں ڈال کر دوربین سینے پر لٹکائی اور کار کا پچھلا دروازہ کھول کر باہر کود گیا۔ میں آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ پھر کچھ خیال کر کے گھوما اور ہاتھ بڑھا کر رائفل اٹھالی۔ میرے خیال میں الیان نے میری یہ حرکت نہیں دیکھی۔

پہلے میں نے اس دریا کا معائنہ کیا جو ہمیں عبور کرنا تھا۔ تیزی سے بہہ رہا تھا لیکن گیلے پتھر پتہ دے رہے تھے کہ پانی اتر رہا تھا پو پھٹنے تک یہ دریا قابلِ عبور ہو جائے گا اور اس کے پہلے کہ طغیانی پر آجائیں ہم وہ سارے دریا بھی عبور کر لیں گے جو ہمارے اور پرانگیسوز کے درمیان حائل تھے۔

میں نے بندوق کندھے سے لٹکائی اور جس طرف سے آئے تھے اسی طرف اور اس دریا کی طرف جو ہم نے عبور کیا تھا اور جو ایک میل پیچھے تھا، چل دیا۔ میں بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا لیکن ہر طرف ویرانی تھی اور کہیں کوئی جاندار نظر نہ آرہا تھا۔ دریا بہہ رہا تھا اور گنگنا رہا تھا اور حدِ نظر تک کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ دوربین سے میں نے دور تک نظر دوڑائی، پھر ایک کائی لگے پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔

میں الیان کے زخم کی طرف سے پریشان تھا۔ یہ بات نہ تھی کہ زخم خطرناک تھا۔ لیکن ایک ڈاکٹر ظاہر ہے کہ اس کی مرہم پٹی مجھ سے بہتر طور سے کر سکتا تھا اور ویرانے کے اس سفر کی یہ اچھل کود ظاہر ہے کہ الیان کو تکلیف دے رہی تھی۔ ڈاکٹر کو یہ سمجھانا بے شک ذرا مشکل ہوگا کہ الیان کو بندوق کی گولی کا زخم کیسے آیا لیکن حادثات کبھی کبھی ہو جاتے ہیں اور میرا خیال تھا کہ میں ڈاکٹر کو یقین دلا سکتا تھا کہ الیان کو زخم اتفاقاً آگیا۔

میں کوئی دو گھنٹے تک وہاں بیٹھا سوچتا، سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا اور دریا کی طرف دیکھتا رہا اور دو گھنٹے بعد کوئی نیا نتیجہ ظاہر نہ ہوا سوائے اس کے کہ سر میں دھڑکتا ہوا درد تھا۔ امریکن ہیلی کوپٹر کی آمد ایک نیا دندانے دار ٹکڑا تھا جو اس الجھیڑے میں کہیں فٹ نہ ہو رہا تھا۔ میں نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ نو بج چکے تھے۔ چنانچہ میں نے سگریٹ کے سارے ٹکڑے دفن کئے، بندوق اٹھائی اور جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

میں کھڑا ہوا ہی تھا کہ ایک ایسی چیز پر میری نظر پڑی کہ میرے اعضا یکایک تن گئے —— دریا کے اس پار اور بہت دور غبار کی ایک کلغی سی تھی۔ میں نے بندوق رکھ کر دوربین آنکھوں سے لگالی۔ دھول کی اس کلغی کے آگے ایک کار تھی — جو چھوٹے دھبے کی طرح دکھائی دے رہی تھی — جو جیٹ طیارے کی طرح بھاگی آرہی تھی میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ دریا کے قریب کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں میں چھپ سکتا لیکن کوئی دو سو گز پیچھے لاوے کی ایک موج منجمد

ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ تاریخ یا قبل از تاریخ کے کسی دَور میں آتش فشانی زلزلے نے یہ موج پیدا کر دی ہو گی۔ لاوے کی اس منجمد موج کے نیچے میں چھپ سکتا تھا۔

چنانچہ میں پلٹ کر اُدھر بھاگا۔

کار دوربین میں نمایاں ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ جیپ تھی اور ویلفیر جیپ اس ملک میں سفر کے لئے اتنی ہی بہترین ہے جتنی کہ میرا لینڈ روور دریا کے قریب پہونچ کر اس کی رفتار کم ہوئی' پھر وہ گویا لڑھکتی ہوئی آگے بڑھی اور لب آب پہونچ کر رک گئی۔ رات خاموش تھی چنانچہ میں نے جیپ کے دروازے کے ہینڈل گھمانے کی آواز صاف سنی' اسکا دروازہ کھلا' ایک آدمی باہر آیا اور گاڑی سے چند قدم آگے بڑھ کر دریا کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ جیپ کی طرف گھوم گیا اور ڈرائیور سے کچھ کہا اور حالانکہ میں نے اسکی آواز نہ سنی۔ تاہم میں نے سمجھ لیا کہ نہ تو وہ آئس لینڈی زبان بول رہا تھا اور نہ انگریزی وہ روسی بول رہا تھا۔

ڈرائیور جیپ سے باہر آیا' دریا کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلایا اور کچھ ہی دیر بعد دریا کنارے چار آدمی کھڑے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں بحث کر رہے تھے۔ پھر ایک دوسری جیپ پہلی جیپ کے پیچھے آکر رکی اور دوسرے لوگ دریا عبور کرنے کے مسئلے کی بحث میں حصہ لینے اس جیپ سے باہر آئے اور اب وہاں آٹھ آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کو' جو تحکمانہ اشارے کر رہا تھا اور جو اُن سب کا سردار معلوم ہوتا تھا' شاید میں پہچانتا تھا۔

اپنے اس شک کو دور کرنے کے لئے میں نے دوربین آنکھوں سے لگائی تو دھندلی ہوتی ہوئی روشنی میں اس "سردار" کا چہرہ ایک

دم سے قریب آگیا۔ الیاآن کا خیال غلط تھا اور دریا غور کرکے میں نے احمقانہ خطرہ مول نہ لیا تھا اور اس کی تصدیق وہ چہرہ کر رہا تھا جسے میری دوربین میری آنکھوں کے بہت قریب لے آئی تھی۔

اس کے چہرے پر اب بھی وہی زخم کا نشان تھا جو اس کی دائیں بھوں کے کنارے سے شروع ہو کر اس کے منہ کے کونے تک چلا گیا تھا۔ اور آنکھیں اب بھی ویسی ہی تھیں، بھوری اور بے درد۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی ہوئی تھی تو صرف یہ کہ اس کے چھوٹے کٹے ہوئے بال اب کالے نہ تھے بلکہ ان میں سفیدی آگئی تھی، گال قدرے پھول گئے تھے اور گردن پر ابتدائی بل نظر آ رہے تھے۔ کناکن اور میری عمروں میں اب چار سال کا اضافہ ہو چکا تھا۔ لیکن میرے خیال میں میری عمر اتنی زیادہ معلوم نہ ہوتی تھی جتنی کناکن کی۔

میری دوربین میں جس کناکن کا چہرہ سمایا ہوا تھا وہ چار برسوں میں بوڑھا ہو گیا تھا۔

پانچواں باب

(۱)

میں نے اپنا ہاتھ بندوق کی طرف بڑھایا لیکن پھر رک گیا۔ روشنی ناکافی تھی اور دھندلی ہوتی چلی جا رہی تھی۔ بندوق میرے لئے اجنبی تھی اور اس کی نلکی ایسی نہ تھی کہ آگے بڑھ کر دور کے آدمی کو مار گرائے میں نے فاصلے کا ـــــ یعنی رینج کا اندازہ لگایا ـــــ تین سو گز اور اگر اتنے فاصلے پر اور ایسی ناکافی روشنی میں میں نے کسی کو مار گرایا تو یہ ایک اتفاق

ہوگا نہ کہ میرا نشانہ اور نہ ہی ارادتاً ۔

اگر میرے پاس میری اپنی بندوق ہوتی تو میں کناکن کو اتنی ہی آسانی سے ارگرا تا جتنی آسانی سے ہرن کو ۔ ایک دفعہ میں نے نرم نوک کی گولی ایک ہرن کے ماری تھی اور وہ کوئی نصف میل تک بھاگتا چلا گیا تھا اور اس کے بعد گرا تھا اور میں نے دیکھا تھا کہ جس طرف سے گولی نکلی تھی وہاں اتنا بڑا زخم تھا کہ آدمی اپنی مٹھی اس میں ڈال سکتا تھا ۔ لیکن انسان ایسا نہیں کر سکتا ــــ یعنی گولی لگنے کے بعد نصف میل تک بھاگ نہیں سکتا ۔ کیونکہ اس کا اعصابی نظام بے حد نازک ہوتا ہے اور وہ گولی لگنے کے احساس اور صدمے کو برداشت نہیں کر سکتا ۔

لیکن میرے پاس میری بندوق نہ تھی اور محض امید کے سہارے گولی چلانا حماقت تھی ۔ بندوق کا دھماکا کناکن کو مطلع کر دے گا کہ میں قریب ہی ہوں اور یہ بات میں اس پر ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا ۔ چنانچہ میں نے اپنا بندوق کی طرف بڑھا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا اور دریا کے اس پار ہمہ تن متوجہ ہو گیا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے ۔

کناکن کی آمد کے فوراً بعد ہی بحث ختم ہو گئی تھی اور چونکہ میں ایک عرصے تک کناکن کے ماتحت بلکہ اس کے ساتھ کام کر چکا تھا اس لئے جانتا تھا کہ کبھی کناکن فضول بحث کو پسند نہ کرتا تھا ۔ اس کے برخلاف وہ آپ کی ہر بات، جو قابل قبول ہو، قبول کرے گا لیکن اگر آپ کے دلائل غلط ہوئے تو پھر آپ کا خدا ہی حافظ ہے ــــ اور اس کے بعد وہ خود فیصلہ کرے گا ــــ یہی اس کی عادت اور اس وقت وہ ایک قطعی فیصلہ کرنے میں ہی مصروف تھا ۔

یہ دیکھ کر میں مسکرایا کہ وہ ایک آنکھ! لیفٹیننٹ ہٹ وڈ کے پہیوں کے ان نشانات کی طرف، جو دریا میں اتر گئے تھے اور دوسرے کنارے کی طرف اشارہ کر رہا

تھا۔ دوسرے کنارے پر ہماری کار کے نشانات نہ تھے کیونکہ سامنے کی طرف نشانات نہ تھے۔ تیز دھارا ہماری کار کو ذرا آگے بہا لے گیا تھا اور یہ بات، یعنی دوسرے کنارے پر پہیوں کے نشانات کا نہ ہونا کسی کے لئے بھی، جس نے ہمیں دریا عبور کرتے نہ دیکھا ہو، ایک معمہ تھا۔

اسی شخص نے بڑے جوش سے اور فیصلہ کن انداز میں دریا کے بہاؤ کی طرف اشارہ کیا اور ہاتھ ہلایا لیکن کناکن نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ میں کار سمیت بہہ گیا ہوں۔ کناکن نے کچھ کہا اور اپنا ایک ہاتھ لمبا کر کے چٹکی بجائی اور ایک دوسرا آدمی نقشہ لے کر دوڑا آیا۔ کناکن نے نقشہ دیکھنے کے بعد دائیں طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھیوں میں کے چار آدمی دوڑ کر جیپ میں سوار ہو گئے، اسے ریورس میں لے کر اس کا رخ موڑا اور پھر جس طرف سے آئے تھے اسی طرف جیپ لے کر روانہ ہو گئے۔

ان کی اس واپسی نے مجھے سوچ میں ڈال دیا۔ میں دماغ پر زور ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ مجھے یاد آیا کہ جس طرف وہ لوگ گئے تھے اسی سمت میں جھیلوں کا ایک مجموعہ تھا جو "جساوان" کہلاتا تھا۔ اگر کناکن نے یہ امید لگائی تھی کہ میں جساوان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تو پھر اسے مایوسی ہو گی لیکن اس سے یہ تو پتہ چل ہی گیا تھا کہ وہ کس قدر محتاط تھا اور اس کے اندازے صحت کے کتنے قریب ہوتے تھے۔

دوسری جیپ والے راستے کے کنارے پر پڑاؤ لگانے میں مصروف ہو گئے لیکن قدرے اناڑی پن سے خیمے کھڑے کرنے لگے۔ ان میں سے ایک تھرموس لے کر کناکن کے قریب آیا اور گرم گرم بھاپ اگلتی کافی

کا پیالہ بھر کر غلامانہ انداز سے اس کی خدمت میں پیش کیا۔ کناکن نے پیالہ لے لیا اور اب وہ گرم گرم کافی کی چسکیاں لے کر ناقابل عبور دریا کی طرف دیکھ رہا تھا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ سیدھا میری طرف دیکھ رہا ہے بلکہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال رہا ہے۔

میں نے دوربین جھکائی اور بڑی احتیاط سے اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ ذرا بھی آواز پیدا نہ ہو۔ ٹانسے کے ابھار پر سے اتر کر میں نے بندوق شانے سے لٹکائی اور تیز تیز قدم اٹھاتا لینڈ روور کی طرف چلا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے ذرا دیر کے لئے ٹھہر گیا کہ اس جگہ، جہاں سے ہم نے راستہ چھوڑا تھا، کار کے پہیوں کے نشانات تو نہ تھے۔ اس کا تو مجھے یقین تھا کہ کناکن اپنے کسی آدمی کو دریا پار کر دوسرے کنارے پر جانے کا حکم نہ دے گا ـــــ اس طرح ظاہر ہے کہ اس کے بہت سے آدمی دوسری دنیا کے ہو جائیں گے ـــــ تاہم احتیاط لازمی تھی اور میں نہ چاہتا تھا کہ کناکن آسانی سے ہمارا سراغ پالے۔

ایلیان گہری نیند سو رہی تھی۔ وہ سلیپنگ بیگ میں گھسی بائیں کروٹ سے سو رہی تھی اور اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ کبھی خراٹے نہ لیتی تھی۔ میں نے اسے نہ جگایا۔ اس کی نیند خراب کرنے اور رات بگاڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ہم کہیں نہ جا رہے تھے اور کناکن بھی جہاں تھا وہیں رہنے والا تھا۔ میں نے جیبی ٹارچ نکالی اور اس خیال سے کہ ایلیان کی آنکھ نہ کھل جائے، اس پر دوسرے ہاتھ کا چھجہ رکھ کر جلائی اور دراز کھول کر اس میں "گھر گرہستی" کی چیزوں کا بکس اور اس میں سے کالے دھاگے کا ریل نکالا۔

میں واپس راستے پر پہونچا اور کالے دھاگے کو ایک سے دوسرے کنارے تک کھینچ کر اور راستے کی سطح سے کوئی ایک فٹ اوپر باندھ دیا۔ اس کے دونوں سرے راستے کے دائیں بائیں لاوے کے بڑے ڈھیلوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اگر کناکن رات کے کسی حصّے میں دریا عبور کرے اور آگے بڑھ جائے تو مجھے اس کا پتہ چل جائے، اس کے لئے یہ تدبیر کی گئی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ صبح دریا عبور کر کے دوسری طرف پہونچوں تو سیدھا کناکن کے جال میں جا پڑوں۔

اب میں پھر دریا پر پہونچا۔ دریا کا پانی اب بھی اتر رہا تھا اور اگر روشنی کافی ہوتی تو اسے اسی وقت عبور کرنا ممکن ہو سکتا تھا۔ لیکن کار کی ہیڈ لائٹس جلائے بغیر میں اسے عبور کرنے کا خطرہ مول لینا نہ چاہتا تھا لیکن ہیڈ لائٹس میں جلانا نہ چاہتا تھا کیونکہ اس ویرانے میں ان کی روشنی کی دو موٹی لکیریں افق تک دکھائی دے سکتی تھیں۔ اور کناکن اور اس کے گرگے زیادہ دور نہ تھے۔

میں اپنے پورے لباس سمیت لیٹ گیا۔ ان حالات میں مجھے نیند آنے کی تو امید نہ تھی اس کے باوجود میں نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا "الارم" صبح دو بجے پر لگا دیا۔ اور یہ آخری بات تھی جو مجھے یاد تھی یہانتک کہ گھڑی نے صبح دو بجے دیوانے مچھّر کی طرح بے تحاشہ بھنبھنا کر مجھے بیدار کر دیا۔

(۲)

صبح دو۲ بج کر پندرہ۱۵ منٹ پر ہم روانگی کے لئے تیار تھے۔ جیسے ہی میری کلائی پر کی گھڑی نے الارم بجا کر مجھے بیدار کیا کہ میں نے الیان کو جگایا اور اس کے نیند کے بھرے احتجاج کی کوئی پروا نہ کی۔ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ کناکن کس قدر قریب ہے، وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

میں نے کہا "تم کپڑے پہن لو۔ تب تک میں حالات کا جائزہ لگا کر آتا ہوں"

وہ کالا دھاگا جو میں نے راستے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک باندھا تھا، اسی حالت میں تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ اس راستے سے کوئی کار وغیرہ نہ گئی تھی۔ کوئی بھی گاڑی، چاہے وہ جیپ ہی کیوں نہ ہو، اگر رات کو سفر کرے تو اس کا راستے راستے ہی چلنا ضروری تھا۔ لاوے کے تہہ در تہہ میدانوں کو اندھیرے میں عبور کرنا سراسر ناممکن تھا۔ بے شک کوئی پیدل چلتا ہوا جا سکتا تھا۔ لیکن اس امکان کو میں نے جھٹک دیا۔

دریا کا پانی شفاف تھا اور اتر چکا تھا چنانچہ اب اسے عبور کرنا آسان تھا کار کی طرف واپس لوٹتے وقت میں نے افق مشرق کی طرف دیکھا۔ مختصر شمالی رات قریب قریب ختم ہو چکی تھی اور میں جلد از جلد دریا عبور کر لینا چاہتا تھا کہ کن کن سے جتنے زیادہ دور جا سکتا ہوں چلا جاؤں۔ ایلان کا خیال کچھ اور تھا۔

"میں پوچھتی ہوں ہم یہیں ٹھہر کر کیوں نہ اُسے آگے نکل جانے دیں؛ بہت دور نکل جانے کے بعد ہی اسے پتہ چلے گا کہ وہ کسی کا بھی تعاقب نہیں کر رہا تھا" اُس نے کہا۔

"نہیں" میں نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ اس کے پاس دو جیپ گاڑیاں ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ سے زیادہ ہیں یا نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہم اُسے آگے نکل جانے دیں تو ہماری حالت گوشت کے اس پارچے کی سی ہو جو سینڈوچ میں ہوتا ہے اور اگر ایسا ہوا تو بہت بُرا ہو گا۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ ہم ابھی وقت دریا عبور کر لیں"

آواز پیدا کئے بغیر کار کا انجن چلانا آسان تھا۔ میں نے کمبل جنریٹر کے چاروں طرف لپیٹ اور ٹھونس دئے تاکہ اس کی آواز ان میں ہی گھٹ کر رہ جائے

انجن فوری طور پر بیدار ہو کر پیارے بلّی کی طرح "خر خر" کرنے لگا اور اب نئیں کمبل ہٹا لئے۔ اور میں نے ایکسی لیٹر پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر کار کو مناسب رفتار سے دریا کی طرف لے چلا۔ دریا ہم نے بغیر کسی مشکل کے عبور کر لیا حالانکہ ایسا کرنے میں کار نے اتنی زیادہ آواز پیدا کی کہ میں خوفزدہ ہو گیا۔

اور اب ہم یہ دریا عبور کر کے دوسرے دریا کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔

میں نے الیان سے کہا کہ وہ پیچھے کی طرف نظر رکھے کہ ہمارا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا ہے اور میں یکسوئی سے کار کو تیز سے تیز رفتار سے بھگانے کی طرف متوجہ ہو گیا — یعنی کم سے کم آواز پیدا کر کے جتنی تیز اُسے بھگا سکتا تھا۔

مزید چار کیلو میٹر میں ہم دو دریا اور عبور کر چکے تھے اور اب ایک طویل میدان سامنے تھا جہاں راستہ عارضی طور پر شمال کی طرف مُڑ گیا تھا — اور اب میں نے بے دھڑک رفتار تیز کر دی۔ اب ہم کیا کِن سے اتنی دور آ چکے تھے کہ خاموشی کو رفتار پر ترجیح دے سکتے تھے۔

الیان نے کہا سولہ دریا ساٹھ کیلو میٹر میں۔ دریا عبور کرنے کے وقت کو چھوڑ کر پچیس کیلو میٹر فی گھنٹہ تھی جو ہڈیاں کھڑکھڑا دینے والی اور گردن توڑ رفتار تھی — اس ملک میں یہ رفتار بے حد خطرناک ہوتی ہے اور میں نے اندازہ لگایا کہ اس رفتار سے ہم چار گھنٹوں میں شاہراہِ پرانگیسو ر پر ہوں گے۔

لیکن ہم چھ گھنٹے میں شاہراہ پر پہونچے کیونکہ چند دریا بڑے حرامی ثابت ہوئے۔

پرانگیسور تک پہونچنے میں ہم چھیئے اور سارے دریا عبور کر چکے تھے جو اب شمال اور مغرب کے بجائے جنوب اور مشرق کی طرف بہہ رہے ہوں گے۔ اور جب ہم شاہراہ پر پہونچے ہیں تو صبح کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔

میں نے کہا "ناشتہ۔ پیچھے چلی جاؤ اور ناشتے کے لئے کچھ تیار کر لو"

"تم رُک نہیں رہے ہو؟"

"نہیں" کئی گھنٹوں پہلے یہاں پڑا ہوگا۔ یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے کہ وہ ہم سے کتنی دور یا کتنے قریب ہے اور میں یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار بھی نہیں ہوں کیونکہ تم جانو تجسّس نے بلّی کی جان لی تھی۔ ناشتے میں ڈبل روٹی مکھن اور بیئر چل جائے گی"

ہم نے رُکے بغیر ناشتہ کیا اور دس بجے پٹرول بھرنے کے لئے ذرا دیر کے لئے رُک گئے۔ یہ آخری ڈبّا تھا جو میں نے ٹنکی میں خالی کر دیا۔ جب ہم ٹنکی بھر رہے تھے تو ہمارا گزشتہ کل کا دوست نمودار ہوا — وہی امریکن نیوی کا ہیلی کوپٹر۔ اس دفعہ وہ شمال کی طرف سے آیا اور ہمارے اوپر منڈلانے لگا اور اس دفعہ اس نے ہماری طرف کچھ زیادہ توجہ نہ دی۔

میں اسے جنوب کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔

ایلان نے کہا "اس ہیلی کوپٹر نے تو مجھے الجھن میں ڈال رکھا ہے"

"مجھے بھی"

"لیکن تمھیں اتنی الجھن نہ ہوگی جتنی مجھے ہے" وہ بولی "امریکی فوجی ایرکرافٹ عموماً آئس لینڈ پر یوں نہیں پرواز کرتے"

"اب تم نے یہ بات کہی ہے تو اس ہیلی کوپٹر کا بار بار اس طرف آنا عجیب بات ہے۔ کفلاوک میں امریکی فوجوں کی چھاؤنی کی مسلسل موجودگی نے بے چینی کی ایک عام لہر دوڑا دی ہے۔ آئس لینڈ کے زیادہ تر باشندوں کا خیال یہ ہے کہ یہ امریکہ کا غاصبانہ قدم ہے اور یہ کہ اس کی نیت خراب ہے اور کون الزام دے سکتا ہے انھیں؟ امریکی برسرِ اقتدار ہستیاں بے چینی کی اس عام لہر سے بے خبر نہیں ہیں

چنانچہ وہ اس کھنچاؤ کو دور یا کم سے کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور آئس لینڈ میں امریکی بحری بیڑا حتی الامکان خاموش اور بے تعلق رہنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ کسی امریکی ہیلی کوپٹر کا آئس لینڈ کی فضا میں چکر لگانا ایک غیر معمولی بات ہے۔"

ایک ناقابل حل مسئلہ تھا جسے میں نے شانے اچکا کر جھٹک دیا اور ڈبے میں کا آخری قطرہ بھی ٹنکی میں ٹپکانے کی طرف مصروف ہو گیا۔ اس کے بعد ہم پھر روانہ ہو گئے پیچھے نظر کی تو راستہ دور دور تک ویران تھا۔ کوئی ہمارا تعاقب نہ کر رہا تھا۔

اب ہم آخری حصے پر تھے اور اس سڑک پر جو ہر چند کہ ناہموار لیکن سیدھی تھی، جو دریائے جورسا اور اس سلسلۂ کوہ کے درمیان تھی جس کا نام بودراہاں تھا۔ اور نام شاہراہیں صرف ستر کیلومیٹر آگے تھیں بشرطیکہ انہیں ہم شاہراہیں کہہ سکیں۔

لیکن لاوے کے میدانوں کے راستوں اور واہیات لیکوں کے مقابلے میں ہر شاہراہ اور سڑک گویا خلد اور مکمل تھی اور خصوصاً اس وقت تو ان سڑکوں کا تصور خوشگوار معلوم ہوا جب ہماری کار کیچڑ میں پھنس گئی جون کے سفر میں جہاں اور دقتیں ہوتی ہیں وہاں ایک مشکل یہ بھی درپیش ہوتی ہے۔ جون کے مہینے میں میدانوں میں جمی ہوئی سردیوں کی برف پگھل کر ہر راستے اور لیک کو کار کے لئے پھندا بنا دیتی ہے۔ چونکہ ہماری کار لینڈ روور تھی اس لئے کہیں پھنسی تو نہیں البتہ اس کی رفتار کم ہو گئی۔ اور اس صورت میں صرف ایک خیال میری ڈھارس بندھا رہا تھا — یعنی یہ کہ جب کنا کن یہاں پہونچے گا تو وہ بھی اسی مشکل سے دوچار ہو گا۔

گیارہ بجنے ہونی ہوئی — ٹائر ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ یہ اگلا ٹائر پھٹا تھا اور اسٹیرنگ سنبھالنے کے لئے مجھے بڑی زور آزمائی کرنا پڑی اور تب جا کر میں روکنے میں کامیاب ہوا

"آؤ جلدی کرو" میں نے کہا اور پہیا کھولنے کا آلہ اٹھا لیا۔

اگر پنکچر ہو گیا تھا تو اس کے لئے یہ بری جگہ نہ تھی۔ زمین ہموار تھی چنانچہ جیک لگانا مشکل نہ تھا اور یہاں کیچڑ بھی نہ تھی۔ میں نے جیک لگا کر کار کا اگلا حصہ اوپر اٹھایا اور آلے سے وہیل کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ الیاآن کا شانہ چونکہ زخمی تھا اس لئے وہ اس کام میں میری مدد نہ کر سکتی تھی چنانچہ میں نے کہا :۔

" تم ذرا کافی بنا لو ۔۔۔ بدن میں ذرا گرمی آ جائے گی "

میں نے پہیا الگ کیا، اسے ایک طرف لڑھکا دیا اور اس کی جگہ دوسرا زائد پہیا لگا دیا اور اس کام میں دس منٹ لگ گئے ۔۔۔ اور یہ دس منٹ بھی میرے لئے اس علاقے میں اور اس جگہ بہت زیادہ تھے۔ جنوب کی طرف اور آگے بڑھ کر ہم پیچ سڑکوں کی بھول بھلیاں میں اپنے آپ کو گم کر سکتے تھے۔ لیکن ویرانوں کے یہ تنہا راستے نجھے پسند نہ تھے خصوصاً اس صورت میں جبکہ دشمن پیچھے ہی آ رہا ہو۔

میں نے پہیے کا آخری نٹ لگایا اور اس پہیے کا معائنہ کیا جس کا ٹائر پھٹا تھا، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کس چیز نے ٹائر پھاڑ دیا۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا اس نے میرا خون سرد کر دیا۔ میں نے پھٹے ہوئے ٹائر کے دندانے دار سوراخ پر انگلیاں پھیریں اور کوہ بودر آبان کی طرف دیکھا جو راستے کے سامنے تھا اور رات گویا دبوچے ہوئے تھا۔

ایک چیز ۔۔۔ اور صرف ایک چیز ٹائر میں ایسا سوراخ پیدا کر سکتی ہے۔ بندوق کی گولی۔ اور بودر آبان پر کسی جگہ، اس کے کسی شگاف یا غار میں گولی چلانے والا چھپا ہوا تھا اور اس وقت بھی شاید میں اس کی بندوق کی زد میں تھا۔

(۳)

" یہ کتا کہیں کا بچہ ہم سے آگے کیسے نکل گیا؟" یہ پہلا خیال تھا جو مجھے آیا لیکن

یہ کچھ سوچنے اور غور کرنے کا نہیں بلکہ عمل کا وقت تھا۔

پھٹے ہوئے ٹائر والا پہیا اٹھا کر میں نے کار کے بونیٹ پر رکھا اور اس کے پیچ کس دیئے۔ اور جب میں پہیا کھولنے کا آلہ نکال رہا تھا تو کنکھیوں سے پہاڑ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہاں سے پہاڑ تک کم از کم دو سو گز کا کھلا میدان تھا اور گولی چلانے والا کم سے کم دو سو گز — یا ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ دور ہو۔

اور جو آدمی چار سو گز — یعنی پاؤ میل کے فاصلے سے ٹائر اڑا سکتا ہے وہ ظاہر ہے کہ بہترین نشانچی ہوگا۔ اس قدر بہترین کہ وہ جب چاہے مجھے بھی گولی سے اڑا سکتا ہے — لیکن اس نے ایسا کیا نہیں۔ کیوں؟ میں اس کی بندوق کی زد میں تھا کھلے میدان میں تھا اور آسان ہدف تھا۔ اس کے باوجود گولی میری طرف نہیں آئی۔ میں نے آخری نٹ ٹائٹ کیا اور اپنی پیٹھ پہاڑ کی طرف کر دی اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان ایک عجیب طرح کی چبھتی ہوئی سرسراہٹ محسوس کی — یہی وہ جگہ تھی جہاں سے گولی میرے جسم میں داخل ہوگی — اگر اس نے گولی چلائی۔

میں کود کر بونیٹ پر سے اتر آیا اور آلہ اور جیک اٹھایا۔ میں یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے ٹائر پھٹنے کی وجہ میں نہیں جانتا۔ میں بظاہر بے پروا اور بے خوف تھا لیکن میری ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو رہی تھیں لینڈ روور کے عقب میں پہنچ کر میں نے کھلے ہوئے دروازے میں سے اندر دیکھا۔

"کافی کا کیا حال ہے جان؟" میں نے پوچھا۔

"بس تیار ہے" ایلان نے جواب دیا۔

میں اندر گھس کر بیٹھ گیا۔ اس تنگ اور بند جگہ میں بیٹھ کر محفوظ ہونے کا احساس ہوا — اور یہ بس یہی تھا — صرف احساس اور دوسری دفعہ میں نے سوچا کہ کاش لینڈ روور جنگی لاری ہوتی۔ جہاں میں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے اپنے آپ کو نمایاں

گئے اور خود الیان کے دل میں شک پیدا کئے بغیر میں پہاڑ اور اس کی ڈھلانوں کا جائزہ لے سکتا تھا۔ چنانچہ میں ایسا ہی کر رہا تھا۔

اُن سرخ اور بھوری چٹانوں میں کسی نے حرکت نہ کی۔ کسی نے کسی پتھر کی آڑ سے نکل کر اور کھڑے ہو کر نہ تو ہماری طرف ہاتھ ہلایا اور نہ ہی خوشی کا نعرہ لگایا۔ اگر کوئی اب بھی وہاں موجود تھا تو وہ چوہے کی طرح دبکا ہوا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ صحیح طریقہ یہی تھا۔ اگر تم نے کمین گاہ سے کسی پر گولی چلائی ہے تو جہاں ہو وہیں دبکے رہو کیونکہ کیا پتہ سامنے والا جواب میں خود تم پر گولی چلا دے۔

لیکن سوال یہ تھا کہ اب بھی کوئی وہاں تھا؛ اس سوال کا جواب خود میں نے اثبات میں دیا۔ کون ایسا دیوانہ ہوگا کہ صرف ٹائر میں گولی پیوست کر کے اپنے اطمینان سے سیٹی بجاتا وہاں سے چلا جائے؛ — چنانچہ وہ اب بھی وہیں — پہاڑ کے کسی شگاف میں دبکا ہوا تھا اور ہمیں دیکھ رہا تھا اور منتظر تھا۔ لیکن اگر وہ اب بھی وہیں تھا تو پھر اس نے مجھ پر گولی کیوں نہ چلائی؛ صرف ٹائر پھاڑ دینے کا کچھ مطلب نہ تھا — الّا یہ کہ وہ مجھے بے حرکت کر کے آگے بڑھنے سے روک دینا چاہتا ہو۔

میں نے الیان کی طرف دیکھا جو چینی کا مرتبان کھول رہی تھی۔

اگر ایسا ہی تھا — اگر میرا خیال صحیح تھا — تو پھر کناکن کے آدمی دونوں طرف سے آ رہے تھے اور اگر کناکن جانتا تھا کہ میں کہاں ہوں تو پھر یہ انتظام کوئی مشکل نہ تھا — آپ جانئے وائرلیس ایک معجزہ ہے اور اس سے بات چیت کرنا بڑی حیرت انگیز چیز ہے۔ اُس کو — جو پہاڑ کے کسی شگاف میں کہیں چھپا ہوا تھا — مجھے روک دینے کی ہدایت کر دی گئی ہوگی تاکہ کناکن مجھے آ لے اور اس کا مطلب تھا کہ کناکن مجھے مردہ نہیں بلکہ زندہ چاہتا تھا۔

میں سوچنے لگا کہ اگر میں نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کی اور

آگے روانہ ہوا تو کیا ہوگا۔ اغلب یہ تھا کہ دوسری گولی دوسرا ٹائر پھاڑ دے گی۔
لیکن اس سے زیادہ آسان مجھے نشانہ بنانا ہوگا کیونکہ میں سیٹ پر جم کر بیٹھا ہوا ہوں گا۔
چنانچہ وہ کیا کرے گا؛ ٹائر میں سوراخ کردے گا یا میرے جسم میں؟ یہ معلوم کرنے کے
لئے میں بے قرار نہ تھا کیونکہ اس میں خطرہ تھا اور پھر ہم جو زائد پہیئے لے کر چلے تھے انکی
بھی ایک حد تھی اور اس حد کا آخری پہیا میں لگا چکا تھا۔

اس امید کے ساتھ کہ میری یہ دلیل بے بنیاد نہ تھی اب میں اس کی بندوق کی
زد سے نکلنے کی ترکیب پر عمل درآمد کرنے لگا۔ دری کے نیچے سے، جہاں میں نے
اسے چھپایا تھا، میں نے لنڈھام کا ڈنڈا نکالا، اسے اپنی جیب میں رکھا اور کہا

"الیان! آؤ بھئی چلیں اور ...." میری آواز حلق میں پھنس گئی اور میں نے
کھنکھار کر گلا صاف کیا " باہر بیٹھ کر کافی پیتے ہیں"

الیان نے حیرت سے میری طرف دیکھا۔

"لیکن — میرا تو خیال تھا کہ ہم بہت جلدی میں ہیں؟"

"کافی فاصلہ طے کرلیا ہے" میں نے کہا "اور ہم میرے خیال میں اتنے آگے
نکل آئے ہیں کہ ذرا دیر کے لئے یہاں سستا سکتے ہیں۔ میں کافی کی کیتلی اور شکر دان
اٹھائے لیتا ہوں۔ تم کافی کی پیالیاں اٹھالو"

جی تو یہی چاہتا تھا کہ ڈنڈے کے بجائے بندوق اٹھا لیتا لیکن یہ بڑی نمایاں
اور حتمی چیز ہوتی۔ آپ جانئے وہ لوگ، جنھیں کوئی شک نہ ہو، بھری بندوق لے کر کافی
پینے نہیں بیٹھتے۔

میں پچھلے دروازے سے کود کر باہر آیا اور الیان نے کافی کی کیتلی اور شکر دانی
مجھے پکڑا دی۔ یہ دونوں چیزیں میں نے عقبی بمپر پر رکھ دیں اور پھر سہارا دے کر
الیان کو نیچے اتارا۔ اس کا دایاں ہاتھ اب بھی جھولی میں تھا لیکن وہ بائیں ہاتھ سے

پیمانیاں اور چمچے اٹھا سکتی تھی۔ میں نے کافی کی کیتلی بلند کی اور پہاڑ کی طرف رُخ کرکے ہلائی۔

"آؤ۔ وہاں چلیں۔ ان چٹانوں کے سائے میں" اور الیان کو کچھ کہنے کا وقت دیے بغیر اس طرف چل دیا۔

اور ہم کھلے میدان میں، پہاڑ کی طرف چلے، بظاہر بے خوف۔ میرے ایک ہاتھ میں کافی کی کیتلی تھی اور دوسرے میں شکردان ـــــ معصومیت کی مکمل تصویر۔ اور ان دو چیزوں کے علاوہ میرے پاس دو چیزیں اور بھی تھیں۔ ایک تو میرا چاقو ساجان دو نٹ جو میرے بائیں پیر کے موزے میں اُڑسا ہوا تھا اور دوسرا ڈنڈا جو میری جیب میں تھا۔ لیکن یہ دونوں چیزیں "ظاہر" نہ تھیں۔ ہم پہاڑ کے قریب پہونچے تو سامنے ایک چھوٹی سی چٹان آگئی اور میں نے سوچا کہ اب اوپر بیٹھے ہوئے ہمارے دوست کو فکر لاحق ہوگئی ہوگی کیونکہ چند لمحوں بعد ہی ہم اس کی نظر سے اوجھل ہو جائیں گے اور ہمیں اپنی نگاہ میں رکھنے کے لئے اُسے ذرا آگے کی طرف جھکنا پڑے گا۔

میں الیان کی طرف یوں گھوما جیسے اس سے کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن پھر فوراً ہی واپس گھوم کر نظریں اوپر اٹھا دیں۔ اوپر کوئی دکھائی نہ دیا لیکن میری اس ترکیب اور پھرتی کا صلہ یہ ملا کہ کوئی چیز چمکتی نظر آگئی ـــ کسی چیز کا عکس جو کچھ بجھی نہ چمک رہا تھا۔ یہ سورج کی شعاعیں ہو سکتی تھیں جو لاوے کی شیشے جیسی تہہ پر چمک رہی ہوں ـــ لیکن میرے خیال میں ایسا نہ تھا۔ لاوا اپنی مرضی سے یوں اچھلتا کودتا نہیں ـــــ میرا مطلب ہے جب وہ سرد ہو کر پتھر بن گیا ہو۔

جہاں وہ روشنی جگمگائی اور لرزی تھی اس جگہ کو میں نے ذہن نشین کر لیا۔ اور دوبارہ اوپر نظر کئے بغیر آگے بڑھ گیا اور ہم اس چٹان کے قدموں میں پہونچ گئے جو کوئی بیس فٹ بلند تھی۔ یہاں چھدرے چھدرے برچ اُگے ہوئے تھے۔

وہ خاص ملدار درخت جن کی چھال چکنی اور پتے چکنے ہوتے ہیں اور ان میں کسی درخت کی بھی بلندی ایک فٹ سے زیادہ نہ تھی۔ ایک صاف جگہ تلاش کر کے میں نے کافی کی کیتلی اور شکردان رکھا اور پھر میں بھی بیٹھ گیا اور سامان دو فٹ نکالنے کے لئے پتلون کا پائنچہ اوپر چڑھایا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" الیانؔ نے قریب آکر پوچھا۔

میں نے کہا "اب تم مارے خوف کے جامے سے باہر نہ ہو جاؤ تو ایک بات کہوں۔ ہمارے پیچھے پہاڑ پر ایک حضرت چھپے ہوئے ہیں جنھوں نے ہماری کار کے ٹائر میں اپنی بندوق کی گولی سے سوراخ کر دیا ہے"

الیان بت بنی میری صورت تکنے لگی۔ میں نے کہا:۔

"وہ ہمیں یہاں دیکھ نہیں سکتا لیکن میرے خیال میں یہ بات اس کے لئے باعث پریشانی نہیں ہے۔ وہ صرف یہ کرنا چاہتا ہے کہ کنگن کے پہونچنے تک ہمیں روک رکھے اور یہ کام وہ بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ جب تک ہماری کار اس کی نگاہ کی زد میں ہے تب تک وہ مطمئن ہے کہ ہم یہیں ہیں"

میں نے چاقو اپنے پتلون کے پٹکے میں اڑس لیا۔

الیانؔ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

"یقین سے کہہ رہے ہو؟" اُس نے پوچھا۔

"سو فی صد۔ ٹائر کے، خصوصاً نئے ٹائر کے پہلو میں ایسا پنکچر نہیں ہو سکتا" میں اٹھ کھڑا ہوا اور پہاڑ کی طرف دیکھنے لگا "میں اس حرامی کی مزاج پرسی کو جا رہا ہوں اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے" اور میں نے چٹان کے سرے پر ایک شگاف کی طرف اشارہ کیا۔ یہ ایک چار فٹ اونچی دراڑ تھی۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں چلی جاؤ اور وہاں سے اس وقت تک جنبش نہ کرنا

جب تک کہ میں تمھیں آواز نہ دوں ۔ اور پہلے اطمینان کر لینا کہ یہ میری ہی آواز ہے۔"

"اور اگر تم واپس نہ آئے تو؟" الیاآن نے سادگی سے پوچھا۔

الیاآن بڑی حقیقت پسند تھی۔ میں نے اس کے جذبات سے عاری چہرے کی طرف دیکھا اور کہا:۔

"اگر ایسا ہو اور دوسرا کچھ نہ ہو تو اندھیرا اترنے تک اس شگاف میں ہی دبکی رہنا اور پھر نسیڈر دور کی طرف بھاگنا اور اس میں سوار ہو کر یہاں سے نکل جانا۔ اس کے برخلاف اگر کناگن نمودار ہو تو اس کے راستے میں نہ آنا اور ایسا تم اس کی نظروں سے اوجھل رہ کر کر سکتی ہو" میں نے شانے اچکائے "لیکن میں واپس آنے کی کوشش کروں گا"

"لیکن ۔ وہاں ۔ اوپر ۔ جانا ضروری ہے کیا؟"

"الیاآن!" میں نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا "یہاں پھنس گئے ہیں۔ جب تک وہ مسخرہ لینڈر دور پر نظر رکھے ہوئے ہے ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ اس صورت میں بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ کناگن کے یہاں پہونچنے کا انتظار کروں اور پھر اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دوں؟"

"لیکن تم مسلح نہیں ہو؟"

میں نے چاقو کا دستہ تھپتھپایا۔

"یہ جو ہے" میں نے کہا "کام چل جائے گا۔ اچھا۔ اب جیسا میں کہتا ہوں ۔ کرو"

اور میں اسے چٹان کے سرے تک لے گیا اور اسے اس شگاف میں بٹھا دیا۔ صاف ظاہر تھا کہ الیاآن بچاری اس شگاف میں آرام سے اور پھیل کر بیٹھ نہ سکے گی۔ یہ شگاف صرف ڈیڑھ فٹ چوڑا اور چار فٹ اونچا تھا چنانچہ وہ سکڑ سمٹ کر بیٹھ گئی۔ بیٹک وہ بے آرام تھی لیکن دنیا میں بے آرامی سے بدتر چیزیں بھی تو ہیں۔

اس طرف سے مطمئن ہو کر میں اس پر غور کرنے لگا کہ مجھے کیا کرنا تھا۔
پہاڑ پر بے شمار گہری نالیاں سی تھیں جو پانی نے نرم چٹان کاٹ کر بنا دی تھیں اور ان نالیوں کے ذریعہ آسانی سے اوپر چڑھا جا سکتا تھا اور اس طرح کہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکتا تھا۔ میں چنانچہ اس جگہ پہونچنا چاہتا تھا جہاں میں نے کسی چیز کی چمک دیکھی تھی جنگ میں --- اور یہ جنگ ہی تھی --- جو بلند مقام پر ہوتا ہے فائدے میں اور محفوظ رہتا ہے۔

اور میں چل پڑا۔

پتھروں اور چٹانوں کی اوٹ میں دبکتا ہوا میں بائیں طرف بڑھا۔ ایک بیس گز لمبی نالی تھی اس طرف لیکن اس میں ہو کر اوپر چڑھنا میں نے پسند نہ کیا کیونکہ جانتا تھا کہ یہ چوٹی تک نہیں پہونچی بلکہ اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دوسری نالی بہتر تھی کیونکہ وہ تقریباً چوٹی تک جاتی تھی۔ چنانچہ میں اس نالی میں پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا۔

جب میں فوجی ٹریننگ لے رہا تھا تو ہمیں پہاڑوں پر چڑھنا بھی سکھایا جا رہا تھا اور تب میرے استاد نے بڑی عاقلانہ ہدایت دی تھی "پہاڑ پر چڑھنا ہو یا اترنا ہو کبھی وہ راستہ اختیار نہ کرو جو پانی نے بنایا ہو اور نہ اس راستے کو پسند کرو جہاں چشمہ ہو"۔ اور اس ہدایت کو سمجھانے کے لئے جو دلیل دی گئی وہ بڑی منطقی اور دل کو لگتی تھی۔ پانی پہاڑ یا ٹیلے یا بلندی پر سے اترنے کے لئے آسان ترین راستہ پسند کرتا ہے اور وہ ہوتا ہے عمودی راستہ۔ عام حالات میں پہاڑ پر چڑھنے والے پانی کے راستوں سے ہٹ کر اس طرف سے چڑھائی شروع کرتے جس طرف نالیاں اور شگاف اور دراڑیں نہ ہوں۔ اس کے برعکس "غیر معمولی حالات" میں اوپر چڑھنے کے لئے پہاڑ کا وہ پہلو ہی پسند کرتا ہے جس پر زیادہ سے زیادہ نالے نالیاں شگاف اور دراڑیں ہوں --- کیونکہ اگر ایسا نہ ہو۔ اگر وہ آسان راہ اختیار کرے اور ایک آدھ گولی کہیں سے آ کر اس کی کھوپڑی اڑا دے اور اس کا بھیجہ چٹان پر بکھر جائے۔

اس نالے کے کنارے، پہاڑ کے دامن نے نیچے میں، تقریباً دس فٹ بلند تھے چنانچہ یہاں تو دیکھے جانے کا خطرہ نہ تھا لیکن اوپر پہونچ کر نالہ اتھلا ہو گیا تھا اور دو سرے سرے پر تو اس کی گہرائی صرف دو فٹ رہ گئی تھی چنانچہ اب میں سانپ کی طرح پیٹ کے بل رینگتا ہوا اوپر چڑھ رہا تھا۔ جب میں اپنے اندازے کے مطابق گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن سے اوپر پہونچ گیا تو میں نے رک کر نالے کے ایک کافی بڑے پتھر کے پیچھے سے احتیاط سے سر نکال کر مقام کا جائزہ لیا۔

بہت نیچے اور دور راستے پر میری لینڈ روور پڑا تھا اور سیاہی سی نظر آرہی تھی۔ میرے دائیں طرف اور مجھ سے کوئی دو سو فٹ دور اور کچھ نیچے وہ جگہ تھی جہاں میرے اندازے کے مطابق وہ گولی چلانے والا چھپا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ نہ سکتا تھا کیونکہ پہاڑ ریتیلی کھال پر جگہ جگہ بڑے بڑے پتھر جا بجا پھوڑوں اور مہاسوں کی طرح ابھرے ہوئے تھے۔ اور یہ پتھر میرے لئے ایک رحمت تھے کیونکہ اگر میں دشمن کو نہ دیکھ سکتا تھا تو یقیناً وہ بھی مجھے نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور دشمن کے قریب پہونچنے کے لئے پتھروں کے ایسے ہی پردے کی مجھے ضرورت تھی۔

لیکن میں دیوانہ وار یا بے تابانہ آگے نہ بڑھا کیونکہ مجھے یقین نہ سہی شک ضرور تھا کہ دشمن ایک سے زیادہ ہوں گے۔ ہو سکتا تھا کہ وہ پورے ایک درجن ہوں اور ادھر ادھر پتھروں کے پیچھے چھپے ہوئے ہوں۔ چنانچہ میں جہاں تھا وہیں دبکا اپنا دم درست کرتا اور حد نظر میں آتی ہوئی ہر چٹان اور ہر پتھر کا بغور معائنہ کرتا رہا۔

ہر طرف بے جانی تھی۔ کسی طرف کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی چنانچہ میں نالے میں سے نکل آیا اور بدستور پیٹ کے بل رینگتا پتھروں کی طرف بڑھا۔ میں پتھروں تک پہونچ گیا دم لینے کے لئے رکا اور کان لگا کر سننے لگا۔ صرف ایک آواز سنائی دی۔ دریا کی گنگناہٹ جو دور سے آرہی تھی۔ میں آگے رینگا۔ اب میں پتھروں کا چکر کاٹ رہا اور ڈھلان

چڑھ رہا تھا اور اب میرے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔

ایک پتھر کے پیچھے سے میں نے سر نکال کر دیکھا تو وہ مجھے نظر آگئے وہ دو تھے اور جیسا کہ میرا خیال تھا چٹان کے ایک شگاف میں تھے۔ ان میں سے ایک رائفل لئے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا اور رائفل کی نالی تہہ کر کے رکھے ہوئے جاکٹ پر ٹکی ہوئی تھی۔ دوسرا ذرا اندر کی طرف بیٹھا "واکی ٹاکی" وائرلیس کے کان مروڑ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں میں ایک سگار دبا ہوا تھا جو سلگایا نہ گیا تھا۔

میں نے اپنا سر پتھر کے پیچھے کر لیا اور صورت حال پر غور کرنے لگا۔ ایک آدمی سے تو میں نپٹ سکتا تھا لیکن دو آدمیوں کا معاملہ ذرا ٹیڑھا تھا خصوصاً اس صورت میں کہ میرے پاس بارودی ہتھیار کی قسم سے کوئی چیز نہ تھی۔ میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ آواز کئے بغیر۔ اور ایک مناسب جگہ تلاش کر لی جہاں سے میں نظر آئے بغیر اطمینان سے سامنے دیکھ سکتا تھا۔ دو پتھر آپس میں اس طرح ملے ہوئے تھے کہ ان کے درمیان ایک انچ کی دراڑ چھٹی ہوئی تھی اور یہ دراڑ میرے لئے ایک عمدہ روزن کا کام دے رہی تھی۔

وہ آدمی جس کے پاس بندوق تھی، یعنی جو بندوق لئے بیٹھا تھا بے حد پرسکون اور ہوشیار معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ میں سمجھ سکتا تھا کہ وہ ایک ماہر شکاری تھا اور اس طرح پہاڑ پر گھنٹوں صبر و سکون سے بیٹھنے اور شکار کے بندوق کی زد میں آنے کا انتظار کرنے کا عادی۔ دوسرا آدمی بے چین طبیعت کا مالک تھا۔ وہ بار بار پہلو بدل رہا تھا، وہ کھجلا رہا تھا، ران پر بیٹھے ہوئے کسی کیڑے کو تھپڑ سے مار رہا تھا اور وائرلیس کے کان مروڑ رہا تھا۔

پہاڑ کے دامن میں میں نے کسی چیز کو حرکت کرتے دیکھا تو اپنا سانس روک لیا۔ بندوق والے کی نظر بھی اس پر پڑی اور وہ سنبھلا تو میں نے دیکھا کہ اس کے پٹھے تن کر حرکت میں آنے کے لئے تیار ہو گئے اور وہ الیان تھی۔ وہ چٹان کے محفوظ سائے سے نکل کر لینڈ روور کی طرف چلی۔

میں نے دل ہی دل میں ایک گالی بکی اور سوچنے لگا کہ وہ کیا حماقت کر رہی تھی۔
ادھر بندوق والے نے بندوق کا دستہ اپنے شانے سے لگا دیا اور الیان کو زد میں لے لیا
بندوق کی نالی الیان کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہی تھی اور بندوق والا اپنی آنکھ بندوق
پر لگی دوربین سے لگائے الیان پر نشست باندھے ہوئے تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا
کہ اگر اس نے لبلبی دبائی تو میں اسی وقت اس سرامی پر چھلانگ لگا دوں گا اور پھر
جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

الیان لینڈ روور تک پہونچ گئی اور اندر داخل ہو گئی۔ ایک ہی منٹ بعد وہ باہر
آئی اور چٹان کی طرف آنے لگی۔ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد اس نے پکار کر کچھ کہا
اور کوئی چیز اچھال دی۔ میں اتنی دور تھا کہ دیکھ نہ سکا کہ وہ کیا چیز تھی لیکن اندازاً
معلوم کیا کہ وہ شاید سگریٹ کا پیکٹ تھا۔ بندوق والے مسخرے نے تو دیکھ ہی لیا
ہو گا کہ وہ کیا چیز تھی۔ کیونکہ اس کی بندوق پر بہت بڑی دوربین لگی ہوئی تھی۔ اتنی
بڑی دوربین میں نے پہلے کبھی کسی بندوق پر نہ دیکھی تھی۔

چٹان کے سائے میں پہونچ کر الیان نظروں سے اوجھل ہو گئی اور میں نے اپنا
رکا ہوا سانس چھوڑ دیا۔ الیان نے یہ حرکت دانستہ طور پر کی تھی۔ دشمن کو یہ
یقین دلانے کے لئے کہ میں اب بھی چٹان کے قدموں میں ہی تھا — ہرچند کہ انھیں
نظر نہ آ رہا تھا — اس نے یہ ناٹک کھیلا تھا۔ اور الیان کی یہ ترکیب کامیاب
رہی۔ بندوق والے نے اپنے پٹھے ڈھیلے چھوڑ دیے اور گھوم کر اپنے ساتھی
سے کچھ کہا۔ میں سُن نہ سکا کہ اس نے کیا کہا کیونکہ اس نے بہت نیچی آواز میں کہا
تھا البتہ اس دوسرے بے چین طبیعت والے نے ایک قہقہہ لگایا۔

ہائرنیس اس کی حکم عدولی کر رہا تھا اور وہ کرک نہ دیتا تھا جو وہ کروانا چاہتا
تھا۔ چنانچہ اس نے ایریل کا چابک اور بھی کھینچ کر لمبا کیا، سوئچ اوپر نیچے کئے اور

ناب گھمانے لگا اور پھر ایک طرف کائی پر پھینک دیا۔ اس نے بندوق والے سے کچھ کہکر اوپر کی طرف اشارہ کیا اور بندوق والے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اٹھا اور پلٹ کر اوپر چڑھنے لگا میری طرف آنے لگا۔

جس طرف وہ آ رہا تھا اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانے کے بعد مجھے اس جگہ کی تلاش ہوئی جہاں میں گھات لگا کر اسے دبوچ سکتا تھا۔ میرے عین پیچھے تین فٹ اونچا ایک پتھر تھا۔ چنانچہ میں اپنے روزن کے سامنے سے ہٹ کر اس پتھر کے پیچھے کود گیا اور ڈنڈا مضبوطی سے پکڑ کر منتظر اور حملے کے لئے تیار بیٹھ گیا۔ میں اسے آتے سن رہا تھا کیونکہ وہ خاموشی سے چلنے کی کوشش نہ کر رہا تھا۔ اس کے جوتے پتھروں پر بج رہے تھے اور ایک دفعہ کنکریوں کے گرنے کی آواز سنائی دی اور آنے والے نے گالی بک دی۔ شاید اس کا پیر پھسل گیا تھا۔ اور پھر سورج کی روشنی کو جیسے کاٹ دیا گیا اور آنے والا سایہ مجھ پر پڑا اور تب میں اس کے عین پیچھے اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس کی کھوپڑی پر ڈنڈا رسید کر دیا۔

اب بات یہ ہے کہ سر پر کی چوٹ کے متعلق بڑی احمقانہ قسم کی باتیں مشہور ہیں اور فلم والوں کا تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک سر کی چوٹ ہسپتال میں مریض کو بیہوش کرنے کے لئے دیئے جانے والے کلوروفارم یا اناستھاسیہ کا اثر رکھتی ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ سر پر چوٹ لگ جائے یا ضرب لگائی جائے تو چوٹ کھانے والا حواس باختہ ہو کر چکرا جاتا ہے یا گھڑی بھر کے لئے بیہوش ہو کر پھر ہوش میں آ جاتا ہے اور سر میں ہلکے ہلکے درد کی شکایت کرتا ہے اور بس۔ اس کے برخلاف ہسپتال میں وقت مقرر ہوتا ہے کہ اتنی دیر تک مریض کو بیہوش رکھا جائے اور اس کے لئے ہر ترکیب اور ضروری آلات موجود ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ڈنڈا ان سائنسی آلات کی غرض پوری نہیں کر سکتا۔

چنانچہ ڈنڈے کے ذریعے بیہوشی طاری یوں کی جا سکتی ہے کہ اس کی ضرب بڑے زور سے کھوپڑی پر پڑے اور اس کا اثر — یعنی ضرب کا — کھوپڑی کے اثاثے یعنی

دماغ پر بھی ہو جائے۔ اس اثر — یعنی ڈنڈے اور کھوپڑی کے وصل کے مختلف نتائج ظاہر ہوتے ہیں — بیہوشی سے لے کر موت تک واقع ہو سکتی ہے اور اس کا انحصار ضرب کھانے والے کی کھوپڑی یا خود اس کی قوت پر ہے۔ چنانچہ وہی پُر قوت ضرب جو ایک آدمی کی جان لے سکتی ہے، دوسرے کو صرف بیہوش کر سکتی ہے، —————— اور یہ تو کسی طور پر پیشگی معلوم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ کون بیہوش ہوگا اور کون جاں بحق۔ چنانچہ جب تک ضرب لگائی نہ جائے آپ کہہ ہی نہیں سکتے کہ آپ نے "مضروب" کو بیہوش کیا ہے یا ٹھنڈے ٹھنڈے اس دنیا سے رخصت کر دیا ہے۔ قدرت کے کھیل نیارے ہیں۔

میں ظاہر ہے کہ یہ اندازے لگانے یا کسی جنتی قسم کا رحم دلانہ رغبت سے خود اپنے آپ کو پھنسانے کے موڈ میں نہ تھا چنانچہ میں نے پوری قوت سے ڈنڈا چلایا فوراً ہی اس کے گھٹنے بے جان ہو کر مڑے اور وہ خود ڈھیر ہوگیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ "دھڑام" سے گرتا میں نے لپک کر اسے تھام لیا۔ میں نے اسے آہستہ سے چت لٹا دیا۔ آہستہ سے جلا سگار اس کے منہ سے لٹکنے لگا۔ اس کا سرا چبا لیا گیا تھا اور اس سے ٹپکتا ہوا خون اس حقیقت کو ظاہر کر رہا تھا کہ اس کی زبان دانتوں کے درمیان آکر کٹ گئی ہے۔

اس کا سانس اب تک چل رہا تھا۔

میں نے اس کی جیبوں پر ہاتھ مارنے شروع کئے اور فوراً ہی میرے ہاتھ سے ٹھوس چیز ٹکرائی جسے میں چھو کر بھی پہچان سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول باہر نکال لیا یہ پوائنٹ ۳۸ کا اسمتھ اینڈ ویسن آٹومیٹک ریوالور تھا۔ لہٰذا تمام سے جو میں نے حاصل کیا تھا اس کا جڑواں نہیں تھا میگزین کھول کر دیکھا کہ پستول بھرا ہوا تھا یا نہیں اور پھر گولی بریچ میں لے آیا۔

میرے قدموں میں پڑا ہوا آدمی اگر ہوش میں آگیا تو یہ کسی کے کچھ کام کا نہ ہوگا اس کا مجھے یقین تھا چنانچہ اس کی جانب سے مجھے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اب مجھے صرف یہ کرنا تھا

کہ بندوق والے حضرت کی مزاج پرسی کی جائے۔ چنانچہ یہ دیکھنے کے لئے کہ شکاری صاحب کیا کر رہے ہیں اسی وقت میں واپس اپنے "روزن" کے پیچھے آ گیا۔

وہ وہی کر رہا تھا جو اس وقت کر رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا تھا۔ یعنی بڑے صبر و سکون سے لینڈ رووَر پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

میں اٹھا اور شگاف میں اتر آیا۔ پستول میرے ہاتھ میں تھا اور شہادت کی انگلی لبلبی پر جمی ہوئی تھی اور اس دفعہ میں خاموشی سے چلنے کی کوشش نہ کر رہا تھا کیونکہ اب خاموشی کے بہ نسبت پھرتی اور تیزی ضروری تھی اور میرا خیال تھا کہ اگر میں بے احتیاط سے اور دبک کر اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو وہ چوکنا ہو جائے گا۔

اس نے میری طرف سر گھمانا بھی ضروری نہ سمجھا بلکہ سپاٹ آواز اور مغربی بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا:۔

"کچھ بھول گئے — جو؟"

اس سے پہلے کہ حیرت سے میرا منہ کھل جاتا میں نے اپنے نچلے جبڑے پر قابو حاصل کر کے اُسے سنبھالا۔ مجھے توقع تھی کہ روسی ہوگا۔ لیکن امریکن — سراسر خلافِ توقع۔ لیکن قومیت پر غور و خوض کرنے کا نہ موقع تھا اور نہ وقت — جو تم پر گولی چلائے وہ لامحالہ حرام کا جنا ہوتا ہے — سو فی صد حرامی — پھر وہ روسی حرامی ہو یا امریکی حرامی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ میں نے کڑک کر کہا:۔

"گھوم جاؤ اس طرف — لیکن رائفل کو وہیں چھوڑ دو جہاں وہ ہے ورنہ تمہارے مقدس جسم میں ایک بارودی سوراخ ہوگا"

وہ ایک دم سے بت بن گیا۔ البتہ اس کے بدن کا ایک حصہ آہستہ آہستہ میری طرف گھوم گیا اس کا سر۔ اس کی آنکھیں کانچ کی نیلی گولیوں کی سی تھیں اور ستے ہوئے کرخت چہرے میں جڑی ہوئی تھیں — اور وہ بے حد خطرناک آدمی معلوم

ہوتا تھا۔

"ایسی کی تیسی" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تم نے بندوق پر سے ہاتھ نہ اٹھائے تو حقیقت میں تمھاری ایسی کی تیسی ہو جائے گی" میں نے کہا "اپنے دونوں بازو پھیلا دو — اس طرح جیسے تمھیں صلیب پر لٹکا دیا گیا ہو"

اس نے میرے ہاتھ میں پستول کی طرف دیکھا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دئے یوں دونوں ہاتھ پھیلا کر بیٹھے یا لیٹے ہوئے آدمی کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جانا مشکل تھا۔

"رچو کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے" میں نے جواب دیا۔

اور پھر میں نے آگے بڑھ کر پستول کی نالی اس کی گدی پر رکھ دی تو وہ ذرا کانپ گیا۔ لیکن اس کا کچھ مطلب نہ تھا۔ یہ خوف کی کپکپی نہ تھی۔ جب الیانا میری گدی پر اپنے ہونٹ رکھ دیتی تھی تو مجھے بھی کپکپی آجاتی تھی۔

"انگلی بھی ہلائی ہے تو تمھاری بات تم جانو" میں نے کہا اور جھک کر بندوق اٹھالی اس وقت تو اسے ٹھیک سے دیکھنے کا وقت نہ تھا لیکن بعد میں میں نے اس کا معائنہ کیا تو اعتراف کیا کہ یہ ایک عجیب اور زبردست ہتھیار تھا۔ اس کی نسل کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ یعنی یہ بندوق نجیب الطرفین نہ تھی۔ اس کی زندگی کی ابتدا غالباً برائے نگ سے ہوئی تھی لیکن بعد میں اس میں ایسی اصلاحیں اور اضافے کئے گئے تھے کہ یہ عجیب چیز بن گئی تھی مثلاً اس کا کندہ منقش تھا اور اس میں ایک سوراخ تھا کہ بندوق چلانے والا اس میں اپنا انگوٹھا پھنسا سکے اور ایسی ہی بہت سی جدید اصلاحیں کی گئی تھیں۔ یہ بندوق اس کلھاڑے کی طرح تھی جس کے متعلق اس کے مالک نے کہا تھا "میرے پاس میرے دادا کا کلھاڑا ہے۔ اس کا پھل تو میرے ابا جان نے بدل دیا اور جب یہ مجھے وراثت میں ملا تو اس کا نیا

دستہ میں نے لگایا"

چنانچہ اب جو چیز تھی وہ تھی ایک نہایت ہی "دور مار" اور مہلک رائفل جو کسی بھی پیشہ ور جلاد کے لئے خزانے سے بڑھ کر تھی۔ اور یہ بولٹ ایکشن بھی تھی کیونکہ یہ اس آدمی کے لئے ہے جو احتیاط سے اپنا شکار منتخب کرتا ہے اور پہلی گولی کے بعد دوسری گولی چلانا غیر ضروری سمجھتا ہے۔ اس کے چیمبر میں پائنٹ تین سو چھپتر میگنم کا کارتوس ہے اور گولی اس زور و قوت سے نکلتی ہے ۔ تین سو گرین کی گولی، کہ دوڑتے ہاتھی کو کسی طرف سے بھی گرا دے۔ یہ بندوق ماہر ہاتھوں میں ہو تو نصف میل تک گولی پھینک سکتی ہے اور اگر ہوا اور روشنی مناسب ہو تو اتنی دور کھڑے ہوئے کسی بھی انسان کی زندگی کا چراغ بجھا سکتی ہے۔

مزید برآں بندوقچی کی مدد کے لئے اس پر ایک حیرت انگیز جناتی دوربین لگی ہوئی تھی جس کے شیشے پر آڑے اور ترچھے اور کھڑے نقطے بنے ہوئے تھے جو مختلف فاصلوں کے شکار کو زد میں لے کر شست باندھنے کے لئے تھے۔ اس پوری طرح سے "مسلح" بندوق کو چلانے کے لئے بندوقچی کے اعصاب کا آہنی ہونا ضروری تھا یا اس کے سرے سے اعصاب نہ ہی ہوں تو اور بھی اچھا ہے اور اس کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ نہ وہ کانپے اور نہ اس کے ہاتھ کانپیں اور پھر اس کی نالی کو ٹکانے کے لئے مضبوط "گھوڑی" یا "ٹیکن" کا ہونا ضروری تھا۔

یہ نہایت ہی مہلک قسم کی بے حد مکمل بندوق تھی۔

میں بندوق لے کر سیدھا کھڑا ہوا اور رائفل کی نالی اپنے دوست کی ریڑھ کی ہڈی پر رکھ دی۔

"اپنی ریڑھ کی ہڈی پر تم جو محسوس کر رہے ہو یہ خود تمہاری رائفل کی نالی ہے" میں نے اُسے مطلع کیا "اور مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اگر میں نے لبلبی دبائی تو کیا ہوگا؛ کیونکہ خود تم اپنی بندوق کے مزاج سے واقف ہو"

اس کا چہرہ ذرا سا گھوما ہوا تھا چنانچہ میں اس پر پسینے کی چمک دیکھ سکتا تھا۔ خطرے کو سمجھنے کے لئے اسے کچھ بھی تصور کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ ایک ماہر کاریگر کی طرح اپنے ہتھیار سے واقف تھا چنانچہ جانتا تھا کہ کیا ہوگا —— پانچ ہزار فٹ پونڈ کا خطرہ حرکت اس کے بدن کے چیتھڑے اڑا دے گا۔

"کناکن کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"کون؟"

"بچّے نہ بنو" میں نے کہا "میں پھر پوچھتا ہوں کناکن کہاں ہے؟"

"میں کسی کناکن کو نہیں جانتا" اس نے بھنچی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ اسے بولنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا اور اس کا ایک گال زمین پر ٹکا ہوا تھا۔

"پھر سوچو"

"میں کہہ چکا کہ میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔ میں تو صرف حکم بجا لا رہا تھا"

"ہاں" میں نے کہا "تم نے مجھ پر گولی چلائی تھی؟"

"نہیں" اس نے جلدی سے کہا "تمھاری گاڑی کے ٹائر پر گولی چلائی تھی تبھی تو اس کا یہ ہے کہ تم اس وقت زندہ ہو۔ حالانکہ میں چاہتا تو تمھیں گرا سکتا تھا"

میں نے لینڈ روور کی طرف دیکھا۔ بے شک اس نے سچ کہا تھا۔ اگر یہ چاہتا تو مجھے آسانی سے مار سکتا تھا۔

"تو تمھیں مجھے یہاں روک لینے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اچھا۔ پھر کیا؟"

"پھر کچھ نہیں"

میں نے اس کی ریڑھ کی ہڈّی پر بندوق کی نالی کا دباؤ ڈالا۔

"تم اس سے بہتر جواب دے سکتے ہو۔" میں نے کہا۔

"مجھے کسی کے آنے تک یہیں بیٹھنا تھا اور پھر اس کے آ جانے کے بعد یہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلے جانا تھا"

"اور یہ "کسی" کون ہے؟"

"میں نہیں جانتا ۔۔۔ یہ مجھے نہیں بتایا گیا"

یہ جواب اور اس کی یہ بات بچکانہ تھی اور اس حد تک کہ اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" میں نے پوچھا۔

"جان اسمتھ"

میں مسکرایا اور میں نے کہا:۔

"اچھا جونی بیٹے! رینگنا شروع کرو ۔۔۔ پیچھے کی طرف اور آہستہ آہستہ اور اگر مجھے تمہارے پیٹ اور زمین کے درمیان آدھے انچ سے زیادہ فاصلہ نظر آیا تو تمہاری بندوق کی گولی تمہارے ہی جسم کے پرخچے اڑا دے گی"

اور بڑی مشکل سے اور بڑی کوشش سے پیچھے کی طرف رینگنے لگا۔ جب وہ کنارے سے دور ہو کر شگاف کے اندر پہونچ گیا تو میں نے اسے روک دیا۔ میرا جی تو بہت چاہتا تھا کہ اس سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رکھوں میں یہ سلسلہ ختم کرنے پر مجبور تھا کیونکہ اس میں وقت ضائع ہوتا تھا۔

میں نے کہا "جونی بیٹے! میں بہت جلد گھبرا جاتا ہوں اور گھبراہٹ میں الٹی سیدھی حرکت کر بیٹھتا ہوں چنانچہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خود کوئی الٹی سیدھی حرکت نہ کرو اور جس طرح ہو بس اسی طرح پڑے رہو"

میں گھوم کر اس طرف آ گیا جس طرف اس کا منہ نہ تھا اور وہ مجھے دیکھ نہ سکتا

تھا۔ میں نے بندوق نالی کی طرف سے پکڑ کر اٹھائی اور گھما کر اس کے کندے کی ضرب اس کی کھوپڑی کے پچھلے حصّے پر لگائی۔ ایسے عمدہ بندوقچی کے ساتھ میرا یہ سلوک قابلِ سرزنش تھا اور اس کے لئے خود میرا دل جلتا تھا لیکن میں مجبور تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز میرے پاس تھی نہیں۔ بندوق کا کندہ ڈنڈے سے زیادہ سخت اور مضبوط تھا چنانچہ میں نے نہایت افسوس کے ساتھ فیصلہ کیا کہ میں نے اس کی کھوپڑی میں "فریکچر" کر دیا تھا۔ بہرحال اب جوئی مجھے پریشان کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر وہ جاکٹ اٹھائی جسے وہ بندوق کی ٹیکن کے طور پر استعمال کر رہا تھا۔ کافی وزنی جاکٹ تھی۔ میرا خیال تھا کہ اس میں پستول ہوگا لیکن یہ بوجھل پن رائفل کے کارتوسوں کے بھرے بکس کی وجہ سے تھا۔ جاکٹ کے قریب دوسرا بکس تھا۔ یہ کھلا ہوا تھا۔ دونوں ہی بکسوں پر کمپنی کے لیبل نہ تھے۔

میں نے بندوق کا معائنہ کیا۔ میگزین میں پانچ راؤنڈ سما سکتے تھے اور اس وقت اس میں چار تھے۔ ایک سے میری کار کا ٹائر اڑایا گیا تھا۔ ایک راؤنڈ بیچ میں تھا' چھوڑے جانے کے لئے تیار اور کھلے ہوئے بکس میں انیس راؤنڈ تھے۔ مسٹر جان اسمتھ اوّل درجے کا پیشہ ور بندوقچی تھا۔ اس نے میگزین بھر لیا تھا' ایک بریچ میں پھنسا دیا تھا اور میگزین نکال کر اس میں دوسرا راؤنڈ رکھ دیا تھا۔ اس طرح اس کے پاس پانچ کے بجائے چھ راؤنڈ تھے' یعنی تیار۔ یہ بات نہ تھی کہ اُسے چھ راؤنڈز کی ضرورت تھی — اس نے بھاگتی ہوئی کار کا ایک ٹائر چار ہزار گز کے فاصلے سے صرف ایک شوٹ میں اُڑا دیا تھا۔

بے شک وہ سو فی صد پیشہ ور تھا۔ لیکن اس کا نام اسمتھ نہ تھا کیونکہ اس کی جیب میں جو پاسپورٹ تھا اس میں "وینڈل جارج فلیٹ" درج تھا۔ اس کے پاس

ایک "پاس" یا اجازت نامہ بھی تھا جو اسے گنفلائک نیوی مستقروں کے ان حصوں تک پہونچا سکتا تھا جہاں عام لوگوں کا جانا منع ہے۔ اس کے پاس پستول نہ تھا۔ اس کے جیسے عمدہ بندوقچی پستول جیسے چھوٹے ہتھیاروں کو پسند نہیں کرتے۔

کارتوسوں کے بکس میں نے اپنی جیب میں رکھ لئے چنانچہ میری جیبیں بوجھل ہوگئیں اور جُوکا آٹومیٹک پستول پتلون کے پٹکے میں اڑس لیا لیکن پہلے اسے خالی کر دیا کہ میں بھی کنا کن نہ بن جاؤں۔ میغی کیج پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ اکثر لوگوں نے فلم میں ہیرو کی دیکھا دیکھی بھرے ہوئے پستول پتلون کے پٹکے میں اڑسے تھے اور ان میں کے اکثر ہمیشہ کے لئے اپنی بیویوں کے کام کے نہ رہے تھے۔

میں جُو کا حال معلوم کرنے اوپر پہونچا۔ وہ اب بھی بیہوش تھا۔ اس کا پاسپورٹ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی جُو نہ تھے بلکہ ان کا نام "پیٹرک الیوسس میکارتھی" تھا میں نے ذرا تنقیدی نظر سے اسے دیکھا تو وہ مجھے آئرش سے زیادہ اطالوی معلوم ہوا۔ شاید یہ سارے ہی نام جھوٹے تھے۔ بالکل جِشنر کی طرح جو گراہم بھی نہ تھا اور پھر فلپ ثابت ہوا۔

میکارتھی کے پاس پستول کے دو زائد میگزین تھے۔ وہ بھی میں نے اپنے قبضے میں کر لئے اس مہم میں تو میں، معلوم ہوتا ہے، اچھا خاصا اسلحہ خانہ جمع کر رہا تھا۔ ایک ہفتے میں چھوٹے سے چاقو سے لے کر ایک پرقوت رائفل تک ـــــ ترقی کی یہ رفتار حیرت انگیز تھی۔ چنانچہ اب میرے اسلحہ خانے میں مشین گن کو آجانا چاہیئے ـــــ بہت جلد ۔ میرا مطلب ہے اگر مال غنیمت ملنے کی یہی رفتار رہی تو۔

جب میں نے میکارتھی کو لیا گیا ہے تو وہ کہیں جا رہا تھا۔ وہ ریڈیو کے ذریعہ کسی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وائرلیس بغاوت پر آمادہ تھا۔ چنانچہ میکارتھی نے "وہاں" جا کر روبرو رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ میکارتھی جس سے رابطہ قائم کرنا

چاہتا تھا وہ زیادہ دور نہ تھا۔ چنانچہ میں بھی اوپر چڑھنے لگا کہ اس طرف کی چوٹی پر چڑھ کر ایک نظر دوسری چوٹی پر ڈال لوں۔ یہ تقریباً دو سو گز کی چڑھائی تھی اور جب میں نے اوپر پہونچ کر اور ایک پتھر کے پیچھے سے احتیاط سے سر ابھار کر دوسری طرف دیکھا تو مارے حیرت کے میرا سانس رک گیا۔

کوئی چار سو گز دور امریکن نیوی کا زرد ہیلی کوپٹر کھڑا ہوا تھا اور اس کے سائے میں تین آدمی بیٹھے باتیں کر رہے۔ ان میں سے دو فوجی تھے اور تیسرا غیر فوجی یعنی "سیویلین" تھا۔ میں نے فلیٹ کی بندوق اٹھائی اور اس پر لگی ہوئی پر قوت دوربین سے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ فوجی تو میرے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے البتہ میرا خیال تھا کہ وہ غیر فوجی شاید جانا پہچانا ہو۔ نہیں۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ البتہ آئندہ کے لئے میں نے اس کی صورت شکل ذہن نشین کر لی۔

لمحہ بھر کے لئے میرا جی چاہا کہ ان تینوں کی رائفل سے مزاج پرسی کر لوں لیکن پھر میں نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا۔ کچھ بھی گڑبڑ کئے بغیر یہاں سے کھسک جانا ہی بہتر تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ بعد سے سفر میں ہیلی کاپٹر ہمارے سروں پر منڈلاتا رہے چنانچہ میں پیچھے ہٹ کر ڈھلان اترنے لگا۔ مجھے پہاڑ پر چڑھے بہت دیر ہو گئی تھی چنانچہ الیان متفکر و پریشان ہو گی۔

جہاں میں تھا وہاں سے راستے پر بہت دور تک دیکھ سکتا تھا چنانچہ میں نے پیچھے کی طرف دیکھا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کناکن آ رہا تھا یا نہیں — وہ آ رہا تھا۔ بندوق پر کی دوربین کے ذریعہ میں نے بہت دور ایک دھبہ راستے پر رینگتے دیکھا۔ اور میں نے اندازہ لگایا کہ جیپ تین میل دور تھی۔ وہاں بہت زیادہ کیچڑ تھی اور میرے خیال میں اس کی رفتار دس میل فی گھنٹہ تک گھٹ گئی ہو گی اور اس طرح وہ ہم سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر تھا۔

میں خطرناک تیزی سے پہاڑ کی ڈھلان اُترا۔

الیاآن چٹان کے شگاف میں سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔ میرے پکارتے ہی وہ وہاں سے نکل آئی۔ وہ دوڑ کر آئی اور مجھے یوں پکڑ لیا جیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ میں ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گیا۔ اور وہ بیک وقت ہنس رہی تھی اور رو رہی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو اُس کی بانہوں سے الگ کیا اور کہا:۔

"کناکن ہمارے پیچھے ہی آرہا ہے اور زیادہ دور نہیں ہے چنانچہ چلو۔"

اور میں اسے اندھادھند اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا اندھادھند کار کی طرف بھاگا لیکن اس نے اپنے آپ کو چھڑا لیا۔

"وہ کافی کی کیتلی" وہ بولی۔

"جہنم میں جائے کیتلی" میں نے کہا۔

عورت ذات عجیب مخلوق ہے۔ گھریلو چیزوں کے متعلق سوچنے اور اپنے گرہستی جانے کا یہ وقت نہ تھا چنانچہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کار کی طرف بھاگا۔

تیس سکنڈ کے بعد لینڈ روور کا انجن غصے سے غرّا رہا تھا اور ہم کار راستے پر خطرناکی سے اچھلتی اور کودتی دیوانہ وار بھاگی جا رہی تھی اور میں یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ کون سے کھڈ پر سے کار کو لے جانا مناسب و محفوظ ہو گا ــــ اندازے۔ اندازے ــــ بس لعنتی اندازے اور اگر میرا اندازہ غلط ہوا تو اگلے پہیے کی ایکسل ٹوٹ جائے گی یا گاڑی کیچڑ میں پھنس جائے گی اور کھیل ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح خطرناکی سے اچھلتے کودتے ہم دریائے ڈونگا تک پہونچ گئے اور اب ایک کار سامنے آتی نظر آئی اور ہمارے قریب سے مخالف سمت میں نکل گئی۔ لاڈے کے ویرانے میں داخل ہونے کے بعد یہ پہلی کار تھی جو ہم نے دیکھی تھی اور یہ کوئی نیک شگون نہ تھا کیونکہ کناکن اس کار کو روک کر کار والوں سے دریافت کرے گا کہ آیا

انھوں نے ایسے رنگ اور ایسی ساخت کی لینڈ روور تو راستے میں نہیں دیکھی۔ ویرانے میں یہ جانے بغیر کہ میں کیا ہوں میرا تعاقب کرنا ایک بات تھی اور یہ معلوم کرنا سراسر دوسری بات کہ میں ان سے صرف ایک تیر کے فاصلے پر تھا۔ اس اطلاع کے بعد ظاہر ہے کہ اس کے مردہ غدود میں یکایک جان پڑ جائے گی۔

دوسری طرف یہ بات بھی تھی کہ اس کار کو دیکھ کر میں خوش بھی ہوا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ کار کو دریائے ٹونگا عبور کروانے والی چیز ہماری طرف کے کنارے پر ہوگی چنانچہ ہمیں دریا عبور کرنے کے لئے انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ میں نے ایسے بہت سے علاقوں میں سفر کئے ہیں جہاں دریا ان کشتیوں کے ذریعہ عبور کئے جاتے ہیں جنھیں "فیری" کہتے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں بھی فیریز ہیں ــــ اور یہ قدرت کا قانون ہے کہ جب آپ دریا پر پہونچتے ہیں تو فیری دوسرے کنارے پر ہوتی ہے لیکن اس دفعہ یہاں ایسا نہ ہوگا۔

اور دریائے ٹونگا کو عبور کرنے کے لئے جو چیز تھی وہ فیری نہ تھی بلکہ یہ اپنی قسم کی ایک عجیب اور انوکھی چیز تھی۔ ایک چوبی پلیٹ فارم تھا جو اوپر بندھے ہوئے موٹے رسّے سے لٹک رہا تھا۔ آپ کار اس پلیٹ فارم پر چڑھا دیجئے اور پھر آہنی چرخہ گھماکر پورا پلیٹ فارم، کار سمیت دوسرے کنارے تک گھسیٹ لے جائیے اور اس تمام عرصے میں نیچے بہتے ہوئے کف در دہن دریا کی طرف بھول کر بھی مت دیکھئے۔ کمزور دل والوں کو میرا مشورہ ہے کہ وہ اس طرح دریا عبور نہ کریں کیوں دریا عبور کرنے میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کام بڑا خطرناک بھی ہے۔

ہم دریائے ٹونگا پر پہونچ گئے اور جیسا کہ میرا خیال تھا پلیٹ فارم اسی طرف کے کنارے پر تھا۔ یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ رسّہ مضبوط تھا اور پلیٹ فارم میں بھی کوئی خرابی نہ تھی میں کار کو آہستہ اور احتیاط سے اس پر لے آیا۔

"تم کار میں ہی بیٹھی رہو" میں نے الیان سے کہا "اپنے ٹوٹے بازو کی وجہ سے تم ظاہر ہے کہ آہنچہ نہیں گھما سکیتں"

میں کار سے باہر آیا اور آہنچہ گھما کر پلیٹ فارم کو دوسرے کنارے کی طرف لے چلا۔ جھولتے ہوئے پلیٹ فارم پر سے میں پیچھے راستے کی طرف بار بار دیکھ رہا تھا اس لیئے کہ خوف تھا کہ کناگن کوئی دم میں یہاں پہونچ جائے گا۔ میں اپنے آپ کو بے حد نمایاں اور برہنہ محسوس کر رہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا کہ خدا کرے کہ میں اپنے اور کناگن کے درمیان پندرہ منٹ کا فاصلہ قائم رکھنے میں کامیاب رہا ہوں کیونکہ دریائے ٹونگا کو عبور کرنے کا کام پاگل کر دینے کی حد تک سست تھا لیکن بغیر کسی حادثے کے ہم اسے عبور کر گئے اور میں اطمینان کا سانس لے کر کار کو پلیٹ فارم پر سے کنارے پر لے آیا۔

"اب ہم اس حرامی کو روک سکتے ہیں" میں نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

الیان ایک دم سے سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"تم پل کا رستہ تو نہیں کاٹ رہے ہو؟"

اس کی آواز میں برہمی کی جھلک تھی۔ اس پر کسی کا گولی چلائے جانا یا مجھ پر یا میرا کسی پر گولی چلانے جانا ایک بات تھی لیکن عوامی ملکیت کو نقصان پہونچانا دوسری بات اور سراسر ذلیل حرکت تھی۔ میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"اگر میں رستہ کاٹ سکتا تو بے شک کاٹ دیتا لیکن اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ پر قوت آدمی کی ضرورت ہے" سڑک کے کنارے پر میں نے کار روک لی اور سر گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ دریا دکھائی نہ دے رہا تھا "میں پلیٹ فارم زنجیروں سے باندھے دیتا ہوں۔ تاکہ کناگن اسے دوسرے کنارے تک

کی طرف نہ کھینچ سکے۔ وہ اس وقت تک دوسرے کنارے پر ہی رہنے پر مجبور ہوں گا جب تک کہ کوئی اس طرف سے آکر پلیٹ فارم کھول نہیں دیتا اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ایسا کب ہوگا۔ کیونکہ تم جانو اس طرف زیادہ ٹریفک نہیں ہے۔ تم یہیں ٹھہرو"

میں باہر آیا اور سامان کے صندوق میں سے وہ زنجیریں نکال لیں جو اس وقت کار کو کھینچنے کے کام میں آتی ہیں جب وہ برف میں پھنس گئی ہو۔ یہ موسم گرما تھا اور اس موسم میں ہمیں ان زنجیروں کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ سامان کے صندوق میں اس وقت بیکار پڑی ہوئی تھیں لیکن ان کے ذریعہ میں نے کنا کن کو اپنا تعاقب کرنے سے روک سکتا تھا۔ میں زنجیریں اٹھا کر دریا کی طرف بھاگا۔

آپ ظاہر ہے کہ زنجیر میں گرہ نہیں لگا سکتے۔ تاہم میں نے پلیٹ فارم کو زنجیروں سے اس طرح باندھ دیا کہ اس آہنی الجھے ہوئے گچھے کو کھولنے کے لئے کسی کو آدھا گھنٹہ درکار تھا وہ بھی اس صورت میں کہ اس کے پاس زنجیریں کاٹنے کا آلہ ہو۔ میں پلیٹ فارم کو زنجیروں میں جکڑنے کا کام تقریباً پورا کر چکا تھا کہ دوسرے کنارے پر کنا کن کا ظہور ہوا۔

اور پھر ایک دلچسپ کھیل شروع ہوا۔

جیپ کنارے پر پہونچ کر رک گئی اور چار آدمی اس سے اترے۔ کنا کن سب سے آگے تھا۔ میں پلیٹ فارم کے پیچھے تھا چنانچہ پہلے تو کسی نے مجھے نہ دیکھا۔ کنا کن نے رستے کی طرف دیکھا اور پھر وہ ہدایات پڑھیں جو وہاں ایک تختے پر آئس لینڈی زبان انگریزی زبان میں لکھی ہوئی تھیں۔ ہدایات کا مطلب سمجھنے کے بعد اس نے سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کو پلیٹ فارم کھینچنے کا حکم دیا۔

انھوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ کچھ نہ ہوا۔

میں کام پورا کرنے کی دیوانہ وار کوشش کر رہا تھا اور عین وقت پر میں زنجیروں

کے پیچھے میں پلیٹ فارم کو جکڑنے سے فارغ ہو گیا۔ پلیٹ فارم ایک جھٹکے کے ساتھ ذرا سا کھسکا اور پھر اڑیل ٹٹو کی طرح جم کر رک گیا۔ زنجیروں نے اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔ دوسرے کنارے پر سے ایک نعرہ سنائی دیا۔ اور کوئی کنارے پر یہ معلوم کرنے کے لئے بھاگا کہ پلیٹ فارم کو کیا چیز آگے بڑھنے سے روک رہی تھی۔ اور اس نے ایک مقام پر پہونچ کر وہ چیز دیکھ لی ـــــ اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پستول نکال کر تڑا تڑ گولیاں چلا رہا تھا۔

پستول ایک ناقابلِ اعتبار ہتھیار ہے۔ اس کا ایک خاص مقام ہے یعنی یہ کہ وہ اُسی شکار کو گرا سکتا ہے جو اس سے صرف دس گز بلکہ یوں کہو کہ دس فٹ دور ہے۔ وہ پستول جو میری طرف نہایت غصے سے تڑتڑا رہا تھا چھوٹی نالی اور بڑے پیٹ والا پوائنٹ تھرٹی ایٹ پستول تھا اور اس پستول کا تو یہ ہے کہ میں اس پر اتنا بھی اعتبار نہیں کر سکتا کہ وہ اس شکار کو گرا دے گا جسے میں ہاتھ بڑھا کر چھو سکتا ہوں۔ اس کی گولی تو اسی وقت اپنا اثر دکھا سکتی ہے جب اس کی نالی کسی کے پیٹ میں آدھا انچ دبا کر لبلبی دبائی جائے۔ چنانچہ جب تک وہ میرا نشانہ لے کر پستول چلا رہا تھا تب تک میں محفوظ تھا البتہ وہ کسی اور چیز کو نشانہ بنا کر گولی چلانے لگ جائے تو اتفاقاً مجھے لگ سکتی تھی۔ لیکن اس کا امکان بہت کم تھا۔

زنجیر کا آخری حصہ میں نے پلیٹ فارم سے باندھا تو اس وقت کناگن کے دوسرے ساتھی بھی گولیاں چلانے میں مصروف ہو گئے تھے۔ ایک گولی نے مجھ سے دو گز آگے دھول کا فوارہ سا اڑا دیا۔ کوئی بھی گولی اس سے زیادہ آگے نہ آ سکتی تھی۔ اس کے باوجود بت بن کر کھڑے رہنا کوئی دلچسپ کھیل نہ تھا چنانچہ میں پلٹا اور مٹھیاں بھینچ کر اس طرف بھاگا جس طرف کار تھی۔

ایان کار سے باہر آ گئی تھی اور جب میں وہاں پہونچا ہوں تو کار کے قریب پریشان حال

کھڑی تھی اور اس کی یہ پریشانی بے وجہ نہ تھی۔ اس نے پستول کی تڑتڑاہٹ سن لی تھی۔
"فکر کی کوئی بات نہیں" میں نے کہا "جنگِ عظیم شروع نہیں ہوئی" میں نے ہاتھ بڑھا کر کار میں سے فلیٹ کی رائفل اٹھالی "آؤ۔ ان کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کرتے ہیں"

اس نے اس زبردست رائفل کی طرف دیکھا تو اسے پھریری آگئی۔
"میرے خدا! تو اب تم ان لوگوں کی جان لوگے؟" وہ بولی "جی نہیں بھرا تمھارا خون خراب ہے؟"
میں نے اس کی طرف دیکھا اور — میری سمجھ میں سب کچھ آگیا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ میں نے فلیٹ کو قتل کر کے اس کی رائفل اپنے قبضے میں کی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسی زبردست بندوق خود بندوق والے کی جان لیے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔
"الیاناز میری جان!" وہاں دوسری طرف — جو لوگ ہیں انھوں نے مجھے گولیوں سے چھلنی کر دینے کی کوشش کی تھی۔ وہ میری جان لینا چاہتے تھے۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے ان کے اس نیک ارادے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں کسی کو قتل کرنے نہیں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ میں ان کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کروں گا" میں نے رائفل اوپر اٹھائی "اور یہ بندوق بھی میں نے جس آدمی سے لی ہے میں نے اس کی بھی جان نہیں لی ہے"
اور میں سڑک پر چل پڑا لیکن دریا سے ذرا ادھر سڑک پر سے ہٹ گیا اور کسی مناسب جگہ کی مجھے تلاش ہوئی۔ جلد ہی مجھے وہ جگہ مل گئی اور وہاں اوندھے منہ لیٹ کر میں نے دوسرے کنارے پر نظر کی۔ کناکن اور اس کے ساتھی پلیٹ فارم کو اپنے کنارے کی طرف کھینچنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔
تیس پوائنٹ کے قوت کی دوربین کے شیشہ سوگز کے فاصلے کو اپنے میں سمو سکتا تھا

لیکن اس عجیب بندوق کی عجیب دوربین کی یہ خصوصیت تھی کہ اس کی قوت میں کمی و بیشی کی جا سکتی تھی۔ میں اسے گھٹا کر چھ پوائنٹ پر لے آیا۔ یہ اس کی آخری حد تھی۔ میرے سامنے جو پتھر تھا وہ بہترین ٹیکن کا کام دے سکتا تھا چنانچہ رائفل کی نالی اس پر رکھ کر اور اس کا کندہ اپنے شانے سے لگا کر میں نے ایک آنکھ دوربین سے چپکا دی۔

کسی کی جان لینے کا ارادہ نہ تھا۔ یہ بات نہ تھی کہ میں کسی کی جان لینا چاہتا تھا میرا بس چلتا تو اس وقت کناکن اور اس کے ساتھیوں سے ہمیشہ کے لئے گلو خلاصی حاصل کر کے مطمئن ہو جاتا۔ لیکن ہمارے درمیان دریا حائل تھا اور لاشوں کو ٹھکانے لگانا ممکن نہ تھا اور یوں راستے میں پڑی ہوئی "بے وارث لاشیں" قانونی مشینری کو حرکت میں لے آتی ہیں۔ اس کے برخلاف ایک روسی زخمی کو فوری طور پر غائب کر دیا جاتا ہے اسی طرح جس طرح کہ اس کی لاش کو راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر میں نے کناکن کو زخمی کر دیا تو اس کے ساتھی اسے اٹھا کر اور آئس لینڈی پولیس کی نظروں سے چھپا کر اس کشتی تک پہونچا دیں گے جو ریکجاوک کے گھاٹ پر خفیہ طور سے لنگر انداز ہو گی۔ روسیوں کی ایسی کشتیاں دنیا کے ہر گھاٹ اور ہر بندرگاہ پر موجود ہوتی ہیں۔

بے شک میں کسی کی جان لینے والا نہ تھا لیکن بہت جلد کوئی موت مانگنے لگے گا کناکن غائب تھا اور اس کے تینوں ساتھی لب آب کھڑے اپنے جدید مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں گرما گرم بحث کر رہے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے پانچ گولیاں چلا کر میں نے ان کی اس گرما گرم بحث کو ختم کر دیا۔ اور یہ پانچ گولیاں میں نے تیس سکنڈ میں چلائیں۔

پہلی گولی اس آدمی کے گھٹنے کی ڈھکنی پر لگی جو جیپ کے قریب کھڑا ہوا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہاں کوئی نہ تھا جس پر میں گولی چلاتا۔ جس کے گولی لگی تھی وہ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا اور عمر بھر کے لئے اس کی ایک ٹانگ دوسری

ٹانگ سے جھوٹی ہو گئی تھی بشرطیکہ اسے جلد از جلد ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر شاید وہ اپنی ایک ٹانگ سے محروم ہو جائے گا۔

میں نے پھر شست لے کر لبلبی دبائی اور اس دفعہ میں نے جیپ کے اگلے پہیئے کے ٹائر کو نشانہ بنایا۔ ایسی بہترین رائفل پہلے کبھی میرے ہاتھ میں نہ آئی تھی اور سو گز کے فاصلے پر خطِ حرکت ایسا سیدھا اور درست تھا کہ میں جہاں چاہتا گولی داخل کر سکتا تھا۔ میری اس گولی نے ٹائر میں سوراخ نہ کیا بلکہ تین سو چھتیس پوائنٹ کی وزنی اور پُر قوت گولی نے اس کے چیتھڑے اڑا دیے جس طرح کہ دوسری گولی نے دوسرے ٹائر کے اڑا دیئے۔

کسی نے پستول چلایا لیکن میں نے اس کی طرف دھیان نہ دیا اور دوسرا راؤنڈ بریچ میں لے آیا۔ اور جیپ کے ریڈی ایٹر کو دوربین پر بنے ہوئے نشان کی زد میں لے کر گولی چلائی اور اس زبردست گولی کی ٹکر برداشت نہ کر کے پوری جیپ اپنی کمانیوں پر لرز گئی۔ یہ رائفل بڑے جانوروں کے شکار کے لیے بنائی گئی تھی۔ چنانچہ اس کی گولی جب ہاتھی یا جنگلی بھینسے کی کھوپڑی پھاڑ سکتی ہے تو جیپ کے ریڈی ایٹر کی اس کے سامنے کیا حیثیت ہی نہ تھی۔ جیپ کے انجن کو سراسر بیکار کرنے کی غرض سے میں نے دوسری گولی بھی ریڈی ایٹر میں ٹھیک اسی جگہ داخل کر دی جہاں پہلی گولی داخل کی تھی اور پھر اپنی کمین گاہ سے نکل کر کار کی طرف چل دیا۔

"بہت عمدہ رائفل ہے یہ" وہاں پہنچ کر میں نے الیاَن کو خوشخبری سنائی۔

اس نے بے چینی سے میری طرف دیکھا۔

"میں نے کسی کو چیختے سنا تھا" وہ بولی۔

"میں نے کسی کی جان نہیں لی" میں نے جواب دیا، "لیکن اب وہ شاید اپنی

جیپ کو دور تک ڈرائیو نہ کر سکیں گے۔ آؤ۔ چلیں۔ ذرا دور تک گاڑی تم ڈرائیو کرو"

یکایک مجھ پر تھکن ٹوٹ پڑی تھی۔

چھٹا باب

(۱)

اوبجیدر، یعنی لادے ۔کے ویرانے پیچھے چھوٹ گئے اور اب ہم اس علاقے میں تھے جہاں باقاعدہ سڑکیں تھیں۔ اگر کن کن دریا عبور کرنے میں کامیاب ہو بھی گیا تب بھی اس بات کا زیادہ امکان تھا کہ وہ ہمیں پا نہ سکے گا۔ کیونکہ یہ آبادی کے مرکزی علاقوں میں سے ایک تھا اور یہاں سڑکوں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ اور اس طرف قانون کے پاسبان، یعنی پولیس بھی آس پاس ہی تھی۔ الیان کار چلا رہی تھی اور میں سیٹ میں آرام کر رہا تھا اور جب ہم نسبتاً اچھی سڑکوں پر پہونچے تو کار کی رفتار بھی تیز کر سکے۔

"اب بتاؤ۔ کس طرف؟" الیان نے پوچھا۔

"میں اس گاڑی کو چھپا دینا چاہتا ہوں" میں نے جواب دیا "کیونکہ یہ بہت زیادہ نمایاں ہے اور آسانی سے پہچان لی جاتی ہے"

"کل رات تمھیں بہرحال گاسیر پہونچنا ہے" وہ بولی "وہاں لوگاردان میں میرے دوست ہیں۔ تم گنّار کو تو بھولے نہ ہوگے"

"گنّار! آ۔ ہاں ۔ یہ وہی حضرت ہیں نا جن کے ساتھ تمھارا سلسلہ چل رہا تھا۔ میرا مطلب ہے مجھ سے ملاقات ہونے سے پہلے؟"

وہ مسکرائی۔

"وہ — بقول تمہارے — سلسلہ نہ اہم تھا اور نہ سنجیدہ ہم دونوں اب بھی دوست ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی شادی ہو چکی ہے"

اکثر آدمیوں کے لئے شادی "شکاری لائسنس" کی منسوخی نہیں ہوتی۔ میرا مطلب ہے شادی کے بعد بھی اکثر لوگ "عورت ذات" کے شکاری ہوتے ہیں لیکن یہ بات میں نے فی الحال اپنے تک ہی رکھی۔ الیان کے سابق "بوائے فرینڈ" یا زیادہ صحیح لفظوں میں "عاشق" سے اخلاقی ملاقات کنا کِن سے خطرناک اور تقریباً "مہلک" مڈبھیڑ سے نسبتاً بہتر تھی۔

"اچھی بات ہے" میں نے کہا "تو پھر لوگاروان کی طرف ہی چلو"

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا اور پھر میں نے کہا :۔

"الیان! وہاں بوردا ہال کے پہاڑوں میں تم نے جو کیا اس کا شکریہ وہ سراسر حماقت تھی تاہم کام کر گئی"

"میں نے سوچا تھا کہ اس طرح ان کا دھیان بٹ جائے گا"

"ایک لمحے کے لئے میرا دھیان بٹ گیا تھا۔ جانتی ہو کہ کار تک جانے اور واپس آنے تک تم برابر رائفل کی زد میں رہی تھیں اور ایک انگلی لبلبی پر تُلی ہوئی تھی:"

"بے شک میں خوفزدہ بھی تھی اور مضطرب بھی" وہ ذرا کانپ گئی "خیر اوپر کیا واقعہ ہوا؟"

"میں نے ان دونوں کے سروں میں شدید درد پیدا کر دیا اور کیا" میں نے جواب دیا "اور ان میں سے ایک کا انجام تو شاید کفلاوک کے ہسپتال میں ہوگا"

اس نے حیرت سے میری طرف دیکھا

"کفلاوک ؟"

"ہاں" میں نے جواب دیا۔ "وہ امریکن تھے" اور میں نے اسے فلیٹ، میکارتھی اور دور پر منتظر ہیلی کوپٹر کے متعلق بتایا "اور تب سے اب تک میں اس معاملے میں امریکنوں کی موجودگی یا دلچسپی کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا"

چند ثانیوں تک خود وہ بھی غور کرتی رہی اور پھر بولی :-

"لیکن یہ بعید از قیاس ہے۔ امریکن روسیوں سے تعاون کیوں کرنے لگے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ تمہیں یقین ہے کہ وہ امریکن ہی تھے؟"

"اتنا ہی جتنا کہ آئس لینڈ والے آئس لینڈی ہیں۔ کم سے کم فلیٹ تو امریکن ہی تھا۔ میکارتھی سے بات کرنے کا مجھے وقت نہیں ملا"

"وہ ہمدرد ہو سکتے ہیں" الیان نے کہا "ہم سفر ہوں"

"تو پھر وہ اتنے قریب تھے کہ اتنے قریب تو کتے سے جونک بھی نہیں ہوتی" میں نے فلیٹ کا وہ اجازت نامہ جیب سے نکالا جس کے ذریعہ وہ کفلاوک کے دور دراز ہوائی اڈے تک پہونچ سکتا تھا "اگر وہ ہم سفر تھے تو پھر امریکنوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ ان کے فرنیچر میں اندر ہی اندر دیمک لگی ہوئی ہے" میں نے اجازت نامے کا مطالعہ کیا اور ہیلی کوپٹر کے متعلق سوچا "ہم سفر۔ ہمدرد۔ ہونہہ۔ ایسی احمقانہ اور مضحکہ خیز بات میں نے پہلے کبھی نہیں سنی"

"تو اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے ؟"

کفلاوک میں کمیونسٹوں کے ہمدردوں کا جال پھیلا ہونا ہی سرے سے خلافِ قیاس تھا اور پھر ان لوگوں کا امریکن نیوی کے ہیلی کوپٹر کے فوری طور پر اپنے تصرف میں لے آنا اور بھی زیادہ ناقابلِ یقین بات تھی۔ میں نے کہا :-

"اس میں مجھے شک ہے کہ کناکن نے کفلادک میں فون کیا ہوگا ـــ
"دیکھو دوستو! میں برطانوی جاسوس کا تعاقب کر رہا ہوں اور مجھے تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ تم اپنا ایک ہیلی کوپٹر اور ایک بے عدیکا نشانے باز بھیج کر اس جاسوس کو میرے لئے راستے میں روک سکتے ہو"؟ ـــ لیکن ایک اور شخص ہے جو یہ کام کر سکتا ہے"

"کون؟"

"واشنگٹن میں ہیلم نامی ایک صاحب ہیں جو فون اٹھا کر یوں گویا ہو سکتے ہیں کہ ـــ "ایڈمیرل! دو چار آدمی بہت جلد کفلادک پہونچا چاہتے ہیں۔ انھیں ہیلی کوپٹر اور ہمارے آدمی دے دو اور خبردار! ان سے یہ نہ پوچھنا کہ انھیں ہیلی کوپٹر اور ان آدمیوں کی ضرورت کیوں ہے" ـــ اور پھر ایڈمیرل صاحب کہتے کہ ـــ "اچھا سر ـــ اچھا سر ـــ تین تھیلے بھرے ہوئے سر" ـــ اور اس نے جان کہ یہ ہیلم سی۔ آئی۔ اے۔ کا بڑا ہے ـــ یعنی صاحب"

"لیکن کیوں؟"

"اس کیوں کا جواب میرے پاس ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت" میں نے جواب دیا "لیکن اس پر یقین کرنا ہی مشکل ہے کہ کفلادک کی جڑوں میں روسی جاسوسوں کی دیمک لگ چکی ہے" مجھے فلیٹ سے اپنی مختصر اور غیر اطمینان بخش گفتگو یاد آگئی "فلیٹ نے کہا تھا کہ اسے یہ حکم ملا تھا کہ جب تک کوئی پہونچ نہ جائے مجھے روکا جائے۔ اب یہ کوئی کناکن ہو سکتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کناکن کے پہونچتے ہی فلیٹ اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو کر گھر چلا جائے گا۔ میں نے ایک بات اور بھی اس سے پوچھ لی ہوتی تو اچھا ہوتا"

"کیا؟"

"آیا اسے ہدایت دی گئی تھی کہ وہ کناکن کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرے یا اسے اس کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے میں اپنا بہت کچھ لٹا سکتا ہوں"

"تمہیں یقین ہے کہ روسی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں؟ میرا مطلب ہے تم یقین سے کہتے ہو کہ وہ کناکن ہی تھا؟"

"وہ ایک ایسا چہرہ ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا" میں نے کہا "اور دریائے ڈونگا کے دوسرے کنارے پر ساری گالیاں روسی زبان میں ارشاد فرمائی گئی تھیں"

میں الیان کے دماغ کے کل پرزوں کو سرعت سے گھومتے دیکھ رہا تھا۔ میرا مطلب ہے تصور کی نظروں سے۔

"اچھا اب اس نظریہ پر غور کرو" وہ بولی "فرض کرو کہ سلیڈ بھی ہمارا تعاقب کر رہا ہے اور فرض کرو کہ اسی نے امریکنوں سے مدد طلب کی ہو۔ لیکن اس بات سے بے خبر ہو کہ کناکن بھی ہمارے تعاقب میں ہے۔ فرض کرو کہ سلیڈ کی آمد تک ـــ نہ کہ کناکن کے پہونچنے تک ـــ امریکنوں نے ہمیں روکنا چاہا ہو"

"یہ ایک حد تک ـــ موہوم حد تک ممکن ہے" میں نے اعتراف کیا "لیکن اس سے بے حد کمزور سا تعلق ظاہر ہوتا ہے ـــ کمزور اور بے بنیاد اتحاد۔ اور پھر بندوقچی کو پہاڑ پر چڑھ جانے اور اس کے شگاف میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ امریکنوں نے صاف صاف سامنے آکر میرا راستہ کیوں نہ روک دیا؟ جبکہ وہ ایسا کر سکتے تھے" میں نے نفی میں سر ہلایا "نہیں بھائی۔ یہ بات گلے سے نہیں اترتی۔ اس کے علاوہ ڈپارٹمنٹ کے تعلقات سی۔ آئی۔ اے۔ سے اتنے گہرے نہیں ہیں۔ خصوصی تعلقات کی ایک حد مقرر ہے"

"بہر حال میری دلیل زیادہ منطقی اور معقول ہے"

"مجھے تو اب اس میں بھی شک ہو چلا ہے کہ یہاں معقول اور منطق کو دخل ہے بھی یا نہیں۔ اب تو یہ معاملہ سراسر نامعقول اور غیر منطقی بنتا جا رہا ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک سائنسداں کی بات یاد آ رہی ہے۔ اس نے کہا ہے ـــ جتنا ہم نے سوچا ہے دنیا اس سے زیادہ انوکھی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ انوکھی ہے جتنا کہ ہم سوچ سکتے ہیں ـــ اس سائنسداں کی یہ عجیب بات کا مطلب اب میری سمجھ میں آیا ہے"

الیان ہنسی تو میں نے کہا:۔

"اب اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی؟ سلیڈ ہم پر ایک وار تو کر ہی چکا ہے جس کا ثبوت تمہارا زخمی شانہ ہے اور ٹیگارٹ نے اس کی لگام کھینچ نہیں لی تو وہ بندۂ شیطان دوسری کوشش بھی کرے گا۔ ادھر ٹیگارٹ مجھے حاصل کرنے کی کوشش میں اپنے خون کا پسینہ کر رہا ہے اور اب امریکیوں نے بھی اس معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا دی ہے۔ چنانچہ اب ہو سکتا ہے کہ کوئی دم میں مغربی جرمنی کے اور چلی کے جاسوس بھی میدان میں کود پڑیں۔ مطلب یہ کہ اب کچھ بھی ہو مجھے اس پر تعجب نہ ہوگا۔ البتہ ایک بات ہے جو حقیقت میں میری پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے"

"کیا؟"

"فرض کرو کہ کل رات کو یہ پراسرار بکس میں کیتھ کو دے دیتا ہوں۔ اب اس کی خبر ظاہر ہے کہ کناکن کو نہ ہوگی۔ ہے نا؟ یعنی یہ تو ہوگا نہیں کہ ہمارا دوست جیک کیتھ ہمارے دوسرے دوست کناکن کو خط لکھے کہ ـــ عزیز واسلون کناکن! فٹ بال اب اسٹیورٹ کے پاس نہیں ہے۔ بلکہ میرے پاس ہے چنانچہ آؤ۔ اب میرا پیچھا کرو" ـــ مطلب یہ کہ یہ بکس اسے دے دینے کے بعد بھی میں اسی طرح مصیبت میں ہونگا

جیسا کہ اب تک ہوں۔ اس کے آگے یہ کہ اگر مجھے کنا کن نے آ لیا اور اسے معلوم ہوا کہ وہ بکس اب میرے پاس نہیں ہے تو وہ مارے غصّے کے اور بھی زیادہ دیوانہ بن جائے گا بشرطیکہ اس سے زیادہ دیوانہ بننا ممکن ہوا جتنا کہ وہ اب ہے۔"

بہر حال ابھی تک میں نے یہ فیصلہ نہ کیا تھا کہ بکس میں کیس کر دے ہی دوں گا۔ اگر اس کے بعد بھی مجھے مصیبت میں پھنسے ہی رہنا تھا تو بہتر یہی تھا کہ بکس میں اپنے پاس ہی رکھوں۔ گناہ کئے بغیر بھی آدمی اگر بدنام ہو تو بہتر ہی ہے کہ وہ وہ گناہ کر ہی لے جس کے لئے لوگوں نے خواہ مخواہ اسے بدنام کر رکھا ہو۔

(۲)

لوگاروان علاقائی تعلیمی مرکز ہے جو وسیع و عریض دیہاتی خطّوں کے بچوں کو قبول کرتا ہے۔ آبادی کی مناسبت سے یہ ملک بے حد وسیع و عریض ہے اور آبادی اتنی زیادہ اور اس طرح بکھری ہوئی ہے کہ نظام تعلیم خاصا عجیب ہے۔ زیادہ تر دیہاتی اسکول "اقامتی اسکول" ہیں۔ اور ان میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے بچے پندرہ دن اسکول میں اور پندرہ دن اپنے گھر میں گزارتے ہیں۔ موسم سرما میں یہ "آمد و رفت" مخصوصیت سے ہوتی ہے۔ دور کے علاقوں کے بچے البتہ پورا موسم سرما اسکول میں ہی گزارتے ہیں۔ موسم گرما میں یہی اسکول ہوٹل بن جاتے ہیں اور سیاح ان میں اقامت پذیر ہوتے ہیں۔

چونکہ لوگاروان — تھنگویلر، گاسیر، گلفوس اور دوسرے سیاحی دلچسپیوں کے مرکزوں کے قریب ہے چنانچہ اس کے دو عظیم الشان اسکول گرمائی ہوٹل بن کر بڑے کام کے بن جاتے ہیں اور لوگاروان سیاحوں کے لئے خاص دلچسپی کا باعث بن گیا ہے کہ یہاں ٹٹوؤں پر سفر ہوتا ہے اور ٹٹوؤں پر سیر و تفریح کی جاتی ہے۔

ذاتی طور پر مجھے گھوڑوں سے دلچسپی نہیں، آئرلینڈ کے خاص دلخاص دیہی رنگی گھوڑوں سے بھی نہیں جو کہیں اور نہیں ہوتے اور جو دنیا کسی اور علاقے کے گھوڑوں سے زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں گھوڑا بڑا گدھا جانور ہے — میرا مطلب ہے احمق۔ ہر وہ جانور جو کسی اور کو اپنے پر سوار ہونے دے احمق ہی ہو سکتا ہے چنانچہ میں تو گھوڑے کے بجائے لینڈ روور میں ہی اپنی ہڈیاں ہلکی کروانا پسند کرتا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اڑیل ٹٹو آپ کو منزل تک پہنچانے کے بجائے خود اپنے مالک کے اصطبل میں ہی لے جائے۔

الیان کا سابق عاشق گنار آرسن موسم سرما میں تو معلمی کرتا تھا اور موسم گرما میں سیاحوں کے لئے "ٹٹو کرائے" پر چلاتا تھا۔ یہ آئس لینڈی بڑے ہی ہمہ گیر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو گنار کہیں گیا ہوا تھا۔ اس کی بیوی سگورلن نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا خیر مقدم کیا اور جب اس نے الیان کا ہاتھ جھولی میں دیکھا تو سگورلن کی گرمجوشی میں تشویش بھی شامل ہو گئی۔ سگورلن آجیسدر پورا نام تھا اس کا۔

آئس لینڈ میں جہاں اور مسائل ہیں وہاں ایک زبردست مسئلہ "کتخدا اور ناکتخدا" لڑکی میں تمیز کرنا ہے۔ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ جس سے آپ مصروف گفتگو ہیں وہ اس پر ڈول پھینکنے کی تیاری کر رہی ہے یا شوہر والی ہے یا بے شوہر کی — یعنی کنواری۔ کیونکہ یہاں کی عورت شادی کے بعد اپنا نام نہیں بدلتی۔ چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ناموں کا پورا مسئلہ ایک جال ہے جس میں بدیسی ایک دھماکے کے ساتھ جا پڑتے ہیں۔ خاندانی نام تو آپ کو بس یہ بتاتے ہیں کہ باپ کون ہے مثلاً سگورلن آجیس کی بیٹی تھی جس طرح کہ گنار آرسن کا بیٹا تھا۔ اگر گنار کے بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام اس کے دادا پہ رکھا تو پھر وہ "آرن گنارسن" ہو گا۔ یہ بڑا ایڈھا معاملہ

ہے اور مشکل بھی چنانچہ آئس لینڈ کی ٹیلیفون ڈائریکٹری میں خاندانی نام پہلے نہیں ہوتے بلکہ تہجی طور پر نام پہلے ہوتے ہیں مثلاً آپ الیان رگنار سودیتر کا ٹیلیفون نمبر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو "آر" کے نہیں بلکہ "ای" کے خانے میں دیکھئے۔

معلوم ہوا رگنار نے اپنے لئے عمدہ چیز پسند کی تھی۔ کیونکہ سگورلن پتلی اور لمبی ٹانگوں والی، چھریرے بدن کی، بلند قامت اور اسکینڈے نیویائی قسم کی ان عورتوں میں سے تھی جو ہالی ووڈ جاتی ہیں تو تہلکہ مچادیتی ہیں۔ اور ایجنٹنگ کو بہرحال اس سے کیا تعلق۔ یہ عام خیال کہ نورڈک[۱] قوم کے افراد دیوی دیوتاؤں کی نسل سے ہیں محض ایک خوش فہمی ہے۔

بہرحال سگورلن نے جس طرح ہمارا خیر مقدم کیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ میرے متعلق جانتی تھی — "خدا کرے کہ سب کچھ نہ جانتی ہو" میں نے دعا کی — بہرحال وہ بہت کچھ جانتی تھی۔ اس حد تک کہ وہ ہماری شادی کی گھنٹیوں کی آواز سن رہی تھی۔ یہ بڑی عجیب بات ہے لیکن ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جب لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے تو پھر وہ چاہتی ہے کہ اس کی تمام سہیلیاں بھی جلد از جلد اس سنہرے جال میں پھنس جائیں۔ لیکن کنا کن کی وجہ سے فی الحال تو شادی کی گھنٹیاں بجنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ البتہ جنازے کے غم ناک گھنٹے کے بجنے کا امکان زیادہ تھا۔ لیکن کنا کن تو خیر دور کی بات تھی میں اس بات کو برداشت نہ کر سکتا تھا کہ یہ بڑی چھاتیوں اور بھورے بالوں والی عورت اپنی آنکھوں میں انبساط کی چمک لے کر ہماری شادی کے شادیانے بجادے اور میری اور الیان کی "چول" بٹھادے۔

---

[۱] زنگیوں کی ایک نسل جس کے افراد کا قد لانبا اور رنگ گورا ہوتا ہے۔ یہ قوم اسکینڈی نیویا اور شمالی برطانیہ میں آباد ہے۔

مترجم

قدرے اطمینان کا سانس لے کر میں نے اپنی گاڑی گنّار کے خالی گیراج میں رکھ دی۔ اب یہ گاڑی سڑک پر نہ تھی بلکہ گیراج میں اور "نظروں سے محفوظ" تھی۔ چنانچہ میں ایک طرح کا سکون محسوس کر رہا تھا۔ یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ میرا مالِ غنیمت — یعنی ہتھیار ٹھیک سے چھپا دئے گئے ہیں، میں گھر میں پہونچا تو سگورلن زینہ اتر کر نیچے آ رہی تھی۔ اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا! اور بغیر کسی تمہید کے پوچھا :۔

"الیاآن کے شانے پر یہ زخم کیسے آیا ؟"

میں نے سنبھل کر جواب دیا "اس نے نہیں بتایا تھا ؟"

"وہ تو کہتی ہے کہ ڈھلان چڑھ رہی تھی کہ گر پڑی اور نوکیلا پتھر شانے میں گھس گیا"

اور میں نے سر ہلا کر الیاآن کے اس بیان کی تصدیق کر دی لیکن میں نے دیکھا کہ سگورلن کو اس پر یقین نہ تھا۔ بندوق کی گولی کا زخم ایسا ہوتا ہے کہ وہ بھی، جس نے پہلے کبھی ایسا زخم نہ دیکھا ہو، سمجھ لیتا ہے کہ زخم کاہے کا آیا ہے۔ میں نے جلدی سے کہا :۔

رات بھر کے لئے پناہ دے کر تم نے ہم پر احسان کیا ہے"

"احسان ویسان کچھ نہیں" وہ بولی "کافی پینا پسند کروگے ؟"

"ہاں۔ شکریہ"

میں سگورلن کے پیچھے ہی پیچھے باورچی خانے میں پہونچا۔

"الیاآن کو تم کب سے جانتی ہو ؟" میں نے پوچھا۔

"بچپن سے" سگورلن نے کافی کھولتے ہوئے پانی میں چھوڑ دی" تم کب سے جانتے ہو ؟"

"تین سال سے"

اس نے بجلی کی کیتلی کا پلگ لگا دیا اور پھر میری طرف گھوم گئی۔

"الیان بہت مضمحل معلوم ہوتی ہے"

"ویرانوں کا سفر ذرا تکلیف دہ رہا"

میری یہ بات بھی سگورلن کے گلے سے نہ اتری کیونکہ اس نے کہا:۔

"میں اس بات کو پسند نہ کروں گی کہ الیان کو کوئی نقصان پہونچے۔ وہ زخم...؟"

"کیا؟"

"نہ وہ گری ہے اور نہ نکیلے پتھر سے وہ زخم آیا ہے۔ ہے نا؟"

ان خوبصورت آنکھوں کے پیچھے کھوپڑی خالی نہ تھی۔ اس میں دماغ تھا"

"سچ کہتی ہو" میں نے اعتراف کیا۔

"میں دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی" سگورلن بولی "ایسے زخم میں نے پہلے بھی دیکھے ہیں۔ شادی سے پہلے میں کفلاوک میں نرس تھی۔ ایک دفعہ ایک امریکی ملاح کو ہسپتال میں لایا گیا تھا۔ وہ اپنی بندوق صاف کر رہا تھا جو اتفاقاً چل گئی۔ الیان کس کی بندوق صاف کر رہی تھی؟"

میں باورچی خانے کی میز کے پاس بیٹھ گیا۔

"بات یہ ہے کہ ـــــ چند مصائب پیچھا کر رہے ہیں" میں نے چبا چبا کر کہا "اور بہتر یہی ہے کہ تم اس گڑبڑ میں نہ پھنسو۔ چنانچہ میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں گا۔ خود تمہاری بھلائی کی خاطر۔ میں نے شروع سے ہی الیان کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ سرپھری لڑکی ہے"

سگورلن نے اثبات میں سر ہلایا "خاندانی اثر ہے۔ اس کا پورا خاندان ہی ضدی رہا ہے"

میں نے کہا "کل صبح میں گا تیر جا رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ الیان یہیں رہے۔ اس معاملے میں مجھے تمھارے تعاون کی ضرورت ہے"
سگورلن نے سنجیدگی سے میری طرف دیکھا :۔
"بندوق کے ساتھ کھیلنا مجھے پسند نہیں" وہ بولی۔
"مجھے بھی پسند نہیں چنانچہ تم دیکھ ہی رہی ہو کہ میں خوشی کے نعرے نہیں لگا رہا ہوں۔ اور اسی لئے میں الیان کو اس گڑبڑ سے الگ رکھنا چاہتا ہوں۔ الیان چند دنوں کے لئے یہاں قیام کر سکتی ہے؟"
"بندوق کی گولی سے زخم آیا ہو تو اس کی رپورٹ پولیس کو کونی چاہیئے"
"جانتا ہوں" میں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا "لیکن تمھارے یہاں کی پلیس اس خاص قسم کی صورت حال سے نپٹنے کے قابل نہیں ہے ۔۔ میرا مطلب بھی اس کے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں۔ یہ گڑبڑ ایک تنہ ہے گویا جس تنافیس شامل ہیں۔ یعنی اس میں ایک سے زیادہ ملک ٹانگ اڑا رہے ۔ چنانچہ کئی بندوقیں چلنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ اگر اس صورت حال احتیاط سے نہ نبٹا گیا تو بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ اس سے تمھارے ے کی پولیس کی تذلیل اور ہتک مقصود نہیں لیکن اگر وہ میدان میں کود پڑی س سے یقیناً لغزشیں ہوں گی"
"یہ ۔۔ بقول تمھارے ۔۔ گڑبڑ مجرمانہ ہے؟"
"عام معنی میں تو نہیں ہے ۔۔ تم اسے ۔ کیا کہتے ہیں ۔۔ سیاسی توڑ کی انتہا کہہ سکتی ہو"
سگورلن کے ہونٹوں کے کونے نیچے کی طرف جھک گئے۔
"اس معاملے یا گڑبڑ جو کچھ بھی یہ ہے ۔۔ اس کے متعلق صرف ایک

اچھی بات میں نے تمہارے منہ سے سنی ہے۔ یعنی یہ کہ تم الیان کو اس سے دور رکھنا چاہتے ہو" اس نے تلخی سے کہا "ایک بات بتاؤ ایلین اسٹیورٹ"

"پوچھو"

"تم الیان سے پیار کرتے ہو؟"

"ہاں"

"تم اس سے شادی کرو گے؟"

"ہاں۔ اگر وہ ان ساری باتوں کے باوجود مجھے قبول کرے"

اس نے میری طرف ایک بزرگانہ مسکراہٹ پھینک دی۔

"وہ ضرور قبول کرے گی تمہیں۔ تم تو ایلین اسٹیورٹ ہنسی میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرح پھنس گئے ہو اب مفر ممکن نہیں"

"اس میں مجھے ذرا شک ہے"

"کیوں؟"

"حال میں چند ایسی باتیں ہوئی ہیں جنھوں نے ہو سکتا ہے کہ الیان کی نظروں میں میری قدر و قیمت گھٹا دی ہو"

"میں اسے بستر میں لٹا دیتی ہوں" سگورلن نے کہا "طبی احتیاط اور علاج ــــ ہاں تو ــــ وہ ذرا بحث تو کرے گی لیکن مان جائے گی۔ مجھے جو کام کرنا ہے وہ انجام تک پہونچا دو اور الیان یہیں رہے گی۔ لیکن یہ بھی ہے کہ میں اسے یہاں زیادہ نہ روک سکوں گی۔ اچھا۔ اگر تم گاسیر سے واپس نہ آئے تو؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ تو کیا ہوگا۔ لیکن اسے رکھا روک نہ جانے دو اس صورت میں ہمارے اپارٹمنٹ میں جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"

سگورلن نے ایک لمبا سانس لیا۔

"میں جو کچھ کر سکتی ہوں کروں گی" وہ کپ میں کافی انڈیل کر اور ایک کپ لے کر بیٹھ گئی "اگر تمھیں الیان سے پیار نہ ہوتا، اس کے لئے ایسے تردد کا اظہار تم نے نہ کیا ہوتا تو ...." اس نے بے چینی سے سر ہلایا "ایلن! یہ معاملہ مجھے بالکل بھی پسند نہیں۔ خدا کے لئے جلد از جلد اسے انجام تک پہونچا کر فرصت حاصل کر لو"

"اس کے لئے میں ہر ممکن کوشش کروں گا"

(۴)

دوسرا دن بے حد طویل معلوم ہوا۔

ناشتے کی میز پر سگورلن اخبار دیکھ رہی تھی۔ یکایک اس نے کہا:۔ "اب یہ ایک عجیب خبر ہے۔ کسی نے دریائے ٹونگا پر کا پلیٹ فارم دوسرے کنارے پر، یعنی بالڈ کی طرف، باندھ دیا اور سیاحوں کی ایک پارٹی دوسرے کنارے پر کئی گھنٹوں تک پریشان رہی۔ حیران ہوں کہ یہ کس کی شرارت ہوگی"

"جب ہم نے دریا عبور کیا تب تو ایسی کوئی بات نہ تھی" میں نے معصومیت سے کہا "سیاحوں کے متعلق اخبار میں کوئی خبر ہے؛ زخمی وغیرہ تو نہیں ہوا کوئی؟"

سگورلن نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا:۔

"زخمی! کوئی بھی زخمی کیوں ہونے لگا؟" وہ بولی "نہیں اخبار میں ایسی کوئی خبر نہیں ہے"

میں نے جلدی سے موضوع بدل دیا۔

"حیرت ہے کہ الیان اب تک سو رہی ہے؟" میں نے کہا۔

ہگورین مسکرائی۔

"لیکن مجھے حیرت نہیں ہے۔ وہ نہیں جانتی لیکن گزشتہ رات اس نے خواب آور دوا لی تھی۔ جب وہ بیدار ہوگی تو غنودگی کے عالم میں ہوگی اور ایک دم بستر سے نہ نکلے گی"

الیان کو روکنے کی یہ ایک ترکیب تھی۔

"تمہارا گیراج خالی ہے" میں نے کہا "کار نہیں ہے تمہارے پاس؟"

"ہاں ہے۔ گنار اسے اصطبل میں چھوڑ آیا ہے"

"کب واپس آئے گا گنار؟"

"دو دن میں ــــ بشرطیکہ پارٹی کے کولھوں پر آبلے نکل آئیں"

"مناسب ہوگا کہ میں اپنی لینڈ روور پر گا سیر نہ جاؤں"

"تمھیں ہماری کار چاہیئے؟ بہت اچھا۔ لے جاؤ۔ لیکن میں اسے اسی حالت میں واپس چاہتی ہوں جس حالت میں اسے لے جاؤ گے" اور اس نے مجھے بتایا کہ کار کہاں تھی "کار میں دستانے رکھنے کا جو خانہ ہے، کنجی اس میں ہی"

ناشتے سے فارغ ہو کر میں نے ٹیلیفون پر نظریں جما دیں اور سوچنے لگا کہ ٹیگارٹ کو فون کرنا مناسب ہوگا یا نہیں۔ میں اسے بہت سی باتیں بتانا چاہتا تھا لیکن پھر سوچا کہ پہلے یہ معلوم کر لوں کہ جیک کیس کیا کہتا ہے چنانچہ میں ٹیلیفون پر سے اپنی توجہ ہٹا کر گیراج میں پہونچا اور کار میں سے نلیٹ کی رائفل نکال کر اسے صاف کرنے میں مصروف ہوگیا۔

بے شک وشبہ یہ اپنی قسم کی بہترین چیز تھی۔ اس کی جدید قسم کی پسٹل گرپ"

اور عمدہ قسم کے کندے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ خاص فلیٹ کے لئے ہی بنائی گئی ہے جو میرے خیال میں بڑا ہی "گرمجوش" قسم کا آدمی تھا۔ ہر میدان میں چند ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اپنی چیز کو تکمیل کی انتہا تک پہونچانے کا خبط ہوتا ہے۔ مثلاً ریڈیو کے میدان میں آپ کو ایک نہ ایک ایسا خبطی مل جائے گا جو اپنے کمرے میں ستر ہ اسپیکر لگائے گا لیکن اس کے پاس ریکارڈ صرف ایک ہی ہوگا۔ بندوق کے معاملے میں بھی فلیٹ ایک ایسا ہی خبطی تھا۔

بندوق کے خبطی کا خیال ہوتا ہے کہ ایک بھی بندوق اس کے مذاق پر پوری نہیں اترتی چنانچہ وہ ایک بندوق میں اضافے کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے مذاق کے مطابق بن جاتی ہے۔ اسی طرح وہ کارتوس وغیرہ کی طرف سے مطمئن نہیں ہوتا چنانچہ اپنے ہتھیار کے لئے وہ خود ہی کارتوس بناتا ہے۔

کارتوسوں کے کھلے ہوئے ڈبے میں کے کارتوسوں کا میں نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی فلیٹ نے ہی بنائے تھے اور اب سمجھ میں آیا کہ بکسوں پر کمپنی کے لیبل کیوں نہ تھے۔

مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ فلیٹ پچاس راؤنڈ لے کر کیوں چلا تھا بہر حال وہ ایک عمدہ نشانچی تھا اور صرف ایک ہی گولی میں اس نے ہمارا سفر روک دیا تھا اس نے بندوق میں خام کارتوس بھرے تھے جو شکار کے کام میں آتے ہیں اور اس کی گولی جسم میں گھس کر پھٹ جاتی ہے۔ بند بکس میں پچیس راؤنڈ۔ ان کارتوسوں کے تھے جنھیں "جاکیٹڈ" کہتے ہیں اور جنھیں فوجی استعمال کرتے ہیں۔

"جاکیٹڈ" کارتوس میری ہتھیلی پر دھرا ہوا تھا اور میں اس کی طرف

دیکھ کر افسوس کر رہا تھا کہ میں نے یہ بکس پہلے کیوں نہ کھولا کہ کتا کن کی جیب کو آگے سے پیچھے تک ادھیڑ دیتا۔

میں نے رائفل میں دونوں طرح کے کارتوس بھرے۔ تین نرم کارتوس — یعنی پھٹنے والے — اور دو "جاکٹیڈ"۔ اب میں نے میکارتھی کے پستول کا معائنہ کیا۔ فلیٹ کی رائفل کے مقابلے میں یہ "ہیچ قسم" کا ہتھیار تھا۔ یہ اطمینان کر کے کہ یہ پستول بھی ٹھیک ٹھاک تھا میں نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا اور اس کے ساتھ اس کی زائد گولیاں بھی رکھ لیں۔

وہ پر اسرار بکس میں نے وہیں رہنے دیا جہاں وہ تھا۔ یعنی اگلی سیٹ کے نیچے۔ جیک کیس سے میں ملاقات کرنے جا رہا تھا لیکن اس بکس کو اپنے ساتھ نہ لے جا رہا تھا۔ لیکن میں خالی ہاتھ بھی نہ جا رہا تھا۔

جب میں واپس گھر میں پہنچا تو الیان بیدار ہو چکی تھی۔

اس نے نیند بھری آنکھوں سے میری طرف دیکھ کر کہا:۔

"خدا جانے کیا بات ہے کہ میں بے حد تھکن محسوس کر رہی ہوں"

"بات یہ ہے کہ تم زخمی ہو" میں نے کہا "اور پھر دو دنوں تک ویرانے میں سفر کرتی رہی ہو اور ان دو دنوں میں آرام کرنے اور پوری نیند لینے کا موقع نہیں ملا۔ چنانچہ اب اگر تم تھکن محسوس کر رہی ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ خود میری حالت تم سے بہتر نہیں ہے"

الیان نے چونک کر اپنی آنکھیں پوری طرح کھول دیں اور سکورلین کی طرف دیکھا جو گلدستے میں پھول سجا رہی تھی۔

"سکورلین جانتی ہے کہ تمھیں یہ زخم نکیلے پتھر پر گرنے سے نہیں آیا" میں نے کہا "وہ جانتی ہے کہ تم پر گولی چلائی گئی تھی۔ لیکن یہ نہیں جانتی کہ کس طرح

اور کیوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم اسے بتاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اس موضوع پر سگورلن اور کسی سے بھی گفتگو کرو" میں سگورلن کی طرف گھوم گیا "وقت آنے پر تمھیں سب کچھ بتا دیا جائے گا لیکن فی الحال اس داستان سے واقف ہونا خطرناک ہوگا"

سگورلن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ الیان نے کہا۔

"میں تو سمجھتی ہوں کہ دن بھر سوتی ہی رہوں گی۔ اس وقت تو تھکی ہوئی ہوں لیکن گاسیر جانے کے وقت تک میں تیار ہو جاؤں گی"

سگورلن کمرہ عبور کر کے آئی اور الیان کے سر کے پیچھے تکئے رکھنے لگی۔ ن کا یہ عمل اس کے ایک سند یافتہ نرس ہونے کا ثبوت تھا۔ کیونکہ جس مہارت سے، غیر جذباتیت سے اور مہارت سے وہ تکئے رکھ رہی تھی وہ ایک نرس ہی کر سکتی تھی۔

"تم کہیں نہیں جا رہی ہو" سگورلن نے کہا "آئندہ دو دنوں تک تمھیں آرام ہی کرنا ہے"

"لیکن میرا جانا ضروری ہے" الیان نے احتجاج کیا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ تمھارا کندھا سوج گیا ہے۔ تمھیں تو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیئے"

"نہیں۔ نہیں

"تو پھر ایسا ہی کرو گی جیسا میں کہوں گی"

الیان نے ملتجی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا:۔

"میں ایک آدمی سے ملنے جا رہا ہوں ادریس۔ اور سچ تو یہ ہے کہ تمھاری موجودگی میں جیک کیس کچھ نہ کہے گا — تم جانو تم کلب کی رکن نہیں ہو۔ میں

گلاسگو جاؤں گا، جیک کیمبل سے گفتگو کروں گا اور یہاں آجاؤں گا واپس اور بہتر ہو گا کہ تم اپنی خوبصورت ناک اس معاملے میں گھسیٹرنے سے باز رہو۔"

الیان نے ناک اچکائی اور سگورکن نے کہا :۔

"میں تو جاتی ہوں اور تم دونوں پیار کی باتیں کرو" وہ مسکرائی "مجھے یقین ہے کہ تم دونوں کی ازدواجی زندگی دلچسپ ہو گی"

وہ کمرے سے باہر چلی گئی تو میں نے کہا :۔

"یہ تو چینیوں کی بد دعا سی معلوم ہوتی ہے ــــ خدا کرے کہ تم دلچسپ دقتوں میں رہو ــــ"

"اچھی بات ہے" الیان نے تھکے ہوئے انداز میں کہا "میں تمہیں پریشان نہ کروں گی۔ تم اکیلے ہی گلاسگو جا سکتے ہو۔"

میں پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا۔

"جان! یہاں پریشان کرنے اور نہ کرنے کا سوال نہیں ہے۔ تمہاری موجودگی سے میرا دھیان بٹ جاتا ہے اور اگر میں مشکل میں پھنس گیا تو پھر مجھے اپنا بھی خیال کرنا پڑے گا اور تمہاری حفاظت بھی"

"تو میں تمہاری راہ کا روڑا بنی ہوئی ہوں؟"

"نہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بازی کا انداز بدل جائے۔ پورے اسکاٹ لینڈ میں میرا تعاقب کیا جا رہا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں چوہے بلی کے کھیل سے اکتا گیا ہوں۔ اگر موقع ملا تو میں ایک دم سے پلٹ کر خود ہی تھوڑا سا تعاقب کر دوں گا"

"اور میں تمہاری راہ میں حائل ہوں گی" اس نے تلخی سے کہا۔

"تم، میری جان، ایک مہذب عورت ہو" میں نے کہا "قوانین کا احترام کرنے والی اور محتاط۔ اس حد تک کہ تم کار پارک کرنے میں بھی قانون کی پابندی کرتی ہو۔ میرا تعاقب کیا جا رہا ہو تو میں شاید چند پابندیاں اور احتیاطیں کر لوں لیکن جب میں خود تعاقب کر رہا ہوں گا تو پھر میں پابندیوں اور احتیاطوں کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ اور میرا خیال ہے کہ شکاری بن کر میں جو کچھ کروں گا اسے دیکھ کر تم سہم جاؤ گی"

"خون کرو گے؟" اس نے کہا۔ یہ سوال نہ تھا بلکہ یقینی بیان تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی بڑا کام کروں" میں نے کہا اور وہ کانپ گئی "بھئی یہ بات نہیں ہے کہ میں خون اور قتل و غارت کرنا چاہتا ہی ہوں۔ میں پیشہ ور یا بے درد خونی نہیں ہوں اور نہ ہی کسی کی جان لے کر روحانی مسرت حاصل کرتا ہوں۔ لیکن مجھے ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا جا سکتا ہے"

"ایسے لرزہ خیز عمل کے لئے تم نے بڑے مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں" وہ بولی "نہیں تم کسی کا خون نہیں کرو گے"

"یہاں مہذب اور خوبصورت الفاظ کا کوئی سوال نہیں ہے بلکہ سوال ہے بقا کا، خود اپنی جان بچانے اور زندہ رہنے کا۔ امریکن کالج کا تعلیم یافتہ ایک لڑکا امن پسند ہو سکتا ہے لیکن جب دشمن کا کوئی سپاہی روسی رائفل سے اس پر گولی چلائے گا تو جواب میں یہ امن پسند بھی گولی چلائے گا ہی۔ اور جب کنا کن میرا پیچھا کر ہی رہا ہے تو پھر اسے اس کا وہ جواب ملنا ہی چاہیئے جس کا وہ مستحق ہے۔ دریائے ٹونکا پر تیں نے تو اس سے نہیں کہا تھا کہ لو بھائی مجھ پر گولی چلاؤ — اس کے لئے اسے میری اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب میں نے بھی جواب میں گولی چلائی تو اس

پر اسے حیرت نہ ہوئی ہوگی۔ بلکہ اسے یقین ہوگا اس کا"

"یہ منطق سمجھ میں تو آتی ہے" الیان بولی "لیکن اس سے تمھیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میں اسے پسند کرتی ہوں یا کروں گی"

"اور تم سمجھتی ہو کہ مجھے پسند ہے خون خرابہ؟"

"مجھے افسوس ہے ایلن!" وہ مسکرائی۔

"مجھے بھی" میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا "اس گہرے اور زبردست فلسفے کے بعد بہتر ہوگا کہ تم ناشتہ کرلو۔ میں دیکھتا ہوں جاکر کہ سگورلن نے کیا تیار کیا ہے ناشتے کے لیئے"

(۴)

اسی رات آٹھ بجے میں یوگا روان سے روانہ ہوگیا۔ وقت کی پابندی، کہتے ہیں کہ ایک زبردست اخلاقی خوبی ہے بڑا وصف ہے۔ لیکن میرا تجربہ تو یہ ہے کہ وقت کے پابند لوگ اکثر جوانی میں اللہ کو پیارے ہوجاتے ہیں اور بدعمل لوگ لمبی عمر پاتے ہیں۔ جیک کیس سے ملاقات کا وقت میں نے پانچ بجے کا طے کیا تھا لیکن اگر اسے چند گھنٹوں تک میرا انتظار کرنا پڑا تو اس میں اسے کوئی خاص نقصان نہ ہوگا اس کے علاوہ میں نے یہ بات خصوصیت سے یاد رکھی تھی کہ اس کی ملاقات کی بات چیت ریڈیو کی کھلی لائن پر کی تھی۔

میں گنار کی چھوٹی سی فاکس واگن کار میں گا یسر پہونچا اور اسے ہوٹل سے بہت دور اور غیر نمایاں جگہ پارک کیا۔

چند لوگ — زیادہ نہیں — اپنے کیمرے تیار کر کے کھولتے ہوئے

پانی کی جھیلوں کے درمیان احتیاط سے اِدھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ خود گاتیسر ___ دراصل جو شیر جس پر سے ساری دنیا کی گندھک اور گرم پانی کی جھیلوں کا نام پڑا ___ خاموش اور خوابیدہ تھی۔ گاتیسر کو گرم پانی کا فوارہ اڑائے ایک زمانہ بیت گیا تھا۔ لوگ اس میں پتھر پھینک پھینک کرائے بیدار کرنے کی کوششیں کر کے تھک گئے لیکن یہ جھیل مردہ ہی رہی۔ البتہ استراکور ___ یعنی "بلونا" ___ ہر سات منٹ کے وقفے سے کھولتے ہوئے پانی کا فوارہ اڑا دیتی تھی جو فضا میں ایک پتلی مگر پھیلی ہوئی کلغی کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

میں دوربین آنکھوں سے لگائے بہت دیر تک کار میں ہی بیٹھا رہا۔ ایک گھنٹے تک کوئی جانی پہچانی صورت نظر نہ آئی۔ اس سے مجھے قطعی مایوسی نہ ہوئی۔ آخر کار میں کار سے باہر آیا اور ہوٹل گاتیسر کی طرف چلا۔ میرا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور پستول کے دستے پر ٹکا ہوا تھا۔

جیک کیس لاؤنج میں تھا۔ وہ ایک گوشے میں بیٹھا کوئی سستی کتاب پڑھ رہا تھا۔ میں سیدھا اس کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر کہا:۔

"ہیلو جیک ___ کیا قابل رشک جھلسا ہوا رنگ بنایا ہے اپنا۔ غسل آفتابی لیتے رہے ہو گے"

اس نے کتاب چہرے پر سے اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

"ہسپانیہ میں تھا میں" وہ بولا "دیر کیوں ہوئی؟"

"چند غیر متوقع رکاوٹیں"

میں بیٹھنے لگا تو اس نے کہا:۔

"نہیں۔ یہ جگہ تو ___ بے حد ___ عام ہے۔ میرے کمرے میں چلو۔

اس کے علاوہ بوتل بھی ہے میرے پاس "

" یہ ہوئی نا بات ؛"

میں اس کے پیچھے چلتا ہوا اس کے کمرے میں پہونچا۔ اس نے دروازہ اندر سے مقفل کر دیا اور میری طرف گھوم گیا۔

" جیب میں رکھا ہوا یہ پستول — تمھارے کوٹ کا حسن بگاڑ رہا ہے " وہ بولا " شانے سے لٹکانے کا خول استعمال نہیں کرتے ؛"

میں مسکرایا۔

" جس شخص سے میں نے یہ پستول حاصل کیا ہے اس کے پاس خول نہ تھا اچھا۔ کیسے ہو جیک ؛ تمھیں دیکھ کر مسرت ہوئی "

اس نے غرا کر کہا " یہ مسرت کا خیال شاید تم جلد ہی جھٹک دو گے "

کرسی پر پڑا ہوا سوٹ کیس کھول کر اس نے اس میں سے بوتل نکالی اور ایک گلاس میں — جو کلیاں کرنے کا گلاس تھا — شراب انڈیل کر گلاس میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

" تم کیا کرتے رہے ہو ؛ تم نے نیند سچ مچ حرام کر دی ہے "

" جب میں نے اس سے گفتگو کی تو وہ بے حد گرم معلوم ہوتا تھا " میں نے کہا اور وہسکی کی چند چسکیاں لیں " زیادہ تر تو میرا تعاقب ہی کیا گیا ہے اور میں حقیقت میں اس بارہ سنگھے کی طرح بھاگتا رہا ہوں جس کے پیچھے شکاریوں کا پورا جرگہ لگ گیا ہو "

" یہاں تک تو کسی نے تمھارا تعاقب نہیں کیا ؛"

" نہیں "

" ڈیگارٹ نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے فلپ کو اڑا دیا۔ کیا یہ سچ ہے ؛"

"اگر فلپ وہی آدمی ہے جس نے اپنے آپ کو بُشتر اور گراہم کہا تھا تو بے شک یہ سچ ہے"

"گویا تم اقرار کرتے ہو؟"

میں کرسی میں پھیل کر بیٹھ گیا۔

"بے شک۔ کیونکہ میں نے اس کی جان لی ہے۔ البتہ میں جانتا نہ تھا کہ وہ فلپ تھا۔ وہ بندوق سے لیس اندھیرے میں میرے سر پر آیا تھا"

"سلیڈ کا بیان مختلف ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تم نے اس پر بھی گولی چلائی تھی"

"ہاں چلائی تھی لیکن فلپ کو ٹھکانے لگانے کے بعد۔ فلپ اور سلیڈ ساتھ آئے تھے"

"سلیڈ نے تو کچھ اور کہا ہے"

"کیا کہا ہے؟"

"اس کا کہنا ہے کہ وہ فلپ کے ساتھ کار میں تھا کہ تم نے چھپ کر اس پر وار کیا"

میں ہنسا۔

"کاہے سے؟" میں نے موزے میں سے ساجان دونٹ کھینچا اور پھینک کر مارا تو وہ مقابل کی دیوار کے قریب رکھے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے فریم میں پیوست ہو کر لرزنے لگا "اس سے؟"

"اس کا کہنا ہے کہ تمہارے پاس رائفل تھی"

"رائفل کہاں سے آتی میرے پاس؟" میں نے پوچھا "لیکن ایک حد تک

وہ سچ ہی کہتا ہے۔ اس چاقو سے فلپ کو دوسری دنیا میں پہونچانے کے بعد میں نے اس کی رائفل اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ میں نے سلیڈ کی کار پر یکے بعد دیگرے تین گولیاں چلائیں لیکن وہ سور بچ گیا"

"اب اگر ٹیگارٹ بدحواس ہوگیا ہے تو اس میں کوئی تعجب نہیں"

کیس نے کہا " میں پوچھتا ہوں تم پاگل تو نہیں ہوگئے ؟"

میں نے ایک ٹھنڈا سانس لیا۔

" جیک! ٹیگارٹ نے کسی لڑکی کے متعلق کچھ کہا ہے ؟"

"اس نے کہا تھا کہ تم ایک لڑکی کا حوالہ دو گے۔ لیکن وہ نہیں کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے"

" بہتر ہوگا کہ ٹیگارٹ میری صداقت پر اعتبار کرے" میں نے کہا " لڑکی یہاں سے دور نہیں ہے اور اس کے ایک شانے میں گولی کا زخم ہے جو فلپ کا تحفہ ہے۔ فلپ اس لڑکی کی جان لے ہی چکا تھا۔ یقین نہ آئے تو میں تمھیں اس لڑکی کے پاس لے جا سکتا ہوں اور تمھیں وہ زخم دکھا سکتا ہوں۔ سلیڈ کہتا ہے کہ میں نے گھات لگا کر اس پر حملہ کیا۔ تم ہی کہو کیا میں اپنی منگیتر کی موجودگی میں ایسی حرکت کر سکتا ہوں ؟ اور پھر مجھے گھات لگانے اور اس پر حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟" اور اب میں نے اڑنگا لگا کر چیت کر دینے والا سوال پوچھا " فلپ کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے متعلق سلیڈ نے کیا کہا ہے ؟ یعنی کیا کیا اس نے فلپ کی لاش کا ؟"

کیس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

" میرے خیال میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوا"

"اور ہو بھی نہیں سکتا" میں نے کہا ۔ " سلیڈ کو جب میں نے آخری دفعہ

دیکھا ہے تو وہ پاگل کی طرح کار بھگا رہا تھا اور اس کے ساتھ کار میں اور کوئی نہ تھا۔ بعد میں فلپ کی لاش کو میں نے ٹھکانے لگایا۔"

"یہ سب ٹھیک ہے" کیس نے کہا "لیکن یہ سارے واقعات اکوریاری کے بعد ہوئے اور اکوریاری میں وہ پیکٹ تمھیں فلپ کو دینا تھا لیکن تم نے نہ دیا اور سلیڈ کے سپرد بھی نہ کیا۔ کیوں؟"

"اس لئے کہ اس پورے معاملے سے مجھے فریب کی بو آتی ہے" میں نے کہا اور تفصیلات بیان کرنے لگا۔

میں بیس منٹ تک بغیر رکے بولتا رہا اور جب خاموش ہوا تو کیس کی آنکھیں پھٹ کر حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں۔

"میرے خدا!" وہ بولا "تو کیا واقعی تمھیں یقین ہے کہ سلیڈ روسی جاسوس ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ ہیگارٹ تمھاری بات کا یقین کرلے گا؟ ایسی بے بنیاد بات تو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی"

میں نے بڑے سکون سے کہا:-

"میں نے کفلاوک میں سلیڈ کی ہدایت پر عمل کیا اور لنڈھام کے ہاتھوں مرتے مرتے بچا۔ پھر سلیڈ نے فلپ کو ایرجی میں میرے پیچھے بھیج دیا۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ روسی جو چیز میرے پاس سے لے گئے ہیں وہ اصل پیکٹ نہیں ہے اور یہ کہ میں نے انھیں الو بنایا ہے؟" وہ کالوادوس اور...."

کیس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دئے۔

"یہ سب باتیں دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ لنڈھام کی غالباً خوش قسمتی تھی کہ اس نے تمھیں پا لیا۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ کفلاوک کے اردگرد کی سڑکیں خطرات اور جوکھم سے پاک کر دی گئی ہیں۔ خیر۔ سلیڈ کہتا ہے

کہ وہ ایبرجی میں تمہارا پیچھا کرتا ہوا نہیں گیا۔ رہا کو لوادوس ۔۔ تو اس کی کوئی شہادت نہیں ہے"

"جیک! آخر تم کون ہو؟ کیا ہو؟ وکیل ہو؟ جج ہو اور جیوری بھی؟ یا میرے لئے فیصلہ سنایا جا چکا ہے اور تم جلاد بن کر آئے ہو؟"

"یوں گرم ہونے اور اسٹےسید سے سوالات کرنے کی ضرورت نہیں" اس نے بیزاری سے کہا "میں تو یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ تم نے کیسا کھچڑا بنا دیا ہے اور بس۔ اچھا تو ایبرجی سے نکلنے کے بعد کیا کیا؟"

"ہم جنوبی ویرانوں میں جا گھسے اور پھر کنا کن کا نزول ہوا۔"

"وہی جو کالوادوس بیتا ہے اور جس سے تم نے سویڈن میں دو دو ہاتھ کئے تھے؟"

"وہی۔ میرا پرانا ساتھی واسلوت کنا کن۔ جیک! تمہارے خیال میں یہ عجیب ترین اتفاق نہیں ہے؟ کنا کن کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا تعاقب کون سے راستے پر کیا جائے؟ لیکن سلیڈ کو پتہ نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایبرجی سے روانہ ہو کر ہم کس طرف گئے ہیں؟"

کیس نے تعریفی نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"بعض اوقات تمہاری باتیں قابل قبول ہوتی ہیں" وہ بولا "اور اگر میں ہر پہلو کو مدنظر نہ رکھتا تو میں بھی تمہاری ہر بات تسلیم کر لیتا لیکن کنا کن تمہیں پکڑنے میں ناکام رہا۔"

پکڑ لیتا لیکن وہ حرامی امریکنوں نے اس کی مدد نہ کی"

"کیس سیدھا ہو بیٹھا۔

"اب یہ امریکن اس میں کہاں آ گئے؟"

میں نے فلیش کا پاس نکال کر کیس کی طرف اچھال دیا۔ وہ سیدھا اس کی آغوش میں جا گرا۔

"اس شخص نے بڑے فاصلے سے میری کار کے ٹائر میں بندوق کی گولی سے سوراخ کر دیا تھا اور جب میں وہاں سے بھاگا ہوں تو کنا کن میرے تعاقب میں تھا اور ہمارے درمیان صرف دس منٹ کا فاصلہ تھا"

اور میں نے کیس کو تفصیلات سنائیں۔

"تم آپ اپنے دام میں آ گئے ہو" اس نے سنجیدگی سے کہا "میرے خیال میں اب تم کہو گے کہ سلیڈ سی۔ آئی۔ اے کا رکن ہے" اس کا لہجہ طنزیہ تھا "امریکن تمہیں کیوں روکنے لگے کہ کنا کن تمہیں آ لے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا" میں نے جواب دیا "کاش کہ جانتا ہوتا"

کیس نے کارڈ کی طرف دیکھا۔

"فلیش" وہ بولا "اس نام سے میں واقف ہوں۔ گزشتہ سال جب میں ترکستان میں تھا تو یہ نام مشہور تھا۔ یہ شخص سی۔ آئی۔ اے۔ کا خاص ہتھیار ہے اور بے حد خطرناک ہے"

"آئندہ ایک ماہ تک خطرناک نہیں رہے گا" میں نے کہا "میں نے اس کی کھوپڑی توڑ دی ہے"

"اچھا تو پھر کیا ہوا؟"

"ہونا کیا تھا۔ میں بھاگتا رہا، کنا کن میرا تعاقب کرتا رہا۔ دریا پر ہم میں جھڑپ ہوئی اور پھر میں اسے دوسرے کنارے پر ٹاپتا چھوڑ کر بھاگ آیا۔ میرے خیال میں وہ یہیں کہیں ہے"

"اور وہ پیکٹ اب بھی تمہارے قبضے میں ہے؟"

"اس وقت میرے پاس نہیں ہے جیکٹ! لیکن قریب ہی ہے"

"وہ پیکٹ مجھے نہیں چاہیئے" وہ خالی گلاس لینے کمرہ عبور کر کے میرے پاس آیا "انتظام اب بدل دیا گیا ہے۔ اب تمھیں پیکٹ لے کر رکجاوک جانا ہے"

"بس یونہی بیٹھے بٹھائے ارادہ بدل دیا" میں نے کہا "اور اگر میں انکار کر دوں؟"

"بیوقوف نہ بنو۔ ٹیگارٹ نے ایسا ہی کہا ہے اور اب بہتر ہوگا کہ تم اسے زیادہ غصہ نہ دلاؤ۔ نہ صرف تم نے اس کے کام کا کھچڑا کر دیا ہے بلکہ فلپ کی جان بھی لے لی ہے اور اس کے لئے وہ تمھاری کھال کھنچوا سکتا ہے۔ میں اس کا پیغام تمھیں پہنچا رہا ہوں۔ پیکٹ رکجاوک پہنچا دو اور تمھاری ہر خطا معاف کر دی جائے گی"

"یہ تو بڑی اہم چیز ہوگی کچھ" میں نے کہا اور انگلیوں پر شمار کرنے لگا۔ "میں نے دو آدمیوں کی جان لی، تیسرے کا گھٹنا اڑا دیا اور دو کی کھوپڑیاں توڑ دیں شاید اور ٹیگارٹ کا کہنا ہے کہ وہ یہ سب بھول جائے گا اور مجھے معاف کر دے گا"

"روسی اور امریکی جانیں اور ان کا کام جانے۔ وہ خود ہی اپنے مردے دفن کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے مردے ہوں۔ لیکن ٹیگارٹ ــــ صرف ٹیگارٹ ڈپارٹمنٹ میں تمھیں بے گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ فلپ کی جان لے کر تم نے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا ہے۔ تم قانونی ہدف بن گئے ہو۔ ٹیگارٹ جیسا کہتا ہے ایسا ہی کرو ورنہ وہ تم پر کتے چھوڑ دے گا"

مجھے یاد آیا کہ ٹیگارٹ سے گفتگو کرتے وقت میں نے ایسا ہی فقرہ کہا تھا۔

"سیلیڈ اب کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

کیس میری طرف سے گھوم گیا اور میں نے بوتل کے گلاس سے ٹکرانے کی آواز سُنی۔

"پتہ نہیں۔ جب میں لندن سے روانہ ہوا ہوں تو ٹیگارٹ سلیڈ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا"

"تو وہ اب بھی آئس لینڈ میں ہو سکتا ہے" میں نے کہا "اور اگر ایسا ہے تو یہ بات شاید مجھے پسند نہ آئے گی"

کیس میری طرف گھوم گیا۔

"تمھیں کیا پسند ہے یا کیا نہیں اس کی اہمیت اب ختم ہو چکی ہے۔ خدا کے لئے ایلن! تمھیں ہو کیا گیا ہے؟ دیکھو یار یہاں سے رکجاوک صرف سو کیلو میٹر ہے۔ تم دو گھنٹوں میں وہاں پہونچ سکتے ہو۔ وہ لعنتی پیکیٹ اٹھاؤ اور جاؤ"

"اس سے بہتر تو یہ رہے گا کہ پیکٹ تم لے جاؤ"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ ٹیگارٹ مجھے واپس ہسپانیہ میں چاہتا ہے"

میں ہنسا اور بولا "جیک! کفلاوک کے انٹرنیشنل ایرپورٹ تک جو سیدھا اور آسان راستہ جاتا ہے وہ رکجاوک ہو کر جاتا ہے۔ ایرپورٹ جاتے ہوئے تم پیکیٹ پہونچا سکتے ہو۔ یہ کیا ضروری ہے کہ پیکیٹ میں ہی پہونچاؤں؟ میں اور پیکیٹ ساتھ ہی ہوں اس میں کیا اہمیت ہے؟"

کیسی نے تنانے اچکائے۔

"مجھے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ پیکیٹ تم لے کر جاؤ گے۔ اب یہ نہ پوچھو کہ کیوں؟ کیونکہ میں خود اس سوال کا جواب نہیں جانتا"

"پیکٹ میں کیا ہے؟"

"یہ بھی میں نہیں جانتا اور یہ معاملہ جیسی صورت اختیار کر رہا ہے اس کے پیش نظر میں معلوم کرنا بھی نہیں چاہتا"

میں نے کہا "جیکسن! میں نے تمہیں اپنا ہمدرد دوست سمجھ لیا ہوتا لیکن تم نے ہسپانیہ جانے کا جھوٹ بول کر مجھے الو بنانے کی کوشش کی ہے۔ تم نے جو کہا ہے اس میں کی کسی ایک بات کا بھی مجھے یقین نہیں۔ البتہ اس وقت میں نے تمہاری بات کا یقین کیا تھا جب تم نے کہا تھا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور میرے خیال میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہے اور یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ سوائے ایک شخص کے"

کیسی نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلایا۔

"ٹیگارٹ کے ہاتھ باگ پر ہیں" وہ بولا "چنانچہ اس کے حکم کے مطابق کام کرنے کے لئے نہ تو تمہیں سب کچھ جاننے کی ضرورت ہے اور نہ مجھے"

"میں ٹیگارٹ کے متعلق نہیں سوچ رہا ہوں اور نہ ہی میرا اشارہ اس کی طرف تھا۔ میرے خیال میں وہ بھی نہیں جانتا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ممکن ہے وہ سمجھتا ہو کہ وہ سب کچھ جانتا ہے لیکن حقیقت میں کچھ نہیں جانتا" میں نے کیسی کی طرف دیکھا۔ میرا اشارہ سلیڈ کی طرف تھا۔ "یہ پورا معاملہ اس کے دماغ کے سانچے کے بالکل مطابق ہے۔ میں پہلے اس کے ساتھ کام کر چکا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ کیسے سوچتا ہے"

"تو ہم جہاں سے چلے تھے وہیں واپس آ گئے یعنی سلیڈ" کیسی نے کہا "ایلن یہ سلیڈ تو تمہارے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے"

"شاید۔ لیکن تم ٹیگارٹ کو یہ کہہ کر خوش کر سکتے ہو کہ پیکٹ میں رکھا دک پہونچا دوں گا۔ کہاں دینا ہے اُسے؟"

"آں۔ یہ بات ہوئی" کیسی نے گلاس کی طرف دیکھا جو اس کے ہاتھ میں ہی تھا لیکن جیسے وہ بھول گیا تھا۔ گلاس اس نے مجھے دے دیا "نارڈ ٹی ٹراویل ایجنسی ہے ایک۔ جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں" میں نے کہا "ایلان کبھی اس فرم میں کام کرتی تھی"

"خیر۔ میں نہیں جانتا۔ لیکن مجھ سے کہا گیا ہے کہ ٹراویل ایجنسی چلانے کے علاوہ وہ لوگ ملک کی ممنوعات کی دکان بھی چلاتے ہیں"

"ہاں۔ یہ سچ ہے"

"میرے پاس اس کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے جس میں وہ لوگ چیزیں لپیٹ کر خریدار کو دیتے ہیں۔ یہ ان کی دکان کی خاص چیز ہے۔ تم دکان میں داخل ہو کر اس کے عقبی حصے میں چلے جانا جہاں وہ ادنی چیزیں رکھتے اور بیچتے ہیں۔ ایک شخص وہاں اخبار نیویارک ٹائمز لئے کھڑا ہوگا اور اس کی بغل میں شناختی پیکٹ ہوگا۔ تم اس سے کہو گے — یہاں امریکہ سے زیادہ سردی ہے — اور جواب میں وہ کہے گا...."

"برمنگھام سے بھی زیادہ سردی ہے — یہ الفاظ میں پہلے بھی سن چکا ہوں"

"اچھا تو اس شناخت کے بعد تم اپنا پیکٹ کاؤنٹر پر رکھ دو گے اور وہ اپنا پیکٹ بھی کاؤنٹر پر رکھ دے گا۔ اس کے بعد تبادلے کا کام آسان ہے"

"اور یہ تبادلے کا آسان کام کب ہو گا؟"

"کل دوپہر کو"

"فرض کرو کہ کل دوپہر کو میں وہاں نہ پہونچا تو؟ ہو سکتا ہے کہ رکجاوک تک ایک ایک کیلو میٹر کے فاصلے پر سو دو سو آدمی میرا راستہ روکنے کے لئے کھڑے کر دیئے گئے ہوں"

"اس دوکان میں ہر دوپہر کو ایک شخص کھڑا رہے گا — اس وقت تک جب تک تم نہیں پہونچ جاتے۔"

"بڑا اعتبار ہے ٹیگارٹ کو مجھ پر" میں نے کہا "سلیڈ کے بقول ان دنوں ڈپارٹمنٹ میں آدمیوں کی کمی ہے اور یہ ٹیگارٹ صاحب بے دریغ آدمی بھیج رہے ہیں۔ اگر میں ایک برس تک وہاں نہ پہونچا تو؟"

کیس مسکرایا۔

"اس مسئلے پر ٹیگارٹ غور کر چکا ہے اگر تم ایک ہفتے تک وہاں نہ پہونچے تو پھر کوئی تمہاری تلاش میں روانہ ہو گا اور اگر تم نہ پہونچے تو مجھے اس کا سب سے زیادہ افسوس ہو گا کیونکہ دوستی کے متعلق تم نے جو احمقانہ چوٹ کی تھی اس کے باوجود میں اب بھی تمھیں پیار کرتا ہوں گدھے"

"ایسی بات کہتے وقت اگر تم مسکراؤ گے تو چھوٹے باپ کے نہ بن جاؤ گے"

چنانچہ وہ مسکرایا اور بیٹھ گیا۔

"اچھا بھئی۔ ایک بار پھر یہ داستان شروع سے سنا دو۔ یعنی اس وقت سے جب سلیڈ اسکاٹ لینڈ میں تمہارے پاس آیا تھا"

چنانچہ میں نے اپنے دکھوں کی داستان نہایت ہی تفصیل سے بیان کی اور ہم دونوں دیر تک اس پر بحث کرتے رہے اور آخر میں کیس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اگر تمھارا خیال صحیح ہے اور سلیڈ پر شک ہوگیا ہے یا وہ مشکوک شخصیت ہے تو پھر یہ معاملہ پُر خطر ہے۔"

"میرے خیال میں تو سلیڈ شروع ہی سے روسی ایجنٹ ہے۔ لیکن ایک دوسری بات بھی ہے جو سلیڈ کی طرح ہی مجھے پریشان کر رہی ہے۔ یہ امریکن کہاں سے آکودے؛ کنا کن جیسے آدمی سے دوستی کرنا ان کے اصولوں کے خلاف ہے۔"

کیس نے امریکنوں کو جھٹک دیا۔

"اس خاص معاملے کے دوسرے مسائل کی طرح امریکن بھی ایک مسئلہ ہیں — یعنی ناقابل فہم — لیکن سلیڈ کا معاملہ مختلف ہے۔ وہ اب بڑا آدمی اور اہم شخصیت ہے۔ پلاننگ اور پالیسی میں اس کا بڑا ہاتھ ہے۔ وہ منتظم بھی ہے اور قانون ساز بھی۔ اگر وہی سڑا ہوا ثابت ہوا تو پھر پورے ڈپارٹمنٹ کی نئی تنظیم کرنی پڑے گی"

کیس نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر پورا بازو گھمایا۔

"میرے خدا! تم نے تو یار مجھے بھی گڑبڑا دیا ہے۔ میں تمھاری باتوں پر سچ مچ یقین کرنے لگا ہوں۔ یہ سراسر حماقت ہے ایلن"

میں نے اپنا خالی گلاس آگے بڑھا دیا۔

"بھر دو اسے۔ اس کام میں گلا خشک ہو جاتا ہے جیک" کیس نے گلاس بھرنے کے لئے بوتل اٹھائی تو میں نے کہا "اچھا اب میری ایک بات سنو۔ اگر تم نے سلیڈ کے خلاف میرا سوال ٹیگارٹ کے سامنے پیش کر دیا، بالکل اسی طرح جس طرح میں نے تم سے کہا ہے تو ٹیگارٹ سلیڈ کو خوردبین تلے رکھ دے گا — تم جانو اس کے بعد — یعنی اس کے دل میں شک پیدا ہو جانے کے بعد ٹیگارٹ خاموش بیٹھا رہنے والا نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سلیڈ کڑی نگرانی برداشت نہ کر سکے گا اور

اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہو جائے گا"

کیسی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ایلن! میرے دوست ایک بات کہتا ہوں۔ پہلے اطمینان کر لو ـــــ پوری طرح سے اطمینان کر لو کہ سلیڈ کے خلاف تمہارا تعصب اور غصہ یا نفرت یا جو کچھ بھی ہے تمہیں الزام تراشی پر مجبور نہیں کر رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے ڈپارٹمنٹ کیوں چھوڑ دیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہیں سلیڈ سے نفرت کیوں ہے۔ تم متعصب بن گئے ہو۔ یہ تم نہایت سخت اور سنجیدہ الزام لگا رہے ہو اور اگر سلیڈ بے گناہ نکل آیا تو پھر خدا کی قسم تم مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔ تم جانو وہ تمہارا سر طشتری میں طلب کرے گا اور یقین کرو کہ اس کی یہ خواہش پوری ہوگی"!

"اس کا اسے حق ہوگا" میں نے کہا "لیکن فکر نہ کرو۔ سلیڈ مجرم ہے، جگا دری مجرم اور وہ بچ نہ سکے گا"

بظاہر تو یہ بات میں نے بڑے یقین سے کہی تھی لیکن دل کی گہرائیوں میں یہ خوف بھی تھا کہ ہو سکتا ہے میرا خیال غلط ہو اور سلیڈ حقیقت میں مجرم نہ ہو۔ کیسی نے جو یہ کہا تھا کہ کہیں یہ میرا تعصب اور غصہ نہ ہو تو یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔ چنانچہ میں نے سلیڈ پر جو الزام لگایا تھا اس پر ایک بار ناقدانہ نظر ڈالی ـــ اس میں کہیں کوئی شگاف مجھے معلوم نہ ہوا۔ الزام پختہ تھا۔

کیسی نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا

"ساڑھے گیارہ" اس نے اعلان کیا۔

میں نے وہسکی کا بھرا ہوا جام، ایک بھی چسکی لئے بغیر، رکھ دیا۔

"کافی وقت ہو گیا ہے۔ مجھے چلنا چاہیئے"

"میں یہ باتیں ٹیگارٹ سے کہہ دوں گا" کیس نے کہا "اور میں اسے فلیٹ اور میکا رتھی کے متعلق بھی بتا دوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں وہ واشنگٹن سے رابطہ قائم کرے"

ڈریسنگ ٹیبل کے فریم میں سے راجان دو دانت نکال کر میں نے اپنے منہ میں اڑس لیا۔

"جیک! مجھے سچ سچ پتہ نہیں کہ یہ مہم کا ہے کے لئے ہے؟"

"قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا بلکہ مجھے تو یہ بھی اس وقت معلوم ہوا جب مجھے ہسپانیہ سے بلایا گیا کہ آئس لینڈ میں یہ جاسوسی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ ٹیگارٹ مارے غصے کے دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور اس کا غصہ حق بجانب تھا۔ اس نے بتایا کہ تم نے سلیڈ سے کسی بھی قسم کا واسطہ رکھنے سے انکار کر رہا ہے اور یہ کہ تم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ تم کہاں ہو۔ اس نے کہا کہ تم مجھ سے یہاں ملاقات کرنے پر رضامند ہو گئے ہو۔ چنانچہ ایلن! میں تو ایک ——— پیغامبر ہوں اور بس"

سلیڈ نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا ——— یعنی یہ کہ میری حیثیت بھی ایک پیغامبر کی ہی ہے" میں نے کہا "سچ کہتا ہوں یار میں اس اندھی دوڑ سے تنگ آ گیا ہوں۔ میں اس دوڑ سے تھک گیا ہوں۔ اگر ایک دفعہ مجھے کہیں سکون مل گیا کھڑے رہنے کا وقت مل گیا تو پھر میں کچھ کر سکوں گا شاید"

"لیکن میں تمہیں ایسا نہ کرنے کا مشورہ دوں گا" کیس نے کہا "تم حکم کی تعمیل کرو اور وہ پیکٹ ریکجاوک پہونچا دو" اس نے اپنا کوٹ پہن لیا "پھر میں تمہاری کار تک چلتا ہوں۔ کہاں پارک کی ہے؟"

"شرک پر"

وہ دروازہ کھولنے جا رہا تھا کہ میں نے کہا :۔

" جیک ! میں نہیں سمجھتا کہ تم نے میرے سامنے صاف گوئی سے کام لیا ہے ہماری گفتگو کے دوران تم ایک دو سوالوں کے جواب گول کر گئے ہو۔ پچھلے کئی دنوں سے عجیب باتیں ہو رہی ہیں ۔۔۔ سراسر چکرا دینے والی ۔۔۔ مثلاً ڈپارٹمنٹ کے اراکین بندوق لے کر میری جان لینے چلے آتے ہیں ۔۔۔ چنانچہ میں تمہیں ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ رکجاوک جاتے وقت راستے میں مجھے روکنے اور میری جان لینے کی کوشش کی جائے اور اس میں تمہارا کوئی ہاتھ ہوا تو پھر خدا کی قسم میں تم سے نپٹ لوں گا۔ پھر چاہے تم میری دوستی کا دعویٰ کرو یا نہ کرو۔ امید ہے کہ میری بات تم نے سمجھ لی ہو گی "

وہ مسکرایا اور بولا :۔

" ایلن ! تم تو بھائی توہمات کے شکار ہو "

لیکن اس کی یہ مسکراہٹ جبری تھی اور اس کے چہرے پر کے جذبات میں کوئی خاص بات تھی جسے میں سمجھ نہ سکا۔ اور اسی نے مجھے ذرا فکر میں ڈال دیا۔ بہت بعد میں میں اس کے چہرے پر کے جذبات کو سمجھ سکا ۔۔۔ یہ رحم تھا۔ لیکن جب میں نے ان جذبات کو سمجھا ہے تو اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی اور وقت نکل چکا تھا۔

ساتواں باب

(ا)

ہم ہوٹل سے باہر آئے تو اندھیرا ہو چکا تھا اور یہ اتنا ہی گہرا اندھیرا تھا جتنا کہ آئس لینڈ کی گرمائی راتوں میں ہوتا ہے آسمان میں چاند نہیں تھا لیکن

ایک قسم کی ہلکی روشنی آسمان پر نظر آرہی تھی۔ یہ پراسرار بھوتیا روشنی آئس لینڈ کی راتوں کا خاصہ ہے۔ گرم پانی کے چشموں میں سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اور جھیل استراکور کا خوفناک جلتا ہوا فوارہ مقررہ وقفے سے فضا میں بلند ہو رہا تھا اور ہر دفعہ ہوا اسے اپنی آغوش میں لے کر اس کی آتشیں دھجیاں ادھر ادھر بکھیر دیتی تھی اور یہ دھجیاں رفتہ رفتہ مدھم ہو کر بجھ جاتی تھیں۔ فضا میں گندھک کی بو پھیلی ہوئی تھی۔

مجھے پھریری آ گئی۔ آئس لینڈ کے نقشے پر بہت سی جگہوں کے نام ایسے تھے جو ایک داستان بیان کرتے تھے ان جنوں کی جو پہاڑوں کی بنیادوں میں رہتے تھے یا اب بھی یہاں کے بوڑھے ایسی کہانیاں سناتے تھے جن میں یہاں کے سورما ارواح خبیثہ سے مصروف جنگ تھے۔ ان گرم چشموں اور آتشیں فواروں کو دیکھ کر جگہوں کے ایسے ناموں اور ایسی کہانیوں پر تعجب نہیں ہوتا۔ آئس لینڈ کی نئی نسل کے جوان، جن کا رشتہ جدید دنیا سے ٹرانزسٹروں اور ہوائی جہاز نے جوڑ دیا ہے، بڑے بوڑھوں کی ان کہانیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسے توہم پرستی کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال صحیح ہو لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ان نوجوانوں کی ہنسی مصنوعی ہوتی ہے اور اس کی تہہ میں ایک عجیب طرح کی بے چینی کروٹیں بدل رہی ہوتی ہے۔ میں اپنے متعلق کہتا ہوں کہ اگر میں قدیم دور کے وائیکنگ فاتحوں کے ساتھ ہوتا اور کسی اندھیری رات میں اچانک استراکور فوارے کے سامنے پہونچ گیا ہوتا تو مارے خوف کے میری گھگھی بندھ جاتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس مہیب ماحول کا اثر کیس کے دل پر بھی ہوا۔ اس نے استراکور کے بکھرتے اور دھند کے پتلے پردے کی طرف دیکھا اور جب

دروازہ غائب ہو گیا تو کیس نے نیچی آواز میں کہا:۔

"میرے خدا! ایک عجوبہ ہے یہ تو"

"ہاں" میں نے جواب دیا "کار وہاں ہے۔ کافی دور ہے"

ہم آگے بڑھے تو لاوے پر پڑی ہوئی لاوے کی بجری ہمارے جوتوں تلے چرمرانے لگی۔ ہم ان نیچے اور سفید رنگے ہوئے ستونوں کے قریب سے گزرے جو سڑک کو گرم چشموں سے الگ کر رہے تھے۔ میں کھولتے ہوئے پانی کی آواز جو بلبلوں کے پھٹنے سے پیدا ہو رہی تھی، لرز رہا تھا اور فضا گندھک کی بو سے بوجھل تھی۔ اگر آپ دن کی روشنی میں ان چشموں کو دیکھیں تو آپ کو ان میں مختلف رنگ نظر آئیں گے۔ دودھ کے سے سفید اور شفاف، گہرے سبز اور جامنی اور سب کے سب کھولتے ہوئے۔ حتیٰ کہ اس وقت اندھیرے میں بھی میں سفید سفید ابخرات کو ہوا میں اٹھتے دیکھ رہا تھا۔

کیس نے کہا "سلیڈ کے متعلق وہ کیا تھا۔۔۔۔؟"

اس سوال کے آخری الفاظ میں کبھی نہ سن سکا کیونکہ تین اندھیرے سائے یکایک ہمارے چاروں طرف ابھر آئے۔ یکایک کسی نے مجھے پکڑ لیا اور کہا:۔

"اسٹیورٹ سن، استادہ، فاسٹر فی!"

اور ساتھ ہی کوئی ٹھوس چیز میرے پہلو میں ماری گئی۔

میں اس حکم کی تعمیل میں ٹھہر تو گیا لیکن اس طرح نہیں جیسی کہ ان لوگوں کو توقع تھی۔ میں مفلوج سا ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح میکارتھی اس وقت ہو گیا تھا جب میں نے اس کی کھوپڑی پر ڈنڈے کی ضرب لگائی تھی۔ میرے گھٹنے بے جان ہو کر مڑ گئے اور میں زمین کی طرف چلا۔ حیرت کے کلمات کہے گئے، میرے بازو پر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور میری اس خلاف توقع حرکت کی وجہ سے

یعنی میرے یوں ڈھیلے جانے سے پستول کی نالی، جو میری پسلیوں میں کھبی ہوئی تھی، اپنی جگہ پر سے ذرا دیر کے لئے ہٹ گئی۔

نیچے بیٹھتے ہی میں ایک پیر گھٹنوں میں سے موڑ کر اس کی ایڑی پر لٹو کی طرح اس طرح گھوما کہ میرا دوسرا پیر آگے کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ میرا یہ آگے بڑھا ہوا پیر میرے سویڈنی زبان بولنے والے دوست کے گھٹنوں کے پیچھے نہایت زور سے لگا اور وہ بریکٹ ٹوٹنے کی طرح پھڑپھڑا کر دھڑام سے زمین پر گرا۔ اس کا پستول استعمال کے لئے تیار تھا کیونکہ اس کے گرنے کے دھکے سے وہ چل گیا اور میں نے گولی کے کسی چٹان یا پتھر سے ٹکرانے اور اچٹنے کی آواز سنی۔

اور میں ایک دم سے لڑھکنے لگا یہاں تک کہ سفید ستونوں کے قریب پہونچ گیا اور ایک ستون نے میرا راستہ روک دیا۔ یکایک مجھے خیال آیا کہ اس سفید رنگے ہوئے ستون کے پس منظر میں تو میں صاف نظر آؤں گا چنانچہ میں ایک بار پھر لڑھکتا ہوا سڑک کے دوسری طرف اور اندھیرے میں چلا گیا اور اب میں نے اپنی جیب میں سے پستول گھسیٹ لیا۔ میرے پیچھے کسی نے چیخ کر کہا:۔

"دوا سپا شیت!"

اور دوسری آواز نے جواب دیا:۔

"نیت اسلو شیاتے!"

میں دم سادھے اور بے حرکت پڑا رہا اور میں نے بجری پر بھیجتے جوتوں کو سنا۔ کوئی ہوٹل کی طرف بھاگ کر جا رہا تھا۔

صرف کنا کن کے گروہ کے آدمی مجھے اسٹورٹ سن کہہ سکتے اور سویڈنی زبان میں بول سکتے تھے اور اب وہ روسی زبان میں چیخ رہے تھے۔ میں اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا،

میری ٹھوڑی زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور میں سڑک کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اگر کوئی اسی طرف سے آئے تو نیم روشن آسمان کے پس منظر میں مجھے نظر آجائے گا۔ بہت ہی قریب سے سرسراہٹ کی آواز اور پھر بھاری جوتوں کی دھمک سنائی دی۔ میں نے آواز کی طرف ایک گولی چلادی اور پھر اٹھ کر اسی طرف بھاگا۔

اور میری یہ حرکت بے حد خطرناک تھی کیونکہ اندھیرے میں میں کھولتے ہوئے پانی کے کسی ایک چشمے میں گر سکتا تھا۔ اور آپ جانئے ان چشموں کی تہہ نہیں ہوتی۔ میں نے اکثر دفعہ ان چشموں کو دن کی روشنی اور مختلف حالات —— یعنی پرسکون حالات میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اب میں نے ان کے محل وقوع کو یاد کر کے ان کا نقشہ ذہن میں بنایا اور اس ان گھڑ نقشے کے سہارے احتیاط سے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا آگے بڑھا۔ یہاں یہ بتادوں کہ یہ چشمے مختلف سائز کے تھے پھ انچ کے منہ سے لے کر پچاس فٹ قطر تک کے اور ہر چشمے کی گہرائیوں میں آتش فشانی آگ کے دھارے چلتے رہتے تھے۔ جو پانی کو گرم کر کے اس طرح کھولتے اور اچھالتے تھے کہ پانی چشمے کے کنارے عبور کر کے باہر نکل آتا اور یوں اس پورے محیط یا خطے میں، گرم پانی کی نالیاں اور نالے بہہ رہے تھے یعنی یہاں گرم پانی کی نالیوں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔

سو گز آگے بڑھنے کے بعد میں ٹھہر گیا اور زمین پر ایک گھٹنا ٹیک کر بیٹھ گیا۔

میرے عین سامنے حباب اٹھ رہی تھی اور دبیز کمبل کی طرح زمین پہ بچھ رہی تھی اور میں نے سوچا کہ یہ خود کا ئیسر کا چشمہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ استراکو میرے بائیں طرف اور ذرا پیچھے کہیں تھا۔ میں استراکو سے دور ہی رہنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے قریب جانے کا مطلب تھا —— سوختہ تن، سوختہ جان اور سوختہ سامان ہونا —— یعنی نہایت ہی خوفناک سلگتی ہوئی موت ۔

میں نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا البتہ اسی راستے پر، جس سے میں آیا تھا، پیروں کی چاپ سنائی دی جو میری طرف ہی بڑھ رہی تھی۔ اور دوسری چاپیں دائیں طرف سے سنائی دیں۔ یہ بھی قریب آ رہی تھیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے دشمن اس خاص علاقے کے نقشے سے واقف تھے یا نہیں لیکن تعمداً یا اتفاقاً وہ مجھے گھیر کر گرم چشموں کی طرف دھکیل رہے تھے۔ دائیں طرف کے آدمی نے ٹارچ جلائی۔ یہ سرچ لائٹ جیسی بہت تیز اور کافی بڑی ٹارچ تھی۔ اس نے اس کا رخ زمین کی طرف رکھا اور یہ میری خوش قسمتی تھی۔ لیکن اسے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ کہیں وہ خود شکار نہ بن جائے۔

میں نے پستول اٹھا کر اس کی طرف یکے بعد دیگرے تین گولیاں چلادیں اور ٹارچ ایک دم سے بجھ گئی۔ میرے خیال میں ایک بھی گولی اسے لگی نہ تھی لیکن اسے شدید احساس ہو گیا تھا کہ اس کی ٹارچ اسے گولی کا آسان نشانہ بنا سکتی ہے۔ مجھے خاموشی توڑنے کی فکر نہ تھی کیونکہ جہاں تک میرا تعلق ہے جتنا زیادہ شور ہو اتنا ہی میرے حق میں اچھا تھا پانچ گولیاں چلی تھیں اور آئس لینڈ کی خاموش رات میں پانچ دھماکے بہت ہوتے ہیں چنانچہ ہوٹل میں ٹپاٹپ روشنیاں جلنے لگی تھیں اور اسی طرف سے کوئی پکار رہا تھا۔

میرے پیچھے جو آدمی تھا اس نے دو گولیاں چلائیں اور میں نے اس کی پستول کی نالی سے نکلتے ہوئے بارودی شعلوں کو اپنے بہت قریب دیکھا۔ مجھ سے صرف دس گز دور۔ اس کی دونوں گولیاں ادھر ادھر نکل گئیں۔ ایک تو پتہ نہیں کس طرف گئی البتہ دوسری گولی گائیسر میں گری اور پانی کا فوارہ اڑ کر بیٹھ گیا۔ میں اٹھ کر گرم پانی کی نالی میں چل پڑا۔ لیکن یہ صرف دو انچ گہری تھی اور میں اسے بہت تیزی سے عبور کر رہا تھا کہ اس کا کھولتا ہوا پانی مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ لیکن اس سے زیادہ مجھے فکر اس بات کی تھی کہ پانی میں چلنے سے چھپاکے کی آوازیں دشمن کو خبر نہ کر دیں کہ میں کس طرف تھا اور کس طرف جا رہا تھا۔

ہوٹل کی طرف سے بہت سی آوازیں سنائی دیں اور دھڑا دھڑ کھلنے لگیں
کسی نے کار اسٹارٹ کر دی اور اس کی ہیڈ لائٹس ایک دم سے روشن ہو گئیں میں
نے اس طرف دھیان نہ دیا اور گھوم کر سڑک کی طرف بڑھا۔ جس نے بھی یہ کار
اسٹارٹ کی تھی ایک مقصد اس کے پیش نظر تھا اور وہ خود اپنی نہایت عمدہ
تجویز پر عمل کر رہا تھا۔ وہ کار گھما کر چشمے کی طرف آیا۔ کار کی ہیڈ لائٹس پورے
رقبے کو روشن کر رہی تھیں۔

میں نے کار اسٹارٹ کرنے والے کو دعائیں دیں کیونکہ اگر اس نے ایسا
نہ کیا ہوتا، اگر اس کی ہیڈ لائٹس نے اس رقبے کو روشن نہ کر دیا ہوتا تو میں سیدھا
پانی کے ایک چشمے میں جا پڑتا۔ ہیڈ لائٹس کا عکس میں نے پانی میں عین وقت
پر دیکھا اور بھاگتے میں اپنے آپ کو یوں روکا کہ چشمے کے عین کنارے پر چند ثانیوں
تک اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے جھومتا اور اپنا توازن سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا
توازن برقرار کرنے کا میرا عمل ابھی جاری ہی تھا اور اس میں میں ابھی کامیاب
نہ ہوا تھا کہ کسی نے اس طرف سے گولی چلائی جس طرف سے گولی چلنے کی مجھے
توقع نہ تھی۔ یعنی چشمے کے دوسری طرف سے ــــ اور کوئی چیز میرے کوٹ کی آستین
کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔

ہر چند کہ میں ابھی اس لعنتی کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں تھا لیکن میرا
حملہ آور بے حد خطرناک حالت میں تھا۔ کیونکہ وہ میرے اور ہیڈ لائٹس کے
درمیان کھڑا ہوا تھا اور بے حد عمدہ ہدف تھا۔ میں نے اس کی طرف گولی چلائی
اور گھبرا کر ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔ کار کی ہیڈ لائٹس ایک دم سے گھوم
گئیں اور میں چشمے کے کنارے اس کا چکر کاٹ کر بھاگا اور اس آدمی نے اس
جگہ گولی چلائی جہاں ایک ایک ثانیہ پہلے میں کھڑا ہوا تھا۔

اور پھر ہیڈلائٹس واپس آگئیں اور میں نے اس کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔ اس کا سر ہیجانی طور پر ادھر ادھر گھوم رہا تھا لیکن وہ مجھے دیکھ نہ سکا کیونکہ اس وقت تک میں زمین پر اوندھے منہ لیٹ گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا رہا یہاں تک کہ اس کا ایک پیر چھوا یخ کھرے کھولتے ہوئے پانی میں جا پڑا اور وہ چونک کر ٹھٹھک گیا۔ وہ گھبرا کر آگے بڑھا لیکن زیادہ تیزی سے نہیں یا یوں کہو کہ اس کی یہ حرکت بعد از وقت تھی کیونکہ گیس کا وہ زبردست بلبلہ، جو استراکور کے فوارے چھوٹنے کا گویا اعلان کرتا تھا، چشمے میں اٹھ رہا تھا اور عین میرے دشمن کے پیچھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھوت یا عفریت لیٹے زمین سے ابھر کر سطح پر آ رہا ہو اور یہ بلبلہ اس کا سر ہو۔

اور یکایک استراکور نہایت شدت کے ساتھ پھٹا۔ بھاپ، جسے زمین کی تہہ میں بہتے ہوئے معدنی سیال نے جہنمی حد تک گرم کر دیا تھا، اپنے ساتھ کھولتے ہوئے پانی کو لیکر ساٹھ فٹ اوپر تک فضا میں اٹھا۔ کھولتے ہوئے پانی کا ایک ساٹھ فٹ اونچا ستون چشمے پر کھڑا ہو گیا اور پھر یکایک وہ لوٹ کر اور موت کی پھوار بن کر گرا۔ مجھ پر گولی چلانے والا نہایت بھیانک آواز میں چیخا لیکن اس کی چیخ استراکور کی گرج میں ڈوب گئی۔ مجھ پر گولی چلانے والے نے بدحواس ہو کر اپنے دونوں بازو پھیلائے اور الٹ کر کھولتے ہوئے بے تھاہ استراکور میں گرا۔

اور اب میں ایک لمبا چکر کاٹ کر روشنیوں سے دور، اور سڑک کی طرف بھاگا دوسری کاروں کے انجن غرائے اور دوسری ہیڈلائٹس نے پورے منظر کو پوری طرح روشن کر دیا اور میں نے بہت سے لوگوں کو استراکور کی طرف بھاگتے دیکھا۔ میں ایک چشمے کے کنارے پر پہنچ گیا اور میں نے پستول اور اس کے زائد کارتوس چشمے میں پھینک دئیے اس رات جو بھی اپنے ہاتھ میں پستول لئے پکڑا جاتا اس کی بقیہ عمر سلاخوں کے پیچھے گزر جاتی۔

میں سڑک پر پہنچ کر بھیڑ میں شامل ہوگیا تو کسی نے پوچھا:۔

"کیا ہوا؟"

"پتہ نہیں" میں نے چشمے کی طرف ہاتھ لمبا کر دیا "میں نے گولیاں چلنے کی آوازیں سُنی تھیں"

اور وہ شخص شوقِ تجسس سے بے تاب ہوکر تیر کی طرح چشمے کی طرف بھاگا اور میں کاروں کی قطار کے پیچھے، جن کی ہیڈلائٹس سلگ رہی تھیں، پہنچ کر اندھیرے میں گڈمڈ ہوگیا۔

میں سڑک پر اس سمت چل پڑا جس طرف میری کار فائیو واگن پارک تھی۔ سو گز چلنے کے بعد میں ٹھہر گیا اور گھوم کر پیچھے دیکھا۔ وہاں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی، بہت سے بادل بازو بل رہے تھے اور گرم چشموں سے اٹھتے ہوئے ابخرات کے پردوں پر انسانی متحرک سائے پڑ رہے تھے اور ایک گروہ استراکور کے قریب تھا۔ لیکن بہت زیادہ قریب نہیں کیونکہ استراکور ہر سات منٹ کے بعد فوارہ اُڑاتا اور موت کی بارش برساتا تھا۔ اور میں نے وقت کا اندازہ لگایا تو سناٹے میں آگیا۔ میں اور کیتھ ہوٹل سے باہر آئے تھے تو استراکور نے فوارہ اڑایا تھا اور میرا دشمن اس میں گرا تھا تو اس وقت دوسری دفعہ فوّارہ اڑا تھا چنانچہ ہمارے ہوٹل سے باہر آنے اور اس آدمی کے چشمے میں گرنے تک صرف سات منٹ گزرے تھے یہ سب کچھ صرف سات منٹ میں ہوگیا تھا۔

اور پھر مجھے سلیڈ دکھائی دیا۔

وہ ایک کار کی روشنی میں نمایاں طور پر کھڑا استراکور کی طرف دیکھ رہا تھا اور اب مجھے چشمے میں پستول پھینک دینے پر افسوس ہوا کیونکہ اس وقت میں ایک ہی گولی میں سلیڈ کے وجود سے اس دنیا کو پاک کر سکتا تھا پھر خود میرا

انجام خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوتا۔ سلیڈ کے ساتھی نے ایک ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور سلیڈ ہنسا۔ پھر اس کا ساتھی گھوم گیا اور میں نے اسے پہچان لیا۔

وہ جیک کیس تھا۔

میرا پورا جسم، سر سے پیر تک، تھر تھر کانپنے لگا اور میں بمشکل اور بڑی کوششوں کے بعد اپنی ٹانگوں کو اس قابل کر سکا کہ وہ میرا بوجھ سہار سکیں۔ بہت مشکل سے میں وہاں سے ہٹ کر اس طرف لرزتا اور کانپتا بڑھا جہاں فاکس واگن پارک تھی۔ وہ وہیں تھی۔ میں دروازہ کھول کر اسٹیرنگ وھیل پر بیٹھ گیا۔ میں نے انجن چلایا اور پھر بیٹھا رہا کہ میرے اعصاب کا کھنچاؤ اور خوف دور ہو جائے۔ آج تک میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر قریب سے گولی چلائی گئی ہو اور اس کے بعد وہ سکونِ قلب برقرار رکھ سکا ہو۔ نہایت نازک اور خود کار اعصابی نظام اس کا سکون اور ساری ہمت و بہادری درہم برہم کر دیتا ہے۔ غدود اپنے مقررہ وقت سے زیادہ کام کرنے لگ جاتے ہیں خون کے اجزا اتھل پتھل ہو جاتے ہیں اور معدے کی دیواریں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ اور جسم کے سارے پٹھے تن جاتے ہیں اور خطرہ گزر جانے کے بعد حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔

میرے ہاتھ بری طرح سے کانپ رہے تھے چنانچہ میں نے انہیں اٹھا کر اسٹیرنگ وھیل پر رکھ لیا۔ فوراً ان کی کپکپی دور ہو گئی۔ اور میری حالت بھی نسبتاً بہتر ہو گئی۔ میں نے کار کو گیئر میں لیا ہی تھا کہ پستول کی سرد نالی پیچھے سے میری گدی پر ٹک گئی اور ایک کرخت اور جانی پہچانی آواز نے، جسے میں کبھی فراموش نہ کر سکتا تھا، کہا:

"گاڈ ڈیگ، ہر اسٹورٹ سن: وار فور سگیڈنگ"

میں نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر انجن بند کر دیا۔

"ہیلو واسلوف!" میں نے کہا۔ کیونکہ وہ واسلوف کیناگن تھا جس نے میری گدی پر پستول کی نالی رکھ دی تھی۔

(۲)

"میں ایسے گدھوں سے

"میں ایسے گدھوں سے گھرا ہوا ہوں جن کی حماقتیں بے مثال ہیں" کیناکن نے کہا "ان کا دماغ اس انگلی میں ہے جس سے وہ لبلبی دباتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں ایسا نہ تھا۔ ہے نا اسٹیورٹ سن؟"

"اب میرا نام اسٹیورٹ ہے" میں نے کہا۔

"اچھا؟ تو ہر اسٹیورٹ اب تم انجن چلا کر کار ڈرائیو کر سکتے ہو۔ ہم اپنے نادان اور احمق ساتھیوں کو اپنا راستہ تلاش کرنے کے لئے یہیں چھوڑ جائیں گے"

پستول کی نالی کا دباؤ میری گدی پر بڑھ گیا۔ میں نے کار کا انجن چلا کر پوچھا:۔

"کس طرف؟"

"لوگارو ان کی طرف چلو"

چنانچہ میں آہستہ سے اور احتیاط سے کار کو گاتیر کے علاقے سے نکال لایا۔ پستول کی نالی اب میری گدی پر نہ تھی لیکن میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے دور بھی نہ تھی۔ اور میں جانتا تھا کہ کناکن ان ہیرو زمیں سے نہیں تھا اپنی ذات پر احمقانہ حد تک اعتبار کرتے ہیں۔ یہ شخص بڑا ہی محتاط اور گرگ باراں دیدہ تھا۔ اس سے کسی بھی قسم کی لغزش کی توقع رکھنا فضول تھا۔ اور ہلکی پھلکی گفتگو کرنا اس کی عادت تھی۔

"تم نے تو یارہمیں بہت پریشان کر رکھا ہے ایلن۔ اور وہ مسئلہ صرف تم حل کر سکتے ہو جس نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ ٹیڈ وز کا کیا بنا؟"

"ٹیڈوز! یہ ٹیڈ وز کون صاحب ہیں؟"

"یہ ٹیڈ وز وہ ہے جس کے سپرد یہ خدمت کی گئی تھی کہ جس دن تم کھلادک

پہنچا اسی دن وہ کھیل روک دے ؟"

"آ ۔ ہاں ۔ تو وہ ٹیڈوز تھا ۔ اس نے تو اپنا نام لنڈھام بتایا تھا۔ ٹیڈوز! ہم۔م۔ یہ پولستانی نام معلوم ہوتا ہے"

"وہ خود روسی تھا البتہ اس کی ماں شاید پولستانی تھی"

"مجھے افسوس ہے کہ اس کی ماں اب عمر بھر ٹیڈوز کے لئے روتی رہے گی" میں نے کہا۔

"اوہ!" کنا کن نے کہا اور پھر چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد بولا: "بچارا پوری ۔ آج صبح اس کی ایک ٹانگ کاٹ دی گئی"

"اچھا تو وہ پوری تھا۔ تو اس بچارے کو سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ وہ اس آدمی پر کھلونا پستول تان رہا ہے جس کے پاس رائفل ہے ۔ ایسی احمقانہ حرکت کا ایسا ہی نتیجہ ہوتا ہے"

"لیکن پوری کو پتہ نہ تھا کہ تمھارے پاس رائفل ہے" کنا کن نے کہا "کم سے کم یہ نہ جانتا تھا کہ یہ وہ رائفل ہے ۔ بہر حال اس غریب کے لئے یہ خلافِ توقع بات تھی" اس نے اپنی زبان اور تالو سے چٹخے کی آواز پیدا کی "تمھیں یار میری جیپ گاڑی کو یوں بیکار نہ کر دینا تھا ۔ تمھاری وہ حرکت سراسر غیر شریفانہ تھی"

"وہ رائفل" کنا کن نے کہا تھا ۔ مطلب یہ کہ پوری کو یہ تو توقع تھی کہ میرے پاس رائفل ہو گی لیکن "وہ رائفل" ہوگی ۔ خاص رائفل ۔ یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ۔ یہ بڑا دلچسپ انکشاف تھا کیونکہ دوسری رائفل وہی تھی جو میں نے فلپ سے حاصل کی تھی اور یہ بات اسے کیسے معلوم ہوئی؟ ظاہر ہے کہ صرف سلیڈ سے ۔ اور سلیڈ کے خلاف یہ دوسرا ثبوت تھا۔

"جیپ گاڑی کے انجن کے ٹکڑے اڑ گئے، تھے کیا؟" میں نے پوچھا۔

"ایک سوراخ تو بیٹری کے آر پار تھا" وہ بولا "اور انجن کو ٹھنڈا رکھنے کا انتظام بھی ٹوٹ گیا۔ سارا پانی بہہ گیا۔ زبردست رائفل ہوگی وہ"

"مہارائفل ہے۔ بندوقوں کی حتوا" میں نے کہا "امید ہے کہ میں اسے پھر استعمال کروں گا۔"

کناکن ہنسا۔

"اس میں مجھے شک ہے۔ وہ مختصر سا ڈرامہ میرے لئے تو بجید پریشان کن رہا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے مجھے بہت سی باتیں بنانی پڑیں۔ چند متجسس آئس لینڈیوں نے ایسے بہت سے سوالات پوچھے کہ ان کا جواب دینا مجھے پسند نہ تھا۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً یہ کہ وہ پلیٹ فارم بندھا ہوا کیوں تھا اور جیپ گاڑی کو کیا ہوا کہ اس کی ایسی حالت ہوگئی۔ اور پھر تم نے یوری کا گھٹنا چور چور کر دیا تھا چنانچہ وہ چیخ رہا تھا اور سب سے بڑا مسئلہ اسے خاموش رکھنے کا تھا۔"

"واقعی بہت پریشانی ہوئی ہوگی" میں نے کہا۔

"اور ایک بار پھر تم نے وہی حرکت کی" کناکن نے کہا "اور اس دفعہ برسرِعام۔ دراصل وہاں ہوا کیا؟"

"تمہارے ایک ساتھی نے اپنے آپ کو ابال دیا، جس طرح انڈا ابالا جاتا ہے" میں نے جواب دیا "وہ فوارے کے بہت قریب چلا گیا تھا۔"

"کیا کہا تھا میں نے ؛ سب کے سب نرے گدھے اور نا اہل ہیں" کنا کن بولا "اب تم ہی کہو تین اور ایک کا مقابلہ ہو تو ایک شکست کھائے گا اور تین کامیاب رہیں گے۔ لیکن نہیں۔ وہ سور سارا معاملہ ہی گڑبڑ کر گئے"

مقابلہ تو ایک اور تین کا نہیں — دو اور تین کا تھا لیکن کمبخت جیک کیس کو کیا ہوگیا تھا ؛ میری مدد کے لئے اس نے انگلی تک نہیں ہلائی تھی۔ وہ سلیڈ کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا اور یہ منظر اس وقت بھی میرے دماغ میں سلگ رہا تھا اور میں نے اپنے وجود میں کھولتا ہوا غصہ محسوس کیا۔ جب بھی میں نے ان لوگوں پر اعتبار کیا ہے جنہیں اپنا دوست سمجھتا تھا تبھی انھوں نے مجھ سے غداری کی ہے اور یہ احساس بلکہ یہ حقیقت تیزاب کی طرح مجھے جلا رہی تھی۔

بشتر عرف گراہم عرف فلپ — اس کا معاملہ میں سمجھ سکتا تھا۔ وہ ڈپارٹمنٹ کے ان اراکین میں سے تھا جنھیں سلیڈ نے الو بنایا تھا۔ لیکن کیس حالات سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مجھے سلیڈ پر شک ہے۔ اس کے باوجود جب کنا کن کے آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑے تو اس نے میری کوئی مدد نہ کی اور دس منٹ بعد ہی وہ سلیڈ سے گپ لڑا رہا تھا۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پورا ڈپارٹمنٹ ہی سڑ گیا ہے اور ہر آدمی کو مخالفوں نے توڑ لیا ہے۔ حالانکہ ٹیگارٹ اس سے بے خبر تھا۔ اور میرے خیال میں دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے لیکن کیس غداری نہ کرے گا۔ چنانچہ اب کس پر اعتبار کیا جائے ؛ اور میں نے تلخی سے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ ٹیگارٹ بھی ماسکو سے تنخواہ پاتا ہو — اور اگر ایسا ہے تو پھر بھی ایک کھلاڑی کے کتے تھے۔

کنا کن نے کہا "مجھے اس بات کی خوشی ہے ایلن کہ میں نے تمھارے متعلق غلط اندازہ نہیں لگایا اور نہ ہی کسی خوش فہمی میں مبتلا رہا۔ میرا خیال تھا کہ تم ان بیوقوفوں کے درمیان سے بچ نکلو گے۔ چنانچہ ذرا سے غور کے بعد میں اس کار میں آ بیٹھا اور صبر

سکون سے تمھارا انتظار کرنے لگا۔ تم جانو یار آدمی ذرا غور کرے تو اس کا نتیجہ خاطر خواہ اور حسب حال ہوتا ہے"

"کہاں جا رہے ہیں ہم ؟" میں نے کہا۔

"تفصیلات میں جانے کی تمھیں ضرورت نہیں" وہ بولا "ڈرائیونگ کی طرف متوجہ رہو اور تمھیں لوگاروان سے بڑی احتیاط سے گزرنا ہے اور راستوں کے سارے قوانین کی پابندی کرنی ہے یعنی اسپیڈ ریٹ وغیرہ اور تمھیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی ہے کہ لوگوں کی توجہ خواہ مخواہ ہماری طرف مبذول ہو جائے۔ مثلاً تم ایک دم سے ہارن نہ بجاؤ گے اور نہ ہی بار بار بجاؤ گے" پستول کی ٹھنڈی نالی پھر میری گدی پر ٹک گئی "سمجھ گئے مہربان ؟"

"سمجھ گیا" میں نے کہا۔

اور یکایک میں نے اطمینان محسوس کیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ جانتا ہوگا کہ میں نے پچھلے چوبیس گھنٹے کہاں گزارے تھے اور یہ کہ ہم گنارکے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے زیادہ حیرت نہ ہوتی کنا کن معلوم ہوتا ہے' دوسری ہر بات جانتا تھا۔ وہ گا سیر میں گھات لگائے میرا منتظر تھا اور یہ بے حد صاف ستھری ترکیب تھی۔ ورنہ اس خیال نے میرا خون منجمد کر دیا ہوتا کہ الیان ان لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ گئی ہے اور یہ کہ خدا جانے سکورلت کا کیا بنا ہوگا۔

ہم لگاروان کو پیچھے چھوڑ کر تھنگویلر پہنچے اور وہاں سے گزر کر رکجاوک کے راستے پر آ گئے۔ لیکن تھنگویلر سے آٹھ کیلومیٹر آگے بڑھ کر کنا کن نے مجھے دائیں طرف کی سڑک پر موڑ دیا۔ یہ راستہ میرا جانا پہچانا تھا اور جھیل تھنگ والان تک جاتا اور پھر اس کا چکر کاٹتا تھا۔

میں سوچنے لگا کہ یہ ہم کہاں جا رہے تھے۔

مجھے زیادہ دیر سوچنا نہ پڑا کیونکہ کناکن کے حکم سے میں نے پھر گاڑی موڑی اور اب وہ ایک ناہموار راستے پر جھیل کی طرف اور ایک چھوٹے سے گھر کی طرف جس میں بتیاں جل رہی تھیں، اچھلتی کودتی بھاگی جا رہی تھی۔ جھیل تھنگ والان کے کنارے پر کوٹھی کا ہونا آئس لینڈ میں امارت کی علامت تھی خصوصاً اس لئے کہ تعمیری پابندیوں کی وجہ سے اور اس لئے کہ اب نئی نئی عمارتیں بنانے کی اجازت نہ تھی۔ مکانات کی قیمتیں ایک دم بڑھ گئی تھیں۔ جھیل تھنگ والان کے کنارے کوٹھی کا ہونا اتنی ہی قابل فخر بات تھی جتنی کہ ہمارے یہاں امبرانٹ کی بنائی ہوئی تصویر کو کمرے کی دیوار پر لگانا۔

سامنے کوٹھی کے سامنے کار روک لی اور کناکن نے کہا۔

"ہارن بجاؤ"

میں نے ہارن بجایا اور کوئی کوٹھی سے باہر آیا۔ کناکن نے پستول کی نالی میری گدی پر رکھ دی۔

"سنبھل کے، ایلین" وہ بولا "سنبھل کے"

خود کناکن بے حد سنبھلا ہوا تھا چنانچہ مجھے اس طرح کوٹھی میں لے جایا گیا کہ فرار کا خیال کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ کمرہ جدید سویڈش طرز سے سجایا گیا تھا۔ انگلستان میں ایسی سجاوٹ مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب یہی سجاوٹ اسکینڈی نیویا والے کرتے ہیں تو بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ کمرے میں کھلا آتشدان تھا جو ناقابل یقین عجوبہ سا تھا کیونکہ آئس لینڈ میں آگ جلانے کے لئے نہ تو کوئلہ ہے اور نہ ہی درخت ان کی لکڑی ایندھن کا کام دے۔ چنانچہ آتشدان اور اس میں سلگتی ہوئی آگ یہاں ایک نایاب چیز تھی۔ یہاں اکثر کمروں کو یہاں کے قدرتی گرم پانی سے گرم رکھا جاتا تھا یہاں آتشدان میں دلدل کے کوئلے سلگ رہے تھے اور ان سے چھوٹے چھوٹے صدہا شعلے اٹھ رہے تھے۔

کناکن نے پستول سے اشارہ کیا۔

"آتشدان کے قریب بیٹھ جاؤ ایلن اور اپنے آپ کو گرم کرلو۔ لیکن ٹھہرو! پہلے الیاچ تمہاری تلاشی لے گا۔"

الیاچ دُہرے بدن اور ناٹے قد کا آدمی تھا جس کا چہرہ چوڑا اور چپٹا تھا۔ اُسکی آنکھوں میں کوئی خاص بات تھی جو اسے ایشیائی بنا رہی تھی اور مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی اس کے والدین میں سے کوئی ایک یورال کے اس طرف کا رہا ہوگا۔ اس نے مجھے سر سے پیر تک تھپتھپا کر دیکھا اور پھر کناکن کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیا۔

"پستول وغیرہ نہیں ہے؟" کناکن نے کہا "یہ تم نے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے" وہ الیاچ کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور پھر میری طرف گھوم گیا "ایلن! دیکھا کیا کہا تھا میں نے؟ نرے گدھوں سے واسطہ پڑا ہے میرا۔ تم اپنے بائیں پیر کا پائنچہ اوپر اٹھا کر اپنے چھوٹے خوبصورت چاقو کے درشن تو الیاچ کو کرا دو ذرا"

چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور الیاچ حیرت سے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا اور کناکن اس پر برس پڑا۔ روسی زبان گالیوں کے معاملے میں انگریزی زبان سے زیادہ زوردار ہے۔ سا جان زون ضبط کرلیا گیا اور الیاچ نے مجھے کرسی میں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ اور غصے یا شاید شرم یا خجالت سے سرخ چہرہ لئے میرے پیچھے آکھڑا ہوا۔

کناکن نے پستول رکھ دیا۔

"اچھا ایلٹ کیا پیوگے؟" اس نے کہا۔

"اسکاچ ۔ اگر تمہارے پاس ہو"

"ہے!" اس نے آتشدان کے قریب والی الماری کھول کر اور بوتل نکال کر گلاس بھرا "کیسی پیوگے، خالص یا پانی کے ساتھ؟ افسوس ہے کہ ہمارے پاس سوڈا نہیں ہے"

"پانی کے ساتھ" میں نے کہا "تیز مت بنانا"
وہ مسکرایا۔

"آ۔ ہاں۔ بے شک۔ تمہیں دماغ صاف رکھنا ہے" اس نے طنز سے کہا "دفعہ چار، قانون پینتیسواں۔ جب مخالف پارٹی مشروب پیش کرے تو کمزور مشروب کی درخواست کرو" اس نے گلاس میں پانی انڈیلا اور پھر میری طرف بڑھا دیا "امید ہے کہ تمھاری مرضی کے مطابق ہوگا"

میں نے احتیاطاً بے حد مختصر چسکی لی اور پھر سر ہلا دیا۔ اگر یہ زیادہ کمزور مشروب ہوتا تو گلاس کے کناروں پر نہ تو چھلکتا اور نہ ہی میرے ہونٹوں سے گزر کر حلق تک پہنچ سکتا۔ کناکن الماری کی طرف گھوم گیا اور آسٹولینڈی "براینون" سے گلاس لبالب بھر لیا اور ایک ہی سانس میں نصف کے قریب خالی کر گیا۔ خالص اسپرٹ وہ ایک ہی سانس میں یہاں تک ملائے بغیر پی گیا تو میں مارے حیرت کے بت بن گیا۔ اگر کناکن اب کھلے بندوں پیتا تھا تو پھر وہ سرعت سے گر رہا تھا۔ مجھے حیرت اس بات پر تھی ڈپارٹمنٹ اب تک کناکن کے پینے سے بے خبر رہا تھا۔

میں نے کہا "داسلوت! یہاں آسٹولینڈ میں کالوادوس نہیں ملتی؟"
اس نے مسکرا کر گلاس اوپر اٹھایا۔

"چار برس بعد یہ میرا پہلا جام ہے ایلن۔ یہ میں خوشی منا رہا ہوں" وہ میرے سامنے والی کرسی میں بیٹھ گیا "اور خوشی منانے کی بھی خاص وجہ ہے۔ بچھڑے ہوئے دوست تم جانو کبھی کبھار ہی ملتے ہیں، خصوصاً ہمارے پیشے میں۔ ڈپارٹمنٹ کا سلوک کیسا ہے تمھارے ساتھ؟ تمھیں کوئی شکایت تو نہیں؟"
میں نے پانی ملی اسکاچ کی ایک چسکی لے کر گلاس میز پر رکھ دیا۔
"میں پچھلے چار برسوں سے ڈپارٹمنٹ سے الگ ہوں" میں نے کہا۔

اُس نے بھویں اچکائیں۔

"لیکن مجھے جو اطلاع ملی ہے وہ مختلف ہے"

"ہو سکتا ہے" میں نے کہا "لیکن وہ اطلاع غلط ہے۔ سویڈن سے آنے کے بعد میں ڈپارٹمنٹ سے الگ ہو گیا"

"میں بھی علیحدہ ہو گیا تھا" وہ بولا "چار برسوں میں یہ پہلا کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور اس کے لئے میں تمہارا مشکور ہوں۔ بہت سی باتوں کے لئے تمہارا مشکور ہوں" اس کی آواز نیچی اور ٹھہری ہوئی تھی "میں اپنی مرضی سے الگ نہیں ہوا تھا ایلین۔ مجھے کاغذات کی جانچ پڑتال کے لئے اشخاباد بھیج دیا گیا۔ جانتے ہو یہ اشخاباد کہاں ہے؟"

"ترکمانیہ میں"

"ہاں" اس نے اپنے سینے پر ہتھیلی ماری "مجھے۔ واسلوف دکتور دیچ کناکن کو سمگلروں کے اسمگلروں کو صاف کرنے اور میز پر کاغذات الٹ پلٹ کرنے کے لئے سرحد پر بھیج دیا گیا"

"عظیم ہستیوں کا زوال ایسا ہی ہوتا ہے" میں نے کہا "تو اس مہم کے لئے تمہیں پھر بلایا گیا۔ بے حد خوشی ہوئی ہو گی تمہیں؟"

"ہاں ہوئی" اس نے اپنی ٹانگیں آگے کی طرف پھیلا دیں "اور اس وقت تو اس میں اور بھی اضافہ ہو گیا جب مجھ کو پتہ چلا کہ تم بھی یہیں ہو۔ بات یہ ہے کہ ایک وقت تھا جب میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا تھا" اس کی آواز ذرا بلند ہو گئی "تم میرے اتنے ہی قریب تھے اور مجھے اتنے ہی عزیز تھے جتنا کہ ایک بھائی ہوتا ہے"

"جذباتی نہ بنو واسلوف" میں نے کہا "یہ نہ بھولو کہ ہم جاسوسوں کا کوئی بھائی نہیں ہوتا"

اور مجھے جیک کیس یاد آ گیا۔ اور میں نے سوچا کہ یہی سبق اب میں بھی سیکھ رہا

تھا اور مشکلیں برداشت کر کے جس طرح کہ کن کن سیکھ چکا تھا۔

اس نے سلسلۂ کلام اس طرح جاری رکھا جیسے میری بات سنی ہی نہیں۔

"ہاں۔ تم مجھے بہت عزیز تھے اور بہت قریب، حتیٰ کہ اپنے حقیقی بھائی سے بھی زیادہ قریب۔ میں نے اپنی جان تمہارے ہاتھ میں دے دی ہوتی ـــ اور دیدی تھی" وہ جام میں سا بھرے ہوئے بے رنگ مشروب کی طرف دیکھنے لگا "اور تم نے مجھے دھوکا دیا"

اور اس نے ایک دم سے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔

"تم نرے جذباتی ہو" میں نے کہا "میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی ایسا ہی کرتے" اُس نے میرے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔

"لیکن میں نے تم پر اعتبار کیا تھا" اس نے تقریباً روتی آواز میں کہا "اور سب سے بڑا دکھ اسی کا ہے" وہ اٹھا اور الماری کے سامنے جا کھڑا ہوا اور پھر گردن گھما کر اپنے شانے پر سے میری طرف دیکھ کر بولا "تم تو جانتے ہی ہو کہ میری قوم کیسی ہے۔ وہ لوگ لغزشوں کو معاف نہیں کرتے۔ چنانچہ۔۔۔" اس نے شانے اچکائے "اشخاباد میں میرا دور کا غذات ـــ مجھے کلرک بنا دیا گیا۔ بالکل ہی بیکار اور مفلوج گردیا گیا مجھے" آخری الفاظ کہتے ہوئے اس کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"شکر کرو کہ اتنے ہی پر خیریت گزری" میں نے کہا "تمہیں اس سے بھی بڑی سزا دے سکتے تھے وہ لوگ۔ مثلاً سائبیریا یا کشا نگا میں جلاوطن اور عمر قید کر سکتے تھے۔"

جب وہ واپس آ کر اپنی کرسی میں بیٹھا تو ایک بار پھر اس کا گلاس لبریز تھا۔

"حالات تو ایسے ہی تھے" اس نے نیچی آواز میں کہا "لیکن میرے دوستوں نے میری مدد کی ـــ سچے روسی دوستوں نے" اور بڑی کوشش کر کے وہ اپنے آپ کو

ماضی سے حال میں لے آیا "لیکن ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ایک الیکٹرونک چیز ہے تمھارے پاس جو بے جا طور پر تمھارے قبضے میں ہے۔ کہاں ہے وہ چیز؟"

"میں سمجھا نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

اس نے سر ہلایا۔

"بے شک تمھیں یہی جواب دینا چاہیئے تھا اور مجھے اسی جواب کی توقع تھی لیکن اتنی بات تمھیں سمجھ لینی چاہیئے کہ آخر کار تم یہ چیز میرے حوالے کر دو گے" اس نے اپنی جیب میں سے سگریٹ کیس برآمد کیا "ہاں۔ تو؟"

"اچھی بات ہے" میں نے کہا "میں جانتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہے، تم جانتے ہو کہ وہ میرے پاس کیوں چنانچہ حیلے بہانے کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ واسلوتن! ہم دونوں ایک دوسرے کے فرشتوں تک سے واقف ہیں۔ لیکن وہ الیکٹرونک چیز یا جو کچھ بھی وہ ہے، تم حاصل نہ کر سکو گے"

اس نے سگریٹ کیس میں سے ایک لمبی روسی سگریٹ نکالی۔

"میں — میرے خیال میں — اسے حاصل کر لوں گا۔ میں جانتا ہوں۔ — بلکہ مجھے یقین ہے کہ حاصل کر لوں گا" اس نے سگریٹ کیس رکھ دیا اور لائیٹر کے لئے جیبیں ٹٹولنے لگا "بات یہ ہے کہ یہ میرے لئے کوئی معمولی مہم نہیں ہے۔ کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے میں تمھیں — تکلیف پہنچانا چاہتا ہوں اور ان وجوہات کا کوئی تعلق اس الیکٹرونک بکس سے نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہوں گا"

اس کا لہجہ برف کی طرح سرد تھا اور جواب میں میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی سرد لہر دوڑ گئی "کناکن نہایت تیز چاقو سے تمھارا آپریشن کرنا چاہتا ہے" سلیڈ نے کہا تھا اور اب سلیڈ نے مجھے کناکن کے حوالے کر دیا تھا۔

انکشاف ہوا کہ سگریٹ جلانے کا کوئی سامان اس کے پاس نہ تھا تو کناکن جھنجلا گیا فوراً ہی الیاچ میرے پیچھے سے بڑھ کر آگے آیا۔ اس کے ہاتھ میں لائیٹر تھا۔ الیاچ نے لائیٹر کی کل دبائی اور کناکن نے سگریٹ جلانے کے لئے سر جھکا دیا۔ الیاچ نے دوسری دفعہ کل دبائی لیکن شعلہ نمودار نہ ہوا اور کناکن نے بے چینی سے کہا:-

"ہٹاؤ اسے"

اس نے جھک کر آتشدان میں سے کاغذ کا ایک فلیتہ اٹھایا، آتشدان کی آگ سے اُسے سلگایا اور اس سے سگریٹ جلانے لگا۔ میں دلچسپی سے الیاچ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ وہ میری کرسی کے پیچھے اپنی جگہ پر نہ آیا تھا اسکے بجائے وہ اس الماری کے سامنے ——— اور کناکن کے پیچھے ——— چلا گیا تھا جس میں مشروبات رکھے ہوئے تھے۔

کناکن نے ایک لمبا کش لے کر دھوئیں کا مرغولہ چھوڑا اور پھر سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ یہ دیکھتے ہی کہ الیاچ سامنے نظر نہ آ رہا تھا اس نے پستول ہاتھ میں لے لیا۔

"الیاچ کیا کر رہے ہو؟" وہ بولا۔ پستول کی نالی میرے ماتھے کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

الیاچ الماری کی طرف سے ہماری طرف گھوم گیا۔

لائیٹر میں گیس بھر رہا ہوں" اس نے کہا۔

کناکن نے اپنے گال پھلا کر دیر سے بجائے۔

"یہ رہنے دو ابھی" اس نے قدرے کرختگی سے کہا "اور باہر جا کر ناکس واگن کی تلاشی لو۔ تم جانتے ہی ہو کہ تمھیں کیا تلاش کرنا ہے"

"وہ چیز کار میں نہیں ہے واسلوف" میں نے کہا۔

"الیاچ کو اطمینان کر لینے دو" کناکن نے جواب دیا۔

الیاچ نے گیس کا سلنڈر واپس الماری میں رکھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
کناکن نے پستول واپس نہ رکھا البتہ پکڑے رہا۔
"میں نے کہا کیا تھا۔ اس دفعہ جو ٹیم دی گئی ہے وہ دیگ کی کھرچن ہے۔ ایک سے ایک اعلیٰ درجے کا گدھا ہے۔ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ تم نے الیاچ کے گدھے پن سے فائدہ نہ اٹھایا"
"اگر تم موجود نہ ہوتے تو فائدہ اٹھالیتا" میں نے جواب دیا۔
"آ۔ ہاں" وہ بولا "ہم ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح پہچانتے ہیں بشاید بہت زیادہ پہچانتے ہیں" اس نے ایش ٹرے کے کنارے پر سگریٹ رکھ کر گلاس اٹھایا
"یہ تو میں نہیں جانتا کہ تم پر ـــ وہ ـــ کام کرکے میں لطف حاصل کرسکوں گا۔ تم انگریزوں میں ایک مثل مشہور ہے ناکہ ـــ اس سے مجھے اتنا ہی دکھ ہو رہا ہے جتنا کہ تمھیں" اس نے ہاتھ ہلایا "لیکن شاید میں نے ـــ غلط کہا ہے"
"میں انگریز نہیں ہوں" میں نے کہا "بلکہ اسکاچستانی ہوں"
"ایک۔ ایسا فرق جس سے کوئی فرق نہیں پڑتا' فرق نہیں ہوتا۔ لیکن ایک بات تمھیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تم نے مجھ میں اور میری زندگی میں بڑا فرق پیدا کردیا ہے"
اس نے گلاس ہونٹوں سے لگا کر ایک بڑا گھونٹ لیا "یہ بتاؤ کہ اس لڑکی سے' جس کے ساتھ تم بھاگ دوڑ کر رہے ہو ـــ تمھیں محبت ہے؟ ـــ میری مراد الیانر گنارسن دیتر سے ہے"
میرا دل بھڑک کر رہ گیا۔
"اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے"
کناکن ہنسا۔
"فکر مت کرو ایلین۔ اسے نقصان پہنچانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس کا

بال تک بیکا نہ ہوگا۔ مجھے نہ تو انجیل پر یقین ہے اور نہ میں اسے مانتا ہوں تاہم میں اس کی قسم کھانے کو تیار ہوں" اس کا لہجہ تمسخرانہ تھا "کہو تو نینسن کی کتابوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤں۔ یقین کرتے ہو میری بات کا؟"

"ہاں۔ مجھے یقین ہے" میں نے کہا۔ صرف کہا ہی نہیں بلکہ حقیقت میں مجھے اسکا یقین بھی تھا کہ کناکن کہتا ہے تو بے شک وہ انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ کناکن اور سلیڈ میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ سلیڈ اگر ہزاروں انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا تب بھی میں اس کا یقین نہ کرتا۔ لیکن کناکن کی ہر ہلکی سی بات پر یقین کر سکتا تھا۔ مجھے اس پر اعتبار تھا جیسا کہ کبھی اس نے مجھ پہ اعتبار کیا تھا۔ میں کناکن سے واقف تھا اور اسے سمجھتا تھا۔ وہ شریف آدمی تھا ــــ وحشی لیکن شریف،

"اچھا تو اب میرے سوال کا جواب دو" اس نے کہا "تم پیار کرتے ہو اس لڑکی سے؟"

"ہم شادی کرنے والے ہیں"

وہ ہنسا۔

"یہ سیدھا جواب نہیں ہے ایلن لیکن چلے گا" وہ آگے کی طرف جھک گیا تم اس کے ساتھ سوتے ہو ایلن؛ جب تم آئس لینڈ میں آتے ہو تو ــــ تم تاروں کی چھاؤں میں سوتے ہو اس کے ساتھ؛ دونوں لپٹے ہو ایک دوسرے سے؛ یہاں تک کہ تم دونوں کا پسینہ آپس میں مل جاتا ہے؛ تم ایک دوسرے کے کان میں پیار بھرے اور شیریں الفاظ کہتے ہو؛ اور ایک دوسرے کو ــــ رگڑتے ہو یہاں تک کہ تمھارے جذبات انتہائی عروج پر پہنچ کر بہہ جاتے ہیں اور تم دونوں ایک عجیب طرح کا انبساط اور سرور محسوس کرنے لگتے ہو؛ ایسا ہے تمھارا معاملہ اس کے ساتھ ایلن؟"

اب اس کی آواز غراتی ہوئی اور بے دردانہ تھی۔

"تمہیں صنوبر کے جنگل میں اپنا وہ آخری مقابلہ یاد ہے جب تم نے میری جان لینے کی کوشش کی تھی؟ کاش کہ تم عمدہ نشانے باز ہوتے ایلین اور مجھے ڈھیر کر دیتے! میں ایک عرصے تک ماسکو کے ہسپتال میں رہا جہاں ڈاکٹر میرے پھٹے ہوئے جسم پر پیوند لگاتے رہے لیکن ایک پیوند وہ لوگ نہ لگا سکے اور اسی لئے ایلین، اگر تم زندہ بچ گئے تو ـــ اور یہ وہ بات ہے جس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ میں نے نہیں کیا ہے ـــ ہاں تو اگر تم زندہ رہے اس کے بعد تو تم اپنی محبوبہ الیاآن اور کسی بھی عورت کے کام کے نہ رہو گے۔"

"میں نے کہا" میرا خیال ہے ـــ مجھے مزید شراب کی ضرورت ہے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ اس دفعہ ذرا تیز بنا کر دوں گا" وہ بولا "تمہاری صورت سے پتہ چلتا ہے کہ اب تم تیز مشروب پسند کرو گے۔"

وہ اٹھ کر آیا، میرے ہاتھ سے گلاس لیا اور الماری کے سامنے جا کھڑا ہوا پستول رکھے بغیر اس نے گلاس میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا:۔

"تمہارے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے۔ یہ پیو گے تو رخساروں پر رنگ آجائیگا"

میں نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔

"واسلوف! میں تمہارے غصے اور تلخی کو سمجھ سکتا ہوں لیکن ہر سپاہی کو زخمی ہونے کے لئے تو تیار رہنا ہی چاہیے کیونکہ ملازمت میں اس سے مفر ممکن ہی نہیں دراصل یہ دھندا ہی جوکھم کا ہے۔ لیکن حقیقت میں دکھ جس بات کا ہے وہ یہ ہے کہ تمہیں دھوکا دیا گیا یعنی ہماری اصطلاح میں فروخت کر دیا گیا۔"

"ہاں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی ہے"

میں نے وہسکی چکھی۔ اس دفعہ وہ تیز تھی۔

"تم غلطی یہ سمجھنے میں کر رہے ہو کہ یہ کس نے کیا۔ یعنی اصل آدمی کو پہچاننے میں

غلطی کر رہے ہو۔ اس وقت تمھارا باس کون تھا؟"

"بریکا یانت ــــ ماسکو میں"

"اور میرا باس کون تھا؟"

وہ مسکرایا۔

"وہی ممتاز برطانوی اور خاندانی سر ڈیوڈ ٹیگارٹ یا ٹیگارٹ"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ٹیگارٹ کو اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی کیونکہ اس وقت وہ دوسرے بڑے رغنوں کی طرف متوجہ تھا۔ خود تمھارے باس بریکا یانت نے میرے باس سے مل کر تمھیں فروخت کیا اور میں ان کا ہتھیار بنا"

کنا کن نے ایک قہقہہ لگایا۔

"میرے پیارے الیئن! معلوم ہوتا ہے تم جیمس بانڈ کے ناول پڑھتے رہے ہو"

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میرا باس کون تھا؟"

"اچھا چلو۔ پوچھتا ہوں۔ کون تھا تمھارا باس؟" وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔

"سکیڈ" میں نے کہا۔

اور ایک دم سے اس کی ہنسی نے دم توڑ دیا۔ میں نے کہا :۔

"اس کا پلان بڑی احتیاط سے بنایا گیا تھا اور یہ سب کچھ بڑے خفیہ طریقے سے کیا گیا تھا۔ سکیڈ کو نیک نامی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچانے اور اس کی شہرت میں چار چاند لگانے کے لئے تمھیں بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ یہ کام بے حد عمدہ معلوم ہونا چاہیئے تھا ــــ یعنی بالکل اصلی ــــ بناوٹ معلوم ہی نہ ہو۔ اسی لئے تمھیں بے خبر رکھا گیا۔ ساری باتوں کے پیش نظر تم نے بہت عمدہ مقابلہ کیا لیکن تمھاری بنیادیں بریکا یانت نے کھوکھلی کر دی تھیں جو سکیڈ کو خفیہ خبریں پہونچا رہا تھا۔"

"یہ بکواس ہے اسٹیورٹ سن" وہ بولا لیکن اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ اور اس کے گال پر کا زخم کا نشان اور بھی زیادہ سرخ ہو گیا۔

"چنانچہ تم ناکام رہے" میں نے کہا "اب ظاہر ہے کہ تمھیں اس کی سزا ملنی چاہیے تھی ورنہ یہ بناوٹ حقیقت معلوم نہ ہوتی۔ ہاں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم لوگ کس طرح کام کرتے ہو اور اگر تمھیں اشخاباد یا ایسی ہی کوئی جگہ نہ بھیج دیا گیا ہوتا تو ہمارے دل میں شک پیدا ہو جاتا۔ چنانچہ یہ سب کچھ اصل معلوم ہو اس لئے تمھیں چار برس جلاوطنی میں گزارنے پڑے۔ چار برس تک تم کاغذات الٹ پھیر کرنے کا اپنا فرض انجام دیتے رہے واسلوف! تم قربانی کا بکرا بنے"

کناکن کی آنکھیں پتھرا سی گئی تھیں۔

"اس سلیڈ کو میں نہیں پہچانتا" وہ بولا۔

"ضرور پہچانتے ہوگے۔ یہ وہی شخص ہے جس کے احکامات تم آئس لینڈ میں حاصل کرتے ہو شاید تم اسے قدرتی بات سمجھتے ہوگے کہ اس مہم کا سرغنہ تمھیں نہیں بنایا گیا تمھارے لوگ اس شخص کو کل اختیارات دینا نہیں چاہتے جو ایک دفعہ ناکام رہا ہو۔ تمھارے خیال میں تمھارے لوگوں کا یہ طریقہ مناسب ہوگا اور یہ کہ اس مہم کو کامیابی سے سرانجام تک پہنچا کر تم اپنی عزت، شہرت اور رسوخ کی انہی بلندیوں تک پہنچ جاؤ گے جن پر تھے" میں ہنسا "اور انھوں نے تمھارا باس کس کو بنایا؟ اسی آدمی کو جس نے سویڈن میں تمھیں تارپیڈو لگایا تھا"

کناکن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پستول کی نالی میرے سینے کی طرف اٹھی ہوئی تھی

"میں جانتا ہوں کہ سویڈن کی مہم کس نے الٹ دی تھی" وہ بولا "اور میں یہاں سے اسے چھو سکتا"

"میں صرف احکامات کی تعمیل کر رہا تھا" میں نے کہا "دماغی کام سلیڈ کر رہا تھا

تمھیں جمی برکبی یاد ہے؟"

"یہ نام میں نے آج سے پہلے نہیں سنا" کناکن نے کرخت آواز میں کہا۔

"بے شک نہیں سنا ہوگا کیونکہ تم اسے سادیاآن پارلینڈ کے نام سے جانتے ہو، وہی جسے میں نے قتل کیا تھا"

"اچھا وہ برطانوی جاسوس" کناکن نے کہا "ہاں۔ وہ مجھے یاد ہے۔ تمھارا وہی ایک کام تھا جس نے تم پر میرا اعتبار بٹھا دیا تھا"

"وہ بھی سلیڈ کی ہی ترکیب تھی" میں نے کہا "میں نہ جانتا تھا کہ میں نے کس کی جان لی تھی۔ اسی لئے میں نے ڈپارٹمنٹ چھوڑا ۔۔۔ برکبی کی جان لینے پر میرا بہت زبردست جھگڑا ہوگیا تھا" میں آگے کی طرف جھک گیا "واسلوف! یہ ساری کڑیاں مل رہی ہیں ۔۔۔ سمجھ نہیں سکے تم؟ تمھارا اعتبار مجھ پر بٹھانے کے لئے سلیڈ نے ایک بہت اچھے آدمی کو بھینٹ چڑھا دیا۔ اس کی اسے کوئی پروا نہ تھی کہ ہمارے کتنے آدمی مارے جاتے ہیں لیکن اس نے اور بیکایاف نے تمھیں بھینٹ چڑھایا کہ ٹیکارٹ سلیڈ پر زیادہ سے زیادہ اعتبار کرنے لگے"

کناکن کی آنکھیں پتھر کی گولیوں جیسی ہو گئی تھیں، اس کا چہرہ بھی منجمد ہوگیا تھا سوائے منہ کے اس کونے کے جہاں اس کے چہرے پر کے زخم کا نشان ختم ہوتا تھا۔ ہونٹوں کا یہ کونا نامعلوم طور پر کانپ رہا تھا۔

میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ کر گلاس اٹھا لیا۔

"اب سلیڈ کی پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہے گویا۔ یہاں آئس لینڈ میں وہ دونوں مخالف پارٹیوں کی مہم چلا رہا ہے۔ میرے خدا! کیا صورت حال ہوگی اس کے لئے۔ اسی کو کہتے ہیں دونوں ہاتھوں میں لڈو ہونا۔ لیکن جب اسکی ڈوری کھینچنے پر ایک کٹھ پتلی نے پھدکنے سے انکار کر دیا تو اس کی بازی میں رکاوٹ

پیدا ہو گئی۔ بازی الٹ تو نہیں البتہ نازک اور خطرناک ضرور ہو گئی اور مجھے یقین ہے کہ اس کٹھ پتلی کی ـــ یعنی اس ناچیز کی حکم عدولی یا بغاوت نے سلیڈ کو بے حد متفکر اور پریشان کر دیا ہو گا۔"

"میں اس آدمی سلیڈ کو نہیں جانتا" کناکن نے پھر کہا۔

"نہیں؟ تو پھر یوں آسانی سے کھلونا کیسے بن گئے؟ اور اس وقت پریشان کیوں ہو؟" میں مسکرایا "اچھا۔ میں بتاتا ہوں کہ تمھیں کیا کرنا ہے۔ اب تمھاری اس سے بات چیت ہو تو تم اس سے حقیقت دریافت کر لینا۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہ تمھیں بتا دے گا ـــ سلیڈ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کے سامنے سچ نہیں بولا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ تم جیسے ہوشیار آدمی کے سامنے کھل جائے۔"

کھڑکیوں پر پڑے ہوئے پردوں کے آر پار روشنی نظر آئی اور باہر سے ایک کار رکنے کی آواز سنائی دی۔

"ماضی کو یاد کرو واسلوف" میں نے کہا "ان بیکار برسوں کو یاد کرو جو تم نے اشنحا باد میں گزارے۔ اپنے آپ کو بکایان کی جگہ پر رکھ کر سوچو کہ زیادہ اہم کیا ہے۔ سویڈن کی ایک مہم جسے جب چاہیں دوبارہ مرتب کر سکتے ہیں یا برطانیہ کے خفیہ جاسوسوں کے محکمے میں اپنے آدمی کو اس مقام پر پہونچانا کہ وہ وزیر اعظم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے؟"

کناکن نے بے چینی سے پہلو بدلا اور میں نے سمجھ لیا کہ میرا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔ وہ کسی خیال میں غرق تھا اور اب پستول کی نالی میری طرف اٹھی ہوئی نہ تھی۔

"محض دلچسپی کی خاطر پوچھتا ہوں" میں نے کہا "سویڈن میں دوبارہ جاسوسی جال بچھانے کے لئے کتنی مدت درکار ہو گی؟ یقیناً زیادہ نہیں۔ بلکہ میں تو

یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ بیکایاف نے ایک جماعت کام کرنے کے لئے تیار کر رکھی ہوگی کہ تمہارے گرتے ہی وہ میدانِ عمل میں اتر آئے اور یقیناً وہ جماعت سویڈن میں اس وقت کام کر رہی ہوگی "

یہ میں نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن یہ بھی نشانے پر بیٹھا۔ کناکن کے منہ اور نتھنوں سے ایک پھنکار کی آواز نکلی اور وہ آتشدان کی طرف گھوم گیا۔ اب وہ آتشدان میں گھور رہا تھا اور اس کا پستول والا ہاتھ لٹک رہا تھا۔

میں نے اپنے پٹھوں میں تناؤ پیدا کر لیا ۔۔ کناکن پر چھلانگ لگانے کے لئے میں تیار تھا۔

"ان لوگوں کو تم پر بھروسا نہیں ۔ ہاں ۔ وہ لوگ تمہارا اعتبار نہیں کرتے واسلوف" میں نے کہا " اعتبار مجھ پر بھی نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن سلیڈ نے میرا سودا کر لیا تھا جو تمہاری جماعت کا ایک فرد تھا، اور اب بھی ہے۔ لیکن بیکایاف نے تمہیں داؤں پر لگایا۔ چنانچہ تمہارا معاملہ مختلف ہے۔ خود تمہارے آدمیوں نے تمہارے منہ پر لات ماری ۔ کیسی لگی یہ لات واسلوف ؟"

واسلوف کناکن اچھا آدمی تھا، عمدہ جاسوس تھا اور وہ غصے میں آکر کوئی حماقت نہ کرتا تھا۔ اس نے سر گھما کر میری طرف دیکھا۔

"پریوں کی یہ کہانی میں نے بڑی دلچسپی سے سنی ہے" اس نے غیر جذباتی آواز میں کہا " یہ آدمی ۔۔ سلیڈ ۔۔ میں اسے نہیں جانتا۔ بہت عمدہ کہانی سنائی ہے تم نے ایلن لیکن یہ کہانی بھی تمہیں بچا نہ سکے گی۔ میں احمق نہیں ہوں اور تم ۔۔۔۔"

دروازہ کھلا اور دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔ کناکن بے چینی سے انکی طرف گھوم گیا۔

"کیا ہے؟" وہ بولا۔

اس شخص نے جو دیو قامت تھا کہا:۔

"ہم ابھی ابھی واپس آئے ہیں"

"یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں" کناکن نے کہا اور میری طرف اشارہ کیا "ان سے ملو یہ ہیں ایلن اسٹیورٹ سن۔ وہی حضرت تھیں جن کو پکڑ کر یہاں لانا تھا۔ کیا ہوا؟ کیا گڑ بڑ ہو گئی اگور کہاں ہے؟"

ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اسی دیو قامت آدمی نے کہا:۔

اُسے ہسپتال لے گئے ہیں۔ وہ بری طرح سے جل گیا تھا جب۔۔۔"

"بہت عمدہ" کناکن نے بے حد تلخی سے کہا "شاباش" وہ میری طرف گھوم گیا

"اب اس بارے میں تمھارا کیا خیال ہے ایلن؟ ہم نے یوری کو بہ حفاظت اور خفیہ طور سے اپنی کشتی تک پہونچا دیا لیکن اگور کو ہسپتال پہونچایا گیا ہے جہاں اس سے سوالات پوچھے جائیں گے۔ ایسے گدھوں کے ساتھ تم کیا سلوک کرو گے ایلن؟"

میں مسکرایا اور پرامید ہو کر کہا:۔

"گولی مار دوں گا"

"لیکن مجھے اس میں شک ہے کہ ایسی موٹی کھوپڑی میں داخل ہو سکے گی" کناکن نے قدرے گرم ہو کر کہا اور پھر خشمناک نظروں سے اس دیو قامت روسی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "لیکن تم نے گولیاں کیوں چلائیں؟ رات کی خاموشی میں دھماکوں کی آوازیں ایسی معلوم ہوئیں جیسے عوام انقلاب برپا کر رہے ہوں"

دیو قامت روسی نے بے بسی سے میری طرف اشارہ کیا۔

"ابتدا اس نے کی تھی"

"اسے موقع ہی نہیں دینا چاہیئے تھا اس کا۔ اگر تین آدمی ایک کو خاموشی سے

نہیں پکڑ سکتے تو...."

"یہ دو تھے"

"اچھا!" کناکن نے میری طرف ایک نظر ڈال لی "اس دوسرے کا کیا بنا؟"

"پتہ نہیں ــــ بھاگ گیا" دیوقامت روسی نے جواب دیا۔

میں نے بے پروائی سے کہا:۔

"اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ وہ ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ایک مسافر تھا" لیکن میں اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ تو جیک کیس مجھے ان خونیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بے شک میں اس کا راز کناکن کو نہ بتاؤں گا۔ لیکن اگر میں اس جال سے زندہ نکل آیا تو اس سور سے بدلہ ضرور لوں گا۔

"شاید اسی نے ہوٹل والوں کو بیدار کر دیا تھا جاکر" کناکن نے کہا "میں پوچھتا ہوں تم کوئی ایک کام بھی صحیح طور سے کر سکتے ہو یا نہیں؟"

دیوقامت اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کناکن نے ہاتھ ہلا کر پوچھا۔

"الیاچ کیا کر رہا ہے؟"

"ایک کار کے جوڑ الگ کر رہا ہے"

"ٹھیک ہے۔ جاؤ اس کا ہاتھ بٹاؤ"

دونوں جانے کے لئے پلٹے تو کناکن نے کڑک کر کہا۔

"نہیں تم نہیں گریگوری۔ تم یہیں ٹھہرو اور اسٹیورٹ سن پر نظر رکھو"

اس نے اپنا پستول اُس آدمی کو دے دیا جو دیوقامت نہ تھا۔

میں نے کہا "ایک جام اور لے گا وا سلوف؟"

"کیوں نہیں" کناکن نے کہا "تمھارے شرابی بن جانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے

کیونکہ تم اب زیادہ نہ جیو گے۔ اس پر نظر رکھنا گریگوری!"

اور اس نے کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ گریگوری دروازے کے سامنے جم کر کھڑا ہو گیا اور اپنی نگاہیں مجھ پر گاڑ دیں۔ میں نے بے حد آہستہ آہستہ اپنی ٹانگیں کھینچیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ گریگوری نے پستول کی نال میری طرف اٹھا دی تو میں نے مسکرا کر اپنا خالی گلاس اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔

"تم نے سنا نہیں کہ باس نے کیا کہا تھا؟ مجھے پینے کی اجازت ہے" میں نے کہا۔

پستول کی نالی جھک گئی۔

"ٹھیک ہے" وہ بولا "میں تمہارے عین پیچھے رہوں گا"

چنانچہ میں الماری کی طرف بڑھا اور اس تمام عرصے میں بولتا رہا۔

"گریگوری! میں شرط بدنے کے لئے تیار ہوں کہ تم کریمیا کے باشندے ہو۔ تمہارا لہجہ اور تلفظ اس کی چغلی کھا رہا ہے۔ میرا اندازہ غلط تو نہیں؟"

گریگوری خاموش رہا لیکن میں نے اپنی بکواس جاری رکھی:۔

"گریگوری! واڈکا کی بوتل تو کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ بینی ون البتہ ہے لیکن یہ مجھے پسند نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ واڈکا بھی پسند نہیں۔ میں تو اسکاچ کا عاشق ہوں۔ اور کیوں نہ ہو، میں خود اسکاچستانی جو ہوں۔"

میں بوتلیں کھنکھنانے لگا اور میں نے گریگوری کا گرم سانس اپنی گدی پر محسوس کیا۔ اسکاچ گلاس میں سما گئی اور اوپر سے پانی ڈالا گیا۔ میں گلاس لے کر گھوما تو گریگوری کوئی ایک دو گز کھڑا ہوا تھا اور پستول کی نالی میری ناف کی طرف تھی میں کسی جگہ کہہ چکا ہوں کہ جسم کے ایک خاص حصے پر ہی پستول کی گولی فوری اور یقینی

طور پر اثر کرتی ہے اور جسم کا وہ حصّہ یہی ہے۔ نانٹ۔ اگر میں نے کوئی فلم والی حماقت کی ہوتی — مثلاً شراب ایک دم سے اس کے منہ پر مار دیتا وغیرہ — تو اس کے پستول کی گولی میرے پیٹ میں گھس کر ریڑھ کی ہڈی کو توڑتی ہوئی پشت سے نکل جاتی۔

میں نے گلاس اپنے منہ کے متوازی رکھ کر کہا:۔

"اسکال — جیسا کہ آئس لینڈ میں کہتے ہیں"

مجھے اپنا ہاتھ اوپر ہی اٹھا رکھنا تھا ورنہ لائیٹر گیس کا وہ سلنڈر، جو میں نے الماری سے اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا تھا، آستین سے نکل کر فرش پر گر پڑتا۔ چنانچہ میں نے ہاتھ اوپر اٹھائے ہی اٹھائے کمرہ طے کیا اور اپنی کرسی میں بیٹھ گیا۔ گریگوری حقارت سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

میں نے گلاس ہونٹوں سے لگا کر ایک چسکی لی اور پھر اسے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر لیا۔ جب میں اوپر نیچے ہونے کا عمل ختم کر چکا تو گیس کا سلنڈر میری آستین سے نکل کر کرسی کی ہتھی اور گدّی کے درمیان پہونچ چکا تھا۔ میں نے ایک بار پھر گلاس اوپر اٹھا کر "اسکال" کہا، چسکی لی اور پھر بڑی دلچسپی سے آتشدان میں دہکتے ہوئے انگاروں کو دیکھنے لگا۔

بوٹین گیس کے ہر سلنڈر پر جلی حروف میں ایک اطلاع درج ہوتی ہے:۔

"فوراً آگ پکڑ لینے والا مادّہ۔ آگ یا شعلے کے قریب اسے استعمال نہ کریں۔ اسے بچّوں کی دست رس سے دور رکھیں۔

اس میں سوراخ نہ کریں اور اسے جلائیں نہیں"

تجارتی ادارے اپنی اشیا پر ایسی رونگٹے کھڑے کر دینے والی اطلاع درج کرنا عموماً پسند نہیں کرتے الا یہ کہ قانوناً انھیں اس کے لئے مجبور نہ کیا جائے چنانچہ

اس صورت میں جس چیز پر بھی ایسی اطلاع درج ہو وہ صحیح ہی ہوتی ہے۔

آتشدان میں آگ مزے کی دہک رہی تھی اور انگاروں کا نہایت عمدہ فرش بچھا ہوا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں نے سلنڈر آگ میں ڈال دیا تو دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی ــــ وہ یا تو بم کی طرح پھٹے گا یا راکٹ کی طرح اڑے گا۔ میرے لئے مشکل صرف یہ تھی کہ میں نہ جانتا تھا کہ کتنی دیر میں یہ سلنڈر پھٹے گا۔ اسے آگ میں رکھنا تو شاید آسان تھا لیکن کوئی بھی تیز اور پھرتیلا آدمی ــــ مثلاً گریگوری ــــ اسے واپس آگ میں سے نکال سکتا تھا۔ کناکن کے آدمی اتنے احمق نہیں ہو سکتے جتنے کہ وہ خود سمجھتا ہے۔

کناکن واپس آگیا۔

"تم سچ کہہ رہے تھے" وہ بولا۔

"میں ہمیشہ سچ ہی کہتا ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ، جب ان سے سچ کہا جاتا ہے، اسے پہچانتے نہیں۔ تو سلیڈ کے معاملے میں تم مجھ سے متفق ہو:"

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

میری مراد اس احمقانہ کہانی سے نہ تھی۔ جس چیز کی مجھے تلاش تھی وہ تمھاری کار میں نہیں ہے۔ کہاں ہے وہ؟"

"یہ میں تمھیں نہ بتاؤں گا واسلوف"

"یہ تم مجھے بتاؤ گے ایلن"

کسی کمرے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"آؤ اس بات پہ شرط لگائیں" میں نے کہا۔

"تو یہاں میں اس قالین پر خون کے داغ نہیں چاہتا" وہ بولا۔
"کھڑے ہو جاؤ۔"

کسی نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا لیا۔ گھنٹی خاموش ہوگئی۔

"میں شراب تو ختم کرلوں؟" میں نے کہا۔

الیاپچ نے دروازہ کھول کر کناکن کو اشارے سے بلایا۔

"بہتر ہوگا کہ میرے آنے تک تم شراب ختم کرلو" کناکن نے کہا۔

وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور میرے سامنے آنے کے لئے ترگیجزی آگے بڑھ آیا۔ اور یہ اس نے اچھا نہ کیا تھا کیونکہ جب تک وہ وہاں کھڑا رہے گا مجھے سلنڈر آگ میں ڈالنے کا موقع نہ ملے گا۔ میں نے اپنا ہاتھ ماتھے پر پھیرا تو معلوم ہوا کہ وہاں پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔

چند ثانیوں میں کناکن واپس آگیا اور عجیب سوچتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا۔

"وہ آدمی۔ جو تمہارے ساتھ گاسپر میں تھا۔ تم نے کہا تھا کہ وہ ہوٹل کا کوئی مہمان تھا؟" وہ بولا۔

"ہاں"

"ایک نام ہے جان کیس۔ آشنا ہو تم اس نام سے؟"

میں نے خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں تو"

وہ اداسی سے مسکرایا۔

"اور تم وہ آدمی ہو جو کبھی جھوٹ نہ بولنے کا دعوی کرتا ہے" وہ بیٹھ گیا "معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مجھے جس چیز کی تلاش تھی اب اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی

بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں یہ کہ تمھارے مقابلے میں اس کی اہمیت گھٹ گئی ہے"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا" میں نے کہا اور یہ غلط نہ تھا۔ یہ ایک نیا ہی شگوفہ چٹکا تھا۔

کنا کن نے کہا :۔

"تم سے ضروری معلومات اگلوانے کے لئے میں نے تمام حربے آزمائے ہوتے اور میں کسی بات سے پیچھے نہ ہٹتا۔ لیکن اب، مجھے جو ہدایت دی گئی تھی اس میں تبدیلی کر دی گئی ۔ تمھیں کسی قسم کی اذیت نہ دی جائے گی چنانچہ گھبراؤ نہیں"

میں نے اپنا رکا ہوا سانس چھوڑ دیا۔

"شکریہ" میں نے خلوص دل سے کہا۔

اس نے رحم اور تاسف سے سر ہلایا۔

"مجھے تمھارے شکریے کی ضرورت نہیں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ تمھیں فوراً قتل کر دوں"

ٹیلیفون پھر بجنے لگا۔

میرے حلق سے خراہٹ کی سی آواز نکلی۔

"کیوں ؟"

اس نے شانے اچکائے۔

"تم آزاد سے آرہے ہو"

میں نے تھوک نگل کر خشک حلق تر کیا۔

"بہتر ہوگا کہ تم ٹیلیفون کا جواب دو۔ ہو سکتا ہے کہ حکم یا ہدایت میں پھر تبدیلی کر دی جائے"

اس کے ہونٹوں پر کینہ توز مسکراہٹ ناچ گئی۔

"عین وقت پر قتل یا پھانسی کی سزا کی منسوخی یا التوا۔ نہیں ایلین! یہ تو فلموں اور ناولوں میں ہی ممکن ہے۔ جانتے ہو کہ میں نے اس ہدایت کے متعلق تمھیں کیوں بتایا؟ اس لئے کہ عموماً ایسا ہوتا نہیں اور یہ تم بھی جانتے ہو۔"

بے شک میں جانتا تھا لیکن اس کا اقرار کر کے میں کناکن کو پھولنے کا موقع دینا نہ چاہتا تھا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی خاموش ہو گئی۔

"بائیبل میں چند بہت اچھی باتیں ہیں" کناکن نے کہا "مثلاً۔ آنکھ کے بدلے میں آنکھ اور دانت کے بدلے میں دانت ۔ اور اسی کے پیش نظر میں نے تمھارے لئے سب کچھ تیار کر لیا تھا لیکن اس کا افسوس مجھے عمر بھر رہے گا کہ میں اپنے ارادے کو جامۂ عمل نہیں پہنا سکتا۔ البتہ میں تمھیں کم سے کم پسینہ پسینہ ہوتے دیکھ سکتا ہوں جیسے کہ اس وقت ہو رہے ہو۔"

الیاس نے دروازے میں سے کچھوے کی طرح گردن نکالی۔

"رکچا ڈک" اس نے کہا۔

کناکن نے غصے سے ہاتھ ہلایا اور پھر کہا:۔

"اچھی بات ہے۔ آ رہا ہوں" وہ اٹھ کھڑا ہوا "تو اپنی موت کو یاد کرو ۔ اور زیادہ پسینہ بہاؤ"

میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"سگریٹ تو ہو گی تمھارے پاس؟"

وہ چلتے چلتے رک گیا اور اس نے ایک قہقہہ لگایا

"بہت اچھے ایلین۔ بہت اچھے۔ تم انگریز لوگ روایت کے بڑے پابند ہوتے ہو۔ بے شک تمھیں روایتی آخری سگریٹ دی جائے گی" اس نے اپنا سگریٹ کیس میری طرف اچھال دیا "اور کچھ چاہیئے تمھیں؟"

"ہاں" میں نے کہا "میں سنہ انیس سو بیس میں نئے سال کی شام ڈریفا لگر اسکوئر میں گزارنا چاہتا ہوں"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ خواہش پوری نہ ہوگی" اس نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں نے کیس کھول کر سگریٹ نکالی، ہونٹوں میں دبائی اور اپنی تمام جیبوں پر ہاتھ مار کر آتشدان میں سے کاغذ کا فلیتہ اٹھانے کے لئے اس طرف آہستہ سے جھک گیا۔

"میں اپنی سگریٹ سلگا رہا ہوں" میں نے گریگوری سے کہا۔ اور آگ کی طرف جھک گیا اور خدا سے دعا کی کہ گریگوری جہاں کھڑا ہے وہیں کھڑا رہے۔

میں نے فلیتہ بائیں ہاتھ میں پکڑا اور آگ کی طرف جھک گیا کہ میرا جسم گریگوری کی نظر اور میرے درمیان حائل رہے اور بائیں ہاتھ سے گیس کا سلنڈر آگ میں ڈال کر دائیں ہاتھ سے فلیتہ جلایا اور واپس کرسی میں بیٹھ گیا۔ میں نے فلیتہ گول گول گھمایا کہ گریگوری کی نگاہیں آگ پر سے ہٹ جائیں، فلیتہ سگریٹ سے لگا کر میں نے سگریٹ سلگائی، ایک لمبا کش لیا اور دھوئیں کا مرغولہ گریگوری کی طرف چھوڑ دیا۔ میں نے قصداً فلیتہ جلنے دیا یہاں تک کہ اس کے شعلے نے میری انگلیوں کو ڈس لیا۔

"اوہ — ف" میں نے کہا اور دیوانہ وار اپنا ہاتھ ہلایا۔ آگ کی طرف اسے متوجہ نہ ہونے دینے کی غرض سے میں کچھ بھی کر سکتا تھا۔ خود میرا یہ حال تھا کہ آتشدان میں پڑے ہوئے سلنڈر کی طرف نہ دیکھنے کے لئے مجھے اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لانا پڑ رہا تھا۔

دھڑام سے ریسیور رکھنے کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے کناکن لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے میں آگیا۔

"لعنت ہے اس حکمت عملی پر" وہ تلخی سے بولا "گویا میری مشکلات کم ہیں کہ ان میں اور اضافہ کیا جا رہا ہے" اس نے میری طرف اشارہ کیا "نچلی بات ہے۔ کھڑے ہو جاؤ"

میں نے سگریٹ والا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔

"یہ ختم کرنے کی مجھے اجازت نہیں؟"

"باہر ختم کر لینا" وہ بولا "بہت زیادہ......"

بند کمرے میں سلنڈر پھٹنے کا دھماکہ کانوں کے پردے پھاڑ دینے والا تھا اور اس نے انگارے پورے کمرے میں ادھر ادھر اڑا دیئے۔ چونکہ میں اس کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا اس لئے میں سب سے زیادہ تیز ثابت ہوا۔ میں نے اس انگارے کی کوئی پروا نہ کی جو میری گردن ڈس رہا تھا۔ لیکن گریگوری ایسا نہ کر سکا اور اس انگارے کو نظر انداز نہ کر سکا جو ہاتھ کی پشت پر اڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا میں نے ایک جست کی اور پورا کمرہ عبور کر کے پستول اٹھا لیا اور دو گولیاں گریگوری کے سینے میں اتار دیں۔ اور پھر کناکن کی طرف گھوم گیا کہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکے اسے بھی ٹھکانے لگا دوں۔ وہ اپنے کوٹ پر سے انگارے جھاڑ رہا تھا لیکن پستول کے دھماکوں کی آواز سن کر اب وہ اس طرف گھوم رہا تھا۔ میں نے پستول اٹھایا اور اس نے قریب کی میز پر سے ٹیبل لیمپ اٹھا کر میری طرف پھینکا۔ اس سے بچنے کے لئے میں نے غوطہ مارا تو میرا نشانہ چوک گیا اور گولی پتہ نہیں کس طرف نکل گئی۔ ٹیبل لیمپ میرے سر پر سے نکلا چلا گیا اور پیچھے الیاچ کے منہ پر لگا جس نے اس گڑبڑ کی وجہ معلوم کرنے کے لئے عین اسی وقت دروازہ کھولا تھا۔

اور یوں میں دروازہ کھولنے کی زحمت سے بچ گیا۔ میں الیاچ کو دھکا دیکر

اور دروازے سے تیر کی طرح نکل کر بڑے کمرے میں پہونچا تو دیکھا کہ باہر جانے کا دروازہ بھی کھلا تھا۔ کنگن نے مجھے بے حد پریشان کیا تھا اور میرا خون خشک کر دیا تھا اور میرا جی چاہتا تھا کہ اس کا بدلہ اس سے لوں لیکن یہ اس کا موقع نہ تھا۔

میں عمارت سے باہر آیا اور اپنی فاکس واگن کے قریب سے گزرا جس کے چاروں پہیئے اب الگ تھے اور بھاگتے بھاگتے میں نے دیو قامت روسی کی طرف گولی چلادی تاکہ وہ گڑبڑا جائے اور میرا تعاقب کرنے سے باز رہے۔ اور یوں میں اندھا دھند اندھیرے میں بھاگ پڑا۔ حالانکہ اندھیرا اب اتنا گہرا نہ تھا جتنا کہ میرے لئے مفید ہوتا۔ میں دوزخ سے نکلی ہوئی چمگادڑ کی طرح بیرونی علاقے کی طرف بھاگا۔

اس طرف کا بیرونی علاقہ لاوے کے اوبڑ کھابڑ پر مشتمل تھا۔ لاوے کی ان کو ہانوں پر کائی کی موٹی موٹی تہیں چڑھی ہوئی تھیں اور کہیں کہیں برچ کے پست قامت درخت تھے۔ دن کی روشنی میں پوری رفتار سے بھاگتا ہوا آدمی اپنا ٹخنہ توڑے بغیر ایک گھنٹے میں ایک میل طے کر سکتا تھا اور اس خیال سے میرے پھر پسینے چھوٹ رہے تھے کہ اگر میرا ٹخنہ ٹوٹ گیا یا مجھے بھی موچ آگئی تو پھر کنگن یا اس کے آدمی مجھے آسانی سے تلاش کر لیں گے اور اسی جگہ بلا تکلف گولی مار دیں گے۔

میں جھیل سے کترا کر کوئی چار سو گز تک چلا گیا اور راستے پر پہونچنے کے بعد بھی بھاگتا رہا اور پھر ٹھہر گیا۔ گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ دور پر اس کمرے کی کھڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں جس میں مجھے بٹھایا گیا تھا۔ اور کھڑکیوں میں عجیب طرح کے لرزتے ہوئے نارنجی سائے سے نظر آ رہے تھے۔ کھڑکیوں پر کے پردے سلگ رہے تھے۔ چیخ و پکار کی دبی ہوئی آوازیں سنائی دیں اور کوئی کھڑکی کے سامنے بھاگتا نظر آیا لیکن معلوم ہوا کہ کوئی میرا تعاقب نہ کر رہا تھا۔ میرے خیال میں ان میں سے کوئی جانتا نہ تھا کہ میں کس طرف گیا تھا۔

سامنے کے منظر کو منجمد لاوے کے ایک زبردست ابھار نے چھپا رکھا تھا اور میرے خیال کے مطابق سڑک اس ابھار کے دوسری طرف تھی۔ میں آگے بڑھ کر ابھار پر چڑھنے لگا۔ جلد ہی پو پھٹنے والی تھی اور میں جلد از جلد غارت سے دور نکل کر نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہتا تھا۔

میں پیٹ کے بل رینگتا ہوا ابھار کی چوٹی پر پہونچ گیا اور دوسری طرف پہونچنے کے بعد کہ اب میں نظروں سے اوجھل تھا، اٹھ کھڑا ہوا۔ دور پر ایک لمبی اندھیری لکیری دھندلی دھندلی نظر آرہی تھی۔ یہ سڑک ہو سکتی تھی۔ میں اس کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ میری گردن آہنی گرفت میں تھی اور دوسرے ہاتھ نے میری کلائی اتنی مضبوطی سے پکڑ لی کہ میری کلائی کی ہڈیاں چٹخنے لگیں۔

"پستول پھینک دو" ایک بھینچی ہوئی آواز نے روسی زبان میں کہا۔

میں نے پستول پھینک دیا۔ فوراً ہی مجھے یوں ڈھکیلا گیا کہ میں لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور دھم سے گرا۔ میں نے خوف بھری نظروں سے اس پستول کی طرف دیکھا جو اس شخص کے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

"میرے خدا! یہ تم ہو!" جیک کیس نے کہا۔

"اب یہ ٹارچ ہٹاؤ" میں نے اپنی گردن سہلاتے ہوئے کہا "گا سیر میں جب خطرے کی سیٹی بجی تو تم کہاں مر گئے تھے؟"

ٹارچ اندھی ہو گئی اور اندھیرے میں سے جیک کیس نے کہا:

"میں نے مدد کرنے کی کوشش کی...."

"کیا خاک کوشش کی!" میں نے غصے سے کہا "تم تو واپس ہوٹل کی طرف بھاگ گئے تھے۔ یہاں کیسے پہونچے؟"

"جب تم کنا کن کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بھاگے تو میں نے ان میں سے

ایک آدمی کو گاڑی کی طرف جاتے دیکھا اور میں نے اس کار کا پیچھا کیا چنانچہ یہاں پہونچ گیا"

یہ بات میرے دل کو نہ لگی۔ لیکن میں نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ میں نے کہا "میں نے تمھیں سلیڈ سے باتیں کرتے دیکھا تھا۔ گامبر میں کب سے تھا وہ؟"

"میں اس کی معافی چاہتا ہوں" کیس نے کہا "جب میں گامبر پہونچا ہوں تو وہ ہوٹل میں ہی مقیم تھا"

"لیکن تم نے تو کہا تھا ....."

"خدایا! ایڈن!" کیس کی آواز میں تھکاوٹ تھی "میں تمھیں نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ ہوٹل میں ہی ہے کیونکہ اس وقت تم اپنے آپ میں نہ تھے۔ تم نے اسے ذبح کر دیا ہوتا"

"بہت اچھے دوست ثابت ہوئے ہو تم" میں نے تلخی سے کہا "لیکن ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ تمھاری کار کہاں ہے؟ — باتیں ہم بعد میں کریں گے"

"اس طرف — سڑک سے ہٹ کر" اس نے پستول رکھ دیا۔

اور میں نے ایک فوری فیصلہ کر لیا۔ جیک — اور کسی پر بھی — بھروسا کرنے کا یہ وقت نہ تھا۔ میں نے کہا:۔

"جیک! تم ٹیگارٹ کو یہ اطلاع دے سکتے ہو کہ میں اس کا پیکٹ زنجاد پہونچا دوں گا"

"اچھی بات ہے۔ لیکن اب یہاں سے چلو"

میں اس کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"مجھے تم پر اعتبار نہیں جیک" میں نے کہا۔

اور اپنے ہاتھ کی تین انگلیاں اس کے پیٹ میں کھبو دیں۔ اس کے پھیپھڑوں کی

ہوا "ہونہہ" کی آواز کے ساتھ اس کے منہ سے نکلی اور وہ کمر سے دہرا ہوگیا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سیدھی کر کے اس کے پہلو کی ضرب میں نے اس کی گردن پر یوں لگائی جیسے جھٹکے کے جانور پر چھرا مارتے ہیں اور جیک میرے قدموں میں ڈھے گیا۔ میں اور جیک خالی ہاتھ کی جنگ میں برابر تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے معلوم ہوتا کہ میں کیا کرنے والا ہوں تو میں اسے یوں آسانی سے زیر نہ کر سکتا۔

دور پر ایک کار کا انجن غرّا کر بیدار ہو گیا اور میرے دائیں طرف ہیڈلائٹس روشن ہوگئیں۔ میں ایک دم سے زمین پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ میں کار کو آتے سن رہا تھا۔ میں نے اپنا سانس روک لیا۔ لیکن کار مڑ کر مخالف سمت میں چلی گئی اسی طرف جس طرف سے میں تھنگویلر سے آیا تھا۔

جب اس کی آواز حدِ سماعت سے باہر نکل گئی تو میں نے ہاتھ بڑھایا اور کیس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا۔ میں کنجیاں اور پستول کا خول پستول سمیت اپنے قبضے میں کر لیا۔ گریگوری کا پستول رومال سے صاف کر کے میں نے دور پھینک دیا۔

اور پھر میں جیک کیس کی کار کی تلاش میں چل پڑا۔

یہ والوا کار تھی اور سڑک کے کنارے پارک تھی۔ بٹن دباتے ہی انجن میں جان پڑ گئی اور میں ہیڈ لائٹس روشن کئے بغیر کار کو ڈرائیو کرنے لگا۔ مجھے جھیل تھنگوالان تک واپس جانا تھا اور پھر لوگا روآن تک۔ بڑا طویل راستہ تھا — لیکن میں مختصر راستے سے واپس جانے کے حق میں نہ تھا۔

آٹھواں باب

(۱)

صبح کے پانچ بجنے سے کچھ پہلے میں لوگا روآن پہونچا اور ڈرائیو میں کار پارک

کردی۔ کارے باہر آیا تو میں نے دروازے پر کے پردے کو لرزتے دیکھا اور دوسرے ہی لمحے الیان بھاگ کر آئی اور وہ میری باہوں میں تھی۔

"ایلن!" تمہارے چہرے پر خون ہے"

میں نے اپنے گال پر ہاتھ پھیرا۔ اس پر وہ خون جم گیا تھا جو ایک خراش سے نکلا تھا۔ یہ خراش اس وقت آئی ہوگی جب گیس کا سلنڈر پھٹا تھا۔

"آؤ اندر چلیں" میں نے کہا۔

بڑے کمرے میں سگورلن کھڑی تھی۔ اس نے مجھے سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا:۔

"تمہارا کوٹ جل گیا ہے"

میں نے اپنے کوٹ کے سوراخوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔

"ہاں" میں نے کہا "میں کچھ زیادہ ہی بے پروا واقع ہوا ہوں۔ ہے نا؟"

"کیا واقعہ ہوا؟" الیان نے ایک دم سے پوچھا۔

"میں نے — کناکن سے بات چیت ہوئی میری" میں نے بے حد مختصر جواب دیا جو کچھ ہوا تھا اس کا ردعمل انتہائی تھکن کی صورت میں ظاہر ہو رہا تھا اور اس کے لئے مجھے کچھ کرنا تھا۔ کیونکہ ابھی تک مجھے آرام کرنے کا وقت نہ ملا تھا۔

"کافی تو ہوگی تمہارے یہاں؟" میں نے سگورلن سے پوچھا۔

الیان نے میرا بازو پکڑ لیا۔

"کیا ہوا؟" وہ بولی "کناکن نے کیا..

"بعد میں بتاؤں گا"

سگورلن نے کہا "تمہاری حالت تو ایسی ہو رہی ہے جیسے ایک مہینے سے تم سوئے نہیں۔ اوپر بستر لگا ہوا ہے"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں — میں — ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔"

اس نے اور الیان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سگورلن نے کہا۔

"بہرحال تم کافی تو پی لو۔ تیار ہی ہے۔ ہم دونوں رات بھر کافی پیتے رہے ہیں۔ آؤ۔ باورچی خانے میں آؤ۔"

میں نے باورچی خانے کی میز کے سامنے بیٹھ کر بھاپ اگلتی کالی کافی میں خوب سی چینی ڈالی۔ ایسی بہترین ذائقہ دار کافی میں نے — یوں معلوم ہوا — آج پہلی دفعہ پی تھی۔ سگورلن کھڑکی کے قریب پہونچی اور باہر دیکھا تو ڈرائیو میں اور لوا کار پارک تھی۔

"فاکس واگن کہاں ہے؟"

میں مسکرایا۔

"اس کو تو کوئی لے گیا" میں نے کہا۔ دیو قامت روسی نے اس کار کے متعلق کتنا کم سے کہا تھا کہ الیاچ اس کے جوڑ الگ کر رہا ہے — اور بھاگتے ہوئے میں نے جو اس کی ایک جھلک دیکھی تھی اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔

"مطلب؟" سگورلن کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"اس کی قیمت کیا تھی سگورلن؟" میں نے کہا اور چیک بک کے لئے جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔

"خیر۔ یہ بعد میں ہو رہے گا" اس نے بے چینی سے ہاتھ ہلایا اور اس کی آواز میں غضب کی کاٹ تھی۔ "الیان نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے، سلیڈ کے متعلق، تم کو کن کے متعلق — سب کچھ۔"

"الیان! تمھیں ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا" میں نے غصہ ہوئے بغیر کہا۔

"کسی سے تو کہنا ضروری تھا" وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔

" ایلن! ہمیں پولیس کو اطلاع دینی چاہیئے" سگورلن نے کہا۔

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

" نہیں۔ اب تک یہ — نجی جنگ رہی ہے۔ اور اس میں جتنے بھی مارے گئے ہیں وہ سب کے سب پیشہ ور تھے — یعنی وہ لوگ جو خطرات سے واقف تھے۔ اور انھیں قبول کیا تھا۔ کسی بھی بے گناہ اور معصوم تماشائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ہر وہ آدمی جو پوری طرح سے واقف ہوئے بغیر اس منجدھار میں کود پڑے گا مصیبت میں پھنس جائے گا چاہے اس نے پولیس کی وردی پہن رکھی ہو یا نہ پہن رکھی ہو۔"

" لیکن اس جنگ کو اس طرح تو فیصل نہیں کیا جا سکتا" سگورلن نے کہا "چنانچہ اس کا فیصلہ سیاست دانوں اور بڑی طاقتوں کو کرنے دو کہ ان کی جنگ ہے۔"

میں نے ایک لمبا سانس لیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"جب میں پہلی دفعہ اس ملک میں آیا تھا تو کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ تین باتیں ایسی ہیں جسے کوئی آئس لینڈی نہیں سمجھا سکتا۔ حتیٰ کہ دوسرے آئس لینڈی کو بھی نہیں۔ ایک — آئس لینڈی سیاسی نظام، دو — آئس لینڈی معاشی نظام اور تین — آئس لینڈی شراب نوشی کا قانون۔ فی الحال ہمیں شراب کی کوئی فکر نہیں ہے البتہ سیاست اور معاشی حالت میری پریشانیوں کی فہرست میں سرفہرست ہے۔"

" پتہ نہیں تم کیا ہانک رہے ہو" ایلان نے کہا۔

" میں ریفریجریٹر کے متعلق کہہ رہا ہوں" میں نے کہا " اور کافی کھسوٹ بنانے والی اس بجلی کی چکی کے متعلق کہہ رہا ہوں اور ریڈیو اور ٹرانزسٹر کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ یہ تمام چیزیں درآمد کی گئی ہیں اور درآمد کی غرض سے ہمیں یہاں

سے کچھ برآمد کرنا پڑتا ہے ۔ مچھلی، گوشت اور اون ۔ ہیرنگ مچھلیاں ہزاروں میل دور چلی گئی ہیں اور تمھارے ملک کا ساحل اتھلا اور پھیکا رہ گیا ہے ۔ چنانچہ صورت حال یونہی خراب ہے پھر اسے اور بھی خراب کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟"

سگورسن کے ماتھے پر بل پڑ گئے ۔

"میں سمجھی نہیں ۔"

"اس میں تین بڑی طاقتیں شامل ہیں ۔ برطانیہ، امریکہ اور روس ۔ اب فرض کرو کہ اس قسم کے معاملے کو بین الاقوامی سفارتی تعلقات کی بنیاد پر طے کرنے کی کوشش کی جائے اور آپس میں خط و کتابت کی جائے کہ "بھئی آئس لینڈ کے میدان میں اپنی جنگیں لڑنا بند کرو" تو تم سمجھتی ہو کہ ایسی حالت راز میں رہے گی؟ ہر ملک میں سیاسی دلالے ہوتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آئس لینڈ اس سے مبرا نہیں ہے ۔ چنانچہ پھر یہ ہوگا کہ ہر قوم اپنا اپنا راگ الاپنے لگے گی ۔"

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

"امریکہ کے مخالف کفلاوک میں امریکی مورچے کے متعلق شور مچائیں گے کیمیونسٹوں کے مخالف بھی کسی حقیقت کی مخالفت کریں گے اور تم لوگ شاید مچھلیوں کی درآمد پر برطانیہ سے الجھ پڑو گے ۔ میں ایسے بہت سے آئس لینڈیوں سے واقف ہوں جو سنہ ۱۹۶۱ء کے معاہدے سے مطمئن نہیں ہیں ۔ اس جھگڑے کا نام "مچھلی جنگ" تھا ۔ ہے نا؟ اس وقت آئس لینڈ کی کشتیوں کی آمد برطانیہ کی بندرگاہوں میں بند کر دی گئی تھی چنانچہ تم نے روس سے تجارتی تعلقات قائم کر لیئے ۔ روسیوں کے متعلق کیا خیال ہے تمھارا؟ وہ کیسے تجارتی شریک ہیں؟"

"بہت اچھے ہیں" سگورسن نے فوراً کہا ۔ "بہت اچھا کیا ہے انھوں نے ہمارا ۔"

میں نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا "اگر تمھاری حکومت کو قانونی طور پر ان حالات سے آگاہ کردیا گیا جو یہاں ہورہے ہیں تو پھر روسیوں سے تمھارے تعلقات خراب ہوجائیں گے۔ اب بتاؤ کیا تم چاہتی ہو کہ ایسا ہو؟"

سگورلن ایک سوچ میں پڑگئی۔ اس نے اور الیان نے ایک دوسرے کی طرف بے بسی سے دیکھا اور پھر سگورلن نے کہا:۔

"ایلن ٹھیک کہتا ہے"

میں جانتا تھا کہ میں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔

"سیاست داں اس معاملے سے جتنے زیادہ بے خبر رہیں آئس لینڈ کے حق میں بہتر ہوگا" میں نے کہا "مجھے یہ ملک پسند ہے اور میں نہیں چاہتا کہ یہاں کیچڑ اچھالی جائے" میں نے الیان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا "میں یہ معاملہ جلد از جلد صاف کردینے کی کوشش کروں گا اور اس کا ایک راستہ میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں"

"وہ پیکیٹ ان کے حوالے کردو" الیان نے کہا "خدا کے لئے ایلن —— وہ پیکیٹ پھینک دو —— دے دو انھیں"

"ہاں۔ دے دونگا" میں نے کہا "لیکن اپنے ڈھنگ سے اور اپنے طور پر"

بہت سی باتیں ایسی تھیں جن پر غور کرنا ضروری تھا۔ مثلاً فاکس واگن کار اس کا نمبر دیکھنے کے بعد کناکن کو یہ پتہ لگاتے دیر نہ لگے گی کہ یہ کار کہاں سے آئی تھی اور اس کا مطلب تھا کہ کناکن آج کا دن ختم ہونے سے پہلے یہاں پہونچ جانے والا تھا۔

"سگورلن!" میں نے کہا "تم گھوڑے پر سوار ہوکر گنار کے پاس پہونچ جاؤ"

وہ چونکی۔

"لیکن کیوں؟" اور پھر وہ معاملے کی تہہ کو پہونچ گئی "اچھا! فاکس واگن؟"

"ہاں۔ ہوسکتا ہے کہ بن بلائے مہمان آ جائیں۔ بہتر ہوگا کہ تم یہاں سے نکل جاؤ۔"

"گزشتہ رات ہی مجھے گنار کا پیغام ملا تھا ۔ تمھارے جانے کے فوراً بعد ہی۔"

"کیسا پیغام؟"

"وہ مزید تین دنوں تک واپس نہیں آ رہا ہے"

"چلو یہ بھی اچھا ہوا" میں نے کہا "تین دنوں میں سارے معاملات نمٹ ہو جائیں گے۔"

"تم جا کہاں رہے ہو؟"

"یہ مت پوچھو" میں نے اسے خبردار کیا "تم پہلے ہی بہت سی باتوں سے واقف ہو چکی ہو۔ بس تم اتنا کرو کہ وہاں پہونچ جاؤ جہاں کوئی تم سے کچھ نہ پوچھے" میں نے چٹکی بجائی "آ۔ ہاں ۔ میں لینڈروور بھی یہاں سے ہٹا دوں گا۔ میں اسے فی الحال چھوڑ رہا ہوں لیکن اسے بہرحال یہاں نہیں رہنا چاہیئے"

"تم اسے اصطبل میں رکھ سکتے ہو۔"

"خیال برا نہیں۔ میں لینڈروور سے چند چیزیں والوا میں منتقل کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی آیا۔"

"میں گیراج میں پہونچا۔ لینڈروور میں سے وہ لعنتی پیکیٹ، دونوں رائفلیں اور سارے کارتوس نکال لئے۔ بندوقیں میں نے ایک ٹاٹ میں، جو وہیں پڑا مل گیا تھا، لپیٹ کر اگلی نشست کے نیچے اسباب کے صندوق میں رکھ دیں۔

الیان میرے پاس آگئی اور پوچھا:۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہم نہیں" میں نے جواب دیا "صرف میں"

"میں تمھارے ساتھ آرہی ہوں"

"نہیں تم سکورلن کے ساتھ جا رہی ہو"

اس کے لہجے سے وہی ضدی اور ہٹیلے پن کے جذبات کا اظہار ہوا جن سے میں مانوس تھا۔

"گھر میں تم نے جو باتیں کہیں وہ مجھے پسند آئیں" اس نے کہا "یعنی یہ کہ تم میرے ملک کو مصیبت میں پھنسانا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ میرا وطن ہے میں اس کے لئے جنگ کر سکتی ہوں"

میں نے ایک قہقہہ لگایا۔

"الیان! میری جان! تم کیا جانتی ہو جنگ کے متعلق؟"

"وہ سب کچھ جو ایک آئس لینڈر جانتا ہے"

"جان! تم نہیں جانتیں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

"تم جانتے ہو؟"

"کچھ کچھ جاننے لگا ہوں۔ میں نے قریب قریب یہ تو ثابت کر دیا ہے کہ سلیڈ روسی ایجنٹ ہے اور اس سلسلے میں میں نے کناکن کو بندوق کی طرح بھر کر اس کا رخ سلیڈ کی طرف کر دیا ہے۔ اب جب کبھی ان کی ملاقات ہو گی کناکن دھماکے سے پھٹ جائے گا اور جب ایسا ہو گا تو پھر سلیڈ کا خدا ہی حافظ ہو گا۔ کناکن گھماؤ پھراؤ کا قائل نہیں۔ وہ براہ راست اور سیدھا وار کرتا ہے"

"گزشتہ رات کیا واقعہ ہوا؟"

میں نے دھڑام سے اسباب کا صندوق بند کر دیا۔

"وہ میری زندگی کی ناخوشگوار ترین رات تھی" میں نے اختصار سے جواب دیا۔ بہتر ہوگا کہ تم ضروری چیزیں سمیٹ لو۔ میں ایک گھنٹے میں یہ مکان خالی کر دینا چاہتا ہوں"

میں نے نقشہ نکال کر بچھا دیا۔

"تم جا کہاں رہے ہو؟" ایان بڑی ہمدرد لڑکی تھی۔

"رکجاوک" میں نے جواب دیا "لیکن پہلے میں کشلاوک جاؤں گا"

"لیکن یہ تو غلط راستہ ہے" وہ بولی "کشلاوک جانا چاہتے ہو تو پہلے تمھیں رکجاوک جانا پڑے گا الاّ یہ کہ تم جنوب کی طرف اور بادرجردی کے راستے سے جاؤ"

"یہی تو زبردست مسئلہ ہے" میں نے آہستہ سے کہا اور نقشے پر جھک گیا۔

نقشے پر وہ راستے اور سڑکیں موجود تھیں جو میرے ذہن میں تھیں لیکن اتنی وسیع اور لمبی نہ تھیں جتنا کہ میں نے انھیں تصور کیا تھا۔ ڈپارٹمنٹ میں آدمیوں کی کمی سے میں پوری طرح سے واقف نہ تھا البتہ یہ ضرور جانتا تھا کہ کناکن اس کمی کا شکار نہیں ہے۔ کناکن کے ساتھ میں نے ہر دفعہ دس اِلّا اَلگ آدمی شمار کئے تھے۔

اور نقشے سے پتہ چلتا تھا کہ پورے رکجاوی جزیرہ نما کو مشرق کی طرف سے ذرا سا برآدمی متعین کر کے بند کیا جا سکتا تھا اور یہ دو مقامات تھے تھنگولیرا اور بادرجردی اب اگر میں معمولی رفتار سے ان دونوں میں سے کسی ایک بھی بستی سے ہو کر گزرا تو دیکھ لیا جاؤں گا۔ اس کے برخلاف نہایت تیز رفتاری سے گزرا تو اس صورت میں بھی بہت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لوں گا اور وہ ریڈیو ٹیلیفون کا نظام،

شکنجہ

شخص نے ایک دفعہ میرے حق میں کام کیا تھا، اب میرے خلاف کام کرے گا، اور پھر سارے ہی دشمن بھیڑوں کی طرح میرے پیچھے لگ جائیں گے۔

"میرے خدا!" میں نے کہا "یہ تو سراسر ناممکن ہے"

الیانن میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔

میں ایک آسان راستہ جانتی ہوں" وہ بولی "ایسا راستہ جس کا تصور بھی کناکن نہیں کر سکتا"

میں نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیسے؟"

"براہِ سمندر" اس نے نقشے پر انگلی رکھ دی "اگر ہم 'وک' چلے گئے تو وہاں میرا ایک دوست ہے جو ہمیں اپنی کشتی میں بٹھا کر کفلاوک پہونچا دے گا"

میں نے غور سے نقشے کا مطالعہ کیا۔

"وک تو بہت دور ہے اور پھر غلط سمت میں ہے"

"اور یہ اچھا ہی ہے۔ کناکن کے خواب میں بھی یہ خیال نہ آئے گا کہ تم اس طرف جا سکتے ہو"

جتنا زیادہ میں نقشہ دیکھ رہا تھا اتنا ہی زیادہ الیان کا مشورہ مناسب معلوم ہو رہا تھا۔

"ہم۔م۔م۔ خیال برا نہیں ہے"

الیان نے بڑا معصوم چہرہ بنا کر بڑی معصومیت سے کہا:۔

"ظاہر ہے کہ مجھے تمھارے ساتھ چلنا پڑے گا کہ اپنے دوست سے تمھارا تعارف کرا دوں۔ میرے بغیر تو تمھاری دال گلنے کی نہیں"

ایک بار پھر اس نے مجھے چت کر دیا تھا۔

(۲)

روکجا وک پہونچنے کے لئے یہ بڑا ٹیڑھا راستہ تھا کیونکہ میں نے والوا کا رُخ ایک دم مخالف سمت میں کر دیا تھا۔ دریائے جورسا کا ساحل عبور کر کے میں نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ یہ وہ تنگ مقام تھا جہاں کوئی کن میرا راستہ روک سکتا تھا لیکن ہم نے پل عبور کر لیا اور کوئی حادثہ نہ ہوا اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

اس کے باوجود ہیلا سے گزرنے کے بعد یکایک مجھ پر ایک عجیب طرح کی بے چینی نے حملہ کر دیا اور میں نے سڑک چھوڑ کر لینڈ (جو سانذر کے علاقے میں داخل ہو گیا اور یہاں کچے راستوں اور لیکوں کا جال بچھا ہوا تھا اور میں نے سوچا کہ کوئی غیر معمولی دماغ اور شعور کا آدمی ہی مجھے اس جال میں تلاش کر سکتا ہے۔

دوپہر کے وقت الیان نے فیصلہ کن انداز میں کہا :۔

"کافی"

"ایں — ! تمہارے پاس جادو کی چھڑی ہے کیا کہ اسے گھمایا نہیں کہ بنی بنائی کافی حاضر؟"

"میرے پاس تھرماس ہے اور روٹی ہے — اور تیل میں اچار کی طرح پڑی ہوئی ہیرنگ مچھلی ہے۔ دراصل میں نے سکورلن کے باورچی خانے پر دھاوا بول دیا تھا۔"

"ہاں۔ اب تمہارے ساتھ آنے کی مجھے خوشی ہوئی" میں نے کہا "یہ تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا کہ میرے ساتھ پیٹ بھی لگا ہوا ہے"

اور میں نے کار روک لی۔

"مرد عورتوں کی طرح دور اندیش نہیں ہوتے۔"

کھانا کھاتے ہوئے میں یہ معلوم کرنے کے لئے نقشے کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ہم کہاں تھے معلوم ہوا کہ ہم ابھی ابھی ایک چھوٹی سی ندی عبور کر کے آئے تھے اور چند مکانات اور کھیتوں کے قریب سے گزرے تھے اس کا نام برگا ڈسول تھا۔

"ٹرک میں تمہارا دوست کون ہے؟" میں نے الیان سے پوچھا۔

"والیتر بلڈ ویسن۔ یہ بجارنی کے اسکول کے زمانے کا دوست ہے۔ وہ بحری حیاتیات داں ہے اور ساحلی علاقے میں ہونے والے ردو بدل کا مطالعہ کر رہا ہے۔ وہ کاٹلا کے پھٹنے سے جس حد تک اور جہاں تک حیاتیاتی اور نباتی تبدیلیاں ہوں گی ان کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

میں کاٹلا کے متعلق جانتا تھا۔

"چنانچہ اس لئے اس کے پاس کشتی ہے۔" میں نے کہا "لیکن یہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ وہ ہمیں کنفلاوک تک پہونچا دے گا؟"

"میں کہوں گی، تو ضرور پہونچا دے گا۔"

"واہ! کون ہے یہ ساحرہ جس نے مردوں کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے! کہیں یہ وہ مشہور جاسوسہ ماتا ہری تو نہیں ہے؟" میں مسکرایا۔

الیان کے رخسار سرخ ہو گئے لیکن اس کی آواز ٹھہری ہوئی تھی۔

"والیتر کو تم پسند کرو گے۔"

اور بے شک میں نے اسے پسند کیا۔ والیتر وسیع بدن کا اور پست قامت آدمی تھا۔ وہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئس لینڈ کی کسی چٹان سے اسے تراشا گیا ہے اور کسی اناڑی سنگ تراش نے اسے تراشا ہے کہ اس کی ہر چیز چوکور بنا دی ہے

اس کا دھڑ جو کور تھا اور اس کا سر جو کدو تھا اور اس کے ہاتھوں کی انگلیاں چھوٹی اور پچپٹی تھیں اور اس نازک کام کے لئے نہ بنائی گئی تھیں جو وہ اپنی تجربہ گاہ میں اس وقت کر رہا تھا جب ہم وہاں پہونچے ہیں۔ اس نے خوردبین میں رکھی ہوئی سلائڈ پر سے سر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اور ایک زبردست نعرہ لگایا۔

"الیاآن! یہاں کہاں؟"

"یہاں سے گزر رہی تھی تو سوچا کہ تم سے ملتی چلوں۔ ان سے ملو۔ یہ ہیں ایلین اسٹیورٹ جو اسکاٹ لینڈ سے آئے ہیں۔"

دوسرے ہی لمحے میرا ہاتھ زبردست پنجے کی گرفت میں تھا۔

"بہت مسرت ہوئی تم سے مل کر" اس نے کہا اور معلوم ہوا کہ یہ اس نے رسماً نہ کہا تھا بلکہ سچ مچ اسے مسرت ہوئی تھی۔

وہ الیاآن کی طرف گھوم گیا۔

"یہ تمھاری خوش قسمتی ہے کہ میں تمھیں مل گیا۔ کل میں یہاں سے جا رہا ہوں" الیاآن نے اپنی بھویں اچکائیں۔

"اوہ! کہاں؟" اس نے پوچھا

"آخرکار انھوں نے اس سالی لمبی کشتی میں انجن لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے جو انھوں نے مجھے بوٹ کی جگہ دی ہے۔ چنانچہ میں اسے رکجاوک لئے جا رہا ہوں"

الیاآن نے میری طرف دیکھا اور میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ واقعات کے اتار چڑھاؤ میں کبھی کبھی قسمت بڑا کام کر جاتی ہے میں سوچ رہا تھا کہ دالیتہ کے شکوک وشبہات بیدار کئے بغیر الیاآن اسے ہمیں کفلاوک تک لے جانے کے لئے رضامند کرے گی۔ لیکن اب یہ ہوا قسمت نے ایسی یاوری کی کہ یہ مشکل خود بخود آسان ہو گئی۔

الیان دل لبھا لینے والے انداز سے مسکرائی۔

"اپنے ساتھ دو ایک مسافر لے چلنے میں تو تمھیں کوئی اعتراض نہ ہوگا شاید میں نے ایلین سے کہا تھا کہ تمھیں سوسٹری کی سیر کو لے جائیں گے لیکن اب ہم کفلادک کا چکر لگا آئیں گے کیونکہ دو تین دنوں میں وہاں ایلین کو کسی سے ملنا ہے۔"

"ایک سے دو بھلے اور دو سے تین" والیتر نے بشاشت سے کہا "کافی مزیدار سب یہ اور تم ساتھ ہوگے تو وقت اچھا کٹ جائے گا۔ تمھارے ابا کیسے ہیں؟"

"مزے میں ہیں" الیان نے جواب دیا۔

"اور بیچاری کرسٹین نے اب تک اسے بیٹا دیا یا نہیں؟"

الیان ہنسی۔

"نہیں۔ لیکن اب بہت جلد دے گی۔ لیکن یہ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکی نہ ہوگی؟"

"لڑکا ہی ہوگا" والیتر نے بڑے یقین سے کہا "چھٹیاں گزارنے آئے ہو ایلین؟" اس نے انگریزی میں پوچھا۔

اور میں نے آئس لینڈی میں جواب دیا:۔

"میں تو ہر سال یہاں آتا ہوں"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور پھر مسکرایا۔

"تمھارے جیسے شوقین لوگ ہمارے یہاں بہت کم آتے ہیں" وہ بولا۔

میں نے تجربہ گاہ میں نظریں دوڑائیں۔ یہ ایسی ہی تجربہ گاہ تھی جیسی کہ ایک تجربہ گاہ کو ہونا چاہیئے۔ بوتلوں کی قطاریں تھیں جن میں پتہ نہیں کون کون سے کیمیائی مرکبات بھرے ہوئے تھے۔ دو خوردبینیں تھیں اور بڑی بوتلوں میں مختلف قسم کی مچھلیاں اور دوسرے چھوٹے جانور اسپرٹ میں رکھے ہوئے تھے

"تم کیا تجربات کر رہے ہو یہاں؟" میں نے پوچھا۔

وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کھڑکی کے سامنے لے گیا اور اپنا بازو گھما کر بولا۔

"سامنے سمندر ہے جس میں بے شمار مچھلیاں ہیں۔ اس وقت تو فضا دھواں دھواں ہے لیکن اچھے موسم میں تم یہاں سے دوستانا بحر کو صاف دیکھ سکتے ہو جہاں مچھلیاں پکڑنے کی بڑی کشتیوں کا زبردست بیڑا موجود رہتا ہے۔ اچھا اب ادھر آؤ"

اور وہ مجھے اس کھڑکی کے سامنے لے آیا جو کمرے کے دوسری طرف تھی اور کوہ مارنا جوکول کی طرف اشارہ کیا:۔

"وہاں برف جمی ہوئی ہے اور برف کے نیچے وہ زبردست آتش فشاں ہے جو کالٹا کہلاتا ہے۔ تم جانتے ہو کالٹا کو؟"

"آئس لینڈ میں جو آدمی بھی ہے کالٹا کے متعلق جانتا ہے" میں نے کہا۔

اس نے سر ہلایا۔

"اچھی بات ہے۔ اب میں یہاں کے ساحل سے سمندر کا اور اس چھوٹے بڑے جانوروں اور نباتات کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ جب کالٹا پھٹے گا تو ساٹھ کیوبک کیلومیٹر برف پگھل کر تازہ پانی میں تبدیل ہو جائے گی اور یہ پانی بہہ کر یہاں سے سمندر میں آ جائے گا۔ آئس لینڈ کی تمام ندیوں کے ذریعہ سال بھر میں جتنا تازہ پانی سمندر میں آتا ہے اتنا ہی پانی صرف ایک ہفتے میں سمندر میں آئے گا اور وہ بھی صرف ایک جگہ — یعنی اسی جگہ۔ اور یہ بات مچھلیوں، جانوروں اور نباتات کے لئے اچھی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ بہ یک وقت اتنے بہت سے تازہ پانی کے عادی نہیں ہیں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان پر کتنا زیادہ برا اثر ہوگا اور انہیں دوبارہ سنبھلنے میں کتنا وقت لگ جائے گا"

میں نے کہا "لیکن اس کے لئے تمہیں کالٹا کے پھٹنے کا انتظار کرنا پڑے گا اور

انتظار بے حد طویل ہوگا۔"

اس نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔

"میں پچھلے پانچ سال سے یہاں ہوں ۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ دس سال تک اور یہاں رہنا پڑے۔ لیکن میرے خیال میں ایسا نہ ہوگا۔ وہ عظیم صحرائی زیادہ دنوں تک خوابیدہ نہ رہے گا۔ وہ اب پھٹنے ہی والا ہے" اس نے میرے بازو پر ہاتھ مارا " وہ کل بھی پھٹ سکتا ہے اور پھر ہمارا کفلا دک جانے کا پروگرام دھرا رہ جائے گا۔"

"ایسا خیال تمہاری نیند اڑا سکتا ہے میری نہیں "

والیتر نے الیان کی طرف گھوم کر اور دہاڑ کر کہا :۔

"الیان! تمہارے آنے کی خوشی میں آج میں چھٹی منا رہا ہوں۔"

اور ایک چھلانگ میں وہ الیان کے قریب تھا اور اسے اپنی ریچھ کی سی آغوش میں لے کر یوں بھینچا کہ وہ جیسے بول کر "رحم" پکار اٹھی۔

میں نے ان دونوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا کیونکہ میری نظریں اس اخبار پر جم گئی تھیں جو میز پر پڑا ہوا تھا۔ یہ ریکجاوک کا صبح کا اخبار تھا اور اس کے پہلے صفحہ پر ایک سرخی تھی جس پر میری نگاہیں مرکوز تھیں۔ جلی حروف کی سرخی یوں تھی :۔

"اگاسیر میں بندوقوں کی جنگ"

اور میں نے جلدی جلدی پوری خبر پڑھ لی۔

تفصیلات سے تو یہی معلوم ہوا کہ گاسیر میں ایک جنگ چھٹ پڑی تھی اور انجانے لوگ ہر طرح کے بارودی ہتھیار استعمال میں لے آئے تھے۔ چند بیانات عینی شاہدوں کے تھے جو سب کے سب جھوٹے اور غلط تھے۔ ان بیانات سے معلوم ہوا کہ ایگور والکوف نامی ایک سیاح اس وقت ہسپتال میں ہے کیونکہ وہ استراکور کے

بہت قریب پہونچ کر بری طرح سے جھلس گیا تھا۔ مسٹر والکوٹ کے جسم پر گولی کا کوئی زخم نہ تھا۔ آئرلینڈ میں مقیم روسی سفیر نے آئرلینڈ کے وزیر خارجہ سے ایک روسی شہری پر کئے گئے اس حملے کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔

میں نے یہ دیکھنے کے لئے اخبار کھولا کہ ایڈیٹر نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے یا نہیں بیشک اس کا ایڈیٹوریل موجود تھا۔ ایڈیٹر نے بڑے ٹھنڈے پیٹے لیکن سخت الفاظ میں روسی سفیر سے پوچھا تھا کہ

"اس وقت یہ روسی شہری ایگور والکوٹ پوری طرح سے مسلح کیوں تھا حالانکہ کسٹم کے ریکارڈ کے مطابق، جب وہ آئرلینڈ میں وارد ہوا تو اس نے کسٹم میں حلفیہ بیان دیا تھا کہ اس کے پاس کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

میں نے دانت کٹکٹائے۔ یہ تو ہم — میں اور کنا کن — اپنے ذاتی جھگڑے میں آئرلینڈ اور روس کے دوستانہ تعلقات خراب کر رہے تھے۔

(۲)

دوسرے دن صبح ہم وک سے روانہ ہوئے تو میرا موڈ بگڑا ہوا تھا اور سر میں گرانی تھی۔ والیتیر بلانوسش ثابت ہوا۔ میں چونکہ بے خوابی کا شکار تھا اس لئے اس کا ساتھ دینے کی میری کوششیں میرے حق میں بڑی تباہ کن ثابت ہوئیں۔ میں تو اپنے ہوش کھو چکا تھا چنانچہ والیتیر نے اپنے زبردست قہقہوں کی سلامی کے ساتھ مجھے بستر میں لٹایا اور جب وہ بیدار ہوا تو تازہ دم تھا لیکن میرے منہ کا ذائقہ ایسا ہو رہا تھا جیسے میں نے مٹی کا تیل پی لیا ہو۔

جب میں نے لندن ٹیلیفون کیا اور معلوم ہوا کہ ٹیگارٹ دفتر میں نہ تھا تو میرا مزاج اور بھی بگڑ گیا۔ دوسری طرف سے ایک کھردری، غیر جذباتی اور بداخلاق

آواز نے اپنی خدمات پیش کر دیں کہ وہ میرا پیغام ٹیگارٹ تک پہونچا دے گی لیکن اس کی یہ پیش کش میں نے قبول نہ کی۔ جیک کیس کے عجیب عمل نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ ڈپارٹمنٹ میں کسی پر بھی اعتبار کیا جا سکتا ہے یا نہیں اور یہ کہ مجھے جو کچھ کہنا ہے صرف ٹیگارٹ سے کہوں گا۔

والیتر کی کشتی ساحل سے تھوڑی دور لنگرانداز تھی۔ چنانچہ ہم ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوکر اس تک پہونچے۔ والیتر نے عجیب نظروں اور تجسس سے ان دو لمبے پارسلوں کی طرف دیکھا جو ٹاٹ میں لپٹے ہوئے تھے اور جنھیں میں اپنے ساتھ لایا تھا لیکن اس نے کچھ پوچھا اور کہا نہیں اور میں دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ یہ پارسل بظاہر وہ نہ معلوم ہوں جو وہ تھے۔ یہ دونوں رائفلیں تھیں جنھیں میں نے ساتھ لے لیا تھا کیونکہ میرا دل کہہ رہا تھا کہ مجھے ان کی ضرورت پڑے گی۔

کشتی پچیس فٹ لمبی تھی جس میں ایک چھوٹا سا کیبن تھا اور اس میں بیٹھنے کا پیش کمرہ تھا اور ایک مختصر سا چوبی سائبان تھا جو اس آدمی کو جو سکان گیری کی خدمت انجام دے رہا تھا، عناصر سے محفوظ رکھنے کی غرض سے بنایا گیا تھا لیکن اس اختصار کے پیش نظر یہ غرض پوری طرح سے پوری نہ ہوتی تھی۔ وکت سے کفلاوک تک کا بحری فاصلہ معلوم کرنے کے لئے میں نے نقشہ دیکھ لیا تھا۔ اور اس فاصلے کے مقابلے میں کشتی ضرورت سے زیادہ چھوٹی تھی۔

"کفلاوک کتنے وقت میں پہونچے گی یہ کشتی؟" میں نے پوچھا

"یہی کوئی بیس گھنٹوں میں" والیتر نے کہا اور پھر بشاشت سے اضافہ کیا۔ "بشرطیکہ حرامی انجن برابر چلتا رہا۔ اگر نہیں تو یہ بحری سفر لامتناہی ہوگا۔ تم سمندر زدگی تو نہیں ہوتا؟ یعنی تمھارا سر تو نہیں چکراتا اور متلی تو نہیں ہوتی؟"

"پتہ نہیں" میں نے جواب دیا "یہ معلوم کرنے کا مجھے آج تک موقع نہیں ملا۔"

"تو اب موقع مل جائے گا" وہ بولا اور اس نے اپنا مخصوص قہقہہ لگایا

ہم نے لنگر اٹھا دیا اور کشتی خطرناکی سے موجوں پر چڑھنے اترنے لگی اور جھکولے کھانے لگی۔ سمندری ہوا الیان کے ریشمی بالوں کو اڑا رہی تھی۔

"آج کا دن نسبتاً روشن ہے" والتیر نے کہا "اور دراست مانیر صاف نظر آتے ہیں۔"

میں نے مجمع الجزائر کی طرف دیکھا اور وہ کردار ادا کرنے لگا جو الیان نے میرے سپرد کیا تھا۔

"یہاں سور تسی کس طرف ہے؟"

"بڑے جزیرے ہماوی کے جنوب مغرب میں تقریباً بیس کیلومیٹر دور۔ لیکن وہ ابھی نظر نہیں آئے گا۔"

ہم آگے بڑھتے رہے۔ چھوٹی کشتی موجوں پر چڑھتی اور آبی وادیوں میں اپنی چونچ ڈبوتی رہی اور ابھر کر پانی جھٹکتی رہی۔ میں کوئی ملاح نہیں ہوں چنانچہ کشتی کی یہ اچھل کود مجھے بے حد خوفناک معلوم ہو رہی تھی لیکن والتیر پرسکون تھا۔ اور الیان بھی۔ اس میں جو انجن چھک چھک کر رہا تھا وہ بے حد چھوٹا بلکہ کھلونا سا تھا اور بار بار کھانستے اور کھنکھارنے لگتا اور پھر جیسے تھک کر خاموش ہونے لگتا۔ تو والتیر اسے ایک لات رسید کر دیتا اور وہ مردار ٹٹو کی طرح ایک جھرجھری لے کر اور جیسے طبیعت پر جبر کر کے پھر "چھک چھک" کرنے لگتا۔ یہ یوں بار بار ہو رہا تھا کہ مجھے آثار کچھ اچھے نظر نہ آ رہے تھے۔ چنانچہ اب میری سمجھ میں آیا کہ اس کی جگہ نیا انجن لگانے کے خیال سے وہ اس قدر خوش کیوں تھا۔

سورتسی تک پہونچنے میں ہمیں چھ گھنٹے لگ گئے اور والتیر نے کشتی کو کنارے کے قریب لاکر جزیرے کا چکر لگانا شروع کیا اور تب میں نے مناسب سوال پوچھا اور اس نے جواب دیا۔

"اب بھئی — میں تمھیں یہاں نہیں اتار سکتا۔ کیا؟"

سورتسی وہ جزیرہ ہے جو بڑی گھن گرج کے ساتھ اور آتشی گولے کی طرح سلگتا ہوا سمندر کی تہہ میں سے نکل آیا تھا اور اب یہ جزیرہ صرف سائنسدانوں کے لئے تھا جو یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس عقیم ماحول میں زندگی کا آغاز کس طرح ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ سیاح اس جزیرے پر اپنے جوتوں میں حیاتی جراثیم لے کر آئیں۔

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "یہاں اترنے کی مجھے کوئی خواہش بھی نہیں ہے"

والتیر ہنسا۔

"تم یار وہ جنگ تو نہ بھولے ہوگے جسے "مچھلیوں کی جنگ" کہتے ہیں؟"

میں نے سر ہلا دیا۔ یہ جنگ جسے "مچھلیوں کی جنگ" کہا جاتا ہے دراصل آئس لینڈ اور برطانیہ کے درمیان ایک جھگڑا تھا جو سمندر میں مچھلیاں پکڑنے کی حدود کے متعلق تھا اور دونوں طرف کے ماہی گیروں میں خاصا خون خرابہ بھی ہو گیا تھا۔ بہرحال یہ جھگڑا طے ہو گیا اور صلح صفائی یوں ہوئی کہ آئس لینڈ والوں نے بارہ میل کے حدود طے کر دئے

والتیر ہنسا اور بولا۔

"سورتسی تائید غیبی کی طرح سمندر سے نمودار ہوا اور ہماری بحری حدود کو جنوب میں تیس کیلو میٹر تک وسیع کر دیا۔ میری ملاقات ایک انگریز کپتان سے ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ چالاکی ہے گویا ہم نے قصداً سورتسی کو سمندر کی تہہ سے نکالا ہے۔ چنانچہ اس سے میں نے وہی کہا جو ایک حیاتیات داں نے کہا تھا۔

——— یعنی یہ کہ ایک ملین ——— یعنی دس لاکھ برسوں میں ہماری مچھلیاں پکڑنے کی حد جنوب میں اسکاٹ لینڈ تک پہونچ جائے گی "

اور اس نے ایک گرجدار قہقہہ لگایا۔

جب ہم سورنستی سے آگے روانہ ہوگئے تو اس جزیرے سے اپنی مصنوعی دلچسپی کو میں نے خیرباد کہا اور آرام کرنے کے لئے نیچے چلا گیا۔ مجھے نیند کی سخت ضرورت تھی اور میرا معدہ بھی عجیب عجیب آوازیں نکال رہا تھا۔ اور اس میں شراب " دخ دخ " کر رہی تھی چنانچہ لیٹ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا اور دوسرے ہی لمحے یوں کھٹ سے سو گیا جیسے کسی نے میری کھوپڑی پر ہتھوڑا مار کر مجھے بیہوش کر دیا ہو۔

(۴)

میں بہت گہری اور بے خبر نیند سویا۔ کیونکہ جب الیان نے مجھے جگایا تو بولی :—

" ہم اس کے قریب پہونچ گئے ہیں "

" ہم کس کے قریب پہونچ گئے ہیں ؟ " میں نے جماہی لے کر پوچھا۔

" دالیتر ہمیں کفلاوک کے ساحل پر اتارنے جا رہا ہے "

میں یوں ایک دم سے اٹھا کہ میرا سر چھت کے شہتیر سے ٹکرانے سے بال بال بچ گیا۔ باہر فضا میں ایک جیٹ طیارہ غرا رہا تھا اور جب میں کیبن سے باہر آیا تو دیکھا کہ ہم ساحل کے بہت قریب تھے اور طیارہ اترنے کے لئے غوطہ مار چکا تھا۔

میں نے ایک انگڑائی لے کر پوچھا :—

"کیا وقت ہوا ہے؟"

"آٹھ بجے ہیں" زالیتیر نے جواب دیا "تم تو حقیقت میں گھوڑے بیچ کر سوئے۔"

"تمھارے ساتھ پینے کی محلس گرم کرنے کے بعد مجھے اس کی ضرورت بھی تھی" میں نے کہا اور وہ مسکرا دیا۔

ساڑھے آٹھ بجے کشتی گھاٹ سے بندھ چکی تھی۔ الیان ساحل پر کود گئی اور ٹاٹ میں لپٹی ہوئی بندوقیں میں نے اسے تھما دیں۔

"زالیتیر! بھئی بہت بہت شکریہ"

اس نے ہاتھ ہلا کر میرا شکریہ ایک طرف ڈھکیل دیا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں" وہ بولا "ہو سکتا ہے کہ میں تمھیں سورستی کی سیر کروانے والا اجازت نامہ حاصل کر لوں۔ بے حد دلچسپ ہے وہ جزیرہ یہاں کب تک قیام ہے تمھارا؟"

"پورا موسم سرما" میں نے جواب دیا "لیکن یہ نہیں بتا سکتا کہ کب کہاں ہوں گا۔"

"ٹھیک ہے مجھ سے رابطہ قائم رکھنا"

ہم گھاٹ پر کھڑے اسے اور اس کی کشتی کو جاتے دیکھتے رہے۔ اور پھر الیان نے کہا:

"چلو۔ یہاں پہونچ گئے۔ اب یہاں تم کیا کرنے والے ہو؟"

"میں بی نار ڈنگر سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ ذرا خطرہ مول لینا ہے لیکن میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ الیکٹرک کا یہ پراسرار ڈبہ کیا ہے۔ تمھارے خیال میں بجارتی وہیں ہوگا؟"

"شاید" الیان نے جواب دیا "غمونا دہ رکجاوک ایر پورٹ سے طیارہ لے کر باہر ہی چلا جاتا ہے"

"ناشتے کے بعد تم یہاں کے ایر پورٹ کی آئس لینڈ ایر آفس پر چلی جاؤ" میں نے کہا "اور معلوم کرو کہ بجارنی کہاں ہے اور جب تک میں نہ آؤں وہیں ٹھہرو" میں نے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرا تو ڈاڑھی کے سخت بال ہتھیلی میں چبھے "اور بھیڑ بھڑکے اور عوامی ہوٹلوں اور دکانوں سے دور رہنا۔ مجھے یقین ہے کہ کناکن نے کفلاوک ایر پورٹ پر اپنے آدمی متعین کردئے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تمھیں دیکھ لیں"

"پہلے ناشتہ" وہ بولی "یہاں میں ایک عمدہ کیفے سے واقف ہوں"

جب میں نے نارڈنگر کے دفتر میں داخل ہوکر بندوقیں ایک کونے میں رکھیں تو اس نے قدرے حیرت سے میری طرف دیکھا کیونکہ میرے رخساروں اور ٹھوڑی پر ایک دن کی ڈاڑھی تھی اور کوٹ کی جیبوں پر بندوقوں کے کارتوسوں کے بکسوں کے ابھار نظر آرہے تھے۔ اس کی آنکھوں کے کونے پکیاسے۔

"مچھلیاں پکڑنے کے لئے تو تم بڑے بوجھل ہو کر چلے ہو ایلین" وہ بولا "اور بے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو"

"میں ناہموار ملک میں سفر کرتا رہا ہوں" میں دھم سے ایک کرسی میں بیٹھ گیا "حجامت بنانے کے لئے میں تم سے تمھارا استرا مستعار لینا چاہتا ہوں اور ایک چیز تمھیں دکھانا چاہتا ہوں"

اس نے میز کی دراز کھول کر بیٹری سے چلنے والا شیور نکال لیا اور میری طرف بڑھا دیا۔

"غسل خانہ برآمدے میں دو کمرے چھوڑ کر ہے" وہ بولا "کیا دکھانا چاہتے ہو تم مجھے؟"

میں قدرے شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ جو بھی معلوم کرے اس کے متعلق میں اسے اپنا منہ بند کرنے کے لئے نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ یہ اس کے پیشہ ورانہ اصولوں کے خلاف تھا اور ظاہر ہے کہ وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے "ہرچہ بادا باد" کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر دھات کا بکس برآمد کیا، اس پر سے ٹیپ ہٹائی، ڈھکنی کھولی، برالیکٹرک انجھیڑا اینر پر اوندھا دیا اور پوچھا :-

"لی! بتاؤ یہ کیا بلا ہے؟"

اسے چھوئے بغیر وہ بہت دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا:-

"کیا معلوم کرنا چاہتے ہو تم اس کے متعلق؟"

"ہر بات" میں نے جواب دیا "لیکن پہلے اس کی قومیت"

اس نے تاروں کا وہ انجھیڑا اٹھا کر اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کے متعلق اگر کوئی شخص مجھے کچھ بتا سکتا تھا تو وہ کمانڈر لی نارڈنگر تھا۔ وہ کفلاوک کے مرکز میں الیکٹرک افسر تھا اور راڈار اور ریڈیو کا پورا نظام سنبھالے ہوئے تھا اور میں نے اس کے متعلق جو کچھ سنا تھا اسی سے معلوم ہوا تھا کہ یہ شخص اپنے فن کا استاد ہے۔

"یہ چیز بے شک و شبہ امریکن ہے" اس نے کہا اور ایک جگہ اپنی انگلی بجائی "چند حصے میں پہچانتا ہوں ۔۔ مثلاً یہ ریزسٹنس اسٹانڈرڈ ہیں اور امریکی بناوٹ کے ہیں اور ان کے پیٹ بھی امریکن ہیں اور اس کے والیٹج بھی امریکی ہیں۔"

"اچھی بات ہے" میں نے کہا "اب یہ بتاؤ کہ یہ کیا چیز ہے؟"

"یہ میں ابھی بتاتا ہوں۔ یار ایلن تم یہ عجیب انجھیڑا کہیں سے اٹھا لائے جو اور چاہتے ہو کہ میں اسے دیکھتے ہی بتا دوں کہ یہ کیا ہے۔ میں اپنے فن کا استاد

سہی لیکن ایسا زبردست استاد بھی نہیں ہوں۔"

"اچھا تو پھر یہ بتا سکتے ہو کہ یہ کیا نہیں ہے؟" میں نے بڑے صبر و سکون سے پوچھا۔

"یہ بچوں کے لئے بنایا ہوا ٹرانزسٹر ریڈیو نہیں ہے یہ تو میں یقین سے کہتا ہوں" اس نے کہا اور اس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئیں "اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی چیز میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی" اس نے ایک عجیب شکل کے ٹکڑے پر انگلی بجائی "مثلاً یہ چیز میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

"بجلی کی رو دوڑا کر تم اس کو ٹیسٹ کر سکتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ میز کے پیچھے سے اس نے اپنا لمبا جسم اٹھایا" اس میں برقی رَو دوڑا کر دیکھتے ہیں کہ یہ امریکی قومی ترانہ بجاتا ہے یا نہیں۔"

"میں آ سکتا ہوں تمھارے ساتھ؟"

"کیوں نہیں" نارڈنگر نے کہا "دکان میں آؤ"

جب ہم برآمدہ عبور کر رہے تھے تو اس نے پوچھا:-

"یہ تم لائے کہاں سے؟"

"دیا گیا ہے مجھے" میں نے بحث کو طول نہ دینے کی غرض سے کہا۔

اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور خاموش رہا۔

برآمدے کے انتہائی سرے پر ہم ایک بڑے کمرے میں پہونچے جہاں لمبی لمبی میزوں پر برقی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ لی نے ایک افسر کو اشارے سے قریب بلایا۔

"میں ایک چیز کو آزمانا چاہتا ہوں" لی نے کہا "ایک آدھ میز خالی ہے؟"

"ہاں ہاں" افسر نے کمرے میں نظریں دوڑائیں "پانچ نمبر کی میز لے لو"۔

میں نے پانچ نمبر کی میز کی طرف دیکھا۔ اس میں بے شمار گڈے، سوئچیں، شیشے کے پردے اور پتہ نہیں کیا کچھ لگا ہوا تھا۔ لی نارونگر اس میز کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کرسی کھینچ کر تم بھی بیٹھ جاؤ۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے" اس نے کہا اور الیکٹرک انجھیڑے سے چند کلپیں لگا دیں "ایک بات تو بہرحال میں یقین سے کہتا ہوں۔ یہ چیز جسے تم لائے ہو، ہوائی جہاز سے نہیں ہے۔ ہوائی جہاز میں ایسے وائیٹج استعمال نہیں ہوتے۔ اور اس کا تعلق جہاز سے بھی نہیں ہے وجہ وہی ہے جو میں ہوائی جہاز کے معاملے میں بتا چکا ہوں۔ چنانچہ یہ زمینی چیز ہے"

"یہ ٹیلی ویژن کی تو کل نہیں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں" اس نے سوئچیں دبائیں "ایک سو دس وانٹ —— پچاس سائیکل یہاں چونکہ برقی رو کی اکائیاں نہیں دی گئیں اس لئے ہمیں احتیاط سے کام لینا پڑے گا چنانچہ ہم بے حد دھیمے کرنٹ سے ابتدا کرتے ہیں"

اس نے ایک گراری گھمایا تو ڈائل پر کی سوئی ذرا سی لرز کر رہ گئی۔"

"ہم۔م۔م" لی نارونگر نے کہا "اب برقی رو تو دوڑ رہی ہے اس چیز میں لیکن اتنی کمزور کہ مکھی بھی نہ مرے،" اس نے میری طرف دیکھا "اول تو یہ چیز ہی سرے سے کچھ الٹی سیدھی ہے۔ اچھا۔ اب۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے"

اس نے ایک چمکدار چمٹی یا موچنی اٹھائی۔

"یہ چمٹی ہم اسے لگائیں گے تو ہمیں شیشے کے اسکرین پر چمکدار لہر دکھائی دے گی" اس نے اسکرین کی طرف دیکھا "آں۔ لہر تو پیدا ہوگئی ہے۔

اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ یار یہ کیا چیز اٹھا لائے ہو"
اس نے پھر کچھ کیا اور پھر ایک دم سے اچھل کر بیٹھ گئی۔
"عجیب بات ہے یہ تو۔ یعنی کمال ہے۔ اچھا۔ اب۔ دیکھتے ہیں"
اور اسکرین پر کی لہر جیسے دیوانی ہو گئی۔ وہ اچھلنے کودنے لگی لی نارڈنگر نے سیٹی بجائی۔

"کیا مطلب ہوا اس کا؟" میں نے پرامید ہو کر پوچھا۔
"کچھ بھی نہیں" وہ بولا "خیر۔ اب میں آؤٹ پٹ دیکھتا ہوں"
اس نے چمٹی جھکائی اور اسکرین کی طرف دیکھنے لگا۔
"کس بات کا انتظار کر رہے ہو تم؟" میں نے پوچھا۔
"میں کسی بات کا بھی انتظار نہیں کر رہا ہوں" لی نارڈنگر نے اسکرین کی طرف دیکھا "آؤٹ پٹ نہیں ہے"
"اچھا۔ بری بات ہے یہ؟" میں نے پوچھا۔
"اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور بے حد نرم آواز میں کہا "یہ ناممکن ہے"
"ہو سکتا ہے اس انجیر ڈے کی کوئی چیز ٹوٹ گئی ہو" میں نے کہا۔
"تم سمجھے نہیں" نارڈنگر نے کہا "سرکٹ بہرحال سرکٹ ہوتی ہے ــــــ ایک دائرہ ـ یہ دائرہ تم کسی طرف سے بھی توڑ دو اور برقی رو کسی طرف بھی نہ جائے گی"
اس نے پھر چمٹی لگائی "اب یہ دیکھو یہاں برقی رو ہے اور بے حد اچھی ہو رہی" اسکرین پر پھر لہر پیدا ہو گئی "اچھا۔ اب۔ اس سرکٹ میں کیا ہے؟"
اسکرین صاف تھا۔ چنانچہ میں نے جواب دیا۔
"کچھ بھی نہیں"

"کچھ بھی نہیں" اس نے کہا "یا یوں کہو کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو برقی آزمائش کے اثر میں آسکے" اس نے الیکٹرک الجھیڑے پر انگلی ماری "میں اسے ذرا دیر کے لئے لے جاؤں تو تمھیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟"

"کیوں؟"

"میں اسے اور طرح سے آزمانا چاہتا ہوں۔ ہماری دوسری تجربہ گاہ بھی ہے" اس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا "لیکن — آہم — تمھیں اور کسی کو بھی وہاں آنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"آ۔ ہاں۔ وہ خفیہ سلسلہ — اچھی بات ہے۔ تم جا کر اس چیز کا سر پیر معلوم کرو۔ تب تک میں حجامت بنا تا ہوں جا کر۔ میں تمھارے دفتر میں ہی تمھارا انتظار کروں گا۔"

"ایک منٹ" اس نے کہا "یہ بتاؤ ایلین کہ یہ چیز تمھیں ملی کہاں سے؟"

"تم پہلے یہ بتاؤ کہ یہ چیز کیا کرتی ہے؟ اور پھر میں بتاؤں گا کہ یہ میرے پاس کہاں سے آئی۔"

"وہ مسکرایا "مجھے منظور ہے"

چنانچہ میں اسے الجھیڑے میں سر پھوڑتا چھوڑ کر اس کے دفتر میں پہونچا اور اس کا برقی شیور اٹھا لیا۔ پندرہ منٹ بعد میں اپنی ڈاڑھی کے سخت بالوں سے گلوخلاصی حاصل کرکے تازہ دم محسوس کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں اس کے دفتر میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتا رہا اور کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے طویل اور بیزار کن انتظار کے لمحات کے بعد اس کی صورت نظر آئی۔

وہ اس عجیب الجھیڑے کو یوں پکڑے ہوئے تھا جیسے وہ ڈائنا مائٹ ہو۔ اس نے وہ چیز آہستہ سے میز پر رکھ دی۔

"میرا یہ معلوم کرنا بے حد ضروری ہے" اس نے کہا "یہ چیز تم کہاں سے لائے ہو؟"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ چیز کیا ہے اور اس کی کارگزاری کیا ہے؟"

اس نے کھا جانے والی نظروں سے تاروں کے اس گچھے کی طرف دیکھا اور غصے اور نفرت سے کہا:-

"اس کی کارگزاری کچھ بھی نہیں ہے۔ بکواس ہے یہ"

"یہ کیا بات ہوئی" میں نے کہا "آخر یہ چیز کچھ تو کرتی ہوگی؟"

"کچھ بھی نہیں کرتی" وہ میری طرف جھک گیا "ہماری اس دوسری تجربہ گاہ میں ایسے ایسے آلات ہیں کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کے جد امجد تک کا کھوج لگا لیتے ہیں۔ لیکن یہ — اس مشینری نے تو کچھ کرکے ہی نہ دیا۔ پتہ نہیں کیا بلا ہے یہ"

"جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں — ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی چیز ٹوٹ گئی ہو"

"میں ہر بات کا ٹیسٹ کر چکا ہوں" اس نے انجینئر کو دھکا دیا اور وہ میز پر لڑھک گیا "اس کے متعلق تین باتیں ہیں جو مجھے پسند نہیں۔ اس میں چند حصے ایسے ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے بلکہ ان کا کام بھی میں نہیں سمجھ سکا۔ میں اپنے فن کا ماہر ہوں چنانچہ یہ بات مجھے کھائے جا رہی ہے کہ میں اس مردود چیز کے کام یا کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ دوم یہ کہ یہ چیز نامکمل ہے اور کسی بڑے انجینئر کی ایک کڑی ہے۔ اور سوم یہ کہ — اور یہ بڑی اہم بات ہے — اس چیز کو اپنا کام نہیں کرنا چاہیئے"

"لیکن یہ کام کہاں کر رہی ہے؟" میں نے کہا۔

"غالباً میں نے صاف طور سے نہیں کہا۔ اس میں کسی قسم کا آؤٹ پٹ ہونا چاہیئے

تم یار ایک مشین میں برقی روڈ ھکیل نہیں سکتے ۔ یعنی کوئی نتیجہ حاصل کئے بغیر یہ ناممکن ہے"

"کیا پتہ نتیجہ گرمی کی یا تپش کی صورت میں برآمد ہو رہا ہو" میں نے کہا۔

اس نے اداسی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ایلن! میں تو ایک دم سے پاگل ہو گیا اور اس مردود چیز کو آزمانے کے لیئے وہ انتہائی ذرائع تک استعمال کر گیا جو خطرناک ہوتے ہیں۔ تم یقین نہ کرو گے لیکن میں نے اس میں ایک ہزار واٹ کی رو دوڑا دی۔ اگر اس میں آؤٹ پٹ ہوتا تو یہ منحوس چیز انگارے کی طرح سلگنے لگتی لیکن یہ سور چیز ٹھنڈی ہی رہی"

"لیکن تم اس سور چیز سے زیادہ ٹھنڈے ہو" میں نے تلخی سے کہا۔

اس نے انتہائی مایوسی سے اپنے دونوں بازو ڈھیلا دیئے۔

"ایلن! اگر تم ریاضی داں ہوتے اور تمھارے سامنے ایسا مسئلہ آ جاتا جس میں دو اور دو پانچ بنتے ہوں تو تمھاری بھی وہی حالت ہوتی جو اس وقت میری ہے"

"ٹی! ہو سکتا ہے کہ یہاں بہت عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی مشینیں ہوں لیکن اس سے تو تمھیں بھی انکار نہ ہو گا کہ ہر چیز تمھارے پاس نہیں ہے۔ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس دنیا میں کہیں نہ کہیں کوئی ایسا زبردست دماغ ضرور ہے جو اس چیز کو سمجھ سکتا ہے"

"تو بھائی میرے! میں خود بھی معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ کیا بلا ہے کیونکہ یہ منحوس چیز تو میری فہم و فراست اور میرے تجربہ سے بالاتر ہے"

"ٹی! اس سے تو تمھیں انکار نہ ہو گا کہ تم ایک کاریگر ہو نہ کہ سائنسداں"

"بے شک میں سائنسداں نہیں ہوں بلکہ انجینیئر ہوں"

"اسی لئے تمھارے بال چھوٹے کٹے ہوئے ہیں۔ اور یہ چیز لمبے بالوں والے نے بنائی ہے" میں مسکرایا" یا پھر کسی گنجے نے"

"اس کے باوجود میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ چیز تم کہاں سے لائے؟"

"بہتر تو یہ ہوگا کہ اس کے بجائے تم اس سے دلچسپی لو کہ یہ چیز کہاں جارہی ہے۔ تجوری ہے تمھارے پاس؟ ایک دم محفوظ اور مضبوط"

"ہاں ہے" وہ ایک دم سے نتیجے پہ پہونچ گیا "تم یہ چیز میرے پاس رکھنا چاہتے ہو"

"صرف اڑتالیس گھنٹوں کے لئے" میں نے کہا "اگر اڑتالیس گھنٹوں میں میں یہ چیز واپس لینے نہ آؤں تو تم اسے، اپنی ناکامی کی رپورٹ کے ساتھ اپنے افسر کے پاس لے جانا پھر اس کا جو جی چاہے اس کے ساتھ کرے"

ناروندگر نے مشکوک نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ یہ سب کیا لفڑا ہے لیکن میں کیوں نہ ابھی وقت اسے اپنے صاحب کے پاس پہونچادوں۔ کیونکہ اڑتالیس گھنٹوں میں میری گردن پر چھری پھیر دی جائے گی"

"اور اگر تم نے اس وقت اس سے فراق حاصل کیا تو پھر یہ میری گردن ہوگی جو چھری تلے ہوگی"

اس نے پھر وہ تاروں کا جھنجھٹ اٹھالیا۔

"یہ چیز امریکن ہے اور اس کا تعلق کفلاوک سے نہیں ہے چنانچہ میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کہاں کی ہے یہ چیز؟"

"یہ تم نے سچ کہا ہے کہ یہ چیز یہاں کی نہیں ہے لیکن میں شرطیہ کہتا

ہوں کہ یہ روسی ہے ۔۔۔ اور وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ اس کا ہر حصّہ امریکی ہے "

"ہو سکتا ہے کہ روسیوں نے کسی امریکی سے تعلیم حاصل کی ہو ۔
ہو سکتا ہے انھوں نے اپنا ایک مارکیٹ بنا لیا ہو ۔ اگر اس کی چیزیں یا حصّے
کانگو میں بنے ہوں تب بھی مجھے اس کی پروا نہیں ہے تو بس یہ چاہتا ہوں
کہ تم اسے اپنے پاس رکھو ۔"

اس نے ایک بار پھر وہ انجیئر آہستہ سے میز پر رکھ دیا۔

"اچھی بات ہے لیکن ایک شرط پر "

"کہو ۔"

"تم چوبیس گھنٹوں میں اسے واپس لینے آجاؤ گے اور اس کے بعد بھی
تمام تفصیلات بتائے بغیر اسے حاصل نہ کر سکو گے "

"تو یہ شرط منظور کئے بغیر کوئی چارہ نہیں " میں نے کہا "البتہ شرطیکہ
تم مجھے اپنی کار مستعار دو ۔ میں اپنی لینڈ روور لوگا روان میں چھوڑ آیا ہوں"

"آفریں ہے یار بھئیں " نارڈنگر نے جیب سے چابی نکال کر میری
طرف پھینک دی " پھاٹک کے قریب کار پارک میں ہے ۔ جامنی
رنگ کی شیورلٹ کار ہے "

" جانتا ہوں " میں نے کوٹ پہن لیا اور کونے میں پہنچ کر انگلیں
اٹھائیں " لی ! تم فلیٹ نامی کسی شخص کو جانتے ہو ؟ "

" نہیں ۔ اس نے چند ثانیوں تک سوچتے رہنے کے بعد جواب دیا
" میکارتھی کو ؟ "

" تجربہ گاہ میں تم نے جس آدمی کو دیکھا تھا اس کا نام میکارتھی ہی"

"نہیں وہ نہیں" میں نے کہا "یقین ہے کہ ہم پھر ملیں گے اور بہت جلد۔ پھر ہم مچھلیوں کے شکار کو جائیں گے"

"ٹھیک ہے۔ جیل سے باہر رہنے کی کوشش کرنا"

میں دروازے کے قریب پہونچ کر ٹھہر گیا۔

"تمھیں یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟" میں نے کہا۔

اس نے انجھیڑے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"جو آدمی ایسی چیز لئے گھومتا ہو اسے جیل میں ہی ہونا چاہئے"

میں ہنسا اور اسے اس انجھیڑے کی طرف دیکھتا چھوڑ کر باہر آگیا۔ ہارڈنگر کی کار تلاش کرنے میں مجھے دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس کے سامان کے صندوق میں میں نے رائفلیں اور کارتوس رکھ دئے۔ جیک کیس کی پستول اس کے خول میں میرے شانے سے لٹک رہی تھی چنانچہ میرے کوٹ کی حالت بگاڑنے والی کوئی چیز اس کی جیبوں میں نہ تھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میری وضع قطع قابلِ تعریف تھی۔ کنا کن کے آتشدان سے جو انگارے اڑے تھے ان کی نشانیاں کوٹ کے اگلے حصّے پر نمایاں تھیں اور گابیر کی جو گولی میرے گویا کان پر سے نکل گئی تھی اس کی نشانی میری پھٹی ہوئی آستین تھی اس آستین پر کیچ کے داغ تھے اور ایسے ہی دھبّے پتلون پر بھی تھے اور میں ایک آوارہ گرد بدمعاش معلوم ہوتا تھا لیکن صاف ستھرا بدمعاش۔

میں نے کار میں سوار ہو کر اس کا رخ انٹرنیشنل ایرپورٹ کی طرف موڑ دیا۔ وہ ان باتوں پر غور کر رہا تھا جو نی ہارڈنگر بتا نہ سکا تھا۔ اس کے بقول وہ برقی چیز حقیقت میں ایک ناممکن چیز تھی اور اسی ایک بات نے اسے ایک اہم سائنسی چیز بنا دیا تھا۔ اس قدر اہم کہ اس کی خاطر لوگوں کی جانیں گئی تھیں، انکے

گھٹنے گولی سے اڑے تھے اور وہ کھولتے پانی میں جلے اور جھلسے تھے۔

اور ایک خیال نے مجھے لرزا دیا۔ تھنگویلر کے مکان سے فرار ہونے سے پہلے کناکن نے جو آخری الفاظ کہے تھے اس سے صاف ظاہر تھا کہ اب میں اس الیکٹرک بکس سے زیادہ اہم تھا۔ یہ بکس اس کے قبضے میں نہ آیا تھا اس کے باوجود وہ مجھے قتل کرنے کی تیاری کر چکا تھا حالانکہ جانتا تھا کہ میرے مرنے کے بعد وہ پراسرار چیز کبھی حاصل نہ کر سکے گا۔

نارونگر کا یہ ثبوت تو مجھے مل ہی چکا تھا کہ وہ مشین یا پرزہ یا جو کچھ بھی وہ تھا سائنس کی رو سے بے حد اہم چیز تھی۔ چنانچہ اب مجھ میں کیا تھا جس نے مجھے اس چیز سے زیادہ اہم بنا دیا تھا؟ بے کیف صنعتی دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک شخص کسی سائنسی چیز سے زیادہ اہمیت اختیار کرلے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارا سائنسی جنون دور ہو چلا ہو۔ لیکن میرے خیال میں ایسا نہیں ہوا۔

آئس لینڈ ایر کے آفس میں داخل ہونے کے لئے ایک راستہ عقب میں بھی تھا۔ کوئی مجھے دیکھ نہ لے اس لئے میں اسی عقبی پھاٹک سے داخل ہوا اور کار پارک کرکے دفتر میں پہونچا تو ایک خوبصورت ہاسٹس سے میری نہایت ہی خوشگوار ٹکر ہو گئی۔ اس سے ٹکرانے کے بعد میں نے پوچھا۔

"الیان رگنا سودتیر یہاں موجود ہے کیا؟"

"الیان؟ — آ — ہاں — ویٹنگ روم میں ہے"

چنانچہ میں ویٹنگ روم میں پہونچا۔ وہاں الیان اکیلی تھی۔ وہ ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بہت دیر کر دی ایلن؟"

"واقعی مجھے خلاف توقع دیر ہو گئی" میں نے کہا۔ اس کے بشرے سے پریشانی

عیاں تھی "تم کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گئی تھیں؟"

"کوئی مصیبت نہیں۔ کم سے کم میرے لئے نہیں۔ یہ لو۔ اخبار"

میں نے اس سے اخبار لے لیا۔

"تو پھر کیا بات ہے؟"

"میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ تم — بہتر ہوگا کہ تم اخبار دیکھ لو" اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

میں نے اخبار کھولا اور پہلے ہی صفحے پر میری نظر ایک فوٹوگراف پر پڑی یہ میرے چاقو سا جان دون کی بہت بڑی تصویر تھی اور اس کے نیچے جلی حروف میں لکھا تھا:۔

"آپ نے یہ چاقو کہیں دیکھا تھا؟"

یہ چاقو لوگارواں کے ایک گھر کے سامنے پارک کی ہوئی ایک کار میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کے سینے میں اترا ہوا پایا گیا۔ اس آدمی کا نام جیک گیس تھا۔ گھر اور فاکس واگن کار جس میں مقتول تھا، گنار رستن کی تھی۔ خود گنار چند سیاحوں کو اپنے ٹوڈوں پر سوار کرا کے باہر لے گیا ہے۔ یعنی موجود نہیں تھا وہ۔ گنار اور اس کی بیوی سگورن چونکہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ گھر میں سے کوئی چیز چرائی گئی ہے یا نہیں توقع ہے کہ پولیس ان دونوں میاں بیوی سے جلد ہی رابطہ قائم کرے گی۔

یہ چاقو ساخت کے لحاظ سے ایسا غیر معمولی ہے کہ پولیس نے اخبار سے اسکی تصویر چھاپنے کی درخواست کی ہے۔ جس کسی نے یہ چاقو یا اس سے ملتا جلتا چاقو پہلے کسی کے پاس دیکھا ہو اسے چاہیئے کہ قریب ترین پولیس اسٹیشن کو اطلاع دے اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی تصویر تھی جس میں سا جان دون کو اسکا چستانی بتایا گیا تھا جو غلط نہ تھا۔

پولیس کو ایک بھورے رنگ کی والوا کار کی بھی تلاش ہے جو رکجاوک میں رجسٹر کی گئی ہے۔ اگر کسی نے یہ کار دیکھی ہو تو اسے بھی چاہیئے کہ فوراً پولیس کو اطلاع دے ـــ کار کا رجسٹریشن نمبر بھی دیا گیا۔

میں نے ایان کی طرف دیکھا۔

"یہ تو بڑی گڑ بڑ ہے بھائی" میں نے بڑے سکون سے کہا۔

"یہ شخص ـــ جیک کیس ـــ وہی ہے جس سے ملنے تم گایسر گئے تھے ؟"

"ہاں"

اور میں نے سوچا کہ میں نے کس طرح جیک کیس پر شک کیا تھا اور اسے کنا کن کے گھر کے قریب بیہوش چھوڑ آیا تھا۔ شاید میں نے اس پر بے جا شک کیا تھا کیونکہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ اس کا قتل کس نے کیا تھا۔ کنا کن کے پاس ساجان ووف تھا اور اسی کے پاس فاکس واگن تھی ـــ اور مجھے تلاش کرتے وقت کنا کن نیم بیہوش جیک کے پاس پہونچ گیا تھا۔

لیکن کیس کی جان کیوں لی گئی ؟

"میرے خدا! یہ بہت برا ہوا" ایان کے لہجے میں اداسیاں جھنجھلا رہی تھیں "ایک اور آدمی مارا گیا"

"میں نے اسے قتل نہیں کیا" میں نے کہا۔

اس نے اخبار اٹھا لیا۔

"پولیس کو والوا کار کی خبر کہاں سے ملی ؟"

"عام اور ضروری یا یوں کہو کہ اصولی کارروائی" میں نے جواب دیا کیس کو شناخت کرنے کے بعد پولیس نے یہ تحقیق کی ہوگی کہ آئس لینڈ میں آنے کے بعد اس نے کیا کیا ؟ چنانچہ انھوں نے پتہ لگا لیا کہ اس نے کار کرائے

پر حاصل کی تھی اور جس گاڑی میں اس کی لاش ملی وہ فاکس واگن تھی جو اس نے کرائے پر لی تھی۔"

میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ دالور واکیتر کے گیرج میں لگا ہوا سے محفوظ تھی۔

"واکیتر واپس وک کب جا رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"کل۔" زلیان نے جواب دیا۔

معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ہر چیز مجھ پر دباؤ ڈال رہی تھی کہ نادرنگر نے مجھے چوبیس گھنٹے کا الٹی میٹم دے دیا تھا، پھر یہ امید لگانا بھی حماقت تھی کہ وک پہونچنے کے بعد واکیتر دالور کے متعلق خاموش بیٹھا رہے گا بلکہ اگر اسے یقین ہو گیا کہ یہ وہی کار ہے جس کی تلاش کی جا رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیدھا رکھیاوک کی پولیس کے پاس پہونچے گا۔ اور جب پولیس سگوربن کو پکڑے گی تو بے شک وشبہ سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا کیونکہ اس کی تو مجھے امید ہی نہ تھی کہ وہ اپنے گھر کے دروازے کے سامنے ایک کار میں لاش کو دیکھنے کے بعد خاموش رہ سکے گی۔

الیان نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اب کیا کرو گے تم؟" اس نے پوچھا۔

"پتہ نہیں" میں نے جواب دیا "اس وقت تو بہرحال میں بیٹھ کر کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔"

میں نے واقعات کی کڑیاں جوڑنی شروع کیں۔ تو رفتہ رفتہ کناکن کے مزاج اور فیصلے کی اس فوری تبدیلی پر سے پردہ اٹھتا نظر آیا جو میری گرفتاری کے بعد اس میں رونما ہوئی تھی۔ شروع میں وہ ان پراسرار برقی انجینئر کو حاصل کرنے کے لئے

بے قرار تھا اور مجھ پر عمل جراحی کرنے کے خیال سے بے حد خوش تھا لیکن اس برقی انجھیڑے سے اس کی دلچسپی ایک دم سے ختم ہو گئی۔ اور اس نے اعلان کیا کہ میری موت اس سے زیادہ اہم تھی اور یہ اس وقت ہوا تھا جب کیس سے کسی نے فون کیا تھا۔

میں نے واقعات کا سلسلہ جوڑا۔

گا تیسر میں میں نے جیک کیس کو اپنے اس شک سے آگاہ کر دیا تھا جو مجھے سلیڈ پر تھا اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ یہ بات وہ ٹیگارٹ کو بتا دے گا اس کے بعد ظاہر ہے کہ کچھ بھی کیوں نہ ہو جاتا سلیڈ کے متعلق مکمل تحقیقات کی جاتی۔ لیکن میں نے کیس کو سلیڈ سے باتیں کرتے دیکھا تھا۔ یعنی کناکن کے ہاتھ میں پڑنے سے کچھ ہی دیر پہلے چنانچہ فرض کرو کہ کیس نے کسی طرح سلیڈ کے دل میں شک پیدا کر دیا ہو؛ سلیڈ بے حد چالاک آدمی تھا۔ ایک ایسا شخص جو قطرے سے سمندر کا اندازہ لگا لیتا ہے اور فرض کرو کیس نے ایسا کوئی قطرہ ٹپکا دیا ہو۔

اس صورت میں سلیڈ کیا کرے گا یا اس نے کیا کیا ہو گا؛ ظاہر ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کناکن سے رابطہ قائم کیا ہو گا کہ آیا میں پکڑا گیا یا نہیں۔ پھر اس نے زور دیا ہو گا کہ اس کا۔۔۔ یعنی سلیڈ کا راز فاش نہ ہونے پائے اور یہ کہ کسی بھی قیمت پر ٹیگارٹ کا اعتبار اس پر قائم رہنا چاہیئے اور یہ اس برقی تاروں کے گچھے سے زیادہ اہم تھا۔ چنانچہ اس نے کہا ہو گا اس حرامی کو ٹھکانے لگا دو اور اسی لئے کناکن نے اپنا فیصلہ بدل دیا تھا۔

اور اسی لئے جیک کیس کی جان لینا بھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹیگارٹ کے سامنے زبان کھولتا۔۔۔ ضروری ٹھہرا۔

چنانچہ انجانے میں میں سلیڈ کا ہتھیار بن گیا تھا اور جیک کیس کو کناکن کے لئے بھوج گیا تھا اور کناکن نے میرے چاقو سے اس کو قتل کیا تھا۔ کناکن نے یہ بھی سراغ

لگا لیا تھا کہ فاکس واگن کہاں سے آئی تھی اور پھر وہ میری تلاش میں چل پڑا تھا اور گاڑی کو کیس کی لاش سمیت وہاں چھوڑ گیا تھا۔ اسی کو دہشت پھیلانے کی تدبیر کہتے ہیں اور دہشت پسند اسی پر عمل کرتے ہیں۔

یہ تمام کڑیاں مل جاتی ہیں سوائے ایک کے جس نے مجھے متفکر کر دیا تھا۔ گا سیر میں جب کنا کن کے آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے تو کیا جیک کیس نے مجھ سے غداری کی تھی؛ میری مدد کے لئے اس نے ایک انگلی تک نہ ہلائی تھی ـــــ میری طرف رہ کر اس نے ایک گولی بھی نہ چلائی تھی حالانکہ وہ بہتا نہ تھا۔ میں جیک کیس کو جانتا تھا چنانچہ اس کا یہ طرزِ عمل اس کی فطرت کے خلاف تھا یہ بات اور پھر سلیڈ سے باتیں کرنا ـــــ ان دونوں باتوں نے ہی مجھے اس پر شک کرنے پر مجبور کر دیا تھا ـــــ اور میں بے حد پریشان اور الجھا ہوا تھا۔

لیکن یہ ماضی کی تاریخ تھی اور اب مجھے مستقبل کے متعلق سوچنا اور فیصلہ کرنا تھا۔

"بجارنی کے متعلق معلوم کیا؟" میں نے الیان سے پوچھا۔

الیان نے مکانکی طور پر سر ہلا دیا۔

"وہ ریکجاوک۔ ہوفان کا طیارہ لے کر گیا ہے۔ آج سہ پہر کو وہ ریکجاوک میں ہوگا۔"

"لیکن میں اسے یہاں چاہتا ہوں" میں نے کہا "اور جب تک وہ آنہ جائے تمھیں اسی آفس میں رہنا ہے۔ تمھیں کھانے کے لئے بھی اس آفس سے باہر قدم نہیں رکھنا ہے۔ تم کھانا یہیں منگوا سکتی ہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ تمھیں ایرپورٹ کی بھیڑ میں نہیں جانا ہے کیونکہ وہاں بہت سی نظریں تمھیں اور مجھے تلاش کر رہی ہیں۔"

"لیکن میں یہاں ہمیشہ کے لئے تو نہیں ٹھہر سکتی" اس نے احتجاج کیا۔

"پجاری کے آنے تک ہی۔ پھر تم جو مناسب سمجھو اس سے کہہ سکتی ہو حتیٰ کہ اسے حقیقت سے بھی آگاہ کر سکتی ہو اور اس کے بعد تمہیں اُسے بتانا ہے کہ اب اسے کیا کرنا ہے"

"کیا کرنا ہے اُسے؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"اسے یہ کرنا ہے کہ تمہیں اپنے ساتھ ہوائی جہاز میں بٹھا کر یہاں سے نکال لے جائے اور یہ کام اسے بڑی ہوشیاری سے اور چوری سے کرنا ہے پھر اسکے لئے وہ تمہیں ہاسٹس کا لباس پہنا کر ہی کیوں نہ لے جائے۔ ایک بات بہر حال سمجھ لو کہ تمہیں عام مسافر کی طرح طیارے میں سوار نہیں ہونا ہے"

"لیکن میرے خیال میں وہ ایسا نہیں کر سکے گا"

"کیوں نہیں کر سکے گا؛ اگر وہ گرین لینڈ سے شراب کے صندوق اسمگل کر کے لا سکتا ہے تو پھر تمہیں بھی اسمگل کر کے یہاں سے نکال سکتا ہے۔ اس پر ذرا غور کرو تو پتہ چلے گا کہ گرین لینڈ جانے کا خیال بُرا نہیں ہے۔ جب تک یہاں میرا کام ختم نہیں ہو جاتا اور نقصانات نہیں ہو جاتی تم گرین لینڈ میں رہ سکتی ہو اور وہ بھی نرساک میں۔ حتیٰ کہ سلیڈ کے بھی، چاہے وہ کتنا ہی چالاک اور ہوشیار کیوں نہ ہو، وہم و گمان میں بھی؛ ہو گا کہ تم وہاں ہو"

"میں جانا نہیں چاہتی"

"اس کے باوجود تم جاؤ گی" میں نے کہا "الیان! میں تمہیں اس خطرے سے الگ رکھنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں میں جو کچھ ہوا ہے اس کو یاد کرو اور سوچو کہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں کیا کچھ ہو جائے گا — اور میں نہیں چاہتا کہ تم اس آگ کی لپیٹ میں آ جاؤ — میں تمہیں اس معاملے سے الگ رکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ خدا کی قسم تم میرے حکم کی تعمیل کرو گی"

"تو تمھارے خیال میں میں محض بیکار ہوں، دردِ سر ہوں" اس نے تلخی سے کہا۔

"نہیں پچھلے چند دنوں میں تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم بیکار نہیں ہو۔ ان دنوں میں تم نے جو کچھ کیا ہے اپنی فطرت اور مرضی کے خلاف کیا ہے۔ تم پر گولی چلائی گئی ہے اور تمھاری طرف بھی گولیاں چلائی گئی ہیں اس کے باوجود تم نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔"

"اس لئے کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں" وہ بولی۔

"جانتا ہوں ــــ اور میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔ اور اس لئے میں تمھیں یہاں سے دور بھیج دینا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ خدانخواستہ تمہاری جان جائے"

"اور تمھاری؟"

"میری بات اور ہے۔ میں پیشہ ور جاسوس ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے۔ اور تم نہیں جانتیں"

"جیک کیس بھی تو پیشہ ور تھا ــــ اور وہ مارا گیا، ورگراہم ــــ یا جو بھی اس کا نام ہو ــــ مر گیا اور وہ ــــ والکوف ــــ گا یہ میں اسے بھی جسمانی نقصان پہنچ گیا حالانکہ وہ بھی پیشہ ور تھا۔ خود تم نے کہا ہے کہ اب تک جو لوگ جان سے گئے ہیں یا زخمی ہوئے ہیں وہ سب کے سب پیشہ ور تھے اور میں نہیں چاہتی ایلین کہ تمھیں کچھ ہو جائے"

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ کسی معصوم تماشائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور تم ایک تماشائی ہی ہو"

نازک اور خطرناک صورت حال کو اس کے ذہن نشین کرنے کے لئے مجھے کچھ کرنا تھا۔ میں نے چاروں طرف تجریبی دوڑائیں اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ وہاں ہم دو کے علاوہ اور کوئی نہ تھا میں نے جلدی سے اپنا کوٹ اتارا اور شانے پر سے جیک کا پستول مع خول کے اتار کر الیان کے سامنے اپنے ہاتھ پر لٹکا کر پوچھا:۔

"تم جانتی ہو کہ اسے کس طرح چلایا جاتا ہے؟"

"نہیں" اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ دیکھو۔ اگر یہ کل تم نے پیچھے کی طرف کھینچی تو گولی بریچ میں آ جائے گی پھر یہ لیور ۔۔۔ جسے سیفٹی کیچ کہتے ہیں' یوں اوپر کر دو۔ پھر نالی کا رخ شکار کی طرف کر کے لبلبی دبا دو۔ جب بھی تم لبلبی دباؤ گی گولی چلے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ آٹھ گولیاں چلائی جا سکتی ہیں۔ سمجھ گئیں؟"

"آں۔ ہاں"

"اچھا تو ۔۔۔ دہراؤ"

"پستول کا اوپر کا حصہ کھینچ کر سیفٹی کیچ چڑھانا اور پھر لبلبی دبانا ہے"

"ٹھیک ہے۔ تم لبلبی دبا کر دیکھتیں تو اچھا تھا لیکن یہ مشق کا موقع نہیں ہے" میں نے پستول خول میں رکھ کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا" اگر کوئی شخص تمہیں وہ کرنے پر مجبور کرے جو تم کرنا نہ چاہو تو پستول کی نالی کا رخ اس کی طرف کر کے بلا تکلف گولیاں چلا دینا۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری گولی کسی کے نہ لگے البتہ تم خوف و ہراس پھیلانے میں کامیاب ہو جاؤ گی"

کسی بھی پیشہ ور قاتل یا جاسوس کو اگر کوئی چیز خوفزدہ کر سکتی ہے تو وہ کسی اناڑی کے ہاتھ میں ہتھیار پستول یا بندوق ہے۔ اگر ایک پیشہ ور آپ کی طرف گولی چلا رہا ہو تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اس کا نشانہ پکا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی مہارت اور پھرتی سے اس کی گولی سے بچ سکتے ہیں لیکن جب اناڑی گولیاں چلائے تو اندھا دھند چلاتا ہے اور اس کی کوئی بھی گولی اتفاقاً آپ کے لگ سکتی ہے۔ گھبراہٹ کی یہی ایک وجہ ہے۔

میں نے کہا "اچھا اب غسل خانے میں جا کر اپنی جاکٹ کے نیچے یہ خول تسمے

سے نکالو۔ جب تم واپس آؤ گی تو میں جا چکا ہوں گا۔"

اس نے صورت حال کی نزاکت مع پستول کے قبول کر لی۔

"جا کہاں رہے ہو؟"

"بھاگنے سے میں اکتا گیا ہوں۔ چنانچہ اب میں خود شکار کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ میری کامیابی کی دعا کرو۔"

چنانچہ وہ میرے قریب آئی، اس نے میرے ہونٹ چوم لئے اور میں نے دیکھا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے اس کے کولھے پر ہاتھ مار کر کہا:۔

"جاؤ"

اور میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔ جب اس نے غسل خانے میں جا کر دروازہ بند کر لیا تو میں بھی باہر نکل آیا۔

نواں باب

(۱)

نارڈنگر کی تھرولٹ کار بہت لمبی، بہت چوڑی اور نرم اسپرنگوں والی تھی اور اس ویرانے میں سفر میں یہ گاڑی محض بیکار ہوتی ہے لیکن رکجاوک جانے کے لئے بے حد مناسب تھی کیونکہ وہاں تک کی سڑک پکی تھی اور پورے آئس لینڈ میں یہی ایک سڑک پکی تھی جس پر یہ کار طوفانی رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ اس انٹرنیشنل ہائی وے پر ہافنافجورڈ تک تو میں نے اسی میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی بھگائی لیکن وہاں پہونچ کر مجھے ٹریفک کی زیادتی کی وجہ سے رفتار کم کرنی پڑی تو میرے منہ سے گالی نکل گئی کیونکہ دوپہر کے وقت مجھے نارڈی ٹراویل ایجنسی کی نوادرات کی دکان میں کسی سے ملنا تھا اور اس وقت میں بہرحال وہاں پہونچنا چاہتا تھا۔

ناردی ٹراول ایجنسی ہانڈا سراتی میں تھی۔ میں نے ناڈ سٹ کے قریب شاہراہ سے ہٹ کر ایک چھوٹی سڑک پر کار پارک کی اور ٹیلے پر سے اتر کر شہر کے قلب کی طرف چلا۔ ناردی میں جانے کا میرا کوئی ارادہ نہ تھا اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ وہ برقی اچھرا میرے پاس نہ تھا بلکہ نارونگرہ کے پاس اس کی تجوری میں محفوظ تھا۔ میں ہانڈا سراتی میں پہونچا اور ناردی کے سامنے والی کتابوں کی دکان میں گھس گیا۔ دکان کے اوپر ایک کیفے تھا، جس کا زینہ دکان میں ہی تھا، تاکہ آدمی کیفے میں بیٹھ کر اور کافی پیتے ہوئے کتاب یا کتابیں دیکھ سکے۔ اپنا منہ ڈھانکنے کی غرض سے میں نے ایک اخبار خریدا اور اوپر ــــ کیفے میں چلا آیا۔

چونکہ ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی اس لئے کیفے میں بھیڑ نہ تھی۔ میں کھڑکی کے سامنے بیٹھ گیا اور کیک اور کافی کا آرڈر دیا۔ میں نے اخبار کھول کر پھیلا دیا اور جھانک کر نیچے بھرے ہوئے بازار میں دیکھا اور آپ ہی آپ مسکرایا کیونکہ جیسا میں نے سوچا تھا موقع محل ایسا ہی تھا۔ ناردی ٹراویل ایجنسی کا، جو سڑک کے دوسری طرف تھی، پورا منظر یہاں سے صاف نظر آرہا تھا۔ کھڑکی پر پڑے ہوئے باریک پردے میری نظر کو روک نہ رہے تھے لیکن نیچے، بازار اور سڑک پر سے دیکھنے والے کے لئے مجھے پہچان لینا ناممکن تھا۔

بازار میں خاصی چہل پہل تھی۔ سیاحوں کا موسم شروع ہوچکا تھا اور مسافروں کی میلی کھیپ نے مقامی نوادرات کی دکانوں میں گھس کر وطن لے جانے کے لئے چیزوں کی الٹ پلیٹ شروع کردی تھی۔ انھیں سب سے الگ پہچانا جاسکتا تھا۔ کیونکہ انکے شانوں سے کیمرے لٹک رہے تھے اور ہاتھوں میں نقشے تھے اس کے باوجود میں ان میں سے ہر ایک کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا کیونکہ جس آدمی کی مجھے تلاش اور انتظار تھا وہ، میرے خیال میں، ایک سیاح کے ہی روپ میں آئے گا۔

میں جو کچھ کر رہا تھا اس کی بنیاد اپنے پچھلے تجربات پر قائم تھی۔ اور جو کچھ میں نے سوچا تھا اس کی جڑیں ماضی قریب میں تھیں۔ یعنی یہ کہ آئرش لینڈ میں میں جہاں بھی گیا تھا مخالف پارٹی میرے مدمقابل ہو گئی تھی۔ یہاں پہنچنے پر میں نے ہدایت پر الف سے یے تک عمل کیا اور مجھے راستے سے رکاوٹ کے لئے روانہ ہوا تو لندھام نے راستہ روکا۔ ایمرجی میں میں گویا زیر زمین ہو گیا اور گراہم جیسے آسمان سے ٹپک پڑا۔ بے شک یہ اس ریڈیو کی وجہ سے ہوا تھا جو لینڈ روور میں چپکے سے دشمن نے لگا دیا تھا لیکن بہر حال وہاں بھی میرا پیچھا نہ چھوٹا۔ فلیٹ کھات لگائے بیٹھا رہا اور لینڈ روور کا تعاقب کیا۔ جس کا مقصد اب تک ایک معمہ بنا ہوا تھا لیکن اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اندھام کی طرح فلیٹ بھی جانتا تھا کہ میرا انتظار کہاں کیا جائے۔ اور کائیر میں کنا کن مجھ پر کود پڑا اور اب حد نازک صورت حال سے میں محض اتفاقاً یا خوش قسمتی یا تائید غیبی ۔ آپ جو بھی چاہیں اسے کہہ لیں سے ہی بچ نکلا۔

اور اب نارڈی ٹرادیں ایجنسی میں میرے جانے کے منتظر تھے وہ لوگ بلکہ میرا یہ خیال یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا لیکن منطق کی رو سے یہ خیال سراسر بے بنیاد بھی نہ تھا کہ اگر دشمن اب تک مجھے پھنسانے یا ٹھکانے لگانے کے لئے جال بچھاتا رہا تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ نارڈی ٹرادیں ایجنسی کو بھی زیر نگرانی نہ رکھا گیا ہو۔ چنانچہ میں ان لوگوں سے، جو وہاں میں آ جا رہے تھے، ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر کنا کن نے یہاں بھی میرے لئے جال بچھایا تھا تو میں اس کے آدمیوں کو پہچان لوں گا۔ ظاہر ہے کہ کنا کن پوری فوج لے کر آئرش لینڈ نہ آیا ہوگا اور ایک یا دوسرے موقع پر میں اس کے آدمیوں کی صورتیں دیکھ چکا تھا۔

اس کے باوجود آدھے گھنٹے تک کوئی جانی پہچانی صورت نظر نہ آئی اور پھر میں نے اسے پہچان لیا اور وہ بھی اس لئے کہ میں اسے ایک غیر معمولی زاویے سے یعنی اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ بندوق کی دوربین میں سے جو چہرہ دیکھا ہوا در اسے زد میں بھی لے لیا ہو اسے بھول جانا ناممکن تھا اس کے باوجود میں اسے اسی وقت پہچان سکا جب اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ یہ کنا کن کے ان آدمیوں میں سے ایک تھا جو میرے پلیٹ فارم باندھ دینے کی وجہ سے دریائے ٹونگا کے دوسرے کنارے پر رہ گئے تھے۔

وہ ادھر ادھر ٹہل رہا اور ناردی ٹراویل ایجنسی کی ملحقہ دکان کے شوکیس میں دیکھ رہا تھا اور پورا سیاح بنا ہوا تھا۔ یعنی کیمرے، نقشے اور تصویری کارڈ وغیرہ سے لیس تھا۔ میں نے اشارے سے ویٹرس کو بلا کر بل ادا کر دیا کہ جب چاہوں فوراً باہر لپک سکوں لیکن فی الحال میں یہ جگہ چھوڑنا نہ چاہتا تھا چنانچہ میں نے ایک اور کافی کا آرڈر دیا۔

ظاہر ہے کہ ایسے کام میں وہ اکیلا نہ آیا ہوگا چنانچہ میں اور بھی دلچسپی سے دیکھنے لگا کہ مسافروں میں یہ حضرت کس سے بات کرتے یا تعلق قائم کرتے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرنے لگا وہ زیادہ سے زیادہ بے چین اور بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھنے لگا اور ٹھیک ایک بجے اس نے ایک آخری فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر اشارہ کیا اور فوراً ہی ایک دوسرا آدمی میری آنکھوں کی زد میں آ گیا اور سڑک عبور کرکے اس شخص کی طرف بڑھا۔

میں نے کافی حلق میں انڈیل لی۔ اور نیچے اتر کر اخبار کے کاونٹر کے سامنے منڈلانے اور کتب خانے کے شیشے کے دروازے میں سے اپنے ان دونوں دوستوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اب ایک تیسرا شخص ان دونوں سے آ ملا — اور اسے

میں نے فوراً پہچان لیا۔ یہ ایباچ تھا جو کنگمن کے گھر میں پستول لئے میرے سامنے کھڑا ہوا تھا اور جس کی نظر بچا کر میں نے لائیٹر گیس کا سلنڈر آتشدان میں ڈال دیا تھا ایک منٹ تک وہ تینوں سر ملا ملا کر آپس میں باتیں کرتے رہے اور پھر ایباچ نے اپنا ایک ہاتھ ان دونوں کے سامنے کر کے دوسرے ہاتھ کی انگلی پہلے ہاتھ کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر بجائی اور پھر وہ تینوں پوستوتھارو کی طرف چل پڑے۔

جس طرح ان تینوں نے بار بار گھڑی دیکھی تھی اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ نہ صرف اس سے واقف تھے کہ میں کہاں آنے والا تھا بلکہ میرے وہاں پہونچنے کے ٹھیک وقت سے بھی واقف تھے۔ ایک بجے انہیں ڈیوٹی پر متعین کیا گیا جس طرح فیکٹری کے مزدوروں کو ان کا وقت ختم ہو جانے پر مشین پر سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے خفیہ شناختی نقطے سے واقف ہوئے تو اس پر بھی کوئی تعجب نہ ہوگا۔

پوستوتھارو کے نکڑ پر پہونچ کر ان میں کے دو اس کار میں بیٹھ گئے جو وہاں پارک تھی اور اسے لے کر چلے گئے لیکن ایباچ دائیں طرف گھوم کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل بردگ کی طرف چلا اور اس میں یوں داخل ہو گیا جیسے خرگوش اپنے بھٹ میں گھس کر غائب ہو جاتا ہے۔ چند ثانیوں تک میں شش و پنج میں رہا اور پھر میں خود بھی دکان سے باہر نکل کر ہوٹل بردگ کی طرف بڑھا اور ایباچ کے پیچھے ہی اندر پہونچا۔

وہ کمرے کی کنجی حاصل کرنے کے لئے کاؤنٹر کے سامنے نہ رکا بلکہ زینہ چڑھ کر اوپر ۔۔۔ دوسری منزل پر پہونچا۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ برآمدے میں کئی کمرے عبور کرنے کے بعد اس نے ایک دروازے پر دستک دی۔ اب میری خیریت اسی میں تھی کہ میں وہاں سے نکل جاتا۔ چنانچہ میں گھوم کر پھر برآمدے میں چل پڑا اور زینہ اتر کر نیچے آیا اور لاؤنج میں ایک ایسی میز پر بیٹھ گیا جہاں سے میں ہوٹل کے بڑے کمرے کی طرف دیکھ سکتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کافی کا ایک اور جبری کپ حالانکہ کافی سے

میں پہلے ہی پیٹ بھر چکا تھا لیکن یہ تعاقب کرنے کی سزا تھی جو مجھے بہر حال بھگتنا تھی میں نے اخبار اپنے چہرے کے سامنے پھیلا دیا اور ایلاچ کی واپسی کا انتظار کرنے لگا اور مجھے صرف دس منٹ انتظار کرنا پڑا۔ دس منٹ بعد جب وہ واپس آتا نظر آیا تو میرا دل خوشی سے قلابازی کھا گیا کیونکہ میرے تمام شکوک صحیح تھے اور آئرلینڈ میں میں نے جو کچھ کیا تھا وہ حق بجانب تھا۔ ایلاچ کسی سے باتیں کرتا نیچے آیا —— اور یہ "کسی" کوئی اور نہیں بلکہ سلیڈ تھا۔

وہ دونوں لاؤنج میں آ کر کمرۂ طعام کی طرف بڑھے اور سلیڈ میری میز سے صرف چھ فٹ دور سے گزرا۔ اس سے یہ توقع کی جا سکتی تھی بلکہ یہی توقع کی گئی تھی کہ جب تک اسے اثبات یا نفی کی پوری رپورٹ نہیں مل جاتی اسے کمرۂ طعام ہی میں انتظار کرنا تھا اور پھر کوئی قدم اٹھانا تھا۔ میں نے اپنی کرسی میں پہلو بدل کر دیکھا کہ وہ دونوں کہاں بیٹھ رہے تھے اور جب وہ دونوں بیٹھنے کے سلسلے میں "پہلے آپ" والی رسم ادا کرنے میں مصروف تھے تو میں ایک دم سے اٹھا اور تیر کی طرح لپک کر بڑے کمرے میں آ گیا اور اب ان دونوں کی نظروں سے اوجھل اور محفوظ تھا۔

دو منٹ بعد میں دوسری منزل پر تھا اور اسی دروازے پر دستک دے رہا تھا جس پر میں نے ایلاچ کو دستک دیتے دیکھا تھا اور دعا مانگ رہا تھا کہ دروازہ کھولنے والا کوئی کمرے میں نہ ہو۔ میری یہ دعا قبول ہوئی۔ یعنی دروازہ کسی نے نہ کھولا۔ چنانچہ میں اپنے طور پر دروازہ کھول کر —— اس طرح جس طرح کہ آپ نے فلموں میں ہیرو کو بند دروازہ ایک خاص تار یا آلے سے کھولتے دیکھا ہوگا —— کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس طرح دروازہ کھولنا میں نے اسکول میں سیکھا تھا اور ڈپارٹمنٹ میں باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کی تھی۔

میں اتنا احمق بھی نہیں ہوں کہ سلیڈ کے سامان کی تلاشی لیتا کیونکہ اگر وہ اتنا ہی چالاک تھا جتنا کہ میں نے اسے سمجھ رکھا تھا تو پھر یقیناً اس نے اپنے سامان میں کوئی نشان رکھا ہوگا جس سے اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سامان کھولا گیا تھا یا نہیں۔ مہم پر یوں تو ایسا کرنا عقلمندی تھی اور ضروری بھی اور پھر سلیڈ کو تو دونوں طرف سے ٹریننگ ملی تھی — ہماری طرف سے بھی اور روسیوں کی طرف سے بھی چنانچہ اس معاملے میں اس کی احتیاط دہری ہوگی۔ البتہ میں نے اس کے وارڈ روب کے کواڑوں کا معائنہ ضرور کیا یہ دیکھنے کے لئے کہ دو کواڑوں پر، جہاں سے وہ بغلگیر تھے باریک بال تو تھوک سے چپکائے نہیں گئے تھے کہ کواڑ کھولتے ہی وہ الگ ہو جائیں یا ٹوٹ جائیں۔ وہاں کچھ نہ تھا چنانچہ میں نے کواڑ کھولے، اندر گھسا اور پھر کواڑ بند کر کے اور سمٹ کر اندھیرے میں منتظر بیٹھ گیا۔

اور مجھے بہت زیادہ انتظار کرنا پڑا۔ اور اس کی مجھے توقع بھی تھی کیونکہ میں سلیڈ کی خوش خوراکی دیکھ چکا تھا۔ تاہم حیرت اس بات پر تھی کہ وہ آئس لینڈ کے خاص کھانوں کو ایسی رغبت سے شاید کھا رہا تھا۔ کیونکہ خاص چیز "ہاکارل" کو کھانے کے لئے خود آئس لینڈیوں کو خاصا ریاض کرنا پڑتا ہے اس کے بعد ہی وہ ہاکارل کے عادی ہو پاتے ہیں — یہ ہاکارل دراصل شارک مچھلی کا کچا گوشت ہوتا ہے جسے کئی مہینوں تک ریت میں دفن رکھا جاتا ہے یا پھر کچے تیل میں پڑی ہوئی ویل مچھلی ہوتی ہے۔

سوا تین بج رہے تھے جب وہ واپس آیا اور اس وقت تک خود میرا پیٹ میری بے توجہی پر احتجاج کر رہا تھا۔ اس میں کافی تو بہت زیادہ مقدار میں گئی تھی لیکن ٹھوس خوراک نہ گئی تھی۔ الیاکو اس کے ساتھ تھا اور سلیڈ اس سے روسی میں باتیں کر رہا تھا تو اس پر مجھے کوئی تعجب نہ ہوا اور وہ ایک روسی کی طرح یہ زبان بول رہا تھا۔ میرے خدا! ہو سکتا ہے کہ سلیڈ روسی ہی ہو جیسا کہ اس کے جرگے کا ایک اور آدمی

تھا جس کا نام گورڈن لانسڈیل تھا

الیاچ نے کہا " تو پھر کل کچھ نہیں کرنا ہے ؟ "

" نہیں ۔ جب تک واسٹون کوئی خبر لے کر نہیں آ جاتا " سلایڈ نے کہا ۔

" میرے خیال میں یہاں غلطی ہو گئی " الیاچ بولا " میرے خیال میں اسٹیورٹ سن ٹراویل ایجنسی کے قریب تک نہ جائے گا ۔ بہر حال تمہیں یقین ہے کہ اطلاع صحیح ہو "

" ہاں " سلایڈ نے کہا " آئندہ چار دنوں میں وہ وہاں ضرور آئے گا ۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اسٹیورٹ کی قابلیتوں کا کم اندازہ لگایا تھا "

الماری کے اندھیرے میں میں مسکرایا ۔ بن مانگے قابلیت کی سند مل جانا آپ جانیے بڑی خوشی کی بات ہوتی ہے ۔ سلایڈ نے کیا کہا میں سن نہ سکا لیکن الیاچ نے کہا :۔

" بے شک ہم اس پیکٹ سے کوئی تعرض نہ کریں گے جسے وہ اپنے ساتھ لائے گا ۔ ہم اسے ٹراویل ایجنسی میں جانے دیں کہ وہاں وہ پیکٹ سے چھٹکارا حاصل کرلے اسکے بعد ہم اسکا تعاقب کریں گے ۔ یہاں تک کہ اسے اکیلا پالیں گے "

" پھر ؟ "

" پھر ہم اسے ٹھکانے لگا دیں گے " الیاچ نے ٹھنڈے پن سے کہا ۔

" ہاں " سلایڈ نے کہا ، " لیکن اس کی لاش کبھی کسی کو نہ ملنی چاہیئے ۔ اب تک بہت زیادہ شور و غوغا ہو چکا ہے ۔ کیبن کی لاش وہاں ، جہاں وہ پائی گئی ، چھوڑ کر کاگن نے نہ صرف حماقت بلکہ پاگل پن کا مظاہرہ کیا ہے " چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا پھر سلایڈ نے کہا " حیران ہوں کہ اسٹیورٹ نے قلیپ کے ساتھ کیا کیا ؟ "

سلایڈ کے اس بے محل سوال کا الیاچ نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ سلایڈ نے کہا :۔

"اچھا اب کل یا رہ بجے تم اور تمہارے سیاتھی نادرہ کی ڈریننگ رینگ میں پہنچ جاؤ گے۔ جیسے ہی تمہیں اسٹیورٹ دکھائی دے گا تم تھے فوراً ٹیلیفون کرکے خبردو گے۔ سمجھ گئے؟"

"تمہیں خبر دی جائے گی" الیاس نے کہا۔ میں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی

"کنا کن کہاں ہے؟" الیاس نے پوچھا۔

"کنا کن کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے اس سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں" سلیڈ نے تندی سے کہا "تم جا سکتے ہو"

دروازہ دھڑام سے بند ہو گیا۔

میں منتظر بیٹھا رہا کاغذوں کو الٹ پھیر کرنے کی آواز آئی اور اس کے فوراً بعد "کلک" کی آواز سنائی دی۔ میں نے وارڈروب کا دروازہ ذرا سا کھول کر ایک آنکھ تیری سے لگا کر کمرے میں دیکھا۔ سلیڈ اپنے گھٹنوں پر اخبار رکھے ایک آرام کرسی میں بیٹھا ہوا تھا اور لائٹر کا شعلہ ایک بے حد موٹے سگار کی دم سے لگا رہا تھا۔ سگار کی دم روشن ہو گئی، سلیڈ نے ایک کش لیا اور راکھ دانی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی ہوئی تھی۔ وہ اٹھا اور اپنی کرسی کھسکا لی کہ راکھ جھاڑنے کے لئے اسے ہاتھ لمبا کرکے جھکنا نہ پڑے اور راکھ جھاڑنے میں آسانی ہو۔

اس کی اس حرکت نے خود میرے لئے بھی آسانی پیدا کر دی کیونکہ کرسی گھسیٹنے کے عمل نے سلیڈ کی پشت میری طرف کر دی تھی۔ میں نے اپنی جیب سے قلم نکالا اور الماری کا دروازہ آہستہ سے کھولا۔ کمرہ بہت چھوٹا تھا اور اس کے پیچھے پہنچنے کے لئے صرف دو قدم بڑھانے تھے۔ میں نے کوئی آواز پیدا نہ کی۔ البتہ شاید کمرے کی روشنی میں موہوم سی تبدیلی پیدا ہو گئی ہو گی جسے محسوس کرکے سلیڈ اپنا سر گھمانے لگا

تھا کہ میں نے اس کی گردن پر کی چربی کی تہوں میں قلم کی نوک کھبو دی اور کہا:۔

"اگر ذرا بھی حرکت کی تو تمہارا جسم سر کے بغیر نظر آئے گا"

وہ بےحد ہوگیا۔ میں نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے کوٹ کے گریبان میں ڈالدیا وہاں اس کے شانے سے پستول کا خول لٹک رہا تھا اور اس میں پستول موجود تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں ہر ایک کے پاس پستول ہوا کرتا تھا اور میں ان سے پستول حاصل کر لینے میں ماہر ہو چکا تھا۔

"خبردار ذرا بھی جنبش کی تو" میں نے کہا اور پستول کا جائزہ لیا۔ وہ بھرا ہوا تھا۔ میں نے گھوڑا چڑھا دیا "کھڑے ہو جاؤ"

وہ فرمانبرداری سے اٹھا۔ اخبار اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اس دیوار کی طرف بڑھو جو تمہارے سامنے ہے، اپنے دونوں بازو پھیلا کر اور اوپر اٹھا کر انھیں دیوار پر ٹکا دو اور جھک جاؤ"

میں ایک قدم پیچھے ہٹ کر اسے ناقدانہ نظر سے دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ میں کیا کرنے والا تھا۔ آدمی کی تلاشی لینے کا یہ محفوظ ترین طریقہ تھا لیکن یہ آخر کو سکینڈ تھا چنانچہ مزید احتیاط لازمی تھی چنانچہ میں نے کہا:۔

"اپنی ٹانگیں پھیلا کر پیچھے لے آؤ اور زیادہ جھک جاؤ"

اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر اس نے کوئی چال چلنے کی کوشش کی تو بے شک و شبہ اپنا توازن کھو بیٹھے گا اور اس طرح مجھے ایک سکنڈ کا وقت مل جائے گا جو میرے لئے کافی تھا۔

اس نے اپنی ٹانگیں پیچھے کھسکائیں تو اس کی کلائیوں میں مجھے وہ روایتی کپکپی نظر آئی جو اس کے جسم کا پورا بوجھ سہارنے سے پیدا ہو گئی تھی اور پھر میں نے تیزی سے اس کی تلاشی لی اور اس کی جیبوں کے سارے اثاثے کو بستر پر پھینک دیا۔ اس کے پاس

کوئی ہتھیار نہ تھا الا یہ کہ آپ انجکشن اور اس کی سوئی کو ہتھیار کہیں اور یہ انجکشن کی سوئی ہتھیار ہی تھی کیونکہ اس کے ساتھ انجکشنوں کی جو شیشیاں نکلیں وہ اسے ایسا ہی ثابت کر رہی تھی نیلے رنگ کے انجکشن وہ تھے جو آدمی کو چھ گھنٹے تک بیہوش رکھ سکتے تھے اور سرخ رنگ کے انجکشن صرف تیس سیکنڈ میں یقینی موت نازل کر سکتے تھے۔

"اچھا۔ اب گھٹنے موڑو اور دیوار کا سہارا لے کر آہستہ آہستہ فرش کی طرف پھسلتے چلے جاؤ۔"

اور اب وہ اس حالت میں تھا جس حالت میں میں نے فلیٹ کو رکھا تھا۔ یعنی اس کا پیٹ اور سینہ فرش پر ٹکا ہوا تھا اور اس کے دونوں بازو پھیلے ہوئے تھے۔ اس حالت میں سلیڈ — کم سے کم سلیڈ — اچانک اٹھ کر مجھ پر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ فلیٹ کر سکتا تھا اگر میں نے اس کی گدی پر بندوق کا کندہ مار کر اسے "ٹھس" نہ کر دیا ہوتا تو۔ لیکن سلیڈ کی عمر ہو چکی تھی اور پھر اس کے توند بھی تھی۔

وہ پیٹ کے بل اس طرح لیٹا ہوا تھا کہ اس کا سر گھوما ہوا تھا، اس کا دایاں گال قالین پر ٹکا ہوا تھا اور اس کی بائیں آنکھ مجھے گھور رہی تھی اور اب اس نے پہلی دفعہ مجھے مخاطب کیا:۔

"یہ تم نے کیسے یقین کر لیا کہ اس وقت میرے پاس کوئی نہیں آئے گا؟"

"اس کی فکر مجھے نہیں تمھیں کرنی چاہیئے" میں نے کہا "اگر کوئی اس دروازے سے آیا تو اس کمرے میں قدم رکھنے سے پہلے تم مردوں کی دنیا میں پہنچ چکے ہوگے" میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا "آنے والی اگر ہوٹل کی کوئی خادمہ ہوئی تو مجھے افسوس ہوگا کیونکہ تمھاری جان بیکار ہی جائے گی۔"

اس نے کہا: "اسٹورٹ! آخر یہ کیا مذاق ہے؟ کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟"

"بے شک ایسا ہی ہے — یہی بات میں نے ٹیگارٹ سے کہی تھی اور اس نے

مجھ سے اتفاق کیا تھا۔ اب ہٹاؤ یہ پستول کہ میں اٹھ کر کھڑا ہو سکوں۔"

"اس کی کوشش تو کرو۔ البتہ اتنا کہے دیتا ہوں کہ اگر تم نے اٹھنے کی کوشش کی انگلی تک ہلائی تو میں تمہاری کھوپڑی اڑا دوں گا۔"

میری اس دھمکی کا فوری ردِ عمل یہ ہوا کہ وہ اپنی ایک آنکھ، جو میری طرف تھی، پٹپٹانے لگا۔

اس نے کہا "اسٹیورٹ! تمہاری یہ حرکت تمہیں پھانسی کے تختے پر پہونچا دیگی غداری اب بھی ناقابلِ معافی جرم ہے۔"

"چہ۔ ہاے۔ افسوس کی بات ہے" میں نے کہا "کم سے کم تمہیں تو پھانسی نہ دی جائے گی کیونکہ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ غداری نہیں ہے۔ صرف جاسوسی ہے۔ اور میرے خیال میں جاسوسوں کو پھانسی نہیں دی جاتی۔ خصوصاً جب دنیا میں جنگ نہ ہو رہی ہو۔ البتہ اگر تم انگریز ہوتے تو یہ غداری ہوتی لیکن تم تو روسی ہو۔"

"تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو" وہ بولا "میں اور روسی۔"

"تم اتنے ہی انگریز ہو جتنا کہ گورڈن لانڈیل کینیڈین تھا۔"

"اسٹیورٹ! خدا کی قسم ٹیگارٹ تمہیں شکنجے میں کس دے گا۔"

"سیلنڈ! مخالف پارٹی کے رفیق بن کر تم کیا کر رہے ہو؟" میں نے کہا۔ اور وہ مصنوعی غصہ لانے میں کامیاب ہو گیا۔

"لعنت ہے" وہ بولا "میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔ تم بھی تو ایسا کر چکے ہو۔ کسی زمانے میں تم کناکن کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے۔ میں بھی احکامات کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور تم اس کے خلاف کر رہے ہو۔"

"بے حد عجیب" میں نے کہا "بڑے عجیب احکامات ملے ہیں تمہیں۔ آگے کہو۔"

"میں ایک غدار سے کچھ نہ کہوں گا" اس نے بڑی ایمانداری کا ثبوت دیا۔
مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت پہلی دفعہ میں نے سلیڈ کو داد دی اور دل ہی دل میں اس کی تعریف کی۔ وہ بے حد ذلیل حالت میں پڑا ہوا تھا اور پستول کی نالی اس کی طرف اٹھی تھی اس کے باوجود وہ ذرا بھی ہراساں نہ تھا اور آخر تک لڑ لینے کے لئے تیار تھا۔ سویڈن میں جب میں کنا کن کا اعتبار حاصل کر چکا تھا تو خود میں اس حالت میں تھا جس میں اس وقت سلیڈ تھا چنانچہ جانتا تھا کہ ایسی صورت حال کس قدر گھبرا دینے والی ہوتی ہے کیونکہ ہم یقین سے کہہ نہیں سکتے کہ بھانڈا پھوٹ گیا ہے یا نہیں اور یہ کہ سب کچھ کہہ دینا مناسب ہوگا یا نہیں۔ اور یہ شخص سلیڈ اب بھی مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ ایماندار اور پاکباز تھا۔ اور میں جانتا تھا کہ اگر میں نے ایک سکنڈ کے لئے بھی اپنے یقین کو ڈگمگا کر اس کا اعتبار کیا تو وہ سکنڈ میری زندگی کا آخری سکنڈ ہوگا
میں نے کہا "بناوٹ چھوڑو سلیڈ۔ میں نے تمھیں الیاچ کو میری جان لینے کے متعلق کہتے سنا ہے۔ اب تم کہو گے کہ یہ بھی ٹیگارٹ کا حکم ہے"
"بے شک" اس نے پلک جھپکے بغیر کہا "اس کا خیال ہے کہ تم مخالف پارٹی سے مل گئے ہو۔ اور تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے پیش نظر ٹیگارٹ کا خیال شاید غلط نہیں ہے"
اس کی اس دیدہ دلیری پر میں نے ایک قہقہہ لگایا۔
"خدا کی قسم سلیڈ — آفریں ہے" میں نے کہا "تم فرش پر اوندھے منہ پڑے ہو اور یہ بات کہہ رہے ہو۔ میرے خیال میں ٹیگارٹ نے تمھیں یہ ہدایت بھی دی ہوگی کہ اس کام میں روسیوں سے مدد لی جائے"
سلیڈ کوشش کر کے مسکرایا تو اس کے گال پر، جو میری طرف تھا جھریاں پڑ گئیں

"یہ کوئی نئی بات نہیں ہے" وہ بولا "ایسا پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ خود تم نے جمی برکبی کی جان لی تھی"

غیر ارادی طور پر میری انگلی کا دباؤ لبلبی پر بڑھ گیا۔ بڑی کوششوں کے بعد میں اسے ڈھیلی کر سکا۔

"سلیڈ! اس وقت تم موت سے جتنے قریب ہو۔ اتنے پہلے کبھی نہیں رہے۔ تمہیں برکبی کا نام نہیں لینا چاہیئے تھا۔ یہ میری دکھتی رگ ہے۔ اب مزید ڈراما کھیلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہارا کھیل ختم ہوا اور یہ خود تم بھی جانتے ہو۔ تم مجھے وہ تمام باتیں بتاؤ گے جن سے مجھے دلچسپی ہے اور فوراً بتاؤ گے۔ چنانچہ شروع کرو"

"جہنم میں جاؤ"

"اس وقت تو خود تم جہنم سے زیادہ قریب ہو" میں نے کہا "ایک بات سمجھ لو سلیڈ جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ تم انگریز ہو یا روسی، جاسوس ہو یا غدار یا محب وطن۔ میرے ساتھ یہ سارا معاملہ سراسر ذاتی ہے انسان اور انسان یا آدمی اور آدمی بنیاد پر جس میں نہ سیاست کو دخل ہے اور نہ جاسوسی کو۔ اور یہی اکثر لوگوں کی موت کا باعث ہے۔ تمہاری ہدایت پر ایلائن ابیرجی میں مرتے مرتے بچی اور ابھی ابھی میں نے تمہیں ایک آدمی سے کہتے سنا کہ تمہیں ٹھکانے لگا دیا جائے۔ چنانچہ اس وقت اگر میں تمہیں گولی مار دوں تو یہ خود حفاظتی کی بنا پر ہو گا"

سلیڈ نے اپنا سر ذرا سا اوپر اٹھا کر میری طرف گھمایا کہ براہ راست میری طرف دیکھ سکے "لیکن تم ایسا نہیں کرو گے" وہ بولا۔

"اچھا!"

"ہاں" اس نے بڑے یقین سے کہا "میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں — تم دل سو۔ مختلف حالات میں تم میری جان لے لیتے — مثلاً اگر میں فرار ہو رہا ہوتا یا اگر ہم ایک دوسرے پر گولیاں چلا رہے ہوتے۔ لیکن میں یوں اندیشے سے تمھارے سامنے پڑا ہوا ہوں، تو تم مجھے گولی نہ مار پاتے۔ تم ایک انگریز شریف زادے ہو" یہ اس نے یوں کہا جیسے قسم کھا رہا ہو۔

"یہ میں ایسے یقین سے نہیں کہہ سکتا" میں نے کہا "کیا پتہ اسکا جسمانی مختلف ہوں؟"

"اس سے کچھ زیادہ فرق نہیں پڑتا" وہ بے پروائی سے بولا۔

میں نے دیکھا کہ وہ بے دھڑک اور کپکپائے بغیر پستول کی نالی میں دیکھ رہا تھا اور مجھے ایک بار پھر دل ہی دل میں اسے داد دینی پڑی۔ سنیڈ انسان کو پہچان لیتا تھا اور میرے مزاج سے بھی واقف تھا — میرا مطلب جہاں تک میرے گولی چلانے کا تعلق ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر اس نے مجھ پر جھپٹنے کی کوشش کی تو میں گولی چلادوں گا۔ یوں بے بس پڑے رہنے کی وجہ سے وہ محفوظ تھا اور جب تک وہ کچھ نہ کرے میری طرف سے اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

وہ مسکرایا "اس کا ثبوت تم خود دے چکے ہو اسپورٹ۔ تم نے پیری کے گھٹنے پر گولی ماری — اس کے دل کو نشانہ کیوں نہ بنایا؟ کناکن کے بیان کے مطابق تم بڑے سیدھے نشانے لگا رہے تھے — چنانچہ تم پوری کو ایک ہی گولی میں ٹھکانے لگا سکتے تھے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔"

"ہو سکتا ہے اُس وقت کسی کی جان لینے کا میرا موڈ نہ ہو۔ گریگوری کو تو میں نے بہرحال پہونچا ہی دیا دوسری دنیا میں۔"

"وہ معاملہ دوسرا تھا۔ یعنی تمھاری موت یا اس کی موت۔ تمھاری جگہ

کوئی دوسرا ہوتا تو وہ بھی ایسا ہی فیصلہ کرتا۔"

مجھے یہ بے چین احساس ہوا کہ سلیڈ پر سے میری گرفت ڈھیلی پڑتی جارہی ہے چنانچہ میں نے کہا :۔

"اگر تم مر گئے تو کچھ نہ بتا سکو گے ــــ اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے سب کچھ بتا دو۔ اچھا تو اب شروعات اس برقی انجکشرے سے کرو۔ وہ کیا ہے؟"

اس نے حقارت سے میری طرف دیکھا اور ہونٹ بھینچ لئے۔

میں نے اس پستول کی طرف دیکھا جو میرے ہاتھ میں تھا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ سلیڈ یہ پستول کیوں استعمال کرتا تھا کیونکہ یہ پوائنٹ ٹھری ٹو تھا ــــ چھوٹا اور ہلکا پستول جسے "پاپ گن" کہتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ سلیڈ کا نشانہ پکا تھا اور وہ قریب سے گولی چلاتا تھا۔ بہر حال اس پستول کا ایک فائدہ یہ تھا کہ اس کا دھماکا نہ ہوتا تھا۔ صرف "پاپ" کی ہلکی سی آواز ہوتی تھی۔ اگر اسے بھرے بازار میں کسی طرف چلایا جائے تو کسی کو پتہ بھی نہ چلے کہ پستول چلا ہے اور کوئی اس طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

میں نے سلیڈ کی طرف دیکھا اور پستول کی نالی ذرا جھکا کر اس کے دائیں ہاتھ میں گولی اتار دی۔ اس نے اپنا ہاتھ زور سے جھٹکا اور اس کے منہ سے ایک بھنچی ہوئی چیخ نکل گئی کیونکہ پستول کی نالی ایک بار پھر اس کی کھوپڑی کی طرف تھی۔ پستول کا دھماکا کمرے کی کھڑکیاں تک نہ جھنجھنا سکا۔

میں نے کہا "تمہیں واصل جہنم کرنے کے لئے گولی نہ چلاؤں گا سلیڈ لیکن اگر تم نے فرمانبرداری کا ثبوت نہ دیا تو میں تمہارے بدن کے ٹکڑے اڑاتا رہوں گا۔ کہا کرتا ہے میں نے سنا ہے کہ عمل جراحی کا میں استاد ہوں چنانچہ فوراً مار ڈالنا تو آسان ہے لیکن میں اس سے برا بھی کر سکتا ہوں۔ کبھی وقت ملے تو اس کے متعلق کسی سے

پوچھ لینا۔"

اسکے ہاتھوں کی پشت سے خون بہہ بہہ کر قالین کو داغدار کر رہا تھا۔ لیکن خود سنیڈ بے حرکت پڑا میرے ہاتھ میں پستول کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی زبان نے منہ سے باہر نکل کر اور ہونٹوں پر پھر کر انہیں تر کیا۔

"حرامی کتے" سنیڈ نے سرگوشی میں کہا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

میں اور سنیڈ ایک دوسرے کی طرف اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک کہ ٹیلیفون چار دفعہ نہ بج چکا۔ اس کی پھیلی ہوئی ٹانگوں سے کئی قدم دور رہ کر میں ٹیلیفون کی طرف بڑھا اور پورا ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر سنیڈ کے قریب رکھ دیا۔ اور کہا:۔

"تم اس کال کا جواب دو گے اور دو باتیں یاد رکھو گے ــــ میں دونوں طرف کی گفتگو سننا چاہتا ہوں اور تمھارے موٹے بدن کی ساخت میں بے شمار ایسے حصے ہیں جن کو میں بھون سکتا ہوں" میں نے پستول کو جھٹکا دیا "اب ریسیور اٹھاؤ۔"

اس نے ذرا دقت سے بائیں ہاتھ سے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو!"

میں نے پھر دھمکی آمیز انداز میں پستول ہلایا اور اس نے ریسیور اپنے کان پر سے اٹھا کر اس طرح پکڑا کہ میں بھنچی ہوئی آواز سن سکا۔

"میں کنگ کن بول رہا ہوں"

"سیدھے سبھاؤ بات کرو۔ جیسے عام حالات میں کرتے ہو" میں نے سرگوشی میں کہا۔

سلیڈ نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"کیا بات ہے؟" اس کی آواز بیٹھی ہوئی تھی

"تمھاری آواز کو کیا ہوگیا؟" کناکن نے پوچھا۔

سلیڈ نے ہولے سے غرا کر پستول کی طرف دیکھا اور بولا:۔

"سردی کا اثر ہے۔ کہو۔ کیا بات ہے؟"

"لڑکی میرے قبضے میں ہے"

خاموشی کا وقفہ رہا اور میرا دل میرے سینے میں بری طرح سے دھڑکنے لگا۔ سلیڈ نے میری انگلی کو لبلبی پر مڑتے دیکھا تو اس کا رنگ فق ہوگیا۔ میں نے بے حد نیچی آواز میں کہا:۔

"کہاں ہے؟"

سلیڈ نے کھنکھار کر پوچھا:۔

"کہاں سے پکڑا اسے؟"

"کفلاوک ایرپورٹ سے۔ وہ آئس لینڈ کے ایر آفس میں چھپی ہوئی تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ اس کا بھائی پائلٹ ہے۔ چنانچہ مجھے خیال آیا کہ لڑکی کو وہیں تلاش کیا جائے۔ بغیر کسی مصیبت اور مشکل کے ہم نے اسے پکڑ لیا"

چنانچہ یہ سچ تھا۔

"کہاں لے جا رہے ہیں؟" میں نے سلیڈ کے کان میں کہا اور پستول کی نالی سلیڈ کی گدی پر رکھ دی۔

سلیڈ نے یہی سوال پوچھا اور کناکن نے جواب دیا:۔

"اسی جگہ۔ تم کب پہنچ رہے ہو؟"

"فوراً" میں نے کہا اور پستول کی نالی اس کی گردن پر کی چربی کی تہوں میں اتار دی

"میں فوراً روانہ ہو رہا ہوں" سلیڈ نے کہا اور میں نے اس کے ہاتھ سے ریسیور گھسیٹ کر اور اسے سیٹ پر رکھ کر لائن کٹ کر دی۔

میں اچھل کر پیچھے ہٹ گیا کہ کہیں وہ کوئی چالاکی نہ کر جائے۔ لیکن وہ اسی طرح اوندھے منہ پڑا ٹیلیفون کی طرف دیکھتا رہا۔ میرا جی چیخنے کو چاہ رہا تھا لیکن یہ اس کا موقع نہ تھا چنانچہ میں نے کہا :۔

"سلیڈ! تمہارا خیال غلط تھا۔ میں تمھیں ٹھکانے لگا سکتا ہوں۔ اب خود تم نے بھی یہ سمجھ لیا ہوگا۔"

اور اب پہلی دفعہ مجھے اس کے بشرے پر خوف نظر آیا۔ اس کے موٹے جبڑے میں کپکپی پیدا ہو گئی اور اس کا نچلا ہونٹ لرزنے لگا اور وہ اس موٹے لڑکے جیسا نظر آنے لگا جو کوئی دم میں رونے والا ہو۔

میں نے کہا "یہ 'اسی جگہ' کہاں ہے ؟"

اس نے نفرت سے میری طرف دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ میں چکر میں پڑ گیا اگر میں نے اسے مار دیا تو پھر میں اس سے کچھ بھی معلوم نہ کر سکوں گا۔ لیکن میں اسے زیادہ نقصان بھی پہنچانا نہ چاہتا تھا کیونکہ میں اسے ایسی حالت میں رکھنا چاہتا تھا کہ وہ رکجادک کی سڑکوں پر چلے تو لوگ اس کی طرف خصوصیت سے متوجہ نہ ہوں اور نہ ہی ان کے دلوں میں کسی قسم کا شک پیدا ہو۔ بہر حال وہ میری اس مشکل سے ظاہر ہے کہ واقف نہ تھا چنانچہ میں نے کہا :۔

"تمھارے ساتھ میں جو کچھ بھی کروں گا اس کے بعد بھی تم زندہ رہو گے۔ لیکن موت کی آرزو کرو گے۔"

اور میں نے ایک گولی اس کے بائیں کان کے قریب پیوست کر دی۔ وہ اچھلا۔ اس دفعہ پھر دھماکا بے حد کمزور تھا۔ میرے خیال میں دھماکے کی آواز

کم کرنے کے لئے سنیڈ نے کارتوس میں سے تھوڑا سا بارود پہلے ہی نکال لیا تھا۔ جب آپ لوگوں کو متوجہ کئے بغیر کسی کے گولی مارنا چاہتے ہوں تو یہی پرانی ترکیب آزمائی جاتی ہے اور اگر مزید احتیاط سے کام لے کر گولی زیادہ فاصلے سے نہ چلائی جائے تو وہ جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ آواز روک لگانے کی بہ نسبت یہ ترکیب بہتر ہوتی ہے۔ آواز روک کا تو یہ ہے کہ ایک دفعہ گولی چلا دینے کے بعد اسکا پیکنگ سمٹ جاتا ہے اور پھر دباؤ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ خود پستول چلانے والے کی کھوپڑی اڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

" میں نے کہا " میں ایک اچھا نشانہ باز ہوں لیکن بہت اچھا بھی نہیں ہوں۔ جہاں یہ گولی لگی ہے میں اسے وہیں پیوست کرنا چاہتا تھا لیکن تم اس پاپ گن کی درستی سے واقف ہو۔ البتہ میرا خیال ہے اور دو گولیاں چلانے کے بعد اسکا تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ یہ ذرا بائیں طرف گولی چلاتی ہے۔ چنانچہ اگر میں نے تمہارا دایاں کان اڑانے کی کوشش کی تو بہت ممکن ہے کہ وہ گولی تمہاری کھوپڑی میں ہی اتر جائے۔"

میں نے پستول کی نالی گھما کر نشانہ لیا اور سلیڈ کی ساری ہمت کوچ کر گئی اسکے اعصاب جواب دے گئے۔

" خدا کے لئے ۔ ٹھہرو " اس نے جلدی سے کہا۔

میں نے اس کے دائیں کان کو زد میں لے لیا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی ؟"

اس کے چہرے پر پسینہ چمکنے لگا۔

" تھنگویر میں "

" وہی مکان جہاں مجھے گاسپر سے لے جایا گیا تھا ؟"

"وہی"

"سلیڈ! خیریت اسی میں ہے کہ یہ تم نے سچ کہا ہو" میں نے دانت پیس کر کہا "کیونکہ جنوبی آئرلینڈ میں بیکار کی بھاگ دوڑ کرنے کا وقت میرے پاس نہیں ہے"

میں نے پستول کی نالی جھکالی اور سلیڈ کے چہرے پر سکون کے جذبات پر اطمینان کے جذبات غالب آگئے "ابھی خوش ہونے کی ضرورت نہیں" میں نے اسے مشورہ دیا "اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو یہ غلط ہے"

میں بستر کے پائنتی کی طرف پہونچا اور سوٹ کیس کا ڈھکن کھولا۔ اس میں سے ایک دھلی ہوئی قمیص نکال کر سلیڈ کی طرف پھینک دی۔

"اس کی چوڑا سا پھاڑ کر اپنے زخمی ہاتھ پر لپیٹ لو لیکن فرش سے اٹھنا نہیں اور اس قمیص کو اچانک میرے منہ پر پھینکنے کا خیال دل میں ہو تو اسے جھٹک دو"

جب وہ فرش پر بیٹھا ہوا قمیص سے ٹکڑا پھاڑ کر ہاتھ پر باندھ رہا تھا تو میں اس کے سوٹ کیس کی چیزیں الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے پوائنٹ تھرٹی ایٹ کے کارتوسوں کی دو پیٹیاں مل گئیں۔ انہیں جیب میں رکھ کر میں وارڈ روب کے قریب پہونچا اور سلیڈ کا اوپری کوٹ، جس کی جیبوں کی تلاشی میں پہلے ہی لے چکا تھا۔ نکال لیا۔

"دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور یہ کوٹ پہن لو"

میں اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اور چوکنا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ اگر میں نے ذرا بھی غلطی کی تو وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ جو شخص برطانوی محکمہ جاسوسی کے تلاش کے باوجود اپنا راستہ بنا لے وہ ظاہر ہے کہ احمق نہیں ہو سکتا۔ اس نے جو غلطیاں کی تھیں وہ ایسی نہ تھیں جو عموماً انسان کو اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہیں۔ اس کے باوجود اس نے احتیاط کی تلافی کرنے کے لئے مجھے راستے سے ہٹا دینے کی بے انتہا کوشش کی تھی اور اگر میں نے

احتیاط سے کام نہ لیا تو وہ اب بھی اس کی کوشش کر سکتا تھا۔

میں نے بستر پر سے اس کا پاسپورٹ اور بٹوہ اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور اس کی ہیٹ اس کی طرف پھینک دی جو اس کے قدموں میں گر ی۔

"ہم باہر گھومنے جا رہے ہیں" میں نے کہا "تم اپنا ہاتھ جس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں، اوور کوٹ کی جیب میں رکھو گے اور ایک انگریز شریف آدمی کی طرح چلو گے۔ تو تم نہیں ہو ـــ نہ انگریز اور نہ شریف۔ تم نے ذرا بھی چالاکی کی اور میں بے تکلف گولی مار دوں گا اور پھر میرا جو ہوگا دیکھا جائے گا لیکن تمہیں تو زندہ نہ چھوڑوں گا اور اگر بازار کے عین بیچ میں بھی مجھے تمہیں گولی مارنی پڑی تو اس سے بھی میں نہ جھجکوں گا تم نے یہ تو سمجھ لیا ہوگا کہ کنگن نے الیان کو پکڑ کر ایسی ہی سخت غلطی کی ہے"

اس نے جیسے دیوار کو مخاطب کیا کیونکہ اس کا منہ اس طرف ہی تھا۔

"اس کے متعلق میں نے تمہیں اسکاٹ لینڈ ہی میں خبردار کر دیا تھا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ لڑکی کو اس معاملے سے دور ہی رکھنا"

"چنانچہ تمہارے اس مخلصانہ مشورے کا شکریہ" میں نے کہا "لیکن اگر الیان کو کچھ ہوا تو تم مرے ہوئے ہوگے۔ اس سے پہلے تم نے جو یہ کہا تھا کہ میں تم پر گولی یوں نہ چلا سکوں گا تو وہ اس وقت شاید سچ تھا لیکن میرا خیال ہے کہ اب تم اپنے اس وقت کے خیال پر قائم نہ رہے ہوگے کیونکہ اب الیان کی چھنگلیا کا ناخن بھی میرے لئے تمہارے پورے موٹے جسم سے زیادہ اہم ہے۔ اور بہتر ہوگا سلیڈ کہ تم میری اس بات کا یقین کر لو۔ میں اپنے آپ کی اور اپنوں کی حفاظت بہر حال کروں گا"

وہ کانپ گیا۔

"مجھے تمہاری بات کا یقین ہے"

اور بے شک اس نے یقین کر لیا تھا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس وقت

اس کا واسطہ ایک ایسے شخص سے پڑا تھا جو وطن کی محبت اور اپنے محکمے کی وفاداری سے بالا کسی اور جذبہ کو سمجھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر میں اسے اس لئے قتل نہ کرتا کہ وہ ایک جاسوس تھا لیکن اس لئے بے رحمی سے قتل کردوں گا کہ یہ الیانن اور اس کے میرے پیار کا سوال تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا اور یقین بھی کر لیا تھا کہ میں ہر اس شخص کو اڑا دوں گا جو میرے اور الیانن کے درمیان حائل ہوگا۔

"اچھی بات ہے" میں نے کہا "اپنی سیٹ اٹھاؤ اور چلو"

میں کسی باڈی گارڈ کی طرح میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسے برآمدے میں لے آیا، اس سے دروازہ بند کر دیا اور کنجی اپنے قبضے میں کر لی۔ اس کی جاکٹ میں نے پستول چھپانے کے لئے اپنے ہاتھ پر ڈال لی تھی اور میں اس سے ایک قدم پیچھے اور دائیں طرف چل رہا تھا۔

ہم ہوٹل سے نکل کر سڑک پر آگئے اور وہاں پہونچے جہاں میں نے نارڈنگر کی کار پارک کی تھی۔

"تم اسٹیرنگ کے پیچھے بیٹھو گے"

اور کار میں داخل ہونے کے لئے ہم دونوں نے ایک پیچیدہ رقص سا کیا۔ کار کا قفل کھولنے اور اسے اندر بٹھانے میں مجھے بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا پڑا کہ کہیں وہ کوئی چال نہ چل جائے اور دوم اس لئے کہ لوگوں کو کسی غیر معمولی صورت حال کا احساس نہ ہو۔ آخر کار میں اسے اسٹیرنگ وہیل کے پیچھے بٹھانے میں کامیاب ہوگیا اور میں خود پچھلی سیٹ پر اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔

"اچھا۔ اب تم ڈرائیو کرو" میں نے کہا۔

"لیکن میرا ہاتھ" اس نے احتجاج کیا "میں شاید ڈرائیو نہ کرسکوں گا"

"تم ہی ڈرائیو کروگے۔ اس سے اگر تمہارے ہاتھ میں تکلیف ہوتی ہے تو

ہوا کرے ۔۔۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ لیکن ڈرائیو تم ہی کرو گے۔ اور ایک سکنڈ کے لئے بھی تم اس کی رفتار تیس میل فی گھنٹہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ گے اور اسے کسی کھڈ میں گرانے یا کسی درخت اور عمارت سے ٹکرانے کا خیال بھی نہ کرنا ورنہ تم جانو۔"

اور میں نے پستول کی نالی اس کی گدی پر دبائی۔

"یہ پستول آخر تک تمھارے سر کے پیچھے ہی رہے گا۔ یوں سمجھ لو کہ تم قیدی ہو اور سنہرے دنوں یا برے دنوں میں، سٹالن کے آدمیوں میں کا ایک ہوں۔ اس زمانے میں قتل کا بہترین اور آسان طریقہ وہ گولی تھی جو خلاف توقع قیدی کی کھوپڑی پر لگتی تھی۔ لیکن یہ گولی یقین کرو، تمھارے لئے خلاف توقع نہ ہوگی۔ تمھیں ہر دم اور ہر پل اس کی توقع کرنی چاہیئے۔ اب کار اسٹارٹ کرو اور احتیاط سے ڈرائیو کرو اور جان لو کہ میری انگلی یوں بھی لبلبی دبانے کے لئے بے قرار رہتی ہے اور جب دھکے لگیں تو لبلبی دبا ہی دیتی ہے۔"

اسے یہ بتانے کی ضرورت نہ تھی کہ کس طرف اور کس راستے جانا ہے۔ ہم جھیل عمارتوں کو بائیں طرف چھوڑتے ہوئے آئس لینڈ یونیورسٹی کے قریب سے گزرے اور سکلابرت سے ہوتے ہوئے شہر سے باہر نکل آئے۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا اور کھلی سڑک پر آجانے کے بعد اس نے ہر حکم کی تعمیل کی اور رفتار کو تیس میل فی گھنٹہ سے بڑھنے نہ دیا اور کار ایک ہی رفتار سے چلاتا رہا۔ غالباً اس لئے کہ بار بار گیئر بدلنے میں اس کا زخمی ہاتھ اسے تکلیف دے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا:

"تمھارے خیال میں اس سے تمھیں کیا فائدہ ہوگا اسٹیورٹ؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں اس کے بٹوے کی چیزیں باہر نکالنے میں مصروف تھا۔ اس میں دلچسپی کی کوئی چیز نہ تھی۔ اس میں سے کرنسی نوٹوں کی موٹی گڈی اور کریڈٹ

کارڈ میں نے خود اپنے بٹوے میں منتقل کر لیے۔ روپیہ میں اپنے تصرف میں لا سکتا تھا کیونکہ اس مہم نے میری جیبیں خالی کر دی تھیں اور اگر سلیڈ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تو روپے کی کمی اس کے لئے ایک زبردست مسئلہ بلکہ رکاوٹ پیدا کر دے گی۔

سلیڈ نے پھر کوشش کی۔

"تم جانو کناکن ہر وہ بات قبول نہ کرے گا جو تم کہو گے۔ وہ گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں ہے"

"بہتر یہی ہو گا کہ وہ سب کچھ تسلیم کرے کیونکہ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ لیکن میں گیدڑ بھبکیاں نہ دوں گا"

"تمہارا عمل کناکن کو یقین نہ دلا سکے گا" سلیڈ نے کہا۔

"بہتر ہو گا کہ تم اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو اور مجھے مجبور نہ کرو کیونکہ پھر اسے یقین دلانے کے لئے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا دایاں ہاتھ کاٹ کر اس کے پاس لے جاؤں ——— وہ ہاتھ جس کی درمیانی انگلی میں انگوٹھی ہے"

میری اس دھمکی نے کچھ دیر کے لئے اس کی زبان بند کر دی اور وہ ڈرائیونگ کی طرف متوجہ رہا۔ شیورلٹ اپنی لچکدار کمانیوں پر جھٹکے کھاتی رہی۔ کیونکہ راستے میں بہت زیادہ اوبڑ کھابڑ تھا اور کار ہر چھوٹا بڑا ٹیلا چڑھ رہی اور ہر وادی کو عبور کر رہی تھی۔ میں جلد از جلد الیاٹن کے پاس پہونچ جانا چاہتا تھا اس کے باوجود میں نے سلیڈ کو رفتار بڑھانے پر مجبور نہ کیا۔ اوّل تو اس لئے کہ تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سلیڈ کو گولی مارنے کے لئے مناسب تھی اور دوم اس لئے کہ اگر وہ اچانک دم سے کار کو سڑک سے ہٹا کر کسی کھڈ میں ڈال دینے کی کوشش کرے تو میں آسانی سے دروازہ کھول کر باہر کود سکتا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنی بے گناہی کے ثبوت میں واویلا مچانا ترک کر دیا ہے" میں نے کہا۔

"میں کچھ بھی کہوں تم اس پر ظاہر ہے کہ یقین نہ کرو گے۔ پھر کیوں میں اپنا دماغ خالی کرنے لگا؟"

یہ بات اس نے مڑ کے کی کہی تھی۔

"تاہم میں چند باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ تمھیں کیسے پتہ چلا کہ میں گاتیر میں جیک کیس سے ملنے والا ہوں؟"

"جب تم نے کھلی لائن پر لندن کال کی تو تمھیں یہ سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ دوسرے بھی تمھاری بات سن رہے ہوں گے"

"تو تم نے سنا اور تم نے کناکن کو خبر کر دی"

اس نے اپنا سر ذرا سا گھمایا۔

"یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ کناکن نے نہیں سنا؟"

"نگاہیں سڑک پر رکھو" میں نے کڑک کر کہا۔

"ٹھیک ہے اسٹیورٹ" اس نے کہا "اب بچاؤ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں میں ساری باتوں کا اعتراف کیے لیتا ہوں۔ تمھارا شک صحیح ہے اور ابتدا سے صحیح ہے۔ یہ بات نہیں کہ میرے اس اعتراف سے تمھیں کوئی فائدہ ہوگا کیونکہ اس لینڈ سے باہر کبھی نہ جا سکو گے۔ کم سے کم زندہ نہ جا سکو گے۔ خیر۔ کس نے کون سی اذیتوں نے میرا بھانڈا پھوڑا؟"

"کالواددس نے" میں نے کہا۔

"کالواددس؟" اس نے دہرایا۔ وہ الجھ گیا تھا "اس کا کیا مطلب ہوا؟ کالواددس نے میرا بھانڈا پھوڑا؟"

"تم جانتے تھے کہ کنا کن کالوادوس پیتا ہے اور کوئی نہ جانتا تھا سوائے میرے"

"اوہ- د- ہ - تو اسی لئے تم نے ٹیگارٹ سے کنا کن کی شراب پینے کی عادت کے متعلق پوچھا تھا۔ میں بھی حیران تھا کہ یہ تم نے کیوں پوچھا" اس کے شانے جھک گئے اور وہ سوچ میں پڑ گیا "ایک بے حد معمولی سی بات اور راز فاش۔ ہر احتیاط برتنے کے بعد ——— برسوں تعلیم لینے اور مشق کرنے اور نیا روپ دھارنے کے بعد آدمی مطمئن ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب وہ محفوظ ہے" اس نے اپنا سر ہلایا "اور پھر ایک معمولی سی بات ——— مثلاً کالوادوس کی بوتل اور برسوں پہلے تم نے ایک آدمی کو پیتے دیکھا اور راز فاش۔ لیکن نہیں ——— میرے خیال میں یہی ایک بات نہ تھی۔ یقیناً نہ تھی۔ کیوں ؟"

"اس بات نے میرے دل میں شک پیدا کر کے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا بیشک ایک دوسری بات بھی تھی ——— لندھام۔ جو بے حد مناسب وقت پر بلکہ عین وقت پر بالکل ٹھیک جگہ موجود تھا لیکن یہ ایک اتفاق ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میرا شک اس وقت تک پوری طرح پختہ نہیں ہوا جب تک کہ تم نے فلپ کو میرے پیچھے ایبرجی میں نہ بھیجا۔ وہ تمہاری غلطی تھی۔ تمہیں کنا کن کو بھیجنا چاہیئے تھا"

"وہ ملا نہیں فوراً" سلیڈ نے زبان اور تالوے سے چٹخارے کی آواز پیدا کی "خود مجھے آنا چاہیئے تھا"

میں ہنسا۔

"تو پھر تم وہاں ہوتے جہاں فلپ پہونچ گیا ہے۔ تمہاری کوئی نیکی آڑے آگئی سلیڈ"

میں نے ونڈ اسکرین میں سے سامنے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھوں اور پیروں کی طرف دیکھنے کے لئے آگے کی طرف جھک گیا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں وہ مجھے باتوں میں

لگا کر کوئی چال تو نہیں کر رہا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ سلیڈ نامی کوئی آدمی تھا بھی؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔ ایک لڑکا تھا" اس نے کہا "جو ہمیں زمانۂ جنگ میں فن لینڈ میں ملا تھا اس وقت اس کی عمر پندرہ برس کی تھی۔ اس کے والدین انگریز تھے اور ہمارے طیاروں کی بمباری میں مارے گئے تھے۔ چنانچہ اس لڑکے کو ہم نے اپنی حفاظت میں لے لیا اور پھر اس کا بدل پیدا کر دیا — اور وہ میں ہوں"

"گورڈن کی طرح کا ہی معاملہ" میں نے کہا "مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ گورڈن کے بعد جو گڑبڑ مچی اور جیسا معائنہ کیا گیا اس میں تم بچ گئے"

"ہاں۔ بچ گیا" سلیڈ نے اعتراف کیا۔

"اس لڑکے سلیڈ کا کیا بنا؟"

"شاید سائبیریا بھیج دیا گیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوا"

"میرا بھی ایسا ہی خیال تھا لڑکے سلیڈ کو مار مور کر کسی گمنام قبر میں دفن کر دیا گیا ہوگا" میں نے کہا۔ "تمھارا نام کیا ہے؟ — میرا مطلب ہے حقیقی روسی نام"

وہ ہنسا۔

"یقین کرو۔ میں اپنا اصلی نام بھول گیا ہوں۔ میں اپنی عمر کے زیادہ تر حصے میں سلیڈ ہی رہا ہوں — اتنے عرصے سے کہ روس میں اپنی ابتدائی زندگی مجھے ایک خواب معلوم ہوتی ہے"

"تم نے مجھے بڑا احمق سمجھ رکھا ہے؟ کوئی اپنا اصلی نام نہیں بھولتا"

"میں اپنے آپ کو سلیڈ ہی سمجھتا ہوں" وہ بولا "چنانچہ بہتر ہوگا کہ ہم اسی پر اکتفا کریں"

اس کا ہاتھ وہیل کے نیچے والے خانے پر منڈلا رہا تھا۔

"۔۔۔ بہتر ہوگا کہ تم ڈرائیونگ پر ہی اکتفا کرو" میں نے کہا "کیونکہ اس خانے میں تمہیں ایک ہی چیز ملے گی بیماری اور رغوری موت"

چونکے بغیر اور ذرا بھی عجلت سے کام لئے بغیر اس نے اپنا ہاتھ خانے پر سے ہٹا کر اسٹیرنگ پر رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا ابتدائی خوف ختم ہوگیا تھا اور اس کی خود اعتمادی عود کر آئی تھی چنانچہ اب مجھے اس پر کڑی نظر رکھنی تھی۔

رکجاوک سے روانہ ہونے کے ایک گھنٹے بعد ہم نے جھیل تھنگوالان کا موڑ عبور کیا اور اب ہم کناکن کے مکان کی طرف جا رہے تھے۔ سلیڈ کی طرف ہی میں دیکھ رہا تھا چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ اس مکان سے بچ کر نکل جانا چاہتا تھا۔

"سلیڈ! کوئی چالاکی نہیں سمجھے۔ تم راستہ جانتے ہو" میں نے کہا۔

اس نے جلدی سے رفتار کم کر کے گاڑی بائیں طرف موڑ دی اور اب ہم اس راستے پر تھے جو اور بھی زیادہ خراب تھا۔ کناکن مجھے رات کے وقت اس طرف لایا تھا چنانچہ جہاں تک میں یاد کر سکا وہاں تک تو راستہ یہی تھا اور مکان موڑ سے کوئی پانچ میل دور تھا۔ اگر میری تین آنکھیں ہوتیں تو اچھا ہوتا کہ ایک کا رکے اوڈومیٹر پر رکھتا ایک سے باہر دیکھتا کہ کوئی جانی پہچانی نشانی نظر آتی ہے اور ایک سلیڈ پر لیکن ہر انسان کی طرح میری بھی دو آنکھیں ہیں اور مجھے دو سے ہی کام چلانا پڑ رہا تھا۔

دور پر میں نے وہ مکان دیکھ لیا یا کم سے کم وہ عمارت جو میرے خیال میں وہی رہا تھا کیونکہ پچھلی دفعہ مجھے یہاں رات کی تاریکی میں لایا گیا تھا۔ میں نے ایک بار پھر پستول کی نالی سلیڈ کی گدی پر رکھ دی۔

"تم گاڑی مکان کے قریب روکو گے نہیں بلکہ آگے بڑھا لے جاؤ گے" میں نے "اور جب تک میں روکنے کو نہ کہوں گا تب تک تم رفتار نہ کم کرو گے نہ زیادہ"

مکان تک جاتے ہوئے راستے کے قریب سے ہم گزرے تو میں نے کنکھیوں سے مکان کی طرف دیکھا۔ وہ راستے سے کوئی چار سو گز دور تھا اور اب مجھے یقین ہوگیا کہ یہی وہ مکان تھا جہاں مجھے لایا گیا تھا۔ اور جب میں نے منجمد لاوے کا وہ ابھار سامنے اور بائیں طرف بھی جہاں میری مڈبھیڑ جیک کیس سے ہوئی تھی' دیکھا تو میرا یقین پختہ ہوگیا۔ میں نے سلیڈ کے شانے پر تھپکی دی۔

"کچھ ہی دیر بعد بائیں طرف تمہیں ایک ہموار جگہ دکھائی دے گی جہاں راستہ بنانے کے لئے مزدوروں نے لاوا کھود کر ہٹا دیا ہے۔ بس گاڑی وہیں روک دینا"

میں نے دروازے پر لات رسید کر دی اور پھر زور سے چیخا۔ جیسے میرے پیر میں چوٹ لگی ہو۔ ایسا میں نے نہ صرف قصداً بلکہ سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت کیا تھا میں چاہتا تھا کہ پستول میں سے گولیاں نکال لینے کی آواز میری چیخ میں دب جائے اور سلیڈ اسے سن نہ سکے' اس طرح میں نہتا ہوگیا تھا اور سلیڈ کو میں اس سے بے خبر رکھنا چاہتا تھا۔ میں پستول کے دستے کی زبردست ضرب اس کی کھوپڑی پر لگانا چاہتا تھا اور بھرے ہوئے پستول سے ایسی ضرب لگانے سے اس کا امکان تھا کہ دھکے سے گولی چل کر خود میرے پیٹ میں اتر جاتی۔

سڑک کے کنارے اس نے کار روک لی اور اس سے پہلے کہ کار پوری طرح سے رکتی میں نے پستول کے دستے کی ضرب پوری قوت سے اس کے بائیں کان سے ذرا اوپر لگائی۔ اس کے منہ سے کراہ کی آواز نکلی اور وہ آگے کی طرف گرا۔ کار ایک سکنڈ کے لئے نہایت خطرناک طرز سے جھومی اور پھر ٹھہر گئی۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گولیوں کی پوری کلپ نکال کر پستول میں بھر دی اور پھر جھک کر سلیڈ کا معائنہ کیا۔ میں نے جیسی ضرب لگائی تھی وہ کسی کی بھی گردن توڑ دینے کے لئے کافی تھی۔ لیکن سلیڈ صرف بیہوش ہوا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ ڈھونگ تو

نہیں کر رہا ہے میں نے اس کا زخمی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبایا۔ سلیڈ نے ذرا بھی حرکت نہ کی۔

میرے خیال میں اسی وقت مجھے اس کا خاتمہ کر دینا چاہیئے تھا۔ وہ سارا علم اور معلومات جو پچھلے برسوں میں اس نے حاصل کی تھیں اس نے سلیڈ کو ڈپارٹمنٹ کے لیئے، ہمارے لیئے اور خود حکومت کے لیئے ایک زبردست خطرہ بنا دیا تھا۔ اور ڈپارٹمنٹ کے ایک رکن کے طور پہ یہ میرا فرض تھا کہ اس سارے علم اور معلومات کو ہمیشہ کے لیئے مٹا دیتا۔ لیکن اس وقت یہ میں نے نہ سوچا۔ سلیڈ کی مجھے بطور یرغمال کے ضرورت تھی کہ اس کے ذریعہ دوسرے یرغمالی کو چھڑا سکوں اور مردہ یرغمالوں کا تبادلہ کرنا حماقت تھی۔

ایک دفعہ مشہور ناول نویس ای۔ ایم۔ فارسٹر نے کہا تھا کہ اگر اسے اپنے وطن اور اپنے دوست سے غداری کرنے کے درمیان انتخاب کا حق دیا جائے تو وہ خدا سے دعا کرے گا کہ وہ اسے وطن سے غداری کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے اور الیاٹ میرے لیئے دوست سے بڑھ کر تھی۔ وہ میری زندگی تھی — اور اسے حاصل کرنے کے لیئے سلیڈ کو سپرد کرنا ضروری تھا تو بے شک میں اسے سپرد کر دوں گا۔

میں نے کار سے باہر آکر سامان کا صندوق کھولا۔ وہ ٹاٹ، جس میں رائفلیں لپٹی ہوئی تھیں، بیہوش سلیڈ کے ہاتھ اور پاؤں باندھنے کے کام میں آیا۔ پھر میں نے سلیڈ کو صندوق میں لٹا کر ڈھکن بند کر دیا۔

ریمنگٹن بندوق، جو میں نے فلیپ سے حاصل کی تھی، کار کے قریب ہی لاوے کے ایک شگاف میں چھپا دی اور ساتھ میں اس کے کارتوس بھی رکھ دیئے اور فلیٹ کی ہلکی رائفل اپنے شانے سے لٹکا کر مکان کی طرف چلا۔ ہو سکتا تھا بلکہ بہت ممکن تھا کہ مجھے اسکی ضرورت پڑ جاتی

(۲)

پچھلی دفعہ ایک تو اندھیرے میں اور پھر ایک قیدی کی طرح اس گھر میں لایا گیا تھا چنانچہ مکان کے گرد و پیش کے جغرافیے کا مطالعہ کا موقع ظاہر ہے کہ مجھے نہ ملا تھا۔ اب دن کی روشنی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ میں عجیب کہ مکان کے دروازے کے سو گز ادھر تک پہونچ سکتا تھا۔ زمین اونچی نیچی تھی؛ نہ تاریخ کے کسی دور میں آتش فشانی لاوے نے بہہ کر یہاں نہ صرف دندانے دار چوٹیاں بنادی تھیں بلکہ ان اونچی نیچی منجمد موجوں میں بے شمار شگاف اور دراڑیں بھی پیدا کردی تھیں۔ ہر ابھار اور ہر چوٹی پر اور ہر شگاف میں کائی کی دبیز تہہ تھی جو اس ویرانے کے بے گیاہ ویرانی کو سبزہ زار بنانے کی نہ صرف کوشش کر رہی تھی بلکہ اسے ایک حد تک جلا بھی بخش رہی تھی۔ راستہ دشوار تھا اور احتیاطاً میری رفتار بھی کم تھی چنانچہ آدھے گھنٹے بعد ہی میں مکان کے اتنے قریب پہونچ سکا جتنے قریب پہونچنے کی میں ہمت کرسکتا تھا۔

کائی کی نرم گدے جیسی تہہ پر اوندھے منہ لیٹ کر میں نے مکان کا معائنہ کیا۔ بیشک کمائن کا کھٹکا تھا کیونکہ اس کمرے کی ایک کھڑکی ٹوٹی ہوئی تھی جس میں مجھے بند کیا گیا تھا اور اس کھڑکی پر پردے نہ تھے جب میں یہاں سے بھاگا تھا تو یہ پردے سلگ رہے تھے۔

دروازے کے سامنے ایک کار کھڑی ہوئی تھی اور اس کے بونیٹ پر کی ہوا بھاپ بن کر اٹھ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انجن ابھی گرم تھا اور کوئی ابھی ابھی اس کار میں یہاں پہونچا تھا ہر چند کہ یہاں تک کا خود میرا سفر سست رہا تھا لیکن کنگن کا سفر زیادہ طویل تھا! — یعنی وہ کنفلانک سے یہاں آیا تھا چنانچہ میرا پتہ معلوم کرنے کے لئے ایبان پر جو بھی ظلم گزارنا چاہتا تھا اس کا آغاز اس نے نہ کیا تھا، ورنہ ایبان پر کچھ بھی کرنے سے پہلے شاید وہ سلیڈ کی آمد کا انتظار کرے گا۔ خدا کرے ایسا ہی ہوا ہو۔

کانی کی ایک کافی بڑی سل اٹھا کر فلیٹ کی رائفل کارتوسوں سمیت میں نے اس کے نیچے دبا دی۔ میں اسے احتیاطاً اپنے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ ویسے بھی وہ کار کے صندوق میں بیکار ہی پڑی رہتی اور مکان میں بھی بیکار ہی تھی البتہ اب وہ ایسی جگہ ضرور تھی کہ بوقت ضرورت میں بھاگ کر اسے حاصل کر سکتا تھا۔

میں اب پیچھے ہٹا اور رینگتا ہوا اس راستے پر پہنچ گیا جو مکان تک جاتا تھا اور پھر کھڑے ہو کر مکان کی طرف بڑھا۔ در اگر طبعی نہیں تو نفسیاتی طور پر ایسا عمل تھا جو میں نے پہلے کبھی سے نہ کیا تھا۔ میں اس شخص کی طرح محسوس کر رہا تھا جو پھانسی کے تختے کی طرف جا رہا ہو۔ میں کھلے بندوں مکان کے دروازے کی طرف جا رہا تھا اور دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اگر کوئی مجھے دیکھ رہا ہو تو اس پر تجسس غالب آ جائے اور یہ معلوم کرنے کے لئے گولی نہ چلائے کہ کیا وجہ تھی کہ میں یوں بے دھڑک دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

میں کار کے قریب پہنچ گیا اور یونہی، جیسے بے خیالی اور بے پروائی سے، اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر بونٹ پر رکھ دیا۔ میرا خیال غلط نہ تھا۔ انجن واقعی گرم تھا۔ ایک کھڑکی کے پیچھے ذرا سی حرکت نظر آئی چنانچہ میں آگے بڑھ گیا اور اب دروازے کے سامنے تھا۔ میں نے بٹن دبایا اور اندر کسی کمرے میں گھنٹی ٹن ٹنائی۔

چند ثانیوں تک کچھ بھی نہ ہوا اور پھر لاوے کی کنکریوں پر جوتوں کی آواز سنائی دی۔ میں نے کنکھیوں سے دیکھا تو مکان کے بائیں کونے کی طرف سے نکل کر ایک آدمی میری طرف آ رہا تھا۔ میں نے دائیں طرف دیکھا۔ اس طرف دوسرا آدمی تھا دونوں میری طرف آ رہے تھے میں ان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور گھنٹی کا بٹن پھر دبایا۔ اس دفعہ دروازہ کھلا اور کناکن میرے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"میں پروڈینشیل کمپنی سے آیا ہوں" میں نے بڑی بشاشت سے کہا "تمہارے بیمے کا کیا حال ہے واسلوف؟"

دسواں باب

(۱)

کنا کن غیر جذباتی چہرہ لئے میری طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے پستول کی نالی میرے دل کی طرف تھی۔

"کیوں نہ اسی وقت میں تمھارا خاتمہ کر دوں" اس نے کہا۔

"اسی کے متعلق تو میں تم سے بات کرنے آیا ہوں" میں نے کہا "اور اگر تم نے میرا خاتمہ کر دیا تو یہ بہت بُرا ہوگا۔" میں نے اپنے عقب میں پیروں کی چاپ سنی۔ وہ دونوں آدمی جو میرے دائیں بائیں تھے، شکار کی طرف بڑھ رہے تھے

"تم یہ معلوم کرنا نہیں چاہتے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟" میں نے کہا "کیوں میں نے یوں بے دھڑک آ کر گھنٹی بجائی؟"

"بے شک یہ حرکت مجھے عجیب معلوم ہوئی تھی" کنا کن نے کہا "تمھاری تلاشی لی جائے تو تمھیں بُرا تو نہ معلوم ہوگا؟"

"بالکل بھی نہیں"

اور فوراً ہی بھاری ہاتھ میرے بدن پہ رینگنے لگے۔ سلیڈ کا پستول اور کارتوس انھوں نے اپنے قبضے میں کر لیے۔

"کنا کن! یار مجھے یوں باہر کھڑے رکھنا تو سراسر بداخلاقی اور اصول میزبانی کے خلاف ہے" میں نے کہا "پڑوسی کیا سوچیں گے۔"

"یہاں دور دور تک میرا کوئی پڑوسی نہیں ہے" کنا کن نے کہا اور اب اس کے لہجے سے الجھن اور حیرت کے آثار عیاں تھے "تم بے حد پرسکون ہو اسٹیورٹ۔ شاید تمھارا دماغ چل گیا ہے۔ بہر حال اندر آ جاؤ۔"

"یہاں میں اپنی ٹانگوں سے چل کر آیا ہوں" میں نے کہا "اور اسی سے تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ تمہارے بیتے پر مارنے کے لئے میرے پاس حکم کا یکہ ہوگا۔ الیان تمہارے قبضے میں ہے تو سلیڈ میرے قبضے میں ہے۔ بس ہاتھ دے، اس ہاتھ لے والا معاملہ ہے۔" اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور میں نے کہا "لیکن میں بولا ہے تم سلیڈ نامی کسی شخص کو جانتے ہی نہیں یہ خود تم نے مجھے بتایا تھا اور یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ واسلوف دکتر دیچ کناکن ایک شریف اور راستباز آدمی ہے جو جھوٹ کا سہارا کبھی نہیں لیتا۔"

"اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ میں اس سلیڈ کو جانتا ہوں تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ تمہارے قبضے میں ہے؟ صرف تمہارا یہ کہہ دینا؟"

میں نے اپنا ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور ٹھٹھک گیا۔ کناکن کی پستول کی نالی فوراً میری طرف اٹھ گئی تھی۔

"گھبراؤ نہیں" میں نے کہا "میں ثبوت نکال رہا ہوں"

اس کے پستول کی جنبش کو اجازت سمجھ کر میں نے سلیڈ کا پاسپورٹ نکال کر اس کی طرف پھینک دیا۔

اس نے جھک کر پاسپورٹ اٹھایا اور ایک ہاتھ سے اسے کھولا۔ اس نے غور سے اس میں چپکا ہوا فوٹو دیکھا اور ایک جھٹکے سے پاسپورٹ بند کر دیا۔

"یہ پاسپورٹ سلیڈ کے نام سے بنایا گیا ہے" وہ بولا "لیکن یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ آدمی تمہارے قبضے میں ہے۔ پاسپورٹ کا قبضے میں ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ خود میرے پاس بہت سے ناموں کے پاسپورٹ ہیں۔ بہر حال میں کسی سلیڈ کو نہیں جانتا۔ اس نام کا میرے لئے کوئی مطلب نہیں ہے"

میں نے ایک قہقہہ لگایا۔

"ایک ہی بات کی دم پکڑے رہنا تمھاری فطرت کے بالکل خلاف ہے کناکن۔ میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ کوئی دو گھنٹے پہلے تم نے رکجاوک میں ہوٹل بورگ میں ایک ناموجود آدمی سے گفتگو کی تھی۔ تم نے جو کچھ کہا تھا وہ یوں تھا اور اس نے جو کہا تھا وہ یوں تھا" اور میں نے ان دونوں کی بات چیت جو فون پر ہوئی تھی لفظ بہ لفظ دہرادی "لیکن بے ترک سلیڈ کی بات چیت کے متعلق میرا کہنا غلط ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا تو سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔"

کناکن کے چہرے کے پٹھے تن گئے۔

"تمھیں خطرناک معلومات حاصل ہیں اسٹیونسن!"

"اس سے بھی زیادہ خطرناک چیز میرے پاس ہے۔ سلیڈ — جب وہ تم سے فون پر بات کر رہا تھا تو اس وقت بھی وہ میرے قبضے میں تھا میرے پستول کی نالی اس کی موٹی گردن میں دفن تھی۔"

"اور اس وقت وہ کہاں ہے؟"

"خدا کے واسطے واسلوف۔ یہ تم الیاج جیسے بیوقوف نہیں ہو بلکہ مجھ سے بات کر رہے ہو یہ سمجھ لو"

اس نے شانے اچکائے۔

"بہر حال کوشش تو کرنی چاہیے۔"

میں مسکرایا۔

"ایک بات بتائے دیتا ہوں واسلوف اگر تم نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی تو جب تک تم اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گے تب تک وہ قصۂ پارینہ ہو چکا ہوگا۔ ...

بن چکا ہوگا۔ یہ حکم ہے"

کنا کن نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔۔ وہ سوچ رہا تھا۔

"حکم؟ —— حکم جو تمھیں ملا ہے یا حکم جو تم نے دیا ہے۔

اولوالعزمی سے جیبوٹ بولنے کے لئے میں آگے کی طرف جھک گیا۔

"بہتر ہوگا کہ اس معاملے میں تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ یہ حکم ہے جو میں نے دیا ہے۔ اگر تم یا ہر وہ شخص جس کے جسم کی بو تمھارے جسم کی بو جیسی ہوئی سلیڈ کے قریب بھی پہنچا تو سلیڈ مر جائے گا۔ یہ حکم ہے جو میں نے دیا ہے اور یقیناً اس کی تعمیل ہوگی"

بہر حال اس کے دماغ نے یہ بات مجھے بتا دی تھی کہ احکامات مجھے دیے گئے ہیں۔ دنیا میں صرف ایک آدمی مجھے حکم دے سکتا تھا —— ٹیگارٹ۔ لہٰذا اگر اس نے ایسا کوئی حکم دیا ہوتا تو پھر جہاں تک سلیڈ کا تعلق ہے یہ بازی میرے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ اگر کنا کن کو ایک منٹ کے لئے بھی یقین ہو جائے کہ سلیڈ کا راز فاش ہو گیا ہے تو پھر وہ فوراً مجھے اور الیان کو ٹھکانے لگا کر یہاں سے بھاگ کر پیدھا دوسرا ہی دم لے گا۔۔

اپنے جھوٹ کو اندرونی مضبوط کرنے کی غرض سے میں نے کہا:۔

"ڈپارٹمنٹ نے اگر مجھے پکڑ لیا تو شاید اپنی خود مختاری کی سزا مجھے دی جائے گی۔ لیکن یہ بعد کی بات ہے۔ تب تک تو میرا ہی حکم قائم ہے اور اسی پر عمل ہوگا۔ اگر تم اس کے قریب گئے تو سلیڈ کے جسم میں گولی اتر جائے گی"

کنا کن مسکرایا

"اور سلیڈ کے جسم میں یہ گولی کون اتارے گا؟ تم نے کہا ہے کہ تم ہیگارٹ سے الگ ہو کر خود مختاری سے کام کر رہے ہو اور یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تم اکیلے ہو۔"

میں نے کہا "واسلوف! آئرش لینڈ کے باشندوں کو تم کم نہ سمجھو۔ ان لوگوں کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں اور یہاں میرے بہت سے دوست ہیں اور الیاآن کے بھی۔ اور ان کے ملک میں تم جو کر رہے ہو وہ انھیں پسند نہیں اور یہ تو بالکل بھی پسند نہیں کہ ان کے یہاں کی ایک لڑکی کو تم نے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔" میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اور پھیل کر بیٹھ گیا۔

"واسلوف! اس بات کو یوں سمجھو۔ آئرلینڈ بہت بڑا ملک ہے۔ لیکن آبادی بہت کم ہے۔ چنانچہ یہاں ہر ایک نہ صرف ہر ایک کو جانتا ہے بلکہ اگر شجرے کا خیال کیا جائے تو ہر ایک ہر ایک کا عزیز ہے۔ اور آئرش لینڈ کے باشندے شجرے کے معاملے میں بڑے کٹر قسم کے لوگ ہیں۔ جاپانی اسکاٹ اور آئرش لینڈیوں کے علاوہ دنیا میں اور کوئی قوم اپنی نسبیات سے متعلق اتنی متعصب نہیں ہے۔ چنانچہ الیاآن کی فکر ہر ایک کو ہے۔ یہ نہ تو بڑی قوم ہے اور نہ ہی یہاں ان شہروں کا سا حال ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ الیاآن کو پکڑ کر تم نے اپنے آپ کو پوری طرح سے ظاہر کر دیا ہے۔"

اس نے میرے چہرے پر اپنی نظریں گاڑ دیں اور پھر کہا:-

"یہ بات تو صاف ہے کہ تم نے آئرش لینڈ کے قانون کو خبر نہیں کی۔ اگر کی ہوتی تو اس وقت پولیس میرے دروازے پر ہوتی۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا" میں نے جواب دیا "بے شک میں نے پولیس کو خبر نہیں کی اور ایک خاص وجہ سے۔ اول تو اس لئے کہ اس سے عالمی ہنگامہ

بچ جاتا جو بُرا ہوتا۔ اور دوم اس لیے کہ ـــــ اور یہ زیادہ اہم ہے ـــــ
پولیس زیادہ سے زیادہ یہ کرتی کہ سلیڈ کو گرفتار کر لیتی۔ لیکن میرے دوست
زیادہ سخت دل اور اکھڑ دماغ ہیں۔ وہ بلا جھجک سلیڈ کو گولی مار دیں گے"
میں نے آگے جھک کر کنا کن کے گھٹنے پر اپنی انگلی ماری "اور پھر وہ تمھیں
پولیس کے پاس پہنچا دیں گے اور پھر تم اپنے آپ کو یونیفارموں اور سیاستدانوں
میں گھرا پاؤ گے" میں سیدھا ہو بیٹھا" میں لڑکی کو اپنے سامنے چاہتا ہوں۔
اور اسی وقت"
"تم صاف بات کر رہے ہو" اس نے کہا،" شروع سے ہی یہ تمھاری عادت
رہی ہے" اور پھر اس کی آواز کانپ کر سرگوشی میں تبدیل ہو گئی "اس
وقت جب تم نے مجھے دھوکا دیا"
"کناکن! اب تمھارے لیے انتخاب و اختیار کا سوال نہیں رہ گیا"
میں نے کہا "تمھاری چیخم کی حالت کو ختم کرنے کے لیے میں ایک بات اور
بتا دوں۔ یہاں مہلت کا بھی معاملہ ہے۔ اگر تین گھنٹوں کے اندر اندر الیان
نے خود اپنی زبان سے کوئی پیغام نہ بھیجا تو سلیڈ کا وہی حشر ہوگا جو میں
کہہ چکا ہوں"
کناکن کے بشرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے آپ سے بحث کر رہا تھا
اسے ایک فیصلہ کرنا تھا اور دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ اسکے
لئے یہ بجید آزمائشی گھڑی تھی۔ اس نے کہا:۔
"تمھارے یہ آئش لینڈی دوست ـــــ کیا وہ جانتے ہیں کہ سلیڈ کون ہے؟
"یعنی یہ کہ وہ روسی خفیہ محکمۂ جاسوسی سے تعلق رکھتا ہے؟" میں نے کہا" یا یہ
کہ برطانوی جاسوس ہے؟" میں نے نفی میں سر ہلایا" وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ

وہ الیان کے لئے یرغمال ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ان سے اور کچھ نہیں کہا۔ وہ بھتیں لیڈروں کا ایک عظیم گروہ سمجھتے ہیں اور خدا کی قسم ان کا یہ خیال غلط بھی نہیں ہے۔"

اس بات نے اسے گرفت میں لے لیا۔ اس نے سمجھا کہ یہ بات صرف میں اور الیان جانتے تھے کہ سلیڈ ڈبل ایجنٹ تھا اور حقیقت بھی یہی تھی۔۔ یعنی یہ میں نے غلط نہ کہا تھا کیونکہ آلس لینڈی دوست میرے دماغ کی اختراع تھے لیکن یہ بھی صرف میں جانتا تھا چنانچہ اب سودا کنا کن سے کرنا تھا۔ اب اس کے سامنے ایک زبردست مسئلہ تھا۔ ایک بے حد معمولی اور غیر اہم لڑکی کی خاطر سلیڈ کو قربان کر دینا۔ اس سلیڈ کو جسے بڑی کوششوں اور قربانیوں کے بعد برطانوی محکمۂ جاسوسی کے عین قلب میں پہونچایا گیا تھا۔ الیان کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد بھی اس کی حالت اتنی ہی بری رہی جتنی کہ اس سے پہلے تھی اور اس وقت اس کا کائیاں دماغ مجھے دھوکا دینے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔

اس نے ایک لمبا سانس لیا۔

"کم سے کم تم لڑکی سے مل تو سکتے ہو" اس نے کہا اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ فوراً کمرے سے باہر چلا گیا۔

"واسلوف! یہ معاملہ تو بہرحال تم نے بگاڑ دیا ہے۔ میرے خیال میں بیکارنت یا بیکایانت اس سے خوش نہ ہوگا۔ اس دفعہ اگر پھانسی نہیں تو سائبیریا تمھیں ضرور ڈھکیل دیا جائے گا۔۔۔ اور یہ سب محض سلیڈ کی وجہ سے۔ بڑی مضحکہ خیز بات ہے یہ تو۔ ہے نا؛ تم نے چار برس اشخاباد میں گزارے۔ اور وہ بھی سلیڈ کی وجہ سے۔ اور اب کس بات سے امید لگائے بیٹھے ہو تم؟

کنا کن کی آنکھوں میں کرب تھا۔

"یہ سچ ہے۔ جو — تم نے سلیڈ اور سویڈن کے متعلق کہا تھا؟"

"ہاں ورسلوف" میں نے جواب دیا "وہ سلیڈ ہی تھا جس نے تمھارے پیروں تلے کی زمین کاٹ دی تھی"

اس نے اضطراب سے سر ہلایا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی" اس نے کہا "تم نے کہا ہے کہ لڑکی کے عوض تم سلیڈ کا سودا کرنے کے لئے تیار ہو۔ تمھارے ڈپارٹمنٹ کا رکن ایسا کیوں کرنے لگا؟"

"خدا کی قسم ورسلوف تم نے میری بات سنی نہیں۔ میں ڈپارٹمنٹ کا رکن نہیں ہوں۔ چار سال ہوئے میں الگ ہو چکا ہوں"

چند ثانیوں تک وہ سوچتا رہا۔

"پھر بھی — تمھاری وفاداری کو کیا ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"میرا ذاتی معاملہ میری وفاداری ہے" میں نے تلخی سے کہا۔

"اسے عورت! تو ہماری کمزوری ہے" کنا کن نے میرا مذاق اڑایا۔

"بہرحال کمزوری کے اس مرض سے میں نجات حاصل کر چکا ہوں — اور میرے ڈاکٹر تم ہو"

"اب تم وہی راگ الاپ رہے ہو" میں نے کہا "اگر تم گرنے کے بعد اچھے نہ ہوتے تو بڑے عمدہ طریقے سے تمھیں ٹھکانے لگا دیا جاتا"

دروازہ کھلا اور الیان، اس آدمی کے ساتھ، کمرے میں آ گئی۔

میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کنا کن کا پستول دھمکی آمیز انداز میں ہلتے دیکھ کر بیٹھ گیا۔

"ہیلو الیان۔ معاف کرنا میں تمہارے استقبال کو اٹھ نہیں سکتا"

اس کا رنگ فق تھا۔ مجھ پر نظریں پڑیں تو اس کا رنگ اور بھی فق

"تم بھی!" اس نے کہا۔

"میں اپنی مرضی سے یہاں آیا ہوں" میں نے کہا "ٹھیک تو ہو تم؟ ان لوگوں نے تمھیں کوئی تکلیف تو نہیں دی؟"

"ضرورت سے زیادہ نہیں" اس نے کہا "پشت پر بازو مروڑنا وغیرہ"

اس نے دوسرا ہاتھ اپنے زخمی شانے پر رکھ دیا۔ میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"میں تمھیں لینے آیا ہوں۔ ہم جلد ہی یہاں سے جا رہے ہیں۔"

"یہ تمھارا خیال ہے" کناکن نے کہا "کس طرح جاؤ گے تم یہاں سے؟"

"جس طرح لوگ گھر سے باہر جاتے ہیں — سامنے والے دروازے سے"

"بہت خوب" کناکن مسکرایا "اور سلیڈ کا کیا؟"

"اسے صحیح سلامت تمھارے سپرد کر دیا جائے گا"

"میرے پیارے الین! کچھ ہی دیر پہلے تم نے مجھے بیوقوف کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ لیکن اب میں کہتا ہوں کہ تم خود احمق ہو کہ مجھے گدھا سمجھ رہے ہو۔ تبادلے کے لئے اس سے بہتر ترکیب تمھیں سوچنی پڑے گی"

"میں جانتا تھا کہ تم یوں آسانی سے یہ بات قبول نہ کرو گے" میں مسکرایا "لیکن جیسا کہ تم نے کہا تھا کوشش کرنی چاہیئے۔ بے شک ہم کوئی ایسی ترکیب سوچ سکتے ہیں جو ہم دونوں کے لئے قابلِ قبول ہو"

"مثلاً ؟"

"میں نے اپنی ٹھوڑی رگڑ دی۔

"مثلاً یہ کہ الیان کو بھیج دیا جائے۔ وہ ہمارے دوستوں سے رابطہ قائم کرکے سلیڈ کے تبادلے کا انتظام کرے گی۔ یہ انتظام فون کے ذریعہ بھی کیا جا سکتا ہے"

"بات منطقی ہے" کناکن بولا "لیکن مناسب نہیں ـــ یعنی سودا برابر کا نہیں ہے۔ ایک کے عوض دو دلین؟"

"افسوس اس بات کا ہے کہ تم سلیڈ سے پوچھ نہیں سکتے کہ سودا مناسب ہے یا نہیں؟"

"تمھاری بات مناسب ہے" اس نے کرسی میں بے چینی سے پہلو بدلا "تم کہتے ہو کہ سلیڈ کو صحیح سلامت میرے پاس پہونچا دیا جائے گا"

میں معذرت خواہ انداز میں مسکرایا۔

"ار ـــ سلامت تو ہے لیکن جہاں تک صحیح کا تعلق ہے وہ پوری طرح سے صحیح نہیں ہے۔ اس کے بدن کے ایک سوراخ میں سے خون رس رہا ہے لیکن یہ زخم معمولی ہے اور مہلک نہیں ہے۔ اور شاید اس کے سر میں درد بھی ہوگا۔ لیکن اس کی تمھیں کیا پروا؟"

"واقعی مجھے کیا پروا؟" کناکن اٹھ کھڑا ہوا "میرے خیال میں اس سلسلے میں میں تم سے متفق ہو سکتا ہوں لیکن پہلے میں ذرا غور کرنا چاہتا ہوں"

"لیکن زیادہ دیر تک نہیں" میں نے اسے خبردار کیا "تین گھنٹوں کی مہلت تو تم بھولے نہ ہو گے"

الیان نے کہا "تم نے واقعی سلیڈ کو پکڑ لیا ہے؟"

میں نے اس کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے ایک پیغام دینے کی کوشش کی کہ وہ معاملہ گڑ بڑ نہ کر دے۔

"ہاں۔ ہمارے دوست۔ یہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور وہ والتیر کے چارج میں ہے"

"والتیر!" الیان نے سر ہلایا "دیو آدمی ہے وہ اور رستم کو بھی دبوچ سکتا ہے"

میں نے ایک بار کتاکن کی طرف دیکھا۔ الیان کی عقلمندی سے مجھے جو اطمینان نصیب ہوا تھا اس کا اظہار میں نے اپنے چہرے سے نہ ہونے دیا

"جلدی کرو داسلوف!" میں نے کہا "وقت کسی کے روکے نہیں رک سکتا" اور اس نے فوراً فیصلہ کر لیا۔

"بہت اچھا۔ ایسا ہی ہوگا جیسا تم کہتے ہو" اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا "میں بھی وقت مقرر کر رہا ہوں۔ اگر دو گھنٹوں میں فون نہ آیا تو تم مرجاؤ گے پھر سلیڈ کے ساتھ کچھ بھی ہو" وہ الیان کی طرف گھوم گیا "اور یہ تم بھی یاد رکھو الیان رگنار سود تیر"

"ایک بات اور" میں نے کہا "اس سے پہلے کہ الیان یہاں سے جائے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"

"اچھا!"

"میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ والتیر کہاں ہے۔ تم جانو یہ وہ جانتی ہی نہیں۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ اسے تم میرے سامنے بتاؤ گے۔

میں نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

"واسلوف! تم واقعی گدھے ہو لیکن میں ایسا گدھا نہیں۔ تمھاری موجودگی میں الیان کو پتہ بتانے کا مطلب ہوا کہ اس طرح تم خود بھی معلوم کر لوگے کہ سلیڈ کہاں ہے اور پھر کیا پتہ اسے حاصل کرنے کے لئے تمھیں جوش آجائے اور پھر میرا کیا حال ہوگا؟" میں آہستہ آہستہ اٹھا "میں یا تو تنہائی میں الیان سے بات کروں گا یا نہیں کروں گا۔ یہ میری ایک اور شرط ہے لیکن خود تم سمجھ سکتے ہو کہ مجھے بھی اپنی جان عزیز ہے۔"

"ٹھیک ہے" اس نے پستول سے اشارہ کیا "اس کونے میں جا کر بات کرلو لیکن میں یہیں موجود رہوں گا"

"منظور ہے۔"

ددریں نے سر ہلایا۔ چنانچہ میں اور الیان کمرے کے انتہائی کونے میں اس طرح جا کھڑے ہوئے کہ میری پشت کنا کن کی طرف تھی کیونکہ میں جانتا تھا ہونٹوں کی جنبش دیکھ کر ہی دنیا کی مختلف چھ زبانوں کو سمجھ لینا کنا کن کی ایک معمولی خصوصیت تھی۔

الیان نے سرگوشی میں پوچھا "سچ مچ سلیڈ تمھارے قبضے میں ہے؟"

"ہاں لیکن دالیتر اور کوئی بھی اس کے متعلق نہیں جانتا۔ میں نے کنا کن سے ایک قابلِ قبول لیکن جھوٹی کہانی کہی تھی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ سلیڈ میرے قبضے میں ہے"

اس نے اپنا ایک ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا۔

"انھوں نے یوں اچانک مجھے پکڑ لیا کہ میں کچھ کر نہ سکی۔ سہم گئی بالکل"

"اس بات کو چھوڑو اب" میں نے کہا "تم یہاں سے جا رہی ہو۔ لیکن یہ تم اس طرح کروگی۔ تم....."

"لیکن تم یہیں رہو گے ریلن" اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔

"اگر تم نے ایسا ہی کیا جیسا میں کہتا ہوں تو میں زیادہ دیر تک یہاں نہ رہوں گا۔ غور سے سنو۔ تم یہاں سے نکل کر سڑک تک جاؤ گی اور پھر بائیں طرف گھوم جانا۔ آدھا میل چلنے کے بعد تم ایک بڑی سی امریکن کار تک پہونچ جاؤ گی۔ وہاں تم کچھ بھی کرو کار کے سامان کا صندوق نہ کھولنا۔ بس اس میں سوار ہو کر اسے دوزخی چمگادڑ کی سی رفتار سے بھگا کر کفلاوک پہونچ جانا۔ سمجھ گئیں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہاں پہونچ کر مجھے کیا کرنا ہے؟"

"لی نارڈ نگر سے ملنا اور سی۔ آئی۔ اے۔ ایجنٹ سے ملنے کے لئے طوفان اٹھا دینا۔ لی اور ہر ایک ایسے کسی جانور کے وجود سے انکار کریں گے لیکن اگر تم اپنی ضد پر قائم رہیں تو وہ ایک ایجنٹ پیدا کر لیں گے۔ تم لی سے یہ کہہ سکتی ہو کہ یہ اس برفی بھیڑیے کے متعلق ہے جو اس نے ٹیسٹ کیا تھا۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ پھر سی آئی اے کے آدمی کو پوری کہانی سنا دینے کے بعد اسے کار کے سامان کا صندوق کھولنے کو کہنا" میں مسکرایا "لیکن اسے صندوق یا بوٹ نہ کہنا کیونکہ وہ سمجھے گا نہیں بلکہ ٹرنک کہنا"

"اچھا تو اس میں کیا ہے؟"

"سلیڈ" اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تو وہ یہاں ہے! اس عمارت کے باہر!"

"وقت بہت کم تھا چنانچہ اس کے علاوہ میں کر بھی کیا سکتا تھا؟" میں نے کہا۔

"لیکن تمہارا کیا؟"

"سی۔ آئی۔ اے کے آدمی سے فون کروا دینا۔ یہاں سے نکلنے کے بعد تمہارے پاس صرف دو گھنٹے کا وقت ہوگا۔ چنانچہ تمہیں بڑی عجلت اور ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ اگر تم مقررہ وقت میں سی۔ آئی۔ اے۔ کے آدمی سے فون نہ کروا سکو تو خود تم فون کر دینا اور کنا کن کو کوئی کہانی سنا دینا۔ کسی جگہ کا پتہ دے کر ملاقات کا وقت مقرر کرنا کہ وہاں سلیڈ کا اور میرا تبادلہ کیا جائے گا۔ بے شک یہ جھوٹ ہوگا۔ لیکن اس طرح مجھے کچھ کرنے کے لئے وقت مل جائے گا"

"لیکن اگر امریکیوں نے میرا یقین نہ کیا تو؟"

"ان سے کہنا کہ تم فلیٹ اور میکارتھی کے متعلق جانتی ہو۔ ان سے کہنا کہ یہ کہانی تم مقامی اخبارات میں شائع کروا دو گی۔ تمہاری اس دھمکی کا کچھ نہ کچھ اثر تو ہوگا ہی۔ اور ہاں — ان سے یہ بھی کہنا کہ تمہارے دوست جانتے ہیں کہ اس وقت تم کہاں ہو۔ اس کا ردعمل ضرور ہوگا"

میں سارے امکانات کی ناکا بندی کر رہا تھا۔

میری ہدایتیں ذہن نشین کرنے کے لئے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جب اس نے آنکھیں دوبارہ کھولیں تو کہا

"سلیڈ زندہ ہے؟"

"بے شک یہ بات تو میں نے کنا کن سے سچ کہی تھی۔ ذرا نقصان پہنچ گیا ہے اسے لیکن زندہ ہے"

اس نے کہا "میں سوچ رہی تھی کہ سی۔ آئی۔ اے والے مجھ سے زیادہ سلیڈ کی بات کا یقین کریں گے بلکہ سلیڈ ان آدمیوں کو جانتا بھی ہوگا۔"

"اور یہ میں بھی جانتا ہوں" میں نے کہا "لیکن یہ خطرہ ہمیں بہر حال مول لینا ہے۔ اسی لئے سلیڈ کو ظاہر کرنے سے پہلے خود تمھیں پوری کہانی سنا دینی ہے۔ پہلے اپنا پتا پھینکو؛ دراگر تم نے صحیح پتا پھینکا تو وہ وہ سلیڈ کو چھوڑیں گے نہیں

الیان مطمئن نہ تھی اور سچ تو یہ ہے کہ میں بھی مطمئن نہ تھا لیکن اور ہم کر بھی کیا سکتے تھے۔

"الیان! تمھیں بے حد تیزی کا ثبوت دینا ہے" میں نے کہا "لیکن ایسی تیزی بھی نہ دکھانا کہ تمھاری کار کا حادثہ ہو جائے" اس کی ٹھوڑی کے نیچے اپنی انگلی رکھ کر میں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا "فکر مت کرو جان سب ٹھیک ہو جائے گا"

اس نے آنکھیں پٹ پٹائیں۔

"ایک بات تمھیں بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں۔ وہ پستول، جو تم نے مجھے دیا تھا، اب بھی میرے پاس ہے"

اب آنکھیں پٹ پٹانے کی میری باری تھی۔

"کیا؟"

"ان لوگوں نے میری تلاشی نہیں لی۔ پستول میرے لباس کے اندر شانے سے لٹک رہا ہے"

میں نے اس کی طرف غور سے دیکھا اس کا لباس، جسے "انوک" کہتے ہیں، بے حد ڈھیلا تھا اور پستول کو پوری طرح چھپائے ہوئے تھا۔ یعنی اس پر پستول کا ابھار دکھائی نہ دے رہا تھا۔ یہ بات خلاف قیاس تھی کہ ایک آئس لینڈی لڑکی پستول سے مسلح ہوگی اس کے باوجود اس کی تلاشی نہ لینا حماقت تھی

اور کنا کن اپنے ساتھیوں کی موٹی عقل کا رونا رو رہا تھا تو یہ سچ تھا۔

الیان نے کہا "میں پستول تمھیں دے دوں؟"

"نہیں" میں نے تاسعت سے کہا کنا کن میرے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور عقاب کی طرح ہمیں دیکھ رہا تھا اور اسمتھ اینڈ ویسن کا پوائنٹ تھرٹی ایٹ کا پستول کوئی ایسی چیز نہیں کہ اسے تاش کے پتے کی طرح ہتھیلی میں رکھ کر چپکے سے کسی کو دے دیا جائے "اسے تم اپنے پاس ہی رکھو۔ کیا پتہ تمھیں اس کی ضرورت پڑ جائے۔"

اس کے سڈول شانے پر ہاتھ رکھ کر میں نے اسے اپنے قریب کھینچ لیا میرے ہونٹوں تلے اس کے ہونٹ سخت، خشک اور سرد تھے اور وہ ذرا سی کانپ گئی۔ اس کے ہونٹوں پر سے اپنے ہونٹ اٹھا کر میں نے کہا:

"اب تم جاؤ"

اور پھر میں کنا کن کی طرف گھوم گیا۔

"بے حد رقت انگیز" وہ بولا۔

"ایک بات ہے" میں نے کہا "تم نے جو مہلت دی ہے وہ بہت کم ہے۔ دو گھنٹے کا وقت کافی نہیں ہے"

"اس کے باوجود اس سے کام چلانا پڑے گا" اس نے سختی سے کہا "ذرا خیال تو کرو سلوٹ۔ اسے رکجاوک سے کار نے کر جانا ہے۔ دن ڈھل رہا ہے اور جب الیان رکجاوک پہنچے گی تو پانچ بج رہے ہونگے اور یہ بھیڑ کا وقت ہوتا ہے۔ جب لوگ گھروں کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ محض ٹریفک جام کی وجہ سے تم سلیڈ کو گنوانا تو پسند نہ کرو گے!"

"یہ تم سلیڈ کے نہیں بلکہ اپنے متعلق سوچ رہے ہو" وہ بولا "تم اپنی

کھوپڑی میں اس پستول کی گولی کو تصور کرتے ہوئے
"چلو یونہی سہی۔ خود تم بھی تو سلیڈ کے متعلق سوچو۔ اگر میں مر گیا تو سلیڈ بھی زندہ نہ رہے گا"
اس نے سر ہلایا۔
"اچھا تین گھنٹے۔ اس سے ایک سکنڈ زیادہ نہیں" وہ بولا۔
کناکن منطقی آدمی تھا اور مناسب اور قابل قبول بات فوراً منظور کر لیتا تھا۔ انیان کے لئے میں نے مزید ایک گھنٹے کا وقت حاصل کر لیا تھا۔ اگر اب بھی وہ کفارڈک کے چوٹی کے آدمی کو یقین نہ دلا سکی تو پھر یہ میری قسمت کا پھیر ہو گا۔
"الیان اکیلی جائے گی" میں نے کہا "کوئی اس کا پیچھا نہ کرے گا"
"یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی"
"تو پھر اسے ٹیلیفون نمبر دے دو جس پر اسے فون کرنا ہے۔ اگر وہ نمبر لئے بغیر چلی جائے گی تو پھر سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا"
کناکن نے ایک نوٹ بک نکال کر ایک صفحے پر نمبر لکھا، صفحہ پھاڑ کر الیان کو دیا اور کہا:۔
"خیال رہے کوئی چالاکی نہیں۔ خصوصاً پولیس کو خبر کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر یہاں زیادہ اجنبی چہرے نظر آئے تو تمہارا محبوب مارا جائے گا"
"جانتی ہوں" اس نے سراسر سپاٹ آواز میں کہا "میں کوئی چالاکی نہ کرونگی"
اس نے میری طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں کوئی خاص بات تھی جس نے میرا دل الٹ دیا اور پھر کناکن نے اسے بازو سے پکڑ کر دروازے

تک پہونچا دیا۔ ایک منٹ بعد ہی میں اسے کھڑکی سے سڑک کی طرف جاتے دیکھ رہا تھا۔

کن کن واپس آگیا۔

"اب ہم تمھیں کسی محفوظ جگہ رکھے دیتے ہیں" اس نے کہا۔

اور اس آدمی کی طرف دیکھ کر سر ہلایا جو میری طرف پستول تانے کھڑا تھا۔ مجھے اوپری منزل پر لے جایا گیا اور ایک خالی کمرے میں پہونچا دیا گیا کن کن نے ننگی دیواروں کی طرف دیکھ کر ذرا سی سے سر ہلایا۔

"قرون وسطیٰ کے لوگ ایسے کام بڑی عمدگی سے کرتے تھے" وہ بولا۔ اس وقت میں ہلکی پھلکی بات چیت کے موڈ میں نہ تھا۔ تاہم میں نے اس کے ساتھ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ ایک خیال مجھے آیا تھا۔ یعنی اسے سلیڈ کی کوئی فکر نہ تھی اور نہ یہ پرواہ تھی کہ اسے کن کن کے سپرد کیا جاتا ہے یا نہیں۔ بلکہ وہ تو یقیناً یہ چاہتا تھا کہ نوبت نہ آئے اور سلیڈ کو اس کے سپرد کرنے کا معاملہ نہ ہو۔ پھر وہ آہستہ آہستہ میری جان لینے کے نہایت ہی دلچسپ کام میں مصروف ہو جائیگا اور خود میں نے یہ خیال اس کے دماغ میں ٹھونک بٹھایا تھا۔ اس کے دل میں سلیڈ کا بیر ڈالنے کی کوشش میں نے کی تھی اور میری یہ ترکیب میرے حق میں شاید مضر تھی۔

میں نے کہا "میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔ قرون وسطیٰ کا یہاں کیا ذکر؟"

"اس زمانے میں زندان اور عذاب خانے مضبوط پتھروں کے ہوا کرتے تھے"

وہ آگے بڑھ کر ایک کھڑکی کے سامنے پہونچا اور باہر کی دیوار پر ہاتھ مارا۔ اس میں سے کھوکھلی لکڑی کی سی آواز پیدا ہوئی "یہ جگہ تو گویا انڈے کے خول کی سی ہے" اور یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔ جھیل تھنگوالان کے قرب و جوار میں جو کوٹھیاں

بنائی گئی تھیں وہ چھٹیاں گزارنے کے لئے تھیں نہ کہ مستقل اقامت کے لئے یہ کوٹھیاں چوبی تھیں جن کے ستون شہتیروں کے تھے اور دیواریں پتلے چوبی تختوں کی۔ یوں سمجھئے کہ یہ ایک قسم کے مستقل خیمے تھے اور بس۔ کنا کن نے سامنے کی دیوار کے قریب پہونچ کر اس پر ہاتھ مارا۔ اس میں سے اور بھی کھوکھلی آواز نکلی۔

"محض اپنے دست و بازو کے استعمال سے تم صرف پندرہ منٹ میں یہ دیوار توڑ کر نکل سکتے ہو" وہ بولا "چنانچہ میرا یہ آدمی یہاں تمہارے ساتھ رہے گا۔"

"تم بے فکر رہو" میں نے کہا "میں فوق البشر نہیں ہوں"

"اس مہم کے لئے مجھے جیسے نااہل آدمی دئے گئے ہیں انھیں اڑنگا لگانے کے لئے تمہارا فوق البشر ہونا ضروری نہیں" اس نے کہا "اور یہ تم پہلے ثابت کر چکے ہو۔ لیکن اب میں جو حکم دے رہا ہوں وہ، میرا خیال ہے فوق سے نولی کھوپڑی میں اتر جائے گا" وہ پستول والے آدمی کی طرف گھوم گیا۔ "اسٹورٹ سن اس کونے میں بیٹھے گا اور تم دروازے کے سامنے کھڑے رہو گے سمجھ گئے؟"

"ہاں"

"یہ جنبش بھی کرے تو گولی مار دو۔ سمجھے؟"

"ہاں"

"اگر یہ بولے تو گولی مار دو۔ سمجھے؟"

"ہاں"

"اگر یہ کچھ بھی کرے تو گولی مار دو۔ سمجھے؟"

"ہاں" پستول والے نے پوری سمجھ سے سر ہلایا۔

کناکن کے ان احکامات نے مجھے کچھ بھی کرنے کے قابل نہ رکھا تھا

وہ سر کھجلا کر بولا :۔

"اب میں کچھ بھول تو نہیں رہا ہوں ؟ — ہاں — تم نے کہا تھا کہ سلیگو کے جسم میں ایک سوراخ ہے۔ کہا تھا نا ؟"

"جسم کے کسی خاص حصّے میں نہیں ہے" میں نے جلدی سے کہا "صرف ایک ہاتھ پر ہے"

اس نے سر ہلایا اور پستول والے سے کہا :۔

"جب تم گولی چلاؤ تو خیال رکھنا کہ یہ مر نہ جائے۔ اس کے پیٹ میں گولی مارنا"

اور وہ گھوم کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ دروازہ دھڑام سے بند ہو گیا۔

(۳)

میں نے پستول والے پہرے دار کی طرف دیکھا اور پہرے دار نے براہِ راست میری طرف دیکھا۔ اس کا پستول میرے پیٹ کی طرف اٹھا ہوا تھا اور اپنے مرکز سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو رہا تھا دوسرے ہاتھ سے اس نے کونے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں الٹے قدموں پیچھے ہٹا یہاں تک کہ میرے شانے دیوار سے لگ گئے اور پھر بھی اپنے گھٹنے موڑ کر پیچھے کی طرف پھسلا یہاں تک کہ فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

وہ جذبات سے عاری چہرہ لئے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

"بیٹھو" اس نے بڑے اختصار سے کام لیا۔

میں "بیٹھ" ہوگیا۔ اس آدمی کو الو نہ بنایا جا سکتا تھا۔ وہ دروازے کے سامنے اور مجھ سے پندرہ فٹ دور کھڑا ہوا تھا اور ناقابلِ تسخیر تھا اس کے لبشرے سے ظاہر تھا کہ وہ آخر تک مذہبی مجنون کی طرح تمام احکامات پر عمل کرے گا۔ اگر میں اس پر جھپٹتا تو میرا انجام پستول کی گولی سے ہوگا اور باتوں سے اسے بیوقوف بھی نہ بنا سکتا تھا۔ چنانچہ طویل تین گھنٹوں تک مجھے اسی طرح اسی کمرے اور اسی کونے میں بیٹھا رہنا تھا۔

کناکن نے سچ ہی کہا تھا۔ اگر مجھے اس کمرے میں تنہا چھوڑ دیا جاتا تو میں اسکی دیوار توڑ کر بھاگ نکلتا۔ اور اس کام میں پندرہ منٹ سے بھی کم وقت لگتا سچ ہے کہ دیوار توڑ کر اس کمرے سے نکلنے کے بعد بھی میں ہوتا اسی عمارت میں البتہ اس جگہ ہوتا جہاں میرے ہونے کی توقع نہ ہوتی اور جنگ جیتنے کا کامیاب اصول دشمن کو اچنبھے میں ڈالنا ہے۔ اب چونکہ الیان یہاں نہ تھی اس لئے میں فرار ہونے کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا اور کناکن جانتا تھا۔

میں نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور مجھے کچھ دکھائی نہ دیا سوائے آسمان کے ایک ٹکڑے کے جس پر سے ایک چھوٹا سا آوارہ بادل گزر رہا تھا۔ وقت قطرہ قطرہ بہتا رہا۔ شاید آدھا گھنٹہ گزر گیا اور میں نے باہر کار رکنے کی آواز سنی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ جب میں یہاں آیا تھا تو اس مکان میں کتنے آدمی تھے۔ البتہ تین تو ظاہر ہے کہ تھے۔ لیکن اب زیادہ آ گئے تھے اور صورت حال خطرناک ہو گئی تھی۔

میں نے ایک ہاتھ ذرا لمبا کر کے گھڑی دیکھنے کے لئے آہستہ آہستہ آستین اوپر چڑھائی۔ میں دعا کر رہا تھا کہ سامنے کھڑا ہوا موت کا فرشتہ میری اس حرکت کے غلط معنی سمجھ کر کہیں گولی نہ چلا دے۔ میں نے نظر اوپر رکھی

وہ میری طرف دیکھ رہا تھا۔ وقت دیکھنے کے لئے میں نے اپنی نظریں جھکا لیں۔ آدھا گھنٹہ نہیں صرف پندرہ منٹ گزرے تھے۔ چنانچہ یہ تین گھنٹے میری زندگی کے طویل ترین گھنٹے ثابت ہونے والے تھے۔

اس کے پانچ منٹ بعد دروازے پر دستک دی گئی اور میں نے کنا کن کی اونچی آواز سنی۔

"میں اندر آرہا ہوں"

پہرے دار بیٹھ گیا۔ دروازہ کھلا، کنا کن اندر آگیا اور بولا:۔

"آ۔ ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑے فرمانبردار بچے بن گئے ہو"

اس کی آواز اور لہجے میں کوئی خاص بات تھی جس نے مجھے بے چین کر دیا وہ ضرورت سے زیادہ بشاش تھا۔

"تم نے جو کچھ کہا تھا اس پر پھر میں بحث کرنا چاہتا ہوں" اس نے کہا بقول تمہارے سلیڈ تمہارے دوستوں کے پاس ہے اور تم نے کہا تھا کہ اگر اس کے تبادلے میں تمھیں نہ دیا گیا تو وہ اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ میرے خیال میں یہی بحث تھی ہماری —— کیوں؟"

"ہاں"

وہ مسکرایا۔

"نیچے تمہاری معشوقہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ تو چلا جائے اس کے پاس؟" اس نے ہاتھ ہلایا "تم کھڑے ہو سکتے ہو۔ تمھیں گولی نہ ماری جائے گی"

میں آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ کہاں کیا گڑبڑ ہو گئی مجھے نیچے لے جایا گیا۔ وہاں الیان ٹھنڈے آتشدان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ الیاچ تھا۔

"مجھے افسوس ہے ایلین" وہ بولی۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔

"تم نے مجھے بیوقوف سمجھ لیا تھا" کناکن نے کہا "لیکن تمھارا خیال غلط تھا۔ تم نے یقین کر لیا کہ مجھے الو بنا گئے لیکن تمھارا یہ یقین بھی غلط تھا۔ تم دروازے تک اطمینان سے چلتے ہوئے آئے اور اسی وقت میں نے سوچا کہ تم نے کار کہاں چھوڑی ؟ کار تو ہونی ہی چاہیئے کیونکہ یہ ملک پیادہ مسافت طے کرنے کے لئے ہے ہی نہیں۔ چنانچہ تمھارے گھنٹی بجانے سے پہلے ہی میں اپنے آدمی کو کار کی تلاش میں بھیج دیا تھا"

"تم شروع سے ہی منطقی رہے ہو" میں نے اعتراف کیا

وہ لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"اور تمھارے خیال میں میرے آدمی کو کیا ملا ؟ ایک بڑی امریکن کار جالی سمیت۔ میرے آدمی کو وہاں زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ تمھاری معشوقہ بھاگم بھاگ وہاں پہونچی چنانچہ میرا آدمی لڑکی کو اور کار کو یہاں لے آیا۔ تم جانو وہ ان شرائط صلح سے بے خبر تھا جو ہمارے درمیان طے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس کا الزام ہم اسے نہیں دے سکتے۔ ہے نا ؟"

"بے شک نہیں دے سکتے" میں نے کہا اور دل میں بولا "لیکن اس سور نے صندوق کھولا یا نہیں ؟" اور پھر کناکن سے کہا :-

"لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑ جاتا"

"تمھارے خیال سے نہیں پڑ جاتا" وہ بولا "لیکن میرے آدمیوں کو احکامات ملے ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمیں ایک پیکٹ کی تلاش ہے۔ جس میں ایک برقی چیز ہے۔ چنانچہ میرے اس آدمی نے اس چیز کے لئے پوری کار کی تلاشی لی۔ اسے وہ پیکٹ نہ ملا"

کنا کن خاموش ہوگیا اور اس نے بڑی امید سے میری طرف دیکھا۔ حقیقت میں وہ بے حد محظوظ ہو رہا تھا۔

"اجازت ہو تو میں بیٹھ جاؤں" میں نے کہا "خدا کے لئے ایک سگریٹ دو مجھے۔ میرے پاس نہیں ہے۔ ختم ہو گئے۔"

"میرے پیارے پیارے ایلین" اس نے بڑے پیار سے کہا "اپنی مخصوص کرسی میں بیٹھ جاؤ" اس نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر بڑی احتیاط سے میرا سگریٹ سلگایا "مسٹر سلیڈ تم سے سخت خفا ہیں۔ وہ تمہیں بالکل بھی پسند نہیں کرتے۔"

"اور کہاں ہے وہ؟"

"باورچی خانے میں اپنے زخمی ہاتھ کی مرہم پٹی کروا رہے ہیں" اس نے کہا "تم بڑے زبردست ڈاکٹر ہو ایلین۔ سلیڈ کے سر میں واقعی درد ہے۔"

میرے معدے میں سیسے کا گولا ڈھلکنے لگا۔ میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا:۔

"اچھی بات ہے۔ اب یہاں سے ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہم اس کھیل کا آغاز وہاں سے کر رہے ہیں جہاں سے ہم نے اسے اس وقت چھوڑا تھا جب تمہیں گاسیر سے یہاں لایا گیا تھا۔ صورت حال بدلی نہیں۔"

یہ غلط تھا۔ صورت حال بدل گئی تھی کیونکہ اب الیان بھی یہاں تھی۔

میں نے کہا "تو اب تم مجھے گولی مار دو گے؟"

"شاید پہلے سلیڈ تم سے کچھ بات چیت کرنا چاہے گا۔ لو۔ وہ آ گئے۔"

سلیڈ کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ سفید تھا۔

اور وہ لڑکھڑا رہا تھا۔ جب وہ آیا تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں عجیب سی تھیں جیسے اس کی بصارت میں گڑبڑ ہو۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ وہ اب بھی دماغی صدمے میں مبتلا تھا۔ کسی نے اس کے ہاتھ پر پٹی باندھ دی تھی لیکن اس کے کپڑے مسلے ہوئے تھے اور ان پر خون کے دھبے تھے۔ چونکہ سلیڈ بڑا نفاست پسند آدمی تھا اور لباس کے معاملے میں حد سے زیادہ محتاط اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ اس وقت وہ بہت زیادہ بدحواس اور برہم تھا۔

اور بہت جلد معلوم ہوگیا کہ میرا یہ خیال غلط نہ تھا۔ وہ میرے قریب آیا۔ اس نے میری طرف دیکھا، اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا:۔

"اسے اٹھا کر وہاں لے جاؤ — اس دیوار کے قریب"

اس سے پہلے کہ میں انگلی بھی ہلاتا مجھے پیچھے سے مضبوط بازوؤں نے دبوچ لیا گیا۔ مجھے کرسی پر سے اٹھا کر گھسیٹا گیا اور پھر دیوار پر گویا پیخ دیا گیا۔

سلیڈ نے کہا "میرا پستول کہاں ہے؟"

"میں کیا جانوں" کنا کن نے شانے اچکائے"

"اسٹیورٹ کے پاس سے تم نے پستول لیا نہیں؟"

"اچھا وہ" کنا کن نے جیب سے پستول نکالا "یہی ہے نا؟"

اس کے ہاتھ سے پستول لے کر میرے قریب آیا۔

"اس کا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا کر دیوار سے ٹانک دو" اس نے کہا اور اپنا پٹی بندھا ہاتھ میرے سامنے کر دیا۔

"میرے ہاتھ کی یہ حالت تم نے کی ہے اسٹیورٹ۔ چنانچہ اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ اب کیا ہونے والا ہے"

ایک مضبوط ہاتھ نے میرا ہاتھ دیوار سے ٹانک دیا اور سلیڈ نے پستول اٹھایا۔ میرے پاس اتنا وقت اور اتنی سمجھ بھی تھی کہ میں اپنی مٹھی کھول کر انگلیاں پھیلا دیں کہ گولی میری انگلیوں کا چورا نہ کر دے چنانچہ گولی میری ہتھیلی میں لگی۔ عجیب بات ہے کہ گولی لگنے کی سلگتی ہوئی تکلیف کے بعد میں نے کچھ محسوس نہ کیا۔ البتہ شانے سے لے کر انگلیوں کی پوروں تک بے حسی کی لہر دوڑ گئی۔ بعد میں بے شک خاصی تکلیف ہو گی لیکن اس وقت کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

میرا سر چکرانے لگا اور میں نے الیان کو چیختے سنا لیکن یہ چیخ جیسے میلوں دور سے آئی تھی۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو سلیڈ کو اپنی طرف دیکھتے پایا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی رمق تک نہ تھی۔ اس نے بڑے خنک لہجے میں کہا :۔

"اسے واپس کرسی میں بٹھا دو"

اس کا یہ عمل خالص انتقامی تھا۔ اور وہ انتقام لے چکا تھا چنانچہ اب وہ معاملے کی بات کرنے والا تھا۔

مجھے کرسی میں بٹھا دیا گیا اور میں نے الیان کو دیکھنے کے لئے سر اٹھایا۔ وہ چمنی سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر سلیڈ ہمارے درمیان آ گیا اور وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"اسٹیورٹ!" سلیڈ نے کہا "تم نے بہت زیادہ معلومات حاصل کر لی ہیں چنانچہ اب تمہارا مرنا ضروری ہے اور یہ تم بھی جانتے ہو گے"

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھ پر رحم نہ کرو گے" میں نے کہا۔

اب معلوم ہوا کہ ہوٹل کے کمرے میں سلیڈ بے عقل سا کیوں ہو گیا تھا کیونکہ یہی حالت اس وقت میری ہو رہی تھی۔ میں دو مسلسل خیالات کو آپس میں اس طرح نہ جوڑ سکتا تھا کہ کوئی نتیجہ نکل سکے اور میرے سر میں اندھا کر دینے والا درد تھا۔

زندہ گوشت میں گولی کے داخل ہونے کا یہ اثر تھا۔

سلیڈ نے کہا "تمھارے اور لڑکی کے علاوہ اور کون جانتا ہے میرے متعلق؟"

"کوئی بھی نہیں" میں نے کہا "لڑکی کے ساتھ تم کیا سلوک کرو گے؟"

"تم دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے گا" اس نے کہا اور کنا کن کی طرف گھوم گیا" یہ شاید سچ کہہ رہا ہے۔ یہ شروع سے ہی بھاگتا رہا ہے اور اسے کسی سے کہنے کا وقت نہیں ملا"

"اس نے شاید خط لکھا ہو" کنا کن نے کہا۔

"یہ بے شک ایک خطرہ ہے جو مجھے مول لینا ہے۔ میرے خیال میں نیگارٹ کو مجھ پر شک نہیں ہے۔ میرے غائب ہو جانے پر وہ خفا ہو گا اور بس۔ میں دوسرے طیارے سے لندن کے لئے روانہ ہو جاؤں گا" اس نے اپنا زخمی ہاتھ اوپر اٹھایا اور مسکرا کر کنا کن سے کہا "اور اس کا الزام میں تمھارے سر ڈال دوں گا کہ اس احمق کو" اس نے میری ٹانگوں پر لات ماری "بچانے کی کوشش میں مجھے یہ زخم آ گیا"

"اور اس برقی چیز کا کیا ہو گا؟"

"اس کا کیا؟"

کنا کن نے سگریٹ کیس برآمد کر کے اس میں سے اپنے لئے ایک سگریٹ نکال لیا

"اگر یہ مہم پوری نہ ہوئی تو یہ بات بری ہو گی" وہ بولا "اسٹیورٹ سن جانتا ہے کہ وہ چیز کہاں ہے اور میں اس سے پتہ معلوم کر سکتا ہوں"

"ہاں معلوم کر سکتے ہو" سلیڈ نے سوچتے ہوئے کہا اور میری طرف دیکھ "کہاں ہے وہ چیز اسٹیورٹ؟"

"وہاں جہاں سے تم کبھی حاصل نہ کر سکو گے"

"اس کار کی پوری تلاشی نہیں لی گئی" کنا کن نے کہا "صندوق میں جب تم

مل گئے تو ہر بات کھلا دی گئی" اس نے حکم دیا اور دو آدمی کمرے سے باہر چلے گئے "اگر وہ چیز کار میں ہے تو مل جائے گی۔"
"میں سمجھتا ہوں وہ کار میں نہیں ہے" سلیڈ نے کہا۔
"میں بھی یہی سمجھے ہوئے تھا کہ تم کار میں نہیں ہو" کناکن نے کہا "چنانچہ وہ چیز بھی اگر کار میں مل گئی تو مجھے تعجب نہ ہوگا"
"تمہارا خیال صحیح ہو سکتا ہے" سلیڈ نے کہا لیکن اس کی آواز بتہ دے رہی تھی کہ اس کا خیال ایسا نہیں ہے "تمہاری زندگی اب ختم ہوئی اسٹیورٹ ۔ اب اس میں تمہیں شک نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن مرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ ہمیں بتا دو کہ وہ پیکٹ کہاں ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری موت آسان ہوگی۔ اگر نہیں تو پھر میں کناکن کو اجازت دے دوں گا کہ وہ تم سے جیسا چاہے سلوک کرے"
میں نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اور منہ بند رکھا کیونکہ جانتا تھا کہ اگر میں نے اپنا منہ کھولا تو سلیڈ میرے نچلے ہونٹ کو کانپتے دیکھ لے گا جو خوفزدہ ہونے کی علامت ہے۔
سلیڈ ایک طرف ہٹ گیا۔
"اچھی بات ہے۔ کناکن! یہ اب تمہارے حوالے ہے" اس کا لہجہ اب انتقامی تھا۔ "بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک گولی سے اس کے جسم کے ٹکڑے آہستہ آہستہ اڑائے جائیں۔ اس نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کی دھمکی دی تھی۔
کناکن پستول ہاتھ میں لئے میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔
"تو بھائی ایلن! اب ہم منزل پر پہونچ گئے۔ تم اور میں" وہ بولا۔

وہ راڈر کا پرزہ کہاں ہے ؟"

اس وقت پستول کی نالی میری طرف اٹھی ہوئی تھی اور اس کی گولی پر میری موت لکھی ہوئی تھی اس کے باوجود ـــــ یعنی اس حالت میں بھی میں نے اس نئی معلومات کو ذہن نشین کر لیا۔ راڈر کا پرزہ۔ میں کوشش کر کے مسکرایا۔

"ایک سگریٹ اور سیلے کی دہ سلو...؟"

اس کے ہونٹوں پر جوابی مسکراہٹ نہ آئی اس کی آنکھیں جذبات سے عاری تھیں اور بھنچے ہوئے ہونٹوں کے دونوں طرف قوسین پیدا ہو گئے تھے۔ یہ ایک بے درد جلاد کا چہرہ تھا۔

"روایت نبھانے کا اب وقت نہیں رہا۔ اس قسم کی حماقت سے ہم بھر پائے" اس نے کہا۔

میں نے اس کے پیچھے دیکھا۔ الیان اب بھی اسی جگہ کھڑی ہوئی تھی، اسے سب نے بھلا دیا تھا اور اس کے بشرے سے عجیب جذبات ظاہر تھے۔ انتہائی مایوسی کے جذبات لیکن اس کا ایک ہاتھ اس کے گریبان میں تھا اور آہستہ آہستہ باہر آ رہا تھا اور اس کی گرفت میں کوئی چیز تھی۔ یکایک مجھے یاد آیا کہ اس کے پاس پستول تھا۔

اور میرے حواس بجا کرنے کے لئے بس یہ یاد آنا کافی تھا۔ جب تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور پھر موت کے علاوہ کوئی چیز سامنے نظر نہیں آتی تو آدمی مایوس ہو کر قضا و قدر کی دلدل میں غرق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میں ہو گیا تھا لیکن ذرا سی امید کہ ابھی کھیل ختم نہیں ہوا آدمی کو کچھ کرنے پر ابھارتی ہے ـــــ اور مجھے بھی ایسا ہی کرنا تھا۔ مجھے باتیں کرنی تھیں۔ تیزی

سے بولتا تھا۔

میں نے سر گھما کر سلیڈ کو مخاطب کیا۔ میں اسے اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہتا تھا کہ اسے الیان کی طرف دیکھنے کا خیال بھی نہ آئے۔

"سلیڈ! تم اسے روک نہیں سکتے؟" میں نے کہا۔

"تم روک سکتے ہو۔ اور اس کے لیے تمھیں صرف یہ کرنا ہے کہ ہمیں وہ بتا دو جو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا اس کے باوجود میں مارا جاؤں گا۔"

"لیکن آسانی سے" سلیڈ نے کہا "تمھاری موت فوری اور آسان ہوگی"

میں نے ایک بار پھر کنا کن کی طرف اور اس کے کندھے پر سے نظریں گزار کر الیان کی طرف دیکھا۔ پستول وہ برآمد کر چکی تھی اور اسے چلانے کی تیاری کر رہی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں دعا مانگی کہ میری اس ہدایت کو وہ بھول نہ ہو کہ لبلبی دبانے سے پہلے کیا کرنا ہوتا ہے۔

"دوسلوت!" میں نے کہا "میں تمھارا پرانا دوست ہوں۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔"

اس کے پستول کی نالی، جو میرے پیٹ کی طرف تھی، جھک گئی۔ اب اس کا نشانہ میری ناف کے نیچے تھا۔

"ایلن! تم نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ پہلی گولی میں کہاں مار رہا ہوں" اس کا لہجہ پرسکون تھا "میں سلیڈ کے حکم اور اپنے جذبۂ انتقام کی تعمیل کر رہا ہوں۔"

"بتاؤ" سلیڈ آگے کی طرف جھک گیا۔

میں نے الیان کے پستول کی ہلکی سی آواز سنی۔ اس نے گھوڑا چڑھایا تھا

یہ آواز کناکن نے بھی سن لی تھی اور وہ اس طرف گھومنے لگا تھا۔ الیان نے دونوں ہاتھوں سے پستول پکڑ رکھا تھا اور ہاتھ آگے بڑھا دئے تھے۔ جیسے ہی کناکن نے گھومنا شروع کیا کہ الیان نے گولی چلائی اور پھر فیر پہ فیر کرتی رہی پہلی گولی کناکن کی پیٹھ میں لگنے کی آواز میں نے صاف طور سے سنی۔ ہیجانی حالت میں اس کے ہاتھ کی گرفت پستول پہ بھنچ گئی اور وہ ٹھیک میرے چہرے کے سامنے چل گیا۔ گولی دھپ سے میری کہنی کے قریب کرسی کی ہتھی میں پیوست ہوگئی۔ لیکن اس وقت تک میں عمل پورا ہوچکا تھا۔ سر جھکا کر میں سلیڈ کی طرف لپکا اور اپنے سر کی زوردار ٹکر اس کی توند پر ماری۔ میری کھوپڑی اس کی توند سے زیادہ سخت تھی۔ "ہونہہ" کی آواز کے ساتھ اس کے منہ سے ہوا نکلی اور وہ کمر سے دُہرا ہوگیا اور پھر فرش پر گر کر ہانپنے لگا۔

الیان اب بھی اندھا دھند گولیاں چلا رہی تھی جو پورے کمرے میں سنسنا رہی تھیں۔ ان سے بچنے کے لئے میں فرش پہ لڑھک گیا اور لڑھکتا چلا گیا

"رک جاؤ" میں چیخا۔

میں نے سلیڈ کا پستول گھسیٹ لیا اور لڑھکتا ہوا ایلین کے قریب پہنچ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی کلائی پکڑ لی۔

"خدا کے لئے ـــ رک جاؤ"

میرے خیال میں وہ پورا میگزین خالی کرچکی تھی۔ سامنے کی دیوار کو گولیوں کی مار سے جیسے چیچک نکل آئی تھی اور کناکن اس کرسی کے سامنے، جس میں ایک منٹ پہلے میں بیٹھا ہوا تھا، پڑا ہوا تھا۔ وہ چت پڑا ہوا تھا اور اس کی بے نور آنکھیں چھت کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ الیان نے اسے مزید دو گولیاں ماری تھیں اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ اس نے صرف چھ فٹ کے فاصلے

سے گولیاں چلائی تھیں اور وہ بھی اندھا دھند۔ چنانچہ شکر ہے کہ میں بچ گیا تھا
کناکن کے ماتھے پر ایک دندانے دار سرخ داغ تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ
پشت میں گولی لگنے کے بعد بھی اس میں گھوم کر گولی چلانے کی ہمت اور طاقت
قائم رہی تھی۔ تیسری گولی اس کے جبڑے میں لگی تھی اور چہرے کا نچلا حصّہ
اڑ گئی تھی۔

کناکن مکمّل طور سے مر چکا تھا۔

کچھ بھی سوچنے کا یہ وقت نہ تھا۔ میں الیان کو اپنے پیچھے گھسیٹتا دروازے
کی طرف بھاگا۔ کناکن کے ساتھی جو باہر تھے ایک دم سے گولی چلانے کے لئے تیّار
ہوں گے، خصوصاً سلیڈ نے جو مظاہرہ کیا تھا اس کے بعد، لیکن الیآن کے
پستول کے دھماکوں نے انھیں گڑبڑا دیا ہوگا اور وہ حالات معلوم کرنے کے
لئے بے قرار ہوں گے اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ سکیں ان پر قابو حاصل
کرکے انھیں بالکل ہی بدحواس کر دینا یا ٹھکانے لگا دینا ضروری تھا۔

دروازے کے قریب پہونچ کر میں نے الیآن کی کلائی جو میرے بائیں ہاتھ
میں تھی، چھوڑ دی اور اپنے دائیں زخمی ہاتھ میں سے بائیں ہاتھ میں منتقل کرلیا
میرے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں سوراخ تھا۔ چنانچہ اس ہاتھ سے شاید میں
پستول ٹھیک سے نہ چلا سکتا تھا۔ یوں بھی میں پستول چلانے میں ماہر نہ تھا
اور اس وقت تو مجھے بائیں ہاتھ سے پستول چلانا تھا چنانچہ یہ مزید اناڑی پن
تھا۔ لیکن بندوق بازی اور پستول بازی میں ایک بے حد عمدہ بات یہ ہے کہ
آپ جس پر گولی چلا رہے ہوں وہ غوطہ مارنے سے پہلے آپ سے آپ کی مہارت
کی سند دیکھنے کو نہیں کہتا۔

میں نے الیان کی طرف دیکھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ ایک سناٹے کے عالم

میں تھی۔ کوئی بھی انسان دوسرے انسان کو گولی مار دیتا ہے تو اس کے جذبات اتھل پتھل ہوئے بغیر نہیں رہتے ــــ خصوصاً اس وقت جب اس نے پہلی دفعہ گولی چلا کر کسی کی جان لی ہو۔ خصوصاً اس وقت جب وہ فوجی نہیں بلکہ شہری ہو اور خصوصاً اس وقت جب وہ صنفِ نازک بھی ہو۔ چنانچہ اب اگر الیان سناٹے میں اور حواس باختہ سی تھی تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ تاہم میں نے کڑک کر کہا :۔

"تم ایسا ہی کرو گی جیسا میں کہوں گا ــــ یعنی بے چون و چرا۔ تم میرے پیچھے آؤ گی اور سر پر پیر رکھ کر بے خوف اور بے جھجک بھاگو گی۔"

اس نے اپنی ایک ہچکی حلق میں اتار کر سر ہلایا۔ چنانچہ میں دروازہ کھول کر دنادن گولیاں چلاتا باہر نکلا۔ جب ہم یوں آگے بڑھ رہے تھے تو کسی نے عمارت میں سے ہم پر گولی چلائی۔ گولی صحیح معنوں میں میرے کان پر سے گزر گئی اور قریب کے دروازے کی محراب کے نقش و نگار بگاڑ گئی۔ لیکن اب اس طرف متوجہ ہونے کا وقت نہ تھا کیونکہ وہ دو آدمی، جنھیں شیرولٹ کی تلاشی کے لئے بھیجا گیا تھا، سیدھے میری طرف آ رہے تھے۔

میں نے ان پر گولی چلائی اور مسلسل چلاتا رہا۔ اور وہ دونوں دائیں بائیں غوطہ مار کر نظروں سے اوجھل ہو گئے اور ہم ان کے درمیان سے نکلے چلے گئے۔ کانچ کے ٹوٹنے کا چھناکا سنائی دیا کیونکہ کسی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نفڑکی کھولنے کی بہ نسبت اس پر کا شیشہ توڑ دینا آسان ہے۔ اور پھر ہماری طرف گولیاں آنے لگیں میں نے سلیڈ کا پستول پھینک کر ایک بار پھر الیان کی کلائی پکڑ لی اور اسے اپنے پیچھے گھسیٹتا ترچھا بھاگا۔ میں عقب میں وزنی جوتوں کے بھاگنے کی آواز سن رہا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی ہمارا تعاقب کر رہا تھا۔

اور پھر الیان کے گولی لگی۔ گولی کے دھکے سے وہ آگے کی طرف جھک کر لڑکھڑائی لیکن اس سے پہلے کہ اس کے گھٹنے جواب دے جاتے اسے سہارا دینے کے لئے میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔ اب ہم منجمد لاوے کے اس ابھار سے، جہاں میں نے رائفل چھپائی تھی، دس گز دور تھے اور یہ مختصر فاصلہ ہم نے کس طرح طے کیا یہ میں اب تک نہیں سمجھ سکا۔ الیان اب بھی اپنی ٹانگیں استعمال کر سکتی تھی۔ اور یہ میرے لئے ایک آسانی تھی۔ ہم لاوے کے ابھار کی کائی بھری ڈھلان چڑھ کر اس کی چوٹی پر پہونچے، پھر کوہان پر سے اترے اور اس جگہ پہونچے جہاں میں نے فلیٹ کی رائفل چھپائی تھی۔ میں نے جھک کر کائی کی تہہ میں سے رائفل نکال لی۔

الیان نڈھال ہوکر گری اور میں بائیں ہاتھ میں بندوق لے کر گھوم گیا۔ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں سوراخ ہونے کے باوجود میرا ایک حد تک کامیابی سے لبلبی دبا سکتا تھا اور میں نے لبلبی دبائی۔

میگزین میں دس گولیاں بھری تھیں۔ فولادی اور نرم۔ پہلی گولی جو نالی سے نکلی وہ فولادی تھی اور وہ اس تعاقب کرنے والے کے جو آگے آگے آ رہا تھا، سینے میں لگی اور اس کے بدن کے آر پار یوں ہوگئی جیسے وہ مجسم نہ تھا بلکہ ہوا تھا۔ وہ اس کے بعد بھی چار قدم تک آگے بڑھ آیا اور تب اس کے دل نے محسوس کیا کہ اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اب دھڑکن بند کر دینے کا وقت آگیا ہے چنانچہ اس نے دھڑکنا بند کر دیا اور میرا تعاقب کرنے والا میرے قدموں میں مردہ ہو کر گرا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار منجمد ہو گئے تھے اس عرصے میں میں پہلے کے پیچھے آتے ہوئے آدمی کے بھی گولی مار چکا تھا اور اس کے مرنے کا منظر یادگار اور لرزہ خیز تھا۔ بڑی رائفل سے ایک دھکے کے ساتھ نکلی

ہوئی نرم گولی انسان کے بخیئے ادھیڑ دیتی ہے۔ یہ گولی اس کے سینے کی ہڈی پر
ہی لگی اور پھر جسم میں داخل ہو کر پھیلنے اور اپنا راستہ بنانے لگی وہ اچھل
کر زمین پر سے صاف اوپر اٹھ گیا اور چار فٹ پیچھے گرا تو گولی اس کی
ریڑھ کی ہڈی کو نکال کر میدان میں دور پھینک چکی تھی۔

یکایک چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔

فلیٹ کی بندوق کی زبردست گرج نے ہر ایک کو خبردار کر دیا تھا
کہ اس کھیل میں ایک نئی چیز کا اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ گولیاں چلانے والوں
نے یہ معلوم کرنے کے لیے گولیاں چلانی بند کر دیں تھیں کہ یہ سب کیا
ہو رہا تھا۔

اور تب میں نے سلیڈ کو دیکھا۔ وہ مکان کے دروازے کے قریب
دونوں ہاتھوں سے توند پکڑے کھڑا تھا۔ میں نے جلدی سے رائفل اٹھائی
اور بڑی عجلت میں کانپتے ہاتھوں سے اس پر گولی چلا دی۔ میرا نشانہ خطا
کر گیا۔ البتہ سلیڈ ایسا خوفزدہ ہوا کہ بھاگ کر مکان میں گھس گیا۔ اور اب
میدان خالی تھا۔

اور پھر ایک گولی میرے بالوں میں قریب قریب مانگ نکال گئی اور
دھماکے کی آواز سے میں نے سمجھ لیا کہ مکان میں بھی کسی کے پاس رائفل
تھی۔ میں ابھار کے پیچھے دبک گیا اور الیان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ
کافی پڑی ہوئی تھی اور اس کے چہرے سے انتہائی کرب اور تکلیف
کے آثار ظاہر تھے اور اس کا سانس بھی تکلیف سے چل رہا تھا جسے وہ
قابو میں کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا ہاتھ اس کے پہلو پر تھا جب
اس نے یہ ہاتھ پہلو پر سے ہٹایا تو وہ خون سے سرخ ہو رہا تھا۔

"بہت زیادہ تکلیف ہے؟" میں نے پوچھا۔

"جب میں سانس لیتی ہوں تو تکلیف ہوتی ہے" اس نے ایک سسکی لی۔

یہ آثار اچھے نہ تھے۔ تاہم زخم کی ظاہری حالت بتا رہی تھی کہ اسکے پھیپھڑوں میں گولی نہ لگی تھی۔ وہاں اور اس وقت میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ آئندہ چند منٹوں میں مجھے یہ بھی دیکھنا تھا کہ آئندہ چند منٹوں تک ہم بہرحال زندہ رہیں۔ اب تک کوشش کر کے زندہ رہے تھے تو پھر اب کھوپڑی اڑوا دینے کا کوئی مقصد نہ تھا۔

میں نے کارتوسوں کا بکس گھسیٹ لیا اور رائفل سے میگزین نکال کر اسے پھر بھر دیا۔ میرے ہاتھ کا سونا پن اب دور ہو چکا تھا اور میں زخم کی تکلیف محسوس کرنے لگا تھا۔ تجربتاً میں نے اپنی ایک انگلی موڑی تو میرے شانے میں جھٹکے کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی جیسے میں نے زندہ برقی تار پکڑ لیا ہو۔ چنانچہ اب یہ کہنا مشکل تھا کہ میں مزید فیر کر سکتا تھا یا نہیں۔ لیکن یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ جب آپ مجبور ہوں، جب زندگی اور موت کا سوال ہو تو آپ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہی موقع ہوتا ہے جب ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔

لاوے کی ایک سل کے پیچھے سے میں نے احتیاط سے اپنا سر نکال کر مکان کی طرف دیکھا۔ کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ کہیں کوئی نہ تھا۔ سامنے اور ذرا بائیں طرف ہٹ کر ان دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو میری گولیوں کے شکار بنے تھے۔ ان میں سے ایک یوں پڑا تھا جیسے گہری نیند سو رہا ہو اور دوسرے کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ مکان کے سامنے

دو کاریں کھڑی تھیں۔ کن کن کی کار تو اپنی اصلی حالت پر معلوم ہوتی تھی لیکن نارڈنگر کی شیورلٹ کی حالت ذرا بگڑی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے پیکیٹ کی تلاش میں سیٹیں ادھیڑ دی تھیں اور قریب کے دونوں دروازے جو پٹ کھلے تھے۔ لوگوں کی کاروں کو نقصان پہونچانے کا بل جب مجھے دیا جائے گا تو میرا تو سچ مچ دیوالہ ہی پٹ جائے گا۔

وہ کاریں مجھ سے سو گز سے بھی کم فاصلے پر تھیں اور ان میں سے ایک حاصل کرنے کے لئے ہر چند کہ میں بے قرار تھا لیکن اس کی کوشش کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا اور یہ بھی میں جانتا تھا کہ ہم پا پیادہ یہاں سے جا بھی نہ سکتے تھے۔ یوں بھی لاوے کے میدانوں میں اور ٹیلوں کے ٹیکروں پر چلنا ایک ایسی تکلیف دہ چیز تھی کہ آئس لینڈ کے باشندے بھی اس سے احتراز کرتے تھے اور پھر الیان میرے ساتھ تھی جو زخمی تھی۔ ظاہر ہے کہ میں چھوڑ کر نہ جا سکتا تھا۔ اور کار کی طرف بھاگنے کا مطلب تھا پندرہ منٹ میں ہی دوسری دنیا میں پہونچ جانا۔

چنانچہ اب ایک ہی راستہ رہ گیا تھا چونکہ کوئی بھی میری مدد کو آنے والا نہ تھا اس لئے مجھے تن تنہا ان لوگوں سے، جو مکان میں تھے اور جن کی تعداد سے میں واقف نہ تھا، جنگ کرنی تھی اور فتح بھی حاصل کرنی تھی۔

میں نے مکان کا جائزہ لے لیا۔

کن کن نے اسے قید خانہ نہ تو بنایا تھا؛ اور نہ ہی اسے قیدی کے لئے مناسب سمجھا تھا "انڈے کے خول جیسا" اس نے کہا تھا۔ چند چوبی تختوں موٹا آدھے انچ کا پلستر اور اس پر پھولا ہوا ربڑ۔ اکثر لوگ کسی بھی عمارت کو گولی بروف سمجھتے ہیں۔ میں کسی ویسٹرن فلم میں ہیرو کو جوبی مکان میں پناہ لیتے

اور اس کے دشمنوں پر کھڑکی سے گولیاں چلاتے دیکھتا ہوں تو مجھے ہنسی آجاتی ہے۔

نوگار پستول کی نو ایم۔ ایم کی گولی بھی اگر نزدیک سے چلائی جائے تو نوانچ موٹے چوبی تختے کے آرپار ہو جاتی ہے۔

میں نے اس مکان کی طرف دیکھا اور سوچا کہ نلیٹ کی زبردست رائفل کی مار کے سامنے اس کی پتلی دیواروں کا کیا حال ہوگا۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نرم گولیاں شاید کام نہ دیں۔ البتہ فولادی گولیاں قیامت برپا کر سکتی تھیں۔ لیکن پہلے مجھے رائفل چلانے والے کا پتہ لگانا تھا۔

میں نے سر پیچھے پھیر کر الیانا کی طرف دیکھا۔ اب اس کی حالت کچھ سنبھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور اس کا سانس بھی اب قابو میں آچکا تھا۔

"اب کیا حال ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میرے خدا" وہ بولی "تمہارے خیال میں کیا حال ہو سکتا ہے میرا؟"

میں مسکرایا۔ اس کے یوں جھلا کر بولنے [illegible] تھا کہ اس کے حواس بجا ہو چکے تھے۔

"اب ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا" میں نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ بری حالت ہو ہی نہیں سکتی"

"مگر میں تم نے جو کچھ کیا اس کا شکریہ" میں نے کہا "بڑی بہادری کا ثبوت دیا تھا تم نے"

وہ کانپ گئی۔

"میرے خدا" اس نے بھنچی آواز میں کہا "اس منظر کو میں عمر بھر خواب میں دیکھتی رہوں گی"

"ایسی کوئی بات نہ ہوگی" میں نے کہا "دماغ میں باتیں بھلادینے کی عجیب خصوصیت ہے۔ اسی لئے جنگیں طویل ہوتی ہیں اور کبھی کبھار ختم ہوتی ہیں۔ لیکن ایسا بھیانک کام اب تمہیں نہ کرنا پڑے گا۔ بلکہ میرے لئے کچھ اور کرنا پڑے گا"

"اگر کر سکی تو"

میں نے لادے کے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا جو ڈھلان کی چوٹی اور الیان کے عین سر کے اوپر تھا۔

"اس پتھر کو جب میں کہوں تب لڑھکا سکتی ہو؟ لیکن خیال رہے تمہیں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا ہے"

"کوشش کروں گی"

"جب تک میں نہ کہوں اسے نہ ڈھکیلنا" میں نے رائفل آگے بڑھا کر مکان کی طرف دیکھا۔ اب بھی کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ میں حیران تھا کہ سفید کیا کرنا چاہتا ہے کمبخت۔

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "ڈھکیل دو"

پتھر لڑھکنے کی آواز آئی اور فوراً ہی رائفل دہاڑی اور ایک گولی لادے کے ابھار کی چوٹی پر لگی اور پھر دوسری بائیں طرف لگی اور لادے کی کرچیاں اڑ گئیں۔ جو بھی گولیاں چلا رہا تھا عمدہ نشانے باز تھا — لیکن میں اس کا پتہ لگا چکا تھا۔ وہ اوپر کی منزل میں تھا اور میں نے جو سائے کی سی حرکت دیکھی اس سے پتہ چلا کہ وہ کھڑکی کے عین نیچے اس طرح دبکا ہوا تھا کہ کھڑکی میں سے اس کا سر دکھائی نہ دیتا تھا۔

اور میں نے نشانہ لیا۔

لیکن کھڑکی کی طرف نہیں بلکہ اس کی دیوار کے ذرا بائیں طرف۔ میں نے لبلبی دبائی اور بندوق پر لگی ہوئی دوربین سے دیکھا کہ دیوار کے تختے کی کرچیاں اڑ گئیں۔ ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ اور کھڑکی میں کی روشنی میں لرزش سی ہوئی اور اب وہ آدمی پوری طرح میری نظر کے سامنے تھا اور اپنا سینہ دونوں ہاتھوں سے دبائے کھڑا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا

میرا خیال غلط نہ تھا۔ فلیٹ کی رائفل دیوار کے آر پار مار کر سکتی تھی۔

اب میں نے رائفل کا رخ نچلی منزل کی طرف کیا اور بڑی ہوشیاری سے ہر کھڑکی کے عین نیچے ایک ایک گولی ماری کیونکہ دشمن وہیں چھپ سکتا تھا جب بھی میں لبلبی دباتا میری ہتھیلی کے پھٹے ہوئے پٹھوں میں درد و تکلیف کی لہر دوڑ جاتی اور ہر دفعہ میرے منہ سے چیخ نکل جاتی۔

میں نے محسوس کیا کہ الیان میری پتلون کا پائنچہ کھینچ رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟" اس نے بے حد متفکر آواز میں پوچھا۔

"جو آدمی کوئی کام کر رہا ہو اس وقت اسے پریشان نہ کرو" میں نے کہا اور بیٹھ گیا اور خالی میگزین نکال کر کہا "اسے بھر دو۔ میرے لئے یہ کام مشکل ہے۔"

وہ وقفہ جو خالی بندوق کی وجہ سے ہوتا ہے، ہمیشہ سے میری پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ الیان میگزین بھر رہی تھی۔ تب میں نے ایک بار پھر مکان کی طرف دیکھا۔ کوئی رو رہا تھا اور پریشانی کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مکان میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ یہ خیال کہ گولی دیوار کو پھاڑ کر اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی

کے لگ سکتی ہے ان لوگوں کو سراسیمہ کر دینے کے لئے کافی تھا۔

"یہ لو" الیان نے کہا۔

اور میری طرف پانچ راؤنڈ کا بھرا ہوا میگزین بڑھا دیا۔ میں نے اسے بندوق میں بٹھا کر بندوق آگے بڑھائی تو ایک آدمی کو مکان میں سے باہر نکلتے اور پھر بھاگ کر شیورلٹ کار کے پیچھے چھپتے دیکھا۔ بندوق پر لگی ہوئی دوربین کے ذریعہ میں اس کے پیر دیکھ رہا تھا۔ کار کا میرے سامنے کا دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ دل ہی دل میں نارد نگر سے معذرت طلب کر کے میں نے کھلے ہوئے دروازے میں سے اور دوسرے بند دروازے پر گولی ماری۔ کار کے نیچے دکھائی دیتے ہوئے پیروں نے گھبرا کر حرکت کی اور پیروں کا مالک میری نظروں کے سامنے آ گیا۔ یہ الیاچ تھا۔ اس کا ایک ہاتھ گردن پر تھا اور اس کی انگلیوں کے درمیان سے خون پھوٹ رہا تھا۔ وہ لڑکھڑاتی ٹانگوں سے چند قدم اور آگے بڑھا، پھر گرا، لڑھکا اور بے حرکت پڑا رہا۔

اپنے زخمی ہاتھ سے گھوڑا چڑھانا اب میرے لئے بہت مشکل ہو رہا تھا۔

میں نے الیان سے کہا:۔

"تم رینگ کر میرے قریب آ سکتی ہو؟"

اور وہ میرے دائیں پہلو میں آ گئی۔

"الیان!" میں نے کہا "یہ گھوڑا پیچھے کی طرف کھینچو اور پھر آگے ڈھکیل دو۔ لیکن یہ کام کرتے ہوئے اپنا سر نیچے رکھنا۔"

میں نے بائیں ہاتھ سے بندوق مضبوطی سے پکڑے رکھی اور الیان نے گھوڑا چڑھا دیا اور جب خالی کارتوس عین اس کے چہرے کے سامنے اچھل کر باہر گرا تو اس خلاف توقع بات پر اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ بہرحال اس نے

اور میں نے گولی چلائی اور یوں میں نے تین گولیاں مکان کے ان حصوں پر چلائیں جہاں میرے خیال میں وہ زیادہ سے زیادہ نقصان پہونچا سکتی تھیں۔ جب الیان آخری راؤنڈ بریچ میں رکھ چکی تو میں نے میگزین نکال کر اس کو دے دیا کہ اسے بھر دے۔

بچا ہوا جو ایک راؤنڈ تھا اس کی وجہ سے میں مطمئن تھا کہ ناگہانی مصیبت کے وقت یہ کام آ سکتا تھا۔ چنانچہ میں مطمئن ہو کر مکان کی طرف نظر رکھنے اور حالات کا حساب جوڑنے بیٹھ گیا۔ تین آدمیوں کو تو میں نے بے شک و شبہ ٹھکانے لگا دیا تھا اور چوتھے آدمی کو — یعنی رائفل والے کو — زخمی کر دیا تھا اور مکان میں سے کراہنے کی جو آواز آ رہی تھی اس کے پیش نظر میں کہہ سکتا تھا کہ شاید پانچواں بھی زخمی تھا — چنانچہ یہ پانچ ہوئے اور اگر کن کن کو شامل کر لیا جائے تو چھ ہوئے چنانچہ اب اس مکان میں کچھ زیادہ آدمی نہ رہ گئے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ زیادہ آدمی اس طرف آ نہ رہے تھے — کسی نے بھی فون کر کے کمک طلب کی ہو گی۔

میں سوچ رہا تھا کہ یہ سلیڈ تو نہیں کراہ رہا تھا۔ میں اس کی آواز پہچانتا تھا لیکن یہ ایسی رونی آواز تھی کہ میں یقین سے کہہ نہیں سکتا تھا۔

"جلدی کرو بھئی" میں نے الیان سے کہا۔

"ایک پھنس گیا ہے" وہ بولی۔

"کوشش کرو۔"

ایک بار پھر میں نے پتھر کے پیچھے سے جھانک کر دیکھا اور مکان کے پیچھے ایک چیز حرکت کرتی نظر آئی۔ کوئی اب وہ کر رہا تھا جو اسے مقابلہ شروع ہوتے ہی کرنا چاہئے تھا — یعنی مکان کے عقبی دروازے سے فرار ہو رہا تھا۔

میں نے بندوق اٹھا کر اس کی دوربین سے آنکھ لگائی، اسے آگے پیچھے کر کے

فاصلہ ٹھیک کیا اور اس آدمی کو دوربین کی زد میں لے لیا۔ وہ سفید تھا اور زخمی نہ تھا۔ البتہ ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیکن یہ تازہ زخم نہ تھا۔ وہ سانبھر کی طرح قلانچیں بھرتا ہوا ایک سے دوسرے ابھار پر چھلانگ لگا رہا اور گردن توڑ رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اس کے کوٹ کی دُم اس کے پیچھے اُڑ رہی تھی اور اپنا توازن قائم رکھنے کے لئے اس نے اپنے بازو پھیلا رکھے تھے۔ دوربین میں فاصلہ ناپنے کا جو بال بنا ہوا تھا اس کے ذریعہ میں نے معلوم کیا کہ وہ تین سو گز سے کچھ کم دور تھا لیکن ہر سکنڈ میں زیادہ دور ہوتا جا رہا تھا۔

میں نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر اپنے آپ پر قابو پانے کے لئے آہستہ آہستہ سانس چھوڑا اور شست باندھی۔ مجھے سخت تکلیف تھی اور نظر جمانے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ تین دفعہ میں نے لبلبی پر دباؤ ڈالا اور تینوں دفعہ انگلی ڈھیلی چھوڑ دی کیونکہ نظر دھندلا گئی تھی۔

جب میری عمر بارہ برس کی تھی تو میرے والد میرے لئے پہلی رائفل خرید کر لائے تھے اور انھوں نے جس رائفل کا انتخاب کیا تھا وہ پوائنٹ بائیس کی اور ایک شاٹ کی تھی۔ جب لڑکا خرگوش کا شکار کر رہا ہو اور جانتا ہو کہ بندوق میں صرف ایک ہی گولی ہے اور یہی گولی پہلی اور آخری ہے اور اس کے بعد شکار کو مارنا ممکن نہیں تو پھر وہ ایک مشاق نشانے باز بن جاتا ہے۔

نظر جمانا مشکل تھا، سر چکرا رہا تھا اور بار بار نظر کے سامنے بھورا بادل سا آ جاتا تھا۔ میں نے آنکھیں پٹ پٹائیں تو بادل چھٹ گیا اور سلیڈ دوربین میں صاف آ گیا۔ وہ ذرا ہٹ کر بھاگنے لگا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے زد میں آنے دیا میرے کانوں میں خون بجنے لگا اور نظر پھر دھندلا گئی۔

میری انگلی نے بڑی کوشش کے بعد آخری دباؤ ڈالا، رائفل نے میرے شانے

کو ایک زبردست دھکا دیا اور سلیڈ کی موت گولی کی صورت میں نالی سے نکل کر دو ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اس کی طرف چلی۔ دور سے نظر آتا ہوا سلیڈ اس کٹھ پتلی کی طرح اچھلا جس کی ڈوریاں یکایک کاٹ دی گئی ہوں، وہ گرا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

میرے کانوں میں شور انتہا کو پہنچ گیا اور میں بھی گرا، سر چکرانے لگا اور پھر آنکھوں کے سامنے منڈلاتا ہوا بھورا بادل کالا ہو گیا اور پھر میں بیہوش ہو گیا۔

آخری آواز میں نے الیان کی سنی۔ وہ میلوں دور سے مجھے پکار رہی تھی

(۴۳)

"وہ ایک جھوٹی مہم تھی۔ ایک چال تھی" ٹیگارٹ نے کہا۔

میں کفلاوک کے ہسپتال کے ایک کمرے میں بستر پر پڑا ہوا تھا اور کمرے کے دروازے پر ایک سپاہی مستعدی سے پہرہ دے رہا تھا اس لئے نہیں کہ میں قیدی تھا بلکہ اس لئے کہ متجسس نظریں اندر جھانکنے کی کوشش کر رہی تھیں مقامی اخبارات کو اندھیرے میں رکھا گیا تھا یا خود انھوں نے میرے کیس پر کامیابی سے پردہ ڈال دیا تھا اور حقیقت چھپانے کے لئے انھوں نے پتہ نہیں کیا کچھ لکھ مارا تھا۔ سارے ہی محافظ اس مہم کے متعلق خاموش تھے کیونکہ ان کی بہتری اسی میں تھی اور اگر آئس لینڈی حکومت جانتی تھی کہ کیا ہوا تو وہ بھی انجان بنی ہوئی تھی۔

ٹیگارٹ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ یہ امریکی تھا جس کا تعارف ٹیگارٹ نے آرتھر ریان کہہ کر کرایا۔ میں نے ریان کو پہچان لیا۔ آخری دفعہ

میں نے اسے فلیٹ کی رائفل کی دوربین سے دیکھا تھا۔ وہ کوہ بودراہاں کے دوسری طرف امریکی ہیلی کوپٹر کے قریب کھڑا ہوا تھا۔

یہ دونوں حضرات یہ دوسری دفعہ میرے پاس آئے تھے۔ پہلی دفعہ جب وہ آئے تھے تو میں مارفیا کے اثر میں اور بے سُدھ تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ دو سوال نہ پوچھتا۔

"الیان کیسی ہے؟"

"بہت اچھی۔ فکر نہ کرو" ٹیگارٹ نے تسلی آمیز لہجے میں کہا "بلکہ تمہارے بدن کی جو حالت ہے اس سے تو اس کی حالت بہتر ہی ہے" اور اس نے مجھے بتایا کہ چونکہ گولی چٹان سے ٹکرانے کے بعد اور وہاں سے اچٹ کر الیان کے لگی تھی اس لئے اپنی قوت کھو چکی تھی چنانچہ وہ اس کی دو پسلیوں کے درمیان گوشت میں دھنس گئی" وہ بے حد سالم اور تندرست ہے ــ یعنی اس حالت میں جتنی ہو سکتی ہے" وہ بڑی بشاشت سے بولا۔

میں نے غصے اور ناپسندیدگی سے اس کی طرف دیکھا لیکن میری حالت ایسی ہو رہی تھی کہ اپنے ان جذبات کا اظہار نہ کر سکا۔ چنانچہ میں نے پوچھا:۔

"میں یہاں کیسے پہونچا؟"

میرے اس سوال پر ٹیگارٹ نے ریان کی طرف دیکھا۔ مؤخر الذکر نے اپنی جیب سے پائپ برآمد کیا، قدرے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا اور پھر واپس جیب میں رکھ کر کہا:۔

"مسٹر اسٹیورٹ! وہ لڑکی ــــ کمال ہے وہ تو۔ میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے"

"کیا ہوا؟"

"جب تم بیہوش ہو گئے تو اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ چند ثانیوں تک وہ سوچتا رہا، پھر نیم رقی بھری اور اس مکان میں مزید سوراخ پیدا کر دئے"
مجھے یاد آیا کہ کسی کو مرتے دیکھ کر یا مار کر الیان کی کیا حالت ہو جاتی تھی۔
"کسی کو مارا دار ابھی اس نے؟" میں نے پوچھا۔
"میرے خیال میں نہیں" ریان نے کہا "سارا نقصان تو تم نے ہی کیا تھا۔ اس نے سارا گولا بارود ختم کر دیا ــــ اور تم جانو بہت زیادہ تھا وہ ــــ اور پھر منتظر رہی کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ کچھ نہ ہوا۔ چنانچہ وہ اٹھی اور دوڑتی ہوئی اس مکان میں گھس گئی ــــ اور یہ بڑی جیداری کا کام تھا مسٹر اسٹیورٹ"
میرا بھی یہی خیال تھا۔
ریان نے کہا: "وہاں اسے فون مل گیا چنانچہ اس نے یہاں مرکز کو فون کر کے کمانڈر نارڈنگر سے رابطہ قائم کیا۔ اسے عمل پر آمادہ کرنے کے لئے اس نے بڑے اصرار سے کام لیا اور جب فون مردہ ہو گیا تو نارڈنگر اور بھی بے چین اور پریشان ہو گیا" وہ مسکرایا "اب اگر وہ لڑکی بیہوش ہو گئی تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ وہ مکان تو مذبح بنا ہوا تھا۔ پانچ لاشیں اور دو زخمی"
"تین زخمی" ٹیگارٹ نے کہا "سلیٹر ہمیں بعد میں ملا"
اس کے تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں چلے گئے کیونکہ اس وقت گفتگو کرنے کے قابل نہ تھا۔ لیکن چوبیس گھنٹے بعد وہ پھر آئے اور اب ٹیگارٹ مجھے اس "جھوٹی اور بنائی ہوئی" مہم کے متعلق بتا رہا تھا۔
"میں الیان سے کب مل سکتا ہوں؟" میں نے پوچھا۔
"آج سہ پہر کو" ٹیگارٹ نے کہا "وہ اچھی ہے۔ تم فکر نہ کرو"
"اور یہی تمہارے حق میں اچھا ہو گا۔ اگر اسے کچھ ہو گیا ہوتا تو......"

اس نے غضبناک نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
ٹیگارٹ مرعوب ہو کر کھنکھارا۔
"تم معلوم کرنا نہیں چاہتے کہ یہ سب بھاگ دوڑ کیوں تھی اور کیا تھی؟"
اس نے پوچھا۔
"بے شک۔" میں نے کہا "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے میری جان لینے کی ہر ممکن کوشش کیوں کی" میں نے ریان کی طرف دیکھا "یہاں تک کہ اس کے لئے اس نے سی۔ آئی۔ اے۔ کی مدد حاصل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا"
"جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ ایک بنیادی مہم تھی اور اس کی اسکیم امریکہ کے چند سائنسدانوں نے بنائی تھی" ٹیگارٹ نے اپنی ٹھوڑی کھجلائی "کبھی تم نے ٹائمز کے معمے بھرنے کی کوشش کی ہے یا ان پر غور کیا ہے کبھی؟"
"نہیں۔ لیکن خدا کے لئے۔ ٹائمز کے معموں کا یہاں کیا ذکر؟"
ٹیگارٹ مسکرایا۔
"اس کو یوں سوچو کہ کوئی تخلیقی دماغ والا بیحد عالم آٹھ گھنٹوں میں اسے تیار کرتا ہے اور پھر اس کا بلاک بنا کر اسے پرچے میں چھپایا جاتا ہے چنانچہ معمہ تیار کرنے کے لئے صرف چند آدمیوں کی خدمات اور تھوڑا سا وقت درکار ہوتا ہے۔"
"تو؟"
"لیکن اسے حل کرنے کے لئے ٹائمز کے دس ہزار پڑھنے والے کئی گھنٹوں بلکہ دنوں اور ہفتوں تک اپنا دماغ لڑاتے ہیں۔ اور نتیجہ کچھ بھی نہیں برآمد ہوتا ہے صرف ایک دماغ کی اپج اور صرف چند آدمیوں کی چند گھنٹوں کی ہزاروں دماغوں کو ہفتوں اور مہینوں تک نہ صرف کام پر لگا دیتی بلکہ انھیں پریشان بھی کر دیتی ہے" ٹیگارٹ نے ریان کی طرف دیکھا "میرے خیال میں یہاں سے آگے اب تم کہو۔"

چنانچہ ریان نے اپنی نیچی اور گمبھیر آواز میں کہا :۔

"ان دنوں مادی سائنس میں بہت سی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں جن کا فوری استعمال سمجھ میں نہیں آیا۔ اس کی ایک مثال وہ ایک احمقانہ مادہ ہے جسے پوٹی کہتے ہیں۔ یہ چیز دیکھی ہے کبھی؟"

"اس کے متعلق سنا ہے کبھی دیکھی نہیں یہ چیز" میں نے جواب دیا۔ میں حیران تھا کہ یہ لوگ کیا کہنا چاہتے تھے۔

"بڑی حیرت انگیز چیز ہے یہ پوٹی" ریان بولا "اسے ربڑ کی طرح موڑا جا سکتا ہے لیکن اسے میز یا فرش پر رکھ دیا جائے تو یہ چیز پانی کی طرح بہہ جائے گی۔ اس کے علاوہ اگر اس پر ہتھوڑی ماری جائے تو یہ شیشے کی طرح ٹوٹ جائے گی اور اس کی کرچیاں بکھر جائیں گی۔ تم خیال کرو گے کہ ایسی کئی خصوصیات کی حامل چیز بڑے کام کی ہو گی۔ اب تک اس کا استعمال کسی کی سمجھ میں نہیں آیا"

"اب وہ لوگ اس چیز کو شاید گولف کی گیند کے بیچ میں رکھ رہے ہیں" ٹیگارٹ نے کہا۔

"اسی طرح برقی سائنس میں بھی چند ایسی ایجادیں ہیں جن کا نہ تو کوئی استعمال ہے اور نہ ہی کوئی سر پیر" ریان نے کرسی میں بے چینی سے پہلو بدلا "اجازت ہو تو میں تمباکو پیوں؟"

"خوشی سے" میں نے کہا۔

چنانچہ اس نے جیب میں سے ایک بار پھر پائپ نکالا اور اس میں تمباکو بھرنے لگا۔

"چنانچہ ایک سائنسداں کو جس کا نام ڈیوس ہے، ایک خیال بلکہ ایک شرارت سوجھی۔ یہ سائنسداں کچھ زیادہ ہوشیار نہ تھا۔ کم سے کم چوٹی کا نہ تھا

لیکن اسے جو خیال سوجھا تھا وہ کمال کا تھا حالانکہ اس کا استعمال اس نے محض مذاق کے لئے کیا تھا۔ اس نے سوچا کہ ایک ایسا برقی پیکٹ بنایا جائے جو بڑے سے بڑے دماغ کو الجھادے۔ چنانچہ اس نے ایک ایسا برقی پیکٹ بنایا اور پانچ چوٹی کے سائنسداں اس کا معمہ حل کرنے میں چھ ہفتوں تک مغز ماری کرتے رہے اور اس کے بعد ہی یہ انکشاف ہوا کہ انھیں بیوقوف بنایا گیا تھا۔"

بات کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی تھی۔

"تو — یوں ہے — جھوٹی یا بناوٹی مہم" میں نے کہا۔

ریگان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ پانچ سائنسداں جو بیوقوف بنے تھے ان میں سے ایک ڈاکٹر آتھول تھے اور انھیں اس میں امکانات نظر آئے۔ انھوں نے ایک اہم شخصیت کو ایک خط لکھا اور یہ خط پھر ہم تک بھی پہنچایا گیا۔ اس خط کا ایک فقرہ گویا حاصل خط تھا کہ ڈاکٹر آتھول نے لکھوا تھا کہ 'یہ حکمت کی ایک کھڑکی مثال ہے۔' کوئی بھی بیوقوف ایک ایسا سوال پوچھ سکتا ہے جس کا جواب لقمان بھی نہیں دے سکتا — ڈیوس نے جو پیکٹ بنایا تھا وہ ایک حد تک سیدھا اور ان گھڑسا تھا لیکن ہم نے جو بنایا وہ حقیقت میں ایک چیستان تھا اور اس کا کچھ کام نہ تھا۔ یعنی یہ کچھ کرکے نہ دیتا تھا۔"

مجھے نارڈنگر کی پریشانی یاد آئی تو میں ہنس پڑا۔

"کس بات پر ہنس رہے ہو؟" ٹیگارٹ نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔ خیر آگے کہو۔"

"اب بات سمجھ میں آئی تمھارے اسٹیورٹ؟" ٹیگارٹ نے کہا "اور مقصد بھی سمجھے؟ بلکہ نامز کے معمے جیسا معاملہ ہے۔ پیکٹ کی تیاری میں زیادہ

دماغ نہ لڑانا پڑا۔ تین سائنسداں اسے ایک برس تک بناتے رہے اور بس۔ لیکن اگر ہم نے یہ پیکٹ روسیوں تک پہونچا دیا تو روس کے بہترین دماغ ایک طویل عرصے تک اس انجیئرے کو سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں گے چنانچہ اس طرف متوجہ اور مصروف رہیں گے۔ لیکن لطیفہ اس میں یہ تھا کہ اس کے بعد بھی وہ نہ تو اس کا مصرف معلوم کر سکیں گے اور نہ ہی اس کا کوئی جواب حاصل کر سکیں گے۔"

"لیکن اب ایک مسئلہ درپیش تھا" ریان نے کہا "یعنی یہ کہ اسے روسیوں تک کیسے پہونچایا جائے۔ بہرحال ہم نے اس کی ابتدا یوں کی کہ سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت اور خفیہ طریقے سے، اور یہ ظاہر کر کے کہ کہیں کوئی پھوٹ گیا ہے، انھیں یہ اطلاعات دیتے رہے۔ اطلاع یہ تھی کہ امریکن سائنسدانوں نے حیرت انگیز خصوصیات کا حامل ایک راڈر ایجاد کیا ہے۔ اس کی پہونچ انفنٹی تک ہے اور یہ راڈر اسکرین پر صرف متحرک داغ نہیں بلکہ مکمل تصویر پیش کرتا ہے اور اس پر ارضی اتھل پتھل اور فضا کا اثر نہیں ہوتا چنانچہ بمبار ہوائی جہاز بہت نیچے پرواز کر رہے ہوں تو یہ راڈر ان کو بھی اسکرین پر صاف صاف دکھا دیتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی مفید چیز حاصل کرنے کے لیے کسی بھی ملک کا حکمراں اپنی بیٹی تک کو فروخت کر دینے کے لیے تیار ہو جاتا۔"

اس نے کھڑکی کے باہر اشارہ کیا۔

"سامنے وہ عجیب سا انٹینا دیکھ رہے ہو؟ وہی ہمارا مضحکہ خیز یا احمق بنانے والا راڈر ہے۔ ظاہر کیا گیا کہ اس کا میدانی تجربہ یہاں کفلاوک میں کیا جائے گا۔ نقل کو اصل بنانے کے لیے ہم نے مزید یہ کیا کہ پچھلے چھ ہفتوں سے جیٹ فائر طیاروں کو فضا کا دباؤ معلوم کرنے کے لیے گشت پر لگا دیا اور تب ہم نے نم انگریزوں کو بھی اس میں شریک کر لیا۔"

ٹیگارٹ نے کہا " اور ہم نے روسیوں تک ایک اور کہانی پہونچائی۔ یعنی ظاہر یہ کیا کہ ہمارے امریکی دوست راڈر کے راز کو اپنے تک ہی رکھ رہے ہیں چنانچہ ہم بے حد خفا ہیں۔ اس قدر خفا کہ اس راڈر کا راز معلوم کرنے کے لئے ہم میدان میں آ گئے ہیں اور اس کا ایک اہم پرزہ حاصل کرنے کے لئے ہم نے اپنے ایک جاسوس کو یہاں بھیج دیا ہے" اس نے چٹکی بجا کر میری طرف اشارہ کیا " اور وہ جاسوس تم ہو "

میں نے تھوک نگل کر اپنا خشک حلق تر کیا۔

" تو تم چاہتے تھے کہ وہ پلیٹ میں روسیوں کو حاصل کرنے دوں؟" میں نے پوچھا۔

" بالکل " ٹیگارٹ نے کہا " تمہارا انتخاب گویا فی البدیہہ کیا گیا۔ سلیڈ نے تمہارا نام تجویز کیا اور میں نے اس سے اتفاق کیا۔ سلیڈ نے کہا۔ اور میں نے اس سے اتفاق کیا۔ کہ اب تم کام کے جاسوس نہیں رہے بلکہ محض بیکار ہو ہمارے لئے لیکن تمہارے انتخاب میں ہمیں فائدہ یہ تھا کہ روسی نہ صرف تم سے واقف تھے بلکہ تمہیں ایک بے حد اچھا جاسوس بھی تسلیم کرتے تھے چنانچہ سب تیاریاں ہو گئیں۔ اور تم نے سب کو بیوقوف بنایا۔ ہمیں بھی اور روسیوں کو بھی۔ روسی تسلیم کریں یا نہ کریں بہر حال میں کہتا ہوں کہ تم نہ صرف کامیاب بلکہ بہترین جاسوس ہو "

میرا غصہ ایک دم سے انتہا کو پہونچ گیا اور میں نے کہا :۔

" کتیا کے جنے۔ حرام کے پلے۔ تم نے مجھے پہلے ہی یہ سب کچھ بتا دیا ہوتا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا جو ہوا "

" اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر یہ مہم حقیقی نہ معلوم ہوتی " وہ برا مانے بغیر بولا۔

"میرے خدا" میں نے کہا "تم نے مجھے داؤں پر لگایا جس طرح روسیوں نے سویڈن میں کنا کن کو داؤں پر لگا دیا تھا" میں مسکرایا "لیکن یہ مہم ــ یعنی یہ مذاق اس وقت گمبھیر بن گیا ہوگا جب یہ انکشاف ہوا ہوگا کہ سلیڈ اصل میں روسی جاسوس ہے۔"

ہیگارٹ نے کنکھیوں سے ریان کی طرف دیکھا اور پھر کہا:۔

"ہمارے امریکی دوست اس پر ذرا خفا تھے کیونکہ اس سے مہم کا مقصد ہی فوت ہوگیا تھا" اس نے ایک لمبا سانس لیا "یہ ـــ دہری جاسوسی شیطانی چرخہ ہے۔ اگر ہم جاسوسوں کو نہ پکڑیں تو پھر سب خوش رہیں۔ لیکن جب ہم جاسوس پکڑ لیتے ہیں تو پھر اعتراضات کی بوچھار ہونے لگتی ہے ہر طرف سے یہ کہ ہم اپنا فرض ٹھیک سے انجام نہیں دے رہے ہیں"

"یہ تمہاری ناانصافی ہے" میں نے کہا "سلیڈ کو تم نے کہاں پکڑا ہے؟"

اس نے جلدی سے موضوع بدل دیا۔

"خیر تو ـــ سلیڈ اس مہم کے چارج میں تھا"

"ہاں" ریان نے سر ہلایا "دونوں طرف سے چارج میں تھا۔ بھئی اسکی تو پانچوں گھی میں اور سر کڑھائی میں تھا گویا اور اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ اسے ناکامی ہو ہی نہیں سکتی" وہ آگے کی طرف جھک گیا "بات یہ ہے کہ ایک دفعہ روسیوں کو اس مہم کی اصلیت معلوم ہو جاتی تب بھی وہ پیکٹ بہرحال حاصل کرتے۔ کیونکہ اس طرح اگر انھیں یقین ہو جاتا کہ یہ ظاہر کرکے کہ وہ بیوقوف بنے ہیں نہیں بیوقوف بنا سکتے۔ یہ گویا ایک دوسرے کو الو بنانا تھا۔"

میں نے ناپسندیدگی سے ہیگارٹ کی طرف دیکھا۔

"تم اعلیٰ درجے کے حرامی ہو" میں نے کہا "تمھیں یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ میری

جان لینے کی کناکن ہر ممکن کوشش کرے گا۔"

"نہیں تو۔ کناکن کے متعلق میں کچھ نہ جانتا تھا" میگارٹ نے کہا "بیکار کو احساس ہوا ہوگا کہ وہ ایک عمدہ آدمی کو بیکار کر رہا ہے چنانچہ اس نے کناکن کو اس مہم پر بھیج کر اسے دوبارہ اس کے پسندیدہ کام پر فائز کر دیا۔ شاید اس میں بھی سلیڈ کا ہاتھ ہو۔"

"ضرور ہوگا" میں نے کہا "اور چونکہ مجھے گویا اس مہم پر مرنے کے لئے ہی بھیجا گیا تھا اور سلیڈ کو یقین تھا کہ میں بہرحال کامیاب نہ رہوں گا۔ اس لئے انھوں نے کناکن کو جو آدمی دئے وہ نرے گاؤدی تھے کہ اس نے ان کی شکایت خود میرے سامنے کی تھی" میں نے میگارٹ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں "اور جیک کیس کے متعلق کیا کہتے ہو؟"

"وہ میرے اس حکم کی تعمیل کر رہا تھا کہ تمھیں بہرحال روسیوں تک پہونچا دے۔ اسی لئے گاتیسر میں جب مقابلہ ہوا تو اس نے تمھاری کوئی مدد نہ کی لیکن جب اس نے سلیڈ سے گفتگو کی تو اس وقت تم سلیڈ کے خلاف اس کے کان بھر چکے تھے۔ چنانچہ اس معاملے میں سلیڈ کی زبان کھلوانے کی کوشش کی ہوگی لیکن سلیڈ بے حد ہوشیار آدمی ہے چنانچہ وہ اس معاملے کی تہہ کو پہونچ گیا چنانچہ یوں جیک کیس کا خاتمہ ہو گیا۔ سلیڈ اپنا راز قائم رکھنے کے لئے کسی بھی کام سے دریغ نہ کر رہا تھا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آخر میں اس پرتی پٹیٹ سے زیادہ تم اس کے لئے اہم بن گئے تھے۔"

"خدا اسے جنت نصیب کرے۔ بہت اچھا آدمی تھا جیک کیس" میں نے کہا "سلیڈ کی حقیقت پر سے پردہ کب اٹھا؟"

"مجھے اعتراف ہے کہ اس معاملے میں میں نے کاہلی کا ثبوت دیا۔

جب تم نے مجھے فون کیا تو مجھے تمہارے پاگل پن پر سخت غصہ آیا۔ لیکن کیتھ کو یہاں بھیجنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں سلیڈ سے رابطہ قائم نہ کر سکتا ہوں۔ وہ کمبخت کہیں روپوش تھا۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ کم عمری میں فن لینڈ میں تھا اور یہ کہ اس کے والدین زمانہ جنگ میں مارے گئے تھے تو مجھے یاد آیا کہ تم نے لانسڈیل کا ذکر کیا تھا اور میں نے سوچا کہ کہیں ایسی ہی چال تو نہیں چلی گئی ۔۔۔ لیکن جب جیک کیس کی لاش اس طرح ملی کہ اس کے سینے میں تمہارا چاقو پیوست تھا تو میری سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا کیا مطلب تھا" اس نے ریان کی طرف دیکھا "وہ چاقو؟"

"کیا؟ ۔۔ اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔ چاقو" اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں سے سنہان دونٹ نکالا " یہ ہم نے پولیس سے حاصل کیا ہے۔ میرے خیال میں تم اپنا چاقو تو واپس لینا چاہو گے" اس نے چاقو میری طرف بڑھا دیا۔ بہت خوبصورت چاقو ہے یہ۔ اور اس کے دستے میں جو چمکدار ہیرا جڑا ہوا ہے ۔۔۔ اس کی تو کیا بات ہے"

میں نے چاقو لے لیا۔ پولستانی شخص نے اسے "منا" کہا ہوتا۔ میرے جد قدیم عبدالمجید نے اس کا نام "خون پینے والا" رکھا تھا۔ یوں میں اس کا نام "شہ رگ کھولنے والا" پڑا۔ لیکن میرے لئے یہ میرے دادا اور ان سے پہلے ان کے دادا کی تبرک نشانی تھا اور بس میں نے اسے بستر کے قریب میز پر رکھ دیا۔

"تمہارے آدمیوں نے مجھ پر گولیاں چلائیں۔ کیوں؟" میں نے ریان سے پوچھا۔

"تم تو بھائی اپنے آپ میں نہ رہے تھے۔ اور پوری مہم غارت ہو رہی

تھی۔ ہم لوگ ہیلی کوپٹر میں اس منحوس ویرانے پر سے گزر رہے تھے کہ تمہیں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ روسی تمہارا تعاقب کر رہے تھے چنانچہ ہم نے سوچا کہ تم بچ نکلو گے اور روسیوں کے ہاتھ نہ آؤ گے چنانچہ تمہیں روکنے کے لئے ہم نے ایک اپنا آدمی اتار دیا۔ لیکن چوری چھپے کیونکہ ہم روسیوں پر یہ ظاہر کرنا نہ چاہتے تھے کہ ہم نے قصداً تمہیں روکا ہے۔"

"شکر کرو کہ اس وقت تم زندہ ہو" میں نے کہا "پچھلی دفعہ میں نے تمہیں فلیٹ کی رائفل کی دوربین سے دیکھا تھا"

"میرے خدا" وہ بولا "شکر ہے کہ اس وقت میں اس سے بے خبر تھا۔ فلیٹ کا ذکر آیا ہے تو کہتا ہوں کہ تم نے اسے بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔ لیکن وہ بچ جائے گا" اس نے اپنی ناک رگڑی "فلیٹ نے اپنی رائفل سے گویا شادی کر لی ہے چنانچہ وہ اسے واپس چاہتا ہے"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ اگر فلیٹ کو اپنی رائفل سے اتنا ہی پیار ہے تو اسے اپنی رائفل لینے کے لئے یہاں آنے دو"

"وہ شاید ہی یہاں آئے۔ بھائی! ہمیں تو تم نے عاجز کر دیا ہے اور ہم سب تم سے بھر پائے ہیں"

"ایک بات رہی جاتی تھی چنانچہ میں نے کہا:۔

"تو سلیڈ زندہ ہے"

"ہاں" ریان نے کہا "تمہاری گولی اس کے پیروں میں لگی ہے۔ اگر کبھی وہ چل سکا تو اس کے کولہے کی ہڈی فولادی پنوں سے جڑی ہوئی ہوگی" "اور چلتا ہوا سلیڈ آئندہ چالیس برسوں کے لئے جیل میں مقیم ہوگا" پکارٹ

نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا "یہ سارا معاملہ سیکریٹ ایکٹ کے تحت آ جاتا ہے اسٹیورٹ۔ چنانچہ اس میں خاموش رہنا ہی ہے کہ بات ظاہر نہ ہو۔ ایک امریکی طیارے میں سلیڈ کو گزشتہ کل انگلستان پہونچا دیا گیا ہے۔ صحت یاب ہوتے ہی اس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ بہر حال تم اپنی زبان بند رکھنا اور تمہاری وہ دوست ایان بھی۔ اور تم جتنی جلد اسے برطانوی رعایا بنا لو اتنا ہی اچھا ہوگا۔ مجھے خوشی ہوگی اس کی۔ کیونکہ اس طرح اس پر میرا کچھ اختیار تو ہوگا"

"ٹیگارٹ! تم اول درجے کے خود غرض ہو۔ ہر جگہ اپنا ہی فائدہ دیکھتے ہو"

ریان اٹھ کر چلا اور دروازے میں کھڑے ہوئے ٹیگارٹ کے قریب پہنچ کر میری طرف گھوم گیا۔

"مسٹر اسٹیورٹ! سر ڈیوڈ ٹیگارٹ تمہارے بہت زیادہ احسان مند ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ خالی خولی شکریہ سے تمہیں نہ ٹرخائیں گے"

اس نے ٹیگارٹ کی طرف دیکھا اور ٹیگارٹ نے کہا۔

"بے شک۔ بے شک۔ تم اس کے مستحق ہو۔ مثلاً تمغہ۔ اگر تم ایسی معمولی چیز سے خوش ہو جاؤ تو"

"میں صرف ایک چیز چاہتا ہوں" میں نے کہا۔

"کیا؟"

"تمہاری غیر موجودگی ــــ مستقل طور پر۔ جب تک تم ہم سے دور رہوگے میں خاموش رہوں گا لیکن اگر تم یا ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی کبھی بھولے سے بھی ہماری نظر کی حدود میں آیا تو میں صور پھونک دوں گا"

"اب تمھیں کبھی پریشان نہ کیا جائے گا" ٹیگارٹ نے کہا اور وہ چلے

گئے لیکن دوسرے ہی لمحے دروازے میں سے سر نکال کر بولا "میں تازہ انگور بھجوا رہا ہوں تمہارے لیے۔"

(۴)

سی۔ آئی۔ اے اور امریکن نیوی کی مہربانی سے ریان نے ایک خاص طیارے میں مجھے اور الیان کو اسکاٹ لینڈ پہونچا دیا اور ٹیگارٹ کے دیئے ہوئے خاص لائسنس کی وجہ سے گلاسکو میں میری اور الیان کی شادی اس طرح سے ہوئی کہ ہم دونوں اب بھی "مرہم پٹیوں" میں تھے۔

میں الیان کو جو اب باقاعدہ میری بیوی تھی، ساگورڈگ کی وادی میں لے آیا۔ اسے یہاں کا منظر بہت پسند آیا خصوصاً درخت لیکن میری کوٹھی یا جھونپڑا اسے کچھ زیادہ پسند نہ آیا۔ یہ چھوٹا سا تھا اور الیان کی طبیعت اس میں گھبرا رہی تھی اور اس میں تعجب کی بات نہ تھی۔ جو چیز ایک کنوارے کے لئے مناسب ہوتی ہے وہ شادی شدہ کے لئے نامناسب ہوتی ہے۔

"بھئی میں بڑے گھر میں نہ رہوں گا" میں نے کہا "ہم اسی میں رہیں گے اور شوہر اور بیوی کے فرائض انجام دیں گے۔ یہ کوٹھی میں شکار کے موسم میں ان امریکیوں کو کرائے پر دے دیتا ہوں جو شکار کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ ہم یہ کوٹھی تو شکاریوں کے لئے رہنے دیں گے اور اپنے لئے دوسری کوٹھی وادی کے سرے پر اور دریا کے کنارے پر بنالیں گے"

اور ہم نے ایسا ہی کیا۔

نلیٹ کی رائفل اب بھی میرے پاس ہے۔ میں نے اسے بطور

ٹرافی کے آتشدان پر نہیں سجایا ہے بلکہ دوسرے ہتھیاروں کے ساتھ شیشے کی الماری میں رکھا ہے۔ میں اسے کبھی کبھی استعمال کر لیتا ہوں اور میں خوش ہوں اور الیان خوش ہے اور منظر حسین ہے چنانچہ راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔

ختم شد

منظر الحق علوی
۲۵ نومبر ۱۹۷۶ء

محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین

محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین